UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226139
UNIVERSAL
LIBRARY

وذکر فان الذکری تنفع المومنین

الحمد رسالہ آپ فاستوال جل حضرت مولوی الحاج محمد احمد حسین صاحب قادری رفاعی

افادات مشہور

در رد

ادب القبور

باہتمام مولوی سید علی صاحب قادری حیدرآبادی المتخلص بصادق

در مطبع عثمانی پریس طبع شد
۱۳۳۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ و نتوکل علیہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ واز واجہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین۔

اما بعد احقر العباد متوسل بارگاہ غوث الثقلین فقیر احمد حسین قادری الرفاعی ابن مولوی قاضی حافظ محمد خلیل الرحمن صاحب نقشبندی مرحوم ومغفور خلیفۂ حضرت مسکین شاہ صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ مؤلف رسایل احادیث قدسیہ وتاریخ برہان پور وغیرہما آج سے چھہ سات سال پہلے یہ رسالہ اس غرض سے تالیف کیا تہا کہ اپنے برادران دینی کو فرقہ ضالہ وہابیہ کے عقاید بد کے اثرات سے محفوظ رکہنے مین مدد دے چنانچہ اس فرقہ کے ایک شخص نے ایک رسالہ شایع کیا تہا جسمین زیارت قبور وغیرہ کے متعلق اخفائے حق واظہار باطل کی کوشش کی تہی اس لئے اس ہیچمیرز وہیچمدان نے احقاق الحق وابطال الباطل کی سعی اپنے اس رسالہ کے ذریعہ کرکے کامیابی حاصل کی۔ اور اپنے شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کے مشاہیر ومستند علماء کرام ومشایخین عظام کے آرائے مہر انجلا سے اس رسالہ کو زینت دی جن سے مسلمانون کی آنکہون مین نور اور مومنون کے دل مین سرور کا اضافہ ہو چونکہ

اُسوقت رسالہ کو زیور طبع سے آراستہ کرنیکا موقعہ نہ ملا تھا کیونکہ اس سے اظہار نام
نمود غرض نہ تھی بلکہ صرف ختم حجت مراد تھی لہذا وہ رسالہ یونہی میرے ہان رکھا رہا۔
اب بوجہ اسکے کہ اکثر علماء کرام و واعظین اسلام بقضائے الٰہی اس دار المحن سے
جنات عدن کی طرف بلا لئے گئے اور تقریباً میدان خالی نظر آیا تو پھر اُس فرقہ ضالہ وہابیہ
کی دبی دبی آوازین اِدہر اُدہر سے گوش زد ہونے لگین اور بعض میرے دوست احباب
نے انہین مسئلون کا استفسار کرنا شروع کیا جنکو مین نے ایک رسالہ کی صورت مین
جمع کر دیا تھا بعض احباب نے باصرار فرمایش کی کہ یہ زمانہ مسرت اقتران و آوان بہجت
قران ہمارے بادشاہ ولی نعمت۔ **بیت**

آن کیست کہ شہرہ شدہ تا عالم بالا　　عثمان علی سلمہ اللہ تعالے

اعلیحضرت قوی شوکت قدر قدرت بندگانی متعالی مدظلہ العالی دارائے اقلیم دکن
خاقان المفخم رئیس المعظم اعنی النواب **میر عثمان علی خان بہادر** نظام الدولہ نظام الملک
آصفجاہ سابع فتح جنگ سپہ سالار مظفر الممالک خلد اللہ سلطنتہ وابد اللہ دولتہ وزاد اللہ عمرہ
واقبالہ واجلالہ واولادہ واحفادہ کا مبارک عہد معدلت مہد ہے اس دور مین دودہ کا
دودہ پانی کا پانی حق کا حق باطل کا باطل صاف صاف بلا اختلاف آئینہ کی طرح ظاہر
وباہر ہو رہا ہے اسلئے نہایت مناسب ہے کہ یہ رسالہ بھی اپنے انوار حق سے عالم مین
روشنی پھیلائے اور اس کا نام **افادات جمہور فی رد آداب قبور** رکھا گیا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

(قولہ) سوال دوستان - اجی برادر صاحب یہ فرمایئے ساتھہ دلایل قوی کے کہ قبرون کی زیارت کرنا جیسا کہ مردون کو درست ہے اُسی طرح عورتون کو بھی درست ہے یا نہین - جواب برادر اے بھائیو عورتون کو قبرون کی زیارت قول صحیح سے مکروہ تحریمی ہے چنانچہ مستملی شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے کہ قبرون کی زیارت مردون کو مستحب ہے اور عورتون کو مکروہ اور مجالس وعظ مین لکھا ہے کہ عورتون کو قبرستان مین جانا حلال نہین کہ مشکوۃ شریف مین ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے اُن عورتون پر جو قبرون کی زیارت کرتے ہین -

(اقول) چشم بد دور کیا کہنا ہے لیاقت ہو تو ایسی ہو جناب عالی دلایل قوی تحریر کیجئے دلایل جمع ہے اُس کی صفت قویہ مونث چاہیے دلایل کے بعد لفظ قوی مذکر تحریر کرنا یہ آپ کی جہالت کی نشانی ہے مسئلہ زیارت قبور واسطے عورتون کے مختلف فیہا ہے بعضے فقہا ومحدثین جو عدم جواز کے قایل ہین اُس کی وجہ یہ ہے کہ غالبًا عورتون مین قلت صبر اور جزع وفزع ہوتا ہے بنا برین زیارت قبور مردون کے لئے خاص کئے ہین لیکن اکثر فقہا ومحدثین جواز کے قایل ہین از انجملہ ملا علی قاری و شیخ الہند شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ ابن عابد شامی اور شمس الدین محمد صاحب جامع الزمور وغیرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب اشعۃ اللمعات مین جو شرح مشکوۃ کی ہے تحت حدیث (لعن زوارات القبور) کے قول امام ترمذی صاحب کا اسطرح تحریر فرماتے ہین - لعنت کی گئی عورتین زیارت کرنے والی قبرون کی منسوخ - وگفت ترمذی کہ این حدیث بود پیش از انکہ رخصت کند پیغمبر در زیارت قبور پس ہرگاہ کہ رخصت کرد آنحضرت در آمدند در رخصت او زنان و مردان وگفتہ اند بعضے

از اہل علم کہ آنحضرت مکروہ پنداشت زیارت قبور مر زنان را از جہت کمی صبر زنان و بسیاری بیصبری ایشان پس رخصت نزد این بعض مخصوص بمردان خواہد بود انتہی ترجمہ اور کہے ترمذی نے تہی یہ حدیث قبل اسکے کہ اجازت دیئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زیارت قبور کی پس جسوقت اجازت دیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اسکی اجازت مین مرد اور عورتین اور کہے ہین بعض فقہا کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم مکروہ سمجھے زیارت قبور بسبب کم ہونے صبر عورتون مین اور زیادہ ہونے بیصبری انہون مین پس اجازت نزدیک بعض کے مخصوص مردون کے لئے ہوگی۔

اور کہا میں یہ کہ حدیث مذکور الصدر منسوخ ہے اُس حدیث سے جو صحیح مسلم مین وارد ہے روایت بریدہ رضی اللہ عنہ (نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا) ترجمہ یعنی منع کیا تہا مین تم کو زیارت قبور سے پس زیارت کرو تم اُس کی اور ملا علی قاری مرقاۃ مین جو شرح ہے مشکوٰۃ کی اس طرح تحریر فرماتے ہین (فلما رخص عمت الرخصۃ لہن فیہ فظاہر ھذا الحدیث العموم لان الخطاب فی نہیتکم کانہ عام الرجال والنساء علی وجہ التغلیب او اصالۃ الرجال) ترجمہ یعنی پس جبکہ رخصت دی گئی عام ہوئی رخصت واسطے عورتون کے اس مین پس ظاہر اس حدیث کا حکم عام ہے کیونکہ خطاب (نہیتکم) مین البتہ وہ عام ہے واسطے مردون کے اور عورتون کے بطور غلبہ کے یا اصل ہونے پر مردون کے علی ہذا القیاس اور بہی دلایل مبسوطہ کتاب مذکور الصدر مین مندرج ہین جو چاہے اُس کتاب مین دیکہہ لیوے یہان بنظر اختصار اسی پر اکتفا کیا گیا اور (فزوروھا) صیغہ جمع مذکر حاضر کا ہے لیکن تبعاً عورتون کو بہی شامل ہے چنانچہ (واقیموا الصلوٰۃ) مین

صیغۂ (اقیمو) اگرچہ مردون کیلئے موضوع ہے لیکن خطاب مین عورتین بہی شامل ہین۔
اور فتاوی جامع الرموز مین مرقوم ہے (وزیارۃ القبور مستحبۃ للرجال و
کذا النساء علی الاصح) ترجمہ یعنی زیارت قبور مستحب ہے واسطے مردون کے
اور ایسا ہی واسطے عورتون کے اصح قول پر۔ اور فتاوی ردالمحتار جو حاشیہ ہے
درمختار کا اُس مین مندرج ہے (ولو للنساء) ترجمہ اور اگرچہ واسطے عورتونکے
(وقیل تحرم علیھن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لھن دجزم فی شرح المنیۃ با
الکراھیۃ لما مرّ فی اتباعھن الجنازۃ وقال الخیر الرملی ان کان ذالک
لتجدید الحزن والبکاء والندب علی ماجرت بہ عادتھن فلا تجوز
وعلیہ حمل حدیث لعن اللہ زایرات القبور، وان کان للاعتبار والترحم
من غیر بکاء والتبرک بزیارۃ قبور الصالحین فلا باس اذا کن عجایز و
یکرہ اذا کن شوّاب کحضور الجماعۃ فی المساجد وھو توفیق حسن انتھی)
ترجمہ اور قیل کلمہ تمریض ہے اور کہا گیا حرام ہے اُنپر اور اصح یہ ہے کہ تحقیق
رخصت ثابت ہے واسطے عورتون کے اور یقین کیا شرح المنیہ مین اُس کی کراہت
کو بسبب اُسکے کہ سابق مین جنازہ کے ہمراہ عورتون کو جانے کی نہی وارد ہوچکی ہے
اور کہا خیر رملی نے اگر عورتون کا مقصود جانے سے تازہ کرنا غم اور نوحہ کا ہے
اُس بناء پر جو جاری ہوئی ہے عادت عورتون کی پس نہین جایز ہے اس حالتمین
زیارت قبور اور اسی پر محمول ہے حدیث (لعن اللہ زائرات القبور) اور اگر مقصود
اُس کا یہ ہے کہ عبرت حاصل کرے یا رونا لغیر بکا کے کہ جسکی شارع نے اجازت
دی ہے یا برکت حاصل کیجاوے صالحین کی قبرون سے پس نہین ہے کوئی خوف

جبکہ وہ ہون عورتین بوڑھی اور مکروہ ہے حاضر ہونا جوان عورتون کا اُن کا حکم مانند حاضر
ہونے مسجدون کے ہے جماعت کے لئے اور یہ تطبیق بہتر ہے اور طحطاوی مین ہے
(وقیل تحرم علیھن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لھا بحوالہ بحرالرائق) انتھی
ترجمہ اور کہا گیا حرام ہے اُنپر اور صحیح قول ہے کہ ان کے لئے رخصت
ثابت ہے حوالہ سے بحرالرائق کے۔ جن فقہاؤن نے زیارت قبور واسطے
عورتون کے مکروہ لکھے ہین تو آنسرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر اطہر کی
زیارت کو مستثنیٰ کردیے ہین لیکن مصنف آداب قبور سے تعجب کیا جاتا ہے کہ
انہون نے استثنا نہین کیا شاید مصنف نے اس مسئلہ مین محمد بشیر شہسوانی
وابن تیمیہ کا مقلد ہوگا چنانچہ محمد بشیر شہسوانی نے حج کرکے واپس آیا اور زیارت
قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہا باوجود اسکے اپنی خطا پر نادم نہ ہوکر بجرارت تمام عدم ضرورت
زیارت نبوی کے متعلق چند رسایل بہی تالیف کیا جن کی تردید مین مولنا موسوی علی الجی
صاحب لکھنوی نے ایک کتاب ضخیم مسمی بسعی المشکور تصنیف فرماکے شایع کروادیے
اللہ تعالے مولانا موصوف کو جزاے خیر عطا فرماوے۔
(قولہ) اور اصول الاحتساب مین لکھا ہے کہ کسی شخص نے ایک قاضی سے پوچھا کہ عورتون کو
قبرستان مین جانا درست ہے یا نہین قاضی نے کہا تو اسکی جواز اور عدم جواز سے
مت پوچھ بلکہ یہ پوچھ کہ عورتون کو قبرستان مین جانے سے کس قدر لعنت ہوتی ہے
سو اب تو جان لے کہ جسوقت عورت قبرون پر جانے کا ارادہ کرتی ہے اُسیوقت
سے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتون کی لعنت مین گرفتار ہوجاتی ہے اور جسوقت سے دروازے
سے باہر نکلتی ہے تو ہر طرف سے اُسکو شیطان گھیر لیتے ہین اور جب وہان سے

پہرتی ہے تو اُسوقت سے گہر مین بیٹہی تک خدا کی لعنت بین رہتی ہے معاذ اللہ من ذالک
(اقول) یہ حکایت تہدید پر محمول کیجاوے ورنہ اہل اسلام کو لعنت کرنا ممنوع
ہے اور لعنت کرنا ایک ایسا امر عظیم ہے جسکے متعلق حدیث مین سخت وعید آئی ہے
اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین اس طرح تحریر فرماتے ہین کہ اگر کسی شخص مین سو
شبہہ کفر کے پائے جائین اور ایک شبہہ عدم کفر کا پایا جاوے تو قاضی ومفتی کو بہتر
ہے کہ اُسکے عدم کفر پر فتوی دین اور مشکوٰۃ شریف مین بحوالہ بخاری انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (من صلی
صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذي له ذمة الله
وذمة رسوله فلا تخفروا الله في ذمته رواه البخاري) ترجمہ
یعنی جو شخص کہ نماز پڑہا ہمارے طریقہ کی اور متوجہ ہوا ہمارے قبلہ کی جانب
اور کہایا ہمارے ذبیحہ کو پس مت عہد شکنی کرو اللہ کی اُسکے ذمہ مین روایت کی
اس حدیث کو بخاری نے۔ اور مشکوٰۃ کے باب الوسوسہ مین بحوالہ بخاری ومسلم
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(ان الله تجاوز عن امتي ما وسوست به صدورها مالم تعمل به او تتكلم
متفق عليه) ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا میری امت سے وہ چیز جو
بطریق وسوسہ کے اُن کے دلون مین آتی ہے جب تک کہ نہ عمل کرین اُس پر
یا نہ کہین۔ پس بمجرد قبرون پر جانیکے نیت سے لعنت مین گرفتار ہونا اسکے کیا معنی
ہوئے اور محض قول قاضی کا یہ کہ مجرد نیت کرنا مستلزم لعنت کا ہوتا ہے یہ
اثبات دعوی کے لئے کافی نہین ہوسکتا تا وقتیکہ منجانب شارع اُس پر کوئی

دلیل قطعی قایم نہ ہو۔ بلا دلیل قطعی اہل اسلام کو کافر یا ملعون کہنے سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ اہل سنت وجماعت کسی فاسق وفاجر کو کافر اور ملعون نہین کہتے ہین ہان البتہ خوارج مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہین اور معتزلہ کہتے ہین کہ نہ وہ مومن ہے نہ کافر شرح عقاید نسفی مین ہے (والکبیرۃ لاتخرج العبد المومن من الایمان) ترجمہ یعنی گناہ کبیرہ بندہ مومن کو ایمان سے نہین نکالتا ہے صرف قصہ وکہانی سے بلا دلیل قطعی اہل اسلام کو کافر کہدینا بڑی جرارت وبیباکی ہے خداوند کریم جمیع اہل اسلام کو ایسی جرارت وبیباکی سے محفوظ رکھے آمین۔

(قولہ) سلمان فارسی اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسجد سے نکلکر دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے اتنے مین حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر ہوین تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُنسے پوچھا کہ اے فاطمہ تم کہان سے آتی ہو صاحبزادی نے عرض کی کہ فلان عورت جو مرگئی ہے مین اُسکے گھر تک گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایئے کہ تو اسکی قبر پر گئی تھی تب حضرت بی بی صاحبہ نے عرض کی کہ خدا کی پناہ معاذ اللہ جو مین آپسے اُسکی بُرائی سنکر پھر ایسا کام کرتی تب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ اگر تو اُس کی قبر پر جاتی تو بہشت کی بو نہ سونگھتی

(اقول) یہ حدیث بعضے کتب مین عبداللہ بن عمرو سے وارد ہے آخر مین اس حدیث کے یہ لکھا ہوا ہے (قال ابوعبدالرحمن ربیعۃ ضعیف) بریں ہم بر تقدیر صحت اس حدیث کے یہ حکم سابق کا ہے بعد ازان حکم (فزوروھا) اسکے لئے عام ہوگیا زہر الربی جو شرح نسائی کی ہے اُس مین بعضون نے اس حدیث کی توجیہین

بیان کیے ہین (و ذالك لان مقابرهم كانت في مواضع صلبة) ترجمہ یعنی اور یہہ اسواسطے کہ اُن کے مقبرے صلیب کیے جائے مین تھے۔

(قولہ) اور چراغ روشن کرنا۔

(اقول) چراغ کا روشن کرنا اگر قبر کے پاس گذرگاہ خاص و عام ہو تو درست ہے

(قولہ) اور صاحب قبر سے حاجت روائی چاہنا۔

(اقول) حاجت کا چاہنا دو قسم پر ہوتا ہے یا تو اولیائے کرام کو بالاستقلال مثل باری تعالیٰ کے متصرف حقیقی جمیع امور مین سمجھنا یہہ بلاشبہہ شرک جلی ہے دوسرا بالواسطہ یعنی اگر کوئی شخص یہہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اولیائے کرام ہماری اعانت کے سبب ہین اور مسبب حقیقی باری تعالیٰ ہے بوسایل اُن حضرات کے ہماری حاجت برآئیگی پس اس مین کوئی مضائقہ نہین ہے کیونکہ نص قران اس کی مثبت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یا ایها الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰة) ترجمہ یعنی اے ایمان والو مدد طلب کرو تم صبر سے اور نماز سے ہرگاہ کہ اعمال صالحہ سے مدد طلب کرنیکا ارشاد ہو رہا ہے تو نفوس زکیہ سے جو کہ مدبرات کائنات سے ہین بدرجۂ اولےٰ استعانت لینا جایز ہوگا اور سورۂ نازعات مین ارشاد فرماتا ہے (والنازعات غرقا) الی آخرہ۔ (فالمدبرات امرا) تفسیر بیضاوی مین مرقوم ہے (او صفات النفوس الفاضلة حال المفارقته فانها تنزع عن الابدان غرقا) ای تنزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیه فتسبق الی خطایر القدس فتصیر بشرفها وقوتها من المدبرات) ترجمہ یعنی قسم ہے ارواح مفارقہ کی جو نکلتی ہین ابدان سے بشدت اور

پھیلتی ہین عالم ملکوت مین اور سیر کرتی ہین اُس مین پس پہونچ جاتے ہین حظائر قدس
تک پھر اپنی شرف قوت سے تدبیر کرتے ہین عالم کے۔ اور تفسیر کبیر مین ہے
(ثم ان ھذہ الارواح الشریفۃ العالیۃ لا یبعد ان یکون فیھا
ما یکون بقوتھا و شرفھا یظھر ھنا اثار فی احوال ھذا العالم فھی المدبرات
امرًا لیس ان الغزالی قال ان الارواح الشریفۃ اذا فارقت ابدانھا
ثم التفق انسان مشابہ الانسان الارواح فی الروح فانہ لا یبعد ان
یحصل للنفس المفارقۃ تعلق بھذا البدن حتی تصیر کالمعاونۃ
للنفس المتعلقۃ بذالک البدن علی اعمال الخیر فتسمی تلک المعاونۃ الھامًا
ونظیرہ فی جانب النفوس الشریرۃ وسوسۃ الی اخرہ ملخصًا) ترجمہ یعنی
اُن ارواح شریفہ کو بسبب اپنی قوت و شرافت عالم دنیا کے احوال مین ایک خاص
قسم کا تعلق ہے اسواسطے وہ مدبرات سے سمجھی جاتی ہین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین کہ ارواح طیبہ جب ابدان سے علیحدہ ہوتے ہین اور مماثل اپنے
کوئی ایسی روح پاتے ہین جس کا تعلق ایسی بدن سے ہوتا ہے جو مماثل اُس بدن
کے ہے جس کے ساتھہ اُس مبارک روح کو تعلق تھا تو ممکن ہے کہ اس مبارک روح
کو اُس بدن سے خاص تعلق پیدا ہو جائے جس سے یہ مبارک روح اُس بدن کی
روح کو اعمال خیر مین مدد دے اُس معاونت کو الہام کہتے ہین علی ہذا القیاس
ارواح خبیثہ جب اپنے اجسام سے علیحدہ ہوتے ہین تو اُن کا تعلق ایسی ارواح سے
ہو سکتا ہے جو پلیدی مین اسکے مشابہ ہین اور اُن کو تعلق اُسی بدن سے ہے جو شامل
اُس بدن کے ہے جس مین وہ خبیث روح ہے تو یہ خبیث روح اعمال خبیثہ مین اُس

روح کو خوب مدد دیسکتی ہے جسکو وسوسہ کہتے ہین انتہیٰ۔ تفسیر بیضاوی اور تفسیر کبیر
سے یہ بات ثابت ہوچکی اُن ارواح مقدسہ کو ایسا شرف حاصل ہے کہ اُن کو تدبیر
عالم مین دخل دیا گیا ہے اور وہ ہر جاے سیر کرتے ہین پس جو شخص ارواح
طیبہ سے استعانت و مدد نہ لینے اور مستغیث کی ندا کو نہ سننے کا قایل ہے اِن
روایات سے بالکل بیخبر ہے۔ معہذا احادیث صحاح بہی اسپر شواہد ہین کہ آدم
علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسوقت توبہ قبول نہ ہوئی تو اُنہون نے ذات
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو درگاہ ایزدی مین اپنا وسیلہ گردانا بتوسل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی توبہ مقبول ہوئی۔ چنانچہ طبرانی معجم صغیر مین اور حاکم اور
بیہقی اور ابونعیم نے دلائل مین اور ابن عساکر نے عمر ابن الخطاب سے اس حدیث
کو بالتفصیل بیان کئے ہین۔ اور دوسری حدیث مین بروایت معجم کبیر طبرانی
وارد ہے کہ منقول ہے عثمان بن حنیف سے کہ ایک شخص کی حاجت روائی
نہین ہوتی تہی اور حضرت عثمان بن عفان اسکے طرف التفات نہین کرتے تہے
حسب فرمودہ عثمان بن حنیف اُسنے مسجد مین دو رکعت نماز پڑہی اور وہ دعا
جو حصن حصین مین منقول ہے (یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی لتقضی حاجتی)
پڑہا بعد اُسکے امیر المومنین ذی النورین کی خدمت مین گیا اُسی وقت اُس شخص
کی حاجت روائی ہوگئی اسیطرح علامہ فاسی بہی شرح دلائل الخیرات مین اس حدیث
کو نقل کئے ہین امام جلال الدین سیوطی شرح صدور فی احوال الموتی والقبور
باب عرض اعمال الاحیاء علی الاموات مین ایک حدیث تحریر فرماتے ہین (اخرج
احمد والحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وابن مندۃ عن انس قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اعمالکم تعرض علی اقاربکم وعشائرکم
من الاموات فان کان خیرًا استبشروا وان کان غیر ذالک قالوا
اللھم لا تمتھم حتی تھدیھم کما ھدیتنا) ترجمہ یعنی تمہارے اعمال
کی اطلاع تمہارے اہل قرابت وقبایل کو کیجاتی ہے پس اگر نیک عمل ہون تو
وہ لوگ خوش ہوتے ہین اور اگر سوائے اسکے ہون تو دعا کرتے ہین کہ یا الٰہی
ہلاک نہ ہون وہ لوگ یہان تک کہ ہدایت کرے تو اُن کو جیسا کہ ہدایت کیا تو ہم کو
پس حدیث حصن حصین سے ظاہر ہوا کہ بعد ممات ارواح طیبات سے
استعانت جایز ہے کیونکہ استعانت حدیث مذکورین بعد وفات آنسرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کی گئی ہے اور ایمہ مجتہدین کے اقوال سے بھی
استعانت کا ثبوت پایا جاتا ہے چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی شرح اشعۃ اللمعات
میں فرماتے ہین کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائے ہین کہ قبر امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اجابت دعا کیواسطے تریاق
اور امام شافعی فرماتے ہین کہ مین برکت حاصل کرتا ہون بواسطہ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کے اور آتا ہون ان کی قبر پر اور سوال کرتا ہون اللہ تعالے سے نزدیک اُنکے
پس جلد حاجت روائی ہوجاتی ہے اور حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین جس شخص سے کہ استعانت لیجاتی ہے زندگی مین پس اُس سے استعانت لیجاتی ہے بعد مرنے کے اور کسی نے
مشایخ عظام مین سے ایسا کہا ہے کہ دیکھا مین نے چار مشایخ کو کہ تصرف کرتے
ہین اپنے قبرون مین جیسا کہ تصرف کرتے تھے اپنی زندگی مین یا اُس سے زاید
شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ
وارضاہ عنا اور دو شخص دوسرے اولیاء اللہ مین سے بیان کئے ہین اس

بیان سے حصرۃ سمجھین کیونکہ شیخ اپنا چشم دید واقعہ بیان کئے ہین اور سیدی
احمد بن زورق جو کہ بڑے علماء وفقہا سے دیار مغرب کے ہین کہتے ہین کہ
ایک روز شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ کی مدد زاید قوی ہے
یا میت کی مینے کہا کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زاید قوی ہے اور مین کہتا ہون کہ میت کی مدد زیادہ قوی ہے
پس شیخ نے کہا کہ ہان ایسا ہی ہے کیونکہ میت جوار حق اور درگاہ خداوندی مین ہے اور
استعانت کے بارے مین اقوال بکثرت وارد ہین جن کے نقل مین خوف
طوالت ہے اور کتاب وسنت مین اور سلف صالحین کے اقوال مین کوئی
دلیل ایسی نہین پائی جاتی ہے کہ استعانت کے مخالف ہو بلکہ تحقیق آیات
واحادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ روح باقی رہتی ہے اور اس کو علم وشعور زیادہ ہوتا ہے
کا اور اُن کے احوال کا حاصل ہے اور ارواح کاملین کے لئے قرب اور
مرتبہ جناب حق مین ثابت ہے جیسا کہ زندگی مین تھا یا زاید اُس سے
اور اولیاء کو کرامات اور تصرف عالم اکوان مین حاصل ہے چنانچہ حضرۃ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین آتی تھی اپنے گھر مین
جسوقت کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہوے بغیر چادر اوڑھنے کے
حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مدفون ہوے اور دل مین کہتی تھی کہ
اگر لوگ مجھ سے پوچھینگے کہ بغیر چادر کے کیون آتی ہو پس مین کہون گی کہ اُن دونون
مین سے ایک میرے باپ اور دوسرے میرے شوہر ہین پس جسوقت کہ مدفون
ہوے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو قسم خدا کی اُس روز سے بغیر چادر کے حجرہ شریف
تک نہین آئی بسبب شرم عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ بیگانہ تھے روایت کئے

اس حدیث کو امام احمد نے اور اس حدیث مین واضح دلیل ہے حیات اور علم میت کے اور احترام کرنے پر وقت زیارت اُن کے خصوصًا صالحین کیلئے حسب مراتب اُن کے جیسا کہ حالت حیات مین اُن کے اداب کی رعایت کیجاتی تھی انتہی الملخصًا یہ عبارت تمام کتاب اشعۃ اللمعات فارسی شرح مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور جو شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے تصانیف سے ہے نقل کی گئی جو چاہے وہان دیکھہ لے۔ اب یہان یہ غور کرنا چاہیئے کہ اگر کوئی یون شبہہ پیش کرے کہ اگر ہم اولیائے کرام کو اپنے مقصد برآنیکا ذریعہ ٹھہرائین اور یہہ کہین کہ فلان بزرگ ہم کو بیٹا دیئے یا رزق دیئے پس اس مین شائبہ شرک کا پایا جاتا ہے کیونکہ یہ صفات مختصہ بذات باری تعالےٰ ہین تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ شبہہ قصور فہم سے ناشی ہوا ہے ورنہ کوئی امر بغیر ارادہ آلہی ظہور نہین پاتا لیکن عادت آلہی یون جاری ہے کہ قضائے معلق جسکو تقدیر معلق بھی کہتے ہین بوساطت ان بزرگون کے رد فرما دیتا ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے (لا یرد القضاء الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر) ترجمہ یعنی نہین لوٹاتی ہے قضا کو مگر دعا اور نہین زیادہ کرتی ہے عمر کو مگر نیکی۔ اور مولانا روم اسمقام پر فرماتے ہین شعر

اولیا راہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ بازمی آرند ز راہ

ترجمہ یعنی اولیاؤن کو اللہ تعالےٰ کے جانب سے ایسی قدرت حاصل ہے کہ چھوٹی ہوئی تیر کو راستہ سے واپس لاتے ہین۔ انہین حضرات کے نقوش عظیمہ کے برکت سے پانی برستا ہے اور رزق تقسیم ہوتا ہے اور ہر وقت

امن و امان ایزدی شامل حال بندگان رہتا ہے - چنانچہ بعض احادیث سے بھی
یہی مضمون مفہوم ہوتا ہے بنا برین اگر کسی نے احیاناً ایسا کہا کہ فلان ولی نے
مجھے بیٹا دے یا میری فلان مقصد بر لائے پس اس مین کوئی مضمون کفر
و شرک کا نہین ہے کیونکہ ہر مسلم اپنے عقیدہ مین یہ سمجھتا ہے کہ فاعل حقیقی پروردگار
عالم ہے اور یہ حضرات وسیلہ ہین اور متصرف حقیقی کوئی اُن کو نہین سمجھتا ہے
ثانیاً یہ کہ یہ نسبت مجازی کہلائی جاتی ہے اگر کوئی شخص ایسا کہے کہ فصل ربیع نے
ترکاری اُگائی حالانکہ فی الحقیقت ترکاریان وغیرہ اُگانے والا باری تعالیٰ
ہے پس ایسا کہنے والا کیا کافر ہو جائے گا ہرگز نہین کیونکہ یہ نسبت مجازی
ہے چنانچہ اس کی تفصیل علم معانی مین بخوبی مذکور ہے علاوہ اسکے اللہ تعالےٰ
نے بھی اس نسبت مجاز کا ذکر اپنے کلام پاک مین کیا ہے (انما انا رسول ربک
لاھب لک غلاماً ذکیاً) ترجمہ یعنی مین تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہون
تاکہ دیؤمین تم کو پاک بیٹا - جبرئیل علیہ السلام بی بی مریم علیہا السلام کے روبرو
بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کرتے ہین کہ مین تم کو بیٹا دیتا ہون حالانکہ اولاد کا
دینے والا حقیقۃً باری تعالےٰ ہے پس واضح ہو کہ ایسی نسبت مجازیہ مستلزم
شرک نہین ورنہ العیاذ باللہ جبرئیل کا مشرک ہونا لازم آئیگا کیونکہ بیٹا دینے
کی نسبت اپنے طرف کئے ہین - اور مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری
مرحوم مغفور نے بھی توسل و استعانت کے مسئلہ کو معہ ادلّہ واضحہ اپنی کتاب مسمّی بہ
وسیلہ جلیلہ مین نہایت بسط کے ساتھہ بیان کئے ہین کتاب مذکور زبان ہندی
مین ہے ہر شخص اُس سے بخوبی مستفید ہو سکتا ہے یہان بنظر اختصار اسی پر اکتفا

کیا گیا ہے۔

(قولہ) اور قبر کو بوسہ دینا اور اسکو ہاتھ سے چھونا۔

(اقول) قبر کو بوسہ دینے اور اسکو چھونے مین فقہا کا اختلاف ہے بعضے اُنمین سے مکروہ کہے ہین اور بعضے حرام مگر ابن نجیم بحر الرائق مین جو شرح ہے کنز الدقائق کی لکھتے ہین (ثم ان التشبہ باھل الکتاب لا یکرہ فی کل شیئ فانا ناکل ونشرب کما یفعلون انما یحرم التشبہ فیما کان مذموما فیما یقصد بہ التشبہ ھکذا ذکر قاضیخان) ترجمہ یعنی پس اگر تشبہ ہوئے ساتھ اہل کتاب کے نہین مکروہ ہے تمام شئی مین پس تحقیق کہ ہم کھاتے ہین اور پیتے ہین جیسا کہ کرتے ہین وہ لوگ اور حرام نیست کہ حرام ہے تشبہ جو کہ بری ہوے اور جس مین ارادہ ہوئے ساتھ تشبہ کے ایسا ہی بیان کیا قاضی خان نے۔ (وفی شرح الجامع الصغیر فعلی ھذا ان لم تقصد التشبہ لا تکرہ عندھما انتھی) ترجمہ یعنی شرح جامع الصغیر مین ہے پس ایسا ہی اگر نہ ہوئے ارادہ تشبہ کا نہین مکروہ ہے نزدیک اُن دونون کے انتہی۔ پس بوسہ دینا اور چھونا قبر بزرگ کا اور اولیاء اور شہداء کے قبور کا بسبب اسکے کہ وہ اپنے قبرون مین زندہ ہین عام ازینکہ بسبب غلبۂ شوق ومحبت کے ہو یا نہ ہو درست ہے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی اربعین کے چھٹی فصل مین فرماتے ہین۔ فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ اولیاء اللہ نہین مرتے ہین لیکن ایک گھر سے دوسرے گھر کیطرف نقل کرتے ہین اور کسی نص سے تقبیل کی بُرائی ثابت نہین ہے۔

ولذا قال احمد والطبري لا باس بتقبيله والتزامه وروي ان ابا ايوب الانصاري
رضي الله عنه كان يلزم القبر الشريف وقيل وهذا لغير من لم يغلبه الشوق
والمحبة وهو كلام حسن انتهى) ترجمہ یعنی اور اسواسطے کہے امام احمد اور طبری نے نہیں کوئی
خوف قبر کو بوسہ دینے سے اور اسکو چمٹا لینے سے اور روایت کی تحقیق ابو ایوب انصاری نے چمٹا لینا قبر شریف کو اور یہ حکم
اس کے لئے ہے جسکو شوق و محبت کا غلبہ ہو اور یہ ایسا کلام ہے اور حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ باوجود ہونے شدید الاحتیاط اور متبع ہونے آثار رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سید ہے ہاتھ کو قبر شریف پر آنحضرت کے رکھتے تھے
(وذكر الخطيب ابن جملة ان ابن عمر رضي الله عنهما كان يضع يده اليمنى
على القبر الشريف ذكره عنه جماعته) ترجمہ یعنی بیان کئے خطیب بن جملہ
ابن عمر رضی اللہ عنہما رکھتے تھے سید ہے ہاتھ کو قبر شریف پر بیان کی
اس کیفیت کو ایک جماعت نے۔ وعلامہ زرقانی شارح موطا در بیان تقبیل رکن اسود
میفرماید (واستنبط بعضهم من مشروعيته تقبيل الحجر جواز تقبيل من يستحق
التعظيم من آدمي وغيره ونقل عن احمد لا باس بتقبيل منبر النبي صلى الله
عليه وسلم وقبره ونقل عن ابي الصيف اليماني الشافعي جواز تقبيل المصحف
وقبور الصالحين وقال ابن حجر في فتح الباري نقل عن الامام احمد انه سئل
عن تقبيل منبر النبي صلى الله عليه وسلم وتقبيل قبره فلم ير به باسا و
استبعد بعض اتباعه اي ابن تيمية صحة ذالك عنه انتهى) ترجمہ
یعنی اور استنباط کئے ہیں بعض فقہا نے مشروعیت سے بوسہ حجر اسود کے جواز
مستحق تعظیم آدمی کے بوسہ دینے کا اور نقل کئے امام احمد سے نہیں ہے خوف

بوسہ دینے سے منبر اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نقل کئے ابی الصیف الیمانی
الشافعی سے قرآن شریف کو اور قبور صالحین کو بوسہ دینے کا جواز اور علامہ ابن حجر
فتح الباری مین کہے ہین نقل کی گئی امام احمد حنبل سے تحقیق کہ وہ سوال کئے گئے
بوسہ دینے سے منبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قبر شریف کے پس نہین
دیکھے اُس سے کوئی خوف اور اُس کی صحت کو ابن تیمیہ اور امام احمد کے بعض
متبعین نے بعید جانے ہین ۔ وحافظ ابن حجر در فتح الباری گفتہ کہ بعضی از
مشروعیت تقبیل حجر اسود جایز داشتہ اند کہ ہر کہ مستحق تعظیم از آدمی وغیرہ
باشد تقبیل او جایز است ونقل از ابن ابی الصیف الیمانی کہ یکے از علماء مکیہ ومذہب
شافعیہ است کردہ کہ تقبیل مصحف شریف واجزاء حدیث وقبور صالحین درست
است انتہی ۔ زرقانی اور حافظ ابن حجر فتح الباری مین کہے ہین کہ بعض فقہا
بوسہ دینے سے حجر اسود کے جایز رکھے ہین کہ جو شخص مستحق تعظیم آدمی وغیرہ سے
ہووے بوسہ دینا اُسکو جایز ہے اور نقل کئے ابن ابی الصیف الیمانی سے جو ایک
عالمون سے مکہ کے ہین اور مذہب شافعیہ سے ہین بوسہ دینا قران شریف
اور اجزاء حدیث اور قبور صالحین کو درست ہے وسمہودی از طیب ناشری واو
از محب طبری نقل کردہ کہ تقبیل قبر رسول او جایز است گفتہ وعلیہ العمل العلماء
الصالحین وشیخ جلال الدین سیوطی در توشیح علی جامع الصحیح ذکر کردہ (استنبط بعض
العلماء العارفین من تقبیل الحجر الاسود تقبیل قبور الصالحین انتہی)
اور سمہودی طیب ناشری سے اور وہ محب طبری سے نقل کئے ہین کہ بوسہ دینا قبر کو
اور چھونا اُس کا ناجایز ہے اور کہا اُسی پر عمل ہے علماء صالحین کا ۔ اور شیخ

جلال الدین سیوطی توشیح جامع الصحیح مین ذکر کیا کہ استنباط کئے بعض علماء عارفین بوسہ
دینے سے حجر اسود کے بوسہ دینا قبرون کو صالحین کے (وقال صاحب النہایہ
ان الامام الرملي افتی بجواز تقبیل اعتاب الاولیاء علی قصد التبرك من
غیر کراہیۃ (انتہی) ترجمہ اور کہے صاحب النہایہ تحقیق کہ امام رملی نے
فتوی دیئے جایز ہونے مین بوسہ درگاہون پر اولیا کے ارادہ سے تبرک کے
بغیر کراہت کے۔ (ودر قنیہ آوردہ لا یعرف وضع الید علی القبر
سنتہ ولا مستحبا ولا نری بہ باسا) اور قنیہ مین بیان کرتے ہین نہین جانا
جاتا ہے رکھنا ہاتھ کا قبر پر سنت اور نہ مستحب اور نہین دیکھتے ہین ہم اسمین کوئی
خوف۔ ودر طوالع الانوار شرح درمختار آوردہ (اما تقبیل غیر المصحف کقبور
الانبیاء ومن یتبرك بہم فللعلماء فیہ کلام کرہہ بعضہم واستحبہ بعضہم
من زمن الخلوۃ ان لم یلزم علیہ محذور شرعی من عامی حتی ان الشافعی
اباحہ مطلقا اذا کان للتبرك قال صاحب اللوامع وینبغي ان لا یکرہ
ذالك حیث کان للتبرك کیف وقد ذکر من جوہر المنظم الشیخ
ابن حجر الہیثمی فذکر عنہ اثر بلال واثر سیدۃ النساء العالمین
قال صاحب اللوامع وذالك بمحض احیاء الصحابۃ ولم ینکر ذالك
علیہا احد فلو کان امرا منہیا عنہ لانکر وعلیہا (انتہی) اور طوالع الانوار
شرح درمختار مین بیان کرتے ہین۔ لیکن بوسہ دینا سوائے قرآن شریف کے
مانند قبرون پیغمبرا علیہم السلام کے اور جو شخص متبرک ہوئے ان مین سو پس واسطے
علماؤن کے اس مین کلام ہے مکروہ ہے بعض کے نزدیک اور مستحب ہے بعض

کے پاس تنہائی کے وقت اگر نہ ہووے ہمیشگی اُسپر اور نہ ہووے اس پر کچھ خوف
شرعی عامی سے یہان تک کہ امام شافعی جایز رکھے ہین اسکو جبکہ ہووے واسطے
تبرک کے اور کہے صاحب اللوامع لایق ہے یہ کہ نہ مکروہ ہووے جبکہ ہووے
واسطے تبرک کے اور کیونکر مکروہ ہووے حالانکہ بیان کیا جسکو منظم مین شیخ ابن حجر
ہیثمی نے پس بیان کیے اُنسے اثر کو بلال کے اور حالت کو سیدۃ النسا
رضی اللہ عنہا کے کہے صاحب اللوامع نے اور یہ بوسہ دینا حضوری مین بڑے
صحابہ کے ہوتا تہا اور نہین انکار کیے اس سے اُسپر کوئی ایک نے پس اگر ہوتا
منع اس سے البتہ انکار کرتے اُسپر) اور علیٰ ہذا القیاس اقدام بوسی مشائخین عظام
واولیائے کاملین کا جواز بہی باقوال بعضے فقہا ومحدثین معلوم ہوتا ہے چنانچہ
مشکوٰۃ المصابیح مین بحوالہ سنن ابو داؤد یہ حدیث مروی ہے کہ بعضے صحابہ کرام
اپنے اونٹون پر سے اوتر کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قدمبوسی کے
واسطے نہایت عجلت کے ساتھ جاتے تہے اور قدم مبارک چومتے تہے اور امام مسلم
بن الحجاج جس وقت کہ امام بخاری کے پاس آتے اُن کی قدمبوسی کے متمنی
ہوتے۔ وحافظ عراقی فرمودہ تقبیل دستہا وپاہاے صالحین باعتبار قصد
ونیت حسن محمود است انتہیٰ۔ ترجمہ اور حافظ عراقی کہے بوسہ دینا ہاتھ اور پاؤنکو
صالحین کے باعتبار قصد اور نیت حسن کے بہتر ہے (وامام بخاری در ادب المفرد
آوردہ (عن صہیب مولی العباس قال رایت علیًّا یقبل ید العباس
ورجلہ انتہیٰ) ترجمہ اور امام بخاری ادب المفرد مین بیان کیے ہین روایت
ہے صہیب سے جو آزاد شدہ غلام تہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کہے

دیکھا مین علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیتے تہے ہاتھ کو عباس رضی اللہ عنہ کے
اور پاؤن کو اُن کے (وفي القنية والغرائب والخزانة ودر مختار وغيرها
طلب من عالم اوزاهد ان يدفع اليه قدمه ويمكنه من قدمه
لقبلها اجابه وهكذا في جامع الرموز زاد في الاجابة لان اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يقبلون اطرافه وكان
يقبله منهم) ترجمہ اور قنیہ وغرائب اور خزانہ ودر مختار وغیرہ مین لکہا
ہے طلب کرے عالم سے یا زاہد سے یہ کہ دیوے قدم اپنے اسکے طرف
واسطے بوسہ دینے کے جایز ہے اور ایسا ہی ہے جامع الرموز مین زیادہ
کیا اجابہ مین یہ کہ تحقیق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسہ دیتے
تہے اطراف وجوانب کو آپ کے اور بوسہ دیتے تہے آپس مین اور رکاب بوسی
علماء وخلفاء کی بہی جایز ہے وحاکم درمستدرک روایت کردہ ودر اصابہ در ترجمہ زید
آوردہ (روي يعقوب بن سفيان باسناد صحيح عن الشعبي قال ذهب
زيد بن ثابت ليركب فامسك ابن عباس بالركاب فقال تنح يابن عم
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لاهكذا نفعل بالعلماء
والكبراء كذا في فتح الباري في باب من اخذ بالركاب)
ترجمہ روایت کئے اصابہ مین ترجمہ زید مین لائے ہین روایت کئے یعقوب
بن سفیان ساتھ اسناد صحیح کے شعبی سے گئے زید بن ثابت واسطے سوار ہونیکے
پس پکڑ لئے ابن عباس رکاب کو پس کہے ہٹجاؤ اے چچا زاد بہائی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہے نہین ایسا ہی کرتے ہین ہم ساتھ عالمون اور بزرگونکے

ایسا ہی ہے فتح الباری مین باب مین من اخذ بالرکاب کے۔ وابن حجر در تلخیص مسند الفردوس این حدیث ذکر کردہ من اخذ برکاب اخیہ لغیر رغبۃ اورھبۃ دخل الجنۃ اخرجہ الطبرانی وابو نعیم عن ابن عباس) ترجمہ اور ابن حجر نے تلخیص مین مسند الفردوس کے یہ حدیث بیان کئے ہین کہ جو شخص کہ پکڑے رکاب کو بھائی کے بغیر رغبت اور خواہش کے داخل ہوگا جنت مین بیان کئے ہین طبرانی اور ابو نعیم نے ابن عباس سے۔ وہمین است مذہب جماہیر علماء محدثین ومشاہیر فقہاے محققین کما تری ولا حاجۃ الی زیادۃ ھذا) ترجمہ اور یہی ہے مذہب تمام علماے محدثین کا اور مشہور فقہاے محققین کا جیسا کہ دیکھا گیا اور نہین ہے ضرورت اسکے زیادۃ کی۔ اور میت کو سماع اور علم وادراک وشعور بھی بخوبی حاصل ہے اور احادیث صحیحہ سے اس بات کا ثبوت ہے چنانچہ بعض احادیث مین وارد ہے کہ اگر قبر پر پرندہ زیادہ دیر بیٹھے تو اس کو میت پہچانتی ہے اور دوسری حدیث مین بحوالہ صحیح بخاری وارد ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قلیب بدر پر جسمین کہ لاشین مقتولین کفار کے پھینکے گئے تھے تشریف لے گئے تو ارشاد فرمایا (ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا) ترجمہ کیا پاے تم اس چیز کو جو وعدہ کیا تمہارے رب تمہارا حق اس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایسے اجسام سے باتیں کر رہے ہین کہ جس مین روح نہین ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ما انتم باسمع منھم) ترجمہ یعنی تم اُن سے زاید نہین سنتے ہو اگر منکرین کو

اس حدیث مین قول قتادہ سے شبہہ واقع ہوے اور وہ یہ ہے (حتی اسمعہم اللہ حسرۃ وتترۃ وندما الی اخرہ) تو یہ قول بھی موافق ہمارے مدعا کے ہے نہ مخالفین کے اسمین کوئی شک وشبہہ نہین کہ سنانیوالا درحقیقت زندون اور مُردون کو خدا یتعالےٰ ہے البتہ مبداء فیاض نے سماعت حیات کے واسطے آلہ وحاسۂ سمع بنایا ہے اور ہرچند کہ بعد ممات آلہ وحاسہ سمع مفقود ہے لیکن بقاے روحانی تو ہرحال مین موجود ہے حالت حیات مین بھی اوسی قوت روحانی کی بقا وازدیاد پر سماعت وبصارت اور چلنے پھرنیکا دارومدار رکھا گیا ہے اور حالانکہ بعد ممات موتیٰ کے واسطے (یرزقون فرحین) لذات روحانی وجسمانی اور ثواب وعقاب پر نص صریح ہے۔ اور رجواب سلام زایر کے حق مین حدیث صحیح ہے تو پھر بعد باقی رہنے روح کے سماعت کے لئے کونسا امر مانع ہے اور انکار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا متعلق سماعت میت کے اجماع کے حق مین حجت نہ ہوگا چونکہ بقول صحیح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسماع کے منکر ہین بفحواے آیۂ کریمہ انک لاتسمع الموتیٰ) ترجمہ تحقیق کہ آپ نہین سناتے ہو مردون کو۔ نہ نفس سماعت وعلم وادراک سے انکار ہے بتقدیر تسلیم یہ اُس قبیل سے ہوگا جیسا کہ ایک جماعت قلیلہ مثل حضرت عائشہ وحضرت ابن عباس وحضرت معاویہ وغیرہ کا رجحان وسیلان معراج روحانی کے جانب ہے اور یہ اجماع کے لئے حجت نہ ہوئی بلکہ معراج مع الجسد والروح تھا اور قول (مافقد جسد محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کے اجتہاد پر مبنی ہے چونکہ خاص مسئلہ سماع

میت مین بھی مخالفین کو نہایت خلاف ہے بنا برین جمیع مالہ وما علیہم بطور اختصار تحریر کیا گیا اور اگر اس سے زاید منکرین کو تفصیل مطلوب ہو تو کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مصنفہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کو مطالعہ کرین۔ تو پھر اُس کی وضاحت بخوبی معلوم ہوجائیگی پس ان تمام عبارت کا مفاد وحاصل علی اختلاف الروایات الفقہایہ ہوا کہ کسی ولی یا مشایخ کی قبر کو بوسہ دینا یا اسکو ہاتھ سے چھونا علی سبیل التعظیم والمحبت مباح ہے الحاصل مسئلہ مختلف فیہا کی حرمت ثابت کرنا احتیاط سے بہت بعید ہے۔

(قولہ) اور پھولون کی چادر جنازے پر یا قبر پر ڈالنا الی آخرہ۔

(اقول) پھول اور ریحان اور مانند اُسکے قبر پر رکھنا جایز ہے فتاوی مین مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے مندرج ہے کہ نہادن گل وخوشبو بر قبر ماخوذ ازان است کہ کفن میت را بخوشبو کافور و دیگر چیزہا ازین جنس مثل حنوط یعنی ارگجہ آمدہ است و حالانکہ میت در قبر است ازین چیزہا بر قبر می نہند تا مشابہت بہ میت تازہ بہم میرسد محتمل کہ ازین نہادن بخوشبو سرور بمیت میرسد زیرا کہ درین حالت روح بسیار متلذذ باستعمال خوشبو میشود وروح باقی است ہرچند آلہ وصول خوشبو بروح در حالت زندگی کہ قوت شامہ است مفقود است اما قیاساً بر لذات کہ میت را میرسد بعد موت از روئے شرع شریف ثابت یعنی لذت ہاے عالم کہ در احادیث صحیحہ آمدہ است فیاتیہ من روحہا وطیبہا) و در حق شہدا در قرآن مجید وارد است یرزقون فرحین اثبات میتوان نمود انتہی۔ ترجمہ فتاوی مین مولانا

شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کے لکھا ہوا ہے کہ رکھنا پھول وخوشبو کا قبر پر
اس سے لیا گیا ہے کہ کفن میت کا مانند خوشبو اور کافور اور دوسری چیزین
اسی جنس کے مانند حنوط یعنی ارگجہ کے آیا ہے اور حالانکہ میت قبر مین ہے
اور یہہ چیزین قبر پر اس سبب سے رکھین تاکہ مشابہت تازہ میت سے ہووے
معلوم ہوتا ہے کہ اس کے رکھنے سے خوشبو میت کو پہونچتی ہے اسواسطے
کہ اسحالت مین روح بہت خوش استعمال سے خوشبو کے ہوتی ہے اور
روح باقی ہے ہرچند کہ آلہ وصول خوشبو روح کو حالت زندگی مین
جو کہ قوت شامہ ہے گم ہے لیکن قیاس کرتے ہین تون کے جو میت کو پہونچتی
ہے بعد مرنیکے از روے شرع شریف کے ثابت ہے یعنی لذتین
عالم کے جو احادیث صحیحہ مین آئے ہین کہ آتی ہے اُن کو خوشبودار ہوا۔
اور حق ہین شہدا کے قران مین ذکر کیا گیا ہے یرزقون فرحین سے ثابت
کر سکتے ہین۔ فتوی مذکور الصدر سے شاہ صاحب کے یہ بات ثابت
ہوئی کہ پھول اور مانند اُسکے قبر پر رکھہ سکتے ہین اور چادر کا ڈالنا محض
برنبائے مزید احتیاط ہے تاکہ ہوا وغیرہ سے پھول اوڑنے نہ پاوین
پس اشیائے مذکورہ کا قبرون پر ڈالنا بدعت ضلالت نہین ہے نہ ہر
بدعت ضلالت ہوسکتی ہے اور علی ہذا القیاس قبرون پر گنبدون کا بنانا
بھی حرام اور موجب گناہ کبیرہ نہین ہے۔ سقوط الرحمن علی قرن الشیطان
مین بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری کے یہ مضمون مندرج ہے
ملا علی قاری بعد نقل از کتاب تورپشتی نوشتہ است (قلت فیستفاد

منه انه ان كانت الخيمة لفائدة بان يقعد تحتها للقراءة فلا تكون منهية
قال ابن الهمام واختلف في الجلوس القاري عند القبر والمختار عدم
الكراهة) بازنوشتہ (قال بعض الشراح وعن علمائنا ولاضاعته
المال فقد اباح السلف البناء على قبر المشايخ والعلماء المشهورين
ليزورهم الناس ويستريحوا بالجلوس فيها انتهى) ترجمہ سوٹر الرحمان
علی قرن الشیطان مین بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری کے لکھا ہوا ہے
بعد نقل کتاب تورپشتی کے لکھا ہوا ہے کہتا ہون مین کہ استفادہ کیا جاتا
ہے اس سے تحقیق کہ اگر ہوے ڈیرہ واسطے فائدہ کے یہ کہ بیٹھے نیچے اسکے
واسطے پڑہنے کے پس نہین ہے کوئی ممانعت کہے ابن الہمام اختلاف ہے
بیٹھنے مین قاری کے نزدیک قبر کے اور فتویٰ ہے عدم کراہت پر۔ پھر
لکھے ہین بعض شارحین سے ہمارے علما نے یا واسطے ضائع ہونے مال
کے پس تحقیق کہ بنا قبرون پر مشایخ اور مشہور عالمون کے واسطے انکے
زیارت کے لوگون کے لیے اور واسطے راحت پانے کے اسمین بیٹھنے
سے آگے انتہی) اور فتاوی ردالمحتار مین بھی بناء قبر مشایخین وعلماء کو مستحسنات
مین لکھا ہے۔ من شاء فلیرجع الیها جو کوئی چاہے پس لوٹے اسکے
طرف اور شرح صحیح مسلم مین امام نووی فرماتے ہین کہ بدعت پانچ
قسم پر ہے۔ واجب۔ مستحب۔ حرام۔ مکروہ مباح۔ پس واجب ہے
سیکھنا دلایل متکلمین کا واسطے رد ملحدین ومبتدعین کے اور تصنیفات
علم تفسیر وشروح احادیث وعلم عقاید وکلام واصول فقہ واصول احادیث

وغیرہم سوائے اس کے بعض دوسرے علوم کے طرف ضرورت ہوتی
ہے جیسا کہ علم طب واسطے صحت انسان کے اور علم حساب واسطے
تقسیم ترکہ وغیرہ کے اور مستحب ہے مانند تعمیر مدرسہ و بنائے
مسافر خانہ وغیرہ اور نیک کام اور مباح ہے مانند طعام لذیذ و
لباس فاخرہ و مکانات عمدہ وغیرہ بمال حلال بغیر اسراف
اور جو بدعت کہ گناہ کبیرہ کی حد تک پہونچے وہ حرام ہے
جیسا مذاہب خوارج و روافض و مجسمہ و قدریہ و جبریہ و فرقہ وہابیہ
وغیرہ اور جو بدعت گناہ صغیرہ کی حد تک پہونچے وہ مکروہ ہے
اور امورات دنیا مین بہی بہت اشیاء جدید بعد عہد خیر القرون
کے پیدا ہوئین جیسا کہ بندوق، توپ، ریل گاڑی، تار برقی، کہ استعمال
ان چیزون کا ناجایز نہین ہے پس بدعت سیئہ وہ ہے کہ ارتکاب
اُس کا بحکم شرع شریف گناہ کبیرہ یا صغیرہ ہو اس تقریر سے
یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر بدعت کو بلا خوض و تامل ضلالت یا حرام کہدینا
از قسم جہل مرکب ہے تاگہ مین پہول پرونے کی ممانعت کے متعلق کونسی
دلیل مؤلف رسالہ کے زعم مین ثابت ہوئی ہے نہین معلوم ہوا ہے۔
آیا پھول بوجہ تاگہ مین پروئے جانے کے ذکر الٰہی سے باز رہتے ہین
یا کیا اگر مؤلف صاحب اپنے دعوے مین سچے ہین تو چاہئے کہ حدیث
صحیح یا کسی مجتہد کے قول معتمد بہ سے بالتصریح اس کی حرمت ثابت
کرین تاکہ ہم بہی اُس سے مستفید ہون ورنہ مؤلف اپنے زعم کاسد سے

تائب ہووے۔

(قولہ) اور غیر خدا کی منت ماننا اور نذر کرنا شیرینی یا کچھ کھانا اُسکے آگے رکھنا یہ سب حرام ہے۔

(اقول) ایصال ثواب مین یہ حدیث صحیح دلیل ہے (عن سعد بن عبادۃ انہ قال یارسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیراً وقال ھذہ لام سعد رواہ ابوداؤد فی کتاب الزکوٰۃ) ترجمہ یعنی سعد بن عبادہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے اُسکے واسطے کونسا صدقہ بہتر ہے پس سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایئے کہ پانی بہتر ہے پس سعد رضی اللہ عنہ نے کنوان کھود واکر کہا اسکا ثواب واسطے والدہ سعد کے ہے پس وہ کنوان فیض عام تہا غنی اور فقیر سب اُس کا پانی پیتے تہے اور جو کوئی بہ نیت نفل طعام ضیافت مسلمانون کے لئے تیار کرے مثل عقیقہ و ولیمہ تو غنی اور فقیر سب کو کھانا جایز ہے اور فتاوی عزیزی مین شاہ عبد العزیز صاحب تحریر فرماتے ہین "طعامیکہ برآن نیاز امامین علیہم السلام مینماید و برآن فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک میتوان خوردن آن بسیار خوب است انتہی" ترجمہ جس کہانے پر نیاز امامین علیہما السلام کی ہووے اور اُسپر الحمد اور قل ہو اللہ اور درود پڑہے

تبرک ہوتا ہے اور کھانا اُس کا بہت اچھا ہے۔ اور خصوصًا اہل اسلام
کو کھلانا موجب ثواب ہے اور شرح عقاید نسفی مین ہے وصدقتهم
منهم نفع لهم ترجمہ یعنی دعا اور خیرات کرنے مین زندون کے
واسطے مُردون کے نفع ہے اور نذر خدا اور نذر اولیا مین جو فرق
ہے عبارت مرقومۃ الذیل سے بخوبی ثابت ہے۔ فتاوی مین مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے مندرج ہے۔ استعانت بارواح
درین امت بسیار بوقوع آمدہ آنچہ جہال و عوام الناس می کنند
ایشان را در ہر امر مستقل دانستہ بلاشبہہ شرک جلی است و نذر اولیا
برائے قضائے حوائج معمول و مرسوم است اکثر فقہا بحقیقت آن پے
نبردہ اند و آن را بر نذر خدا قیاس کردہ حکم بر وبر آوردہ اند کہ اگر نذر
بالاستقلال برائے آن ولی است باطل است و اگر برائے خدا است
و ذکر ولی برائے بیان مصرف است صحیح است لیکن حقیقت این نذر آنست
کہ اہدائی ثواب الطعام و انفاق و بذل مال بروح میت کہ امریست مسنون
و از روے احادیث صحیحہ مثل ماورد في الصحیحین من حال ام سعد
وغیرہا۔ این نذر مستلزم میشود پس حاصل این نذر آنست ان شئت
قلت مثلا اهدي ثواب هذا القدر الي روح فلان و ذکر ولی
برائے تعین محل منذور است نہ برائے مصرف و مصرف این نذر نزد ایشان
متوسلان آن ولی می باشند از اقارب و ہم طریقان و خدمہ و امثال
ذالک و ہمین است مقصود نذر کنندگان بلاشبہہ و حکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ

لانه قربته معتبره فی الشرع آرے اگر آن ولی را احلال مشکلات بالاستقلال
یا شفیع غالب اعتقاد میکند منجر بشرک وفساد دیگر دلیکن این عقیده چیزے
دیگر است و نذر چیزے دیگر انتہی ترجمہ مدد چاہنا ارواحون سے
اس امت کے بہت ظاہر ہوا ہے وہ جو کچھہ جہال اور عوام انہون سے
کرتے ہین انہون کو ہر کام مین مستقل جان کے بلا شبہہ شرک جلی ہے
اور نذر اولیا واسطے پورے ہونے ضرورتون کے مقرر ہے
اکثر فقہا اسکے حقیقت کی طرف نہین گئے ہین اور اسکو نذر خدا پر
قیاس کرکے حکم اُس پر جاری کئے ہین کہ اگر نذر بالاستقلال واسطے
اُس ولی کے ہے باطل ہے اور اگر واسطے خدا کے ہے اور ذکر ولی کا
واسطے بیان مصرف کے ہے صحیح ہے لیکن حقیقت اس نذر کی
وہ ہے کہ پہونچانا ثواب کھانے اور نفقہ اور خیرات کا روح کو
میت کے جو حکم ہے سنت ہے اور از روے احادیث صحیحہ اور
مانند اُسکے جو وارد ہوا ہے صحیحین مین حال مین ام سعد وغیرہ کے
یہ نذر لازم ہوتی ہے پس حاصل اس نذر کا وہ ہے اگر چاہتا ہے تو
بیان کرے کہ پہونچاتا ہون مین ثواب اس اندازہ کا فلان کے
روح کیطرف اور ذکر اُس ولی کا واسطے تعین محل نذور کے ہے
نہ واسطے مصرف کے اور مصرف اس نذر کا نزدیک انہون کے وسیلہ طلب
کرنے والے اُس ولی کے ہوتے ہین قرابتدارون اور خادمون اور ہم
طریقون سے اور مانند اُسکے اور یہی ہے مقصود نذر کرنے والون کا

بلاشبہہ اور اُس کا حکم تحقیق کہ واجب ہے اُس کا وفا کرنا کیونکہ وہ قربت
معتبرہ ہے شرع شریف مین۔ ہان اگر اُس ولی کو حل کرنے والے
مشکلون کے بالذات یا شفیع غالب اعتقاد کرے باعث شرک وفساد کا
ہوگا لیکن یہ عقیدہ دوسری چیز ہے اور نذر دوسری چیز۔ پس
ازان باید دانست کہ استعمال لفظ نذر بمعنی ہدیہ وغیرہا نیز آمدہ است
صاحب غیاث اللغات می نگارد بفتح نون وسکون ذال معجمہ بیان وآنچہ
برخود واجب گردانند مثل روزہ وصدقہ برائے خدا تعالےٰ وطعام
فاتحہ بزرگان وآنچہ از نقد وجنس پیش امرا وسلاطین گزرانیدہ ملاقات
کنند انتہیٰ۔ جاننا چاہیے کہ استعمال لفظ نذر کا معنی مین ہدیہ اور سوائے
اسکے بھی آیا ہے صاحب غیاث اللغات لکھتے ہین زبر سے نون کے
اور جزم سے ذال معجمہ کے معنی مین اقرار اور وہ جو کچھہ کہ اپنے پر لازم
کرلیوے مانند روزہ اور صدقہ واسطے خدا تعالےٰ کے اور کہانا
بزرگون کے فاتحہ کا اور جو کچھہ کہ نقد سے اور جنس سے تحفہ کے
طور امرا اور بادشاہون کے پاس گزرانتے ہین انتہیٰ۔ اور طعام ایصال
ثواب کا کہانا قبل از فاتحہ اور بعد فاتحہ جایز ہے چنانچہ حرمین شریفین
مین بھی یہی طریقہ تاہنوز جاری ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث
دہلوی علیہ الرحمہ اپنے فتاوی مین لکھتے ہین اگر مالیدہ وشیربرنج وغیرہ
نیاز فاتحہ بزرگی بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزیدہ بخورانند
مضائقہ نیست جایز است وطعام نذر اللہ اغنیا را خوردن حلال نیست

واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد اغنیا را ہم خوردن دران جایز است انتہی
اگر مالیدہ اور کھیر وغیرہ نیاز فاتحہ بزرگ کی ارادہ سے ایصال ثواب اُن کی روح
کے کرے مضائقہ نہین ہے جایز ہے اور طعام نذر اللہ واسطے غنیون
کے کہانا حلال نہین ہے اگر فاتحہ نام سے کسی بزرگ کے دیا جائے
غنیون کو بہی کہانا اُس سے جایز ہے اور فتاوی غرائب مین مرقوم ہے
وروي ابو عصمة عن ابي حنيفة يجوز دفع الزكواة الي الهاشمي
في زماننا وانما كان لا يجوز في ذالك الوقت ويجوز النفل بالاجماع
وكذا يجوز النفل للغني من لا يحل له الصدقته) ترجمہ
اور روایت کئے ابو عصمہ ابی حنیفہ سے جایز ہے دینا زکوٰۃ کا سید کو ہمارے
زمانہ مین اور نہین جایز تہا اُسوقت اور جایز ہے نفل ساتہہ اجماع کے
اور ایسا ہی جایز ہے نفل واسطے غنی کے جسکے لئے نہین جایز ہے
صدقہ۔ اور فتاوی سراجیہ مین مرقوم ہے (لو تصدق على غنيين
جاز في رواية عن ابي حنيفة وهو قولهما) اگر دیوے صدقہ جایز
ہے دو غنی پر ایک روایت سے ابو حنیفہ کے اور وہ قول ہے اُن کا۔
بحر الرائق مین ہے وقيد بالزكواة لان النفل يجوز للغني كما
للهاشمي والصدقات المفروضة والواجبة والنذور
وصدقة الفطر لا يجوز صرفها للغني لعموم قوله عليه السلام
لا تحل الصدقة للغني انتهى) اور مقید کیا زکوٰۃ کو کیونکہ البتہ
تحقیق نفل جایز ہے واسطے غنی کے جیسا کہ واسطے ہاشمی کے اور صدقے

مفروضہ اور واجب اور نذرین اور صدقہ فطر نہین جایز ہے صرف کرنا
واسطے غنی کے واسطے عام ہونے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہ نہین جایز ہے صدقہ واسطے غنی کے انتہی پس ان روایات
سے صاف وصریح ظاہر ہوا کہ مراد صدقہ سے کہ حدیث لا یحل الصدقۃ
لغني مین مذکور ہے صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ ہے غنی کو لینا حلال نہین ہے
نہ صدقہ نفل اور کہانے کو روبرو رکھہ کر اُس پر سورتین قرآن شریف
کے پڑہنا درست ہے چنانچہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف
مین لکہتے ہین وکان بعض الفقراء عند الاکل یشرع في تلاوۃ سورۃ
من القران بحضرۃ الوقت بذالک حتی تنغمر اجزاء الطعام بانوار الذکر
ترجمہ اور تھے بعض فقرا کہانے کے وقت شروع کرتے پڑہنے کو
سورہ کے قرآن سے حاضر ہونے کے وقت اس سے یہان تک کہ اجزا
کہانے کے روشن ہوجاتے ذکر سے ۔ اور امام یافعی در النظیم فی فضائل
القرآن مین تحریر فرماتے ہین (سورۃ القریش من قراء علی الطعام
یخاف منہ امن وکفي وجع الکلیتین) سورہ قریش کو جو شخص کہ
پڑہے کہانے پر اُسکے خوف سے امن پایا اور کافی ہے درد شانہ کے واسطے
اور امام نووی اذکار مین لکہتے ہین (رویناني کتاب ابن السني عن
عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضي اللہ عنہما عن النبي صلی اللہ
علیہ وسلم انہ کان یقول في الطعام اذا قرب الیہ اللھم
بارک لنا فیما رزقتنا وقنا عذاب النار انتہی) تو روایت کیے

ہم کتاب مین ابن سنی سے روایت کئے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقیق کہ آپ فرماتے کھانے پر جب رکھا جاتا سامنے آپ کے اے اللہ برکت دے ہمارے لئے رزق مین ہمارے اور بچا تو ہم کو آگ سے دوزخ کے۔

اور قسطلانی نے مواہب اللدنیہ مین لکھا ہے۔ روی البخاری فی تاریخہ عن عبد اللہ بن مسعود من قال حین یوضع الطعام بسم اللہ خیر الاسماء فی الارض وفی السماء لایضر مع اسمہ داءً اجعل فیہ رحمۃ وشفاء لم یضر ماکان انتھی) ترجمہ روایت کیا امام بخاری نے اپنی تاریخ مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہون نے کہا جس نے کہے جس وقت کہ رکھا جاوے طعام بسم اللہ خیر الاسماء الی آخرہ اُسکو وہ طعام ضرر نہین دیگا۔ غور کیجیے کہ طعام پر سورہ پڑہنا اور اُس کا ثواب ارواح کو پہونچنے کے لئے دعا کرنا بھی جایز ہوا اس کا انکار غیبہ مسموع ہے اور ہر امر کے ابتدا مین بسم اللہ اور الحمد للہ کہنا مستحب ہے اگر حمد سے کسی امر کی ابتدا نہ ہو تو وہ مقطوع البرکت ہے چنانچہ حدیث کل امر ذی بال اس پر شاہد ہے اور امام نووی وغیرہ ائمہ نے اس سے استدلال کرکے ہر امر مہم کی ابتدا مین حمد کرنا سنت ہونے پر تصریح کئے ہین پس ہم کہتے ہین کہ کھانے کا ثواب ایصال ارواح کرنا بھی اس مین داخل ہے اور اُس کی ابتدا مین حمد کرنا بھی مندوب ہے اور سبب برکت کا ہے

تو ابتدا سورہ فاتحہ سے کرنا جو وہ بھی حمد ہے البتہ اولیٰ واکمل ہے
اور اُس مین جب فقدان شرط نہین تو کھانا سامنے رکھنے مین بھی معذور
نہین پس امر مسنون کی عمومیت جو افراد کو شامل ہے ایک فرد خاص کو
غیر جایز زعم کرنا باطل ہے فَلَا یُعْبَاءُ بِہٖ انتہیٰ ہر چند کہ یہ احادیث
مرویہ مذکورۃ الصدر درجہ صحت یا حسن تک پہونچے ہین - بر نہج اگر متعصب
براہ نفسانیت یا با فراط و تفریط احادیث مذکورہ کے جانب ضعف کی نسبت
کرے تو اسکو لازم ہے کہ کتب اصول احادیث وغیرہ کی جانب رجوع
کرے کہ اکثر زمرۂ محدثین نے فضائل الاعمال اور رسائل ترغیبیہ
و ترہیبیہ مین حدیث ضعیف کو مقبول رکھے ہین تب اُس کا شبہہ بخوبی
مرتفع ہو جائے گا اور صرف عناداً بلا تحقیق و تدقیق ہر حدیث کو ضعیف
یا موضوع کہدینا حزم و احتیاط سے نہایت بعید اور خلاف طریقہ
سلف و خلف ہے واللہ اعلم بالصواب -

اور مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ اپنے فتاوی مین فرماتے ہین
دوم آنکہ ہیئت اجتماعیہ مردم کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرینی
یا طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران نمایند این قسم معمول زمانہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین نبودہ اگر کسے این طور بکند باک نیست
زیرا کہ درین قسم قبیح نیست بلکہ فائدہ احیا و اموات را حاصل میشود -
دوسرا وہ کہ بطریق مجمع کے بہت سے لوگ جمع ہون اور ختم کلام اللہ
کرین اور فاتحہ شیرینی پر یا کھانے پر کرکے درمیان حاضران مجلس کے تقسیم

کرین یہ طریقہ زمانہ مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے نہ تہا اگر کوئی شخص ایسا کرے کوئی خوف نہین ہے اس واسطے کہ اس مین کوئی بُرائی نہین ہے بلکہ فائدہ زندون اور مردون کو حاصل ہوتا ہے

پس غور کرنا چاہئے کہ ان حضرات متاخرین وعلماء وصلحا سے جو قطع نظر علوم ظاہر کے علوم باطن مین بہی دستگاہ خاص رکہتے تہے اور مرجع خلائق تھے اور جمیع علماے نامی گرامی انہین فضلائے اولوالعظام کے اقوال سے استدلال کرکے مسایل ایصال ثواب وفاتحہ وتوسل واستعانت وزیارت قبور عورتون کے واسطے جایز رکہے ہین برنہج اگر منکرین اپنی ظلمت نفسانی کی وجہ سے یا کسی اور غرض سے ایسے علماے ذوالاحترام کے مقابل مین بغرض مناظرہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی دیوار اٹہانا چاہینگے تو اُن کے اقوال ہباءً منثورا ہوجاوین گے۔

اور مسئلہ شفاعت انبیاء علیہم السلام کا انکار بہی بجز معتزلہ کے کسی نے نہین کیا البتہ بعضے وہابیہ اس مسئلہ مین معتزلہ کے مقلد ہین اب علم غیب کے نسبت بہی تحریر ضروری ہوئی۔ واضح ہوے کہ علم غیب کی تعریف کو بعض مفسرین (ما غاب عن الناس) سے تعبیر کرتے ہین جو جمیع کائنات سے مخفی ہو اور علم غیب مطلق بالذات خاصہ جناب الٰہی کا ہے اور انبیا علیہم السلام کو بالواسطہ بطریق وحی یا الہام اللہ تعالیٰ امور غائبہ پر مطلع ومتنبہ کرتا ہے اور یہ اُن کے حق مین معجزہ ہوتا ہے اور یہی اخبار بالغیب اگر ولی سے بطریق الہام سرزد ہوے تو کرامت کہلائیگی اور آیۂ کریمہ

آخری سورہ جن کی اس کے اثبات کے لئے شاہد وکافی ہے (فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول) ترجمہ پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہین کرتا ہے مگر جو رسول برگزیدہ ہو۔ وعلمك مالم تكن تعلم) اور ارشاد باری ہو رہا ہے کہ ہم نے آپ کو وہ علوم غامضہ مرحمت فرمائے ہین جسکا کہ آپ کو علم نہ تہا ملاحظہ ہو کہ لفظ ما جمیع انواع علوم جزئیہ کو بہی شامل ہے اور علم کی تقیید سے علوم غیر معلومہ بہی خارج ہو کر علم کے تحت مین داخل ہو گئے علیٰ اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضے احادیث سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت فرماتے ہین کہ بعضے اشیاء کا علم مجہکو نہ تہا یا نہ ہوا مگر بعد تقید علمك کے جمیع افراد غیر معلومہ علم مین داخل ہو گئی ملاحظہ ہو تفسیر کشاف و تفسیر حسینی وغیرہما۔ اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مین شاہ عبد الحق دہلوی تحریر فرماتے ہین حدیث فعلمت ما في السموات والارض) ترجمہ پس دانستم ہر چہ در آسمانہا وہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آن ترجمہ پس جانا مین نے جو کچہہ کہ آسمانون مین اور جو کچہہ کہ زمین مین ہے مراد ہے حاصل ہونے سے تمام علوم جزئی اور کلی کے اور اسکے احاطہ سے۔ اور مقصد ثامن مواہب اللدنیہ مین مرقوم ہے في القسم الثاني في الانباء بالمغيبات (اخرج الطبراني قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والي ما هو كائن فيها الي يوم القيامة كانما انظر الي كفي هذه)

بیان کیا طبرانی نے کہے فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ
اللہ تعالے نے اوٹھایا ہے دنیا کو میرے روبرو پس دیکھتا ہون
مین اُسکے طرف اور وہ چیز جو اس مین ہے قیامت تک جیسا کہ دیکھتا
ہون مین میرے اس ہاتھ کو (وہ دی احمد فی الزھد وابو شیخ
فی العظمۃ وابو نعیم عن مجاھد قال جعلت الارض لملک الموت
مثل الطشت یتناول حیث شاء) روایت کیے احمد زہد مین اور ابو شیخ
عظمۃ مین اور نعیم مجاہد سے کہے گردانی گئی زمین واسطے ملک الموت
کے مانند طشت کے لیتے ہین جہان سے کہ چاہتے ہین۔ ہرگاہ سید العالمین
صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب مخلوقات سے افضل ہے پس ملک الموت
سے زیادہ حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو درگاہ الہی سے
قدرت عنایت ہونا سزاوار ہے اور حضرت کے جانب علم غیب کی نسبت
مجازی ہے اور حضرت کو عالم غیب جمیع ممکنات وکائنات کے احوال کا
کہین تو بجا ہے کیونکہ حضرت کو شب معراج مین اسوائے احکام شرعیہ
واسرار لدنیہ کے بعضے ایسے علوم خاصہ بھی مرحمت ہوے جو فیما بین جناب
باری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی رہگئے اُن علوم سے
کائنات وممکنات تو کجا بلکہ ملائکہ مقربین بھی واقف نہ ہوسکے چنانچہ
مدارج النبوۃ مصنفۂ شاہ عبد الحق مین اس کی تفصیل بخوبی مندرج ہے
عالم غیب جمیع ممکنات وکائنات کہنے سے علم باری کے ساتھہ مساوات
لازم نہین آسکتی ہے کیونکہ علم باری کا حصر وقصر کائنات وممکنات پر ہی

نہین ہے بلکہ تفصیلی اور حاضر عند المدرک اور جمیع معدومات ممکنہ
وممتنعات ذاتیہ کو بھی شامل ہے۔ چنانچہ یہ بحث شرح مقاصد وغیرہ
مین مندرج ہے۔ اور علم مکونات دریا سے علم باری کا ایک قطرہ
اور جزء ہے جبکہ علم کائنات خدا تعالےٰ کے علم کا جزء اور بعض مقرر
ہوا تو اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب کائنات وممکنات کہنے مین
کوئی نقص لازم نہ ہوا کیونکہ حضرت ایسی حالت مین بعضے امور غائبہ کے عالم
سمجھے جائین گے اور علامہ بوصیری قصیدہ بردہ مین من تبعیضیہ لاکر فرماتے
ہین (ومن علومك علم اللوح والقلم) جبکہ لوح وقلم حضرت کے علم کے
بعض اور جزء ہوئے اور خدا تعالےٰ بھی فرمایا ہے کہ کوئی شئی
رطب ویابس سے ایسی نہین ہے مگر وہ کتاب مبین مین مندرج ہے تو
اب اس مقدمہ سے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت پر علوم کائنات غائبہ
وحاضرہ ومعارف اسرار ذات باری بوجہ الاکمل منکشف ہین پس ایسی
صورتین اگر جمیع کائنات کے نسبت مجازاً حضرت پر بالواسطہ عالم الغیب کا
اطلاق کرین تو کوئی کفر وشرک لازم نہین آتا ہے اور نہ علم باری تعالےٰ
کے ساتھ مساوات لازم آتی ہے اور شفائ قاضی عیاض مالکی مین مندرج
ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے مکان مین جاوے تو پہلے مکان والون پر
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور اگر مکان مین کوئی نہ ہو تو السلام علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔ ملا علی قاری اس کی شرح مین اس امر کی توجیہ
کو یون حل فرماتے ہین (لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اھل الاسلام

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہر مومن کے گھر مین موجود ہی
اور ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر جگہ اور ہر رنگ مین جلوہ نما ہے اور
اگر کسی سست عقیدہ شخص کو شک ہوے تو وہ آفتاب اور چاند کو دیکھے
کہ کل افراد عالم و عالمیان اُن کے انوار جہان تاب سے تابان و درخشان
و متاثر ہین پھر وہ نور مطلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جس کے جمیع کائنات
ذرے ہین اور اُسی سے اُن کی تخلیق ہوئی ہے اُن کے حضور مین کیا کلام
صاحب مواہب لدنیہ علامہ قسطلانی نقل کرتے ہین ۔

کالشمس في وسط السماء ونورها + يغشي البلاد مشارقًا ومغاربًا
کالبدر من حيث التفتّ رأيته + يهدي الي عينيك نورًا ثاقبًا

ترجمہ مانند آفتاب کے جو وسط آسمان مین ہے اور نور اُس کا ڈھانپ لیا ہی
مشرق اور مغرب کو ۔ مانند چودھوین رات کے چاند کے جسطرف متوجہ ہو تو بتلاتا ہی
تیرے روبرو نور روشن ۔ اب اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر تا قیام قیامت جمیع امور دنیا و مافیہا مثل کف دست باعلام
آلہی منکشف ہین ۔ اور حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب
مدارج النبوۃ کے دیباچہ کو اس آیۂ کریمہ (ھوالاول والآخر والظاھر
والباطن وھو بکل شئي علیم) سے ابتدا کرکے رموز و اشارات سے
اُس آیت پاک کے حضرت پر اولیت و آخریت اور ظاہریت اور باطنیت کو ثابت
کرکے مزید برآن (وھو بکل شي علیم) مین ضمیر ہو کو حضرت کے جانب
راجع کرتے ہین اور اُسکے دلایل قویہ کتاب مذکور الصدر مین موجود ہین

وہان دیکھکر اپنی تشفی کر سکتے ہین شعر

ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند　　روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

اب خداوند کریم منکرین و متعصبین کے دلونپر سے پردۂ عناد کو اُٹھاکر اس رسالہ کی توضیح و حقانیت کو ان کے دلون مین جاوے اور تعصب و نفسانیت سے بچاوے و ما علینا الا البلاغ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ من ہو العلۃ الغائیۃ لایجاد العالم سیدنا محمد سید ولد آدم و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

تمت

تقاریظ علمائے حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن

تقریظ عالیجناب زبدۃ العارفین قدوۃ الواصلین عمدۃ المفسرین نخبۃ الواعظین استادی حضرت مولانا مولوی حاجی قاری حافظ سید عمر شاہ صاحب قبلہ قادری الحنبلی قدس سرہ العزیز

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ واضح ہو کہ کرامات اولیا اور اُن کا تصرف اُن کے انتقال کے بعد بھی منقطع نہین ہوتا اور انہین اللہ کے پاس وسیلہ بنانا اور اُنسے توسل و مدد چاہنا باعث برکات ہے جسطرح علامہ نبہانی نے شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق مین اس مسئلہ کو بسط سے ثابت کیا ہے اور وہ حال مین مصر مین طبع ہو چکی ہے اُسکے صفحہ (۵۵) مین حضرت شیخ عبدالغنی نابلسی کے کتاب جمع الاسرار سے یہ عبارت نقل کی ہے۔ وقد رایت في فتوي رفعت سابقاً الي الشيخ الامام العلامة محمد الشوبري المصري ايي الشافعي رحمه الله تعالےٰ

بما ملخصه هل كرامات الاولياء ثابتة بعد موتهم وهل تصرفهم ينقطع بالموت ام لا وهل يجوز تقبيل توابيت الاولياء واعتابهم ام لا فاجاب يعني الشمس الشوبري بما ملخصه كرامات الاولياء ثابتة وتصرفهم لاينقطع بالموت ويجوز التوسل بهم الي الله تعالي والاستغاثة بالانبياء والمرسلين وبالعلماء والصالحين بعد موتهم لان معجزة الانبياء وكرامات الاولياء لاتقطع بعد موتهم اما الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام فلانهم احياء في قبورهم يصلون ويحجون كما وردت به الاخبار وتكون الاغاثة منهم معجزة لهم واما الاولياء فمي كرامة لهم وقال شيخنا الرملي رحمه الله تعالي وهذه الاشياء يعني الكرامات مشاهدة لايمكن انكارها. فالذي نعتقده ثبوت كرامتهم في حياتهم وبعد وفاتهم ولاتنقطع بموتهم الي ان قال فاما تقبيل توابيت الاولياء واعتابهم فلاخلاف في جوازه بل لاكراهة في تقبيل اعتابهم علي قصد التبرك كما افتى به شيخنا الرملي رحمه الله قال الشيخ محمد الشوبري في اواخر فتواه المذكورة وهذا الامر ظاهر غني عن طلب الدليل اذ ايطلب لذالك انما يصدر من جاهل معاند جاحد لايلتفت اليه ولايعول في هذه المباحث الشرعية عليه انتهي۔

بلکہ بعض عارفون نے کہا ہے کہ ولی سے بعد انتقال زیادہ کرامتین جاری ہوتی ہین اسلئے کہ اُسکا تعلق مخلوق سے منقطع ہوگیا اور اسکے روح کو خالق سے

پورا علاقہ ہوگیا تو اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے اُس ولی کے متوسلین کی حاجت برآری فرماتا ہے چنانچہ اُسی کتاب مین شیخ حسن عدوی مالکی کی کتاب مشارق الانوار سے اس طرح منقول ہے ا وقد ذکر بعض العارفین ان الولي بعد موته اشد کرامة منه في حال حیاته لانقطاع تعلقه بالمخلوق وتجرد روحه للخالق فیکرمه الله تعالیٰ بقضاء حاجته المتوسلین به انتهیٰ) اب رہا قبور کی تقبیل بلحاظ تبرک تو امام احمد رحمہ اللہ نے اسکے جواز کا فتویٰ دیا ہے ۔ اور بعضے علماء نے اسے مکروہ کہا اور بعضے علماء نے غلبۂ حال مین جایز کہا ہے ورنہ مکروہ لیکن اہل سنت وجماعت مین سے کسی نے اسے کفر وشرک نہ کہا ہان ابن تیمیہ اور اُس کا تلمیذ ابن قیم اور ابن عبدالہادی ان مسئلون مین علماء حنابلہ سے جدا ہوگئے ہین اور مسلمانون کو مشرکون سے بھی زیادہ مشرک بنا یا ہے ۔ اور انہین بدترین کفار سمجھا ہے ۔ جس کی تقلید وہابیہ کرتے ہین چنانچہ کتاب مذکور شواہد الحق مین ہے فقد علمت ما تقدم ان الامام احمد کما نقله عنه ابنه عبد الله وکثیر من ائمة العلماء کالمحب الطبري وابن ابي الصیف والشمس الرملي ووالده الشهاب الرملي وابن حجر الهیثمي وغیرهم ومن نقل ذالك عنهم من الشافعیة والحنفیة والمالکیة واقروه وارتضوا به قائلون جمیعهم بجواز التمسح بجدار القبر الشریف وتقبیله للتبرك بل وقبور سائر الانبیاء والصالحین وبعضهم صرح بجواز تقبیل الاعتاب ایضا للتبرك کما هو قصد جمیع من یفعلون ذالك من المسلمین ولو

كانوا من اجهل الجاهلين لا يقصد احد منهم غير التبرك بذالك النبي او ذالك الولي ولا يخفى ان في تجويز ذلك بقصد التبرك ومن هؤلاء الائمة الاعلام ولا سيما الامام احمد رضي الله عنه وعنهم فيه فسحة وتيسير على اهل الاسلام وهو اللائق بمحاسن الشريعة وقيد ابن حجر في عبارة السابقة جواز ذلك ونحوه بمن غلب عليه حال المحبة والذي اعتمده هو الكراهة لغير من غلب عليه الحال فاين هذا ممن يكفرون المسلمين بمثل ذالك بناء على اوهامهم وتخييلاتهم انه يفضي الى الكفر والشرك الخ ہان جو عالم ومقتدا ہو بلحاظ احتیاط اگر تقبیل نہ کرے تو بہتر ہے کیونکہ آج کل عوام حد سے بڑھ گئے ہین اسلئے ہمارے نیک عقیدت عالم نے اس رسالہ مین اچھی طرح بیان کیا ہے اور افراط وتفریط سے روکا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ (عمم کان اللہ لہ)

تقریظ عالیجناب محقق اکمل فاضل بے بدل جامع معقول ومنقول افضل المدرسین استادی حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب قبلہ شاہ نوری مدرس مدرسہ نذیریہ طال بقاہ وجعل الجنۃ مثواہ

الحمد للہ علی نوالہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اما بعد واضح ہو کہ مسائل خلافیہ مین بڑی گروہ کے متبع رہ کر نزاع سے کنارہ کشی کرے کیونکہ بڑی گروہ کا خلاف خسران وخذلان کا موجب ہے مؤلف نے بھی (جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء) سواد اعظم کی اتباع کرکے اہل اسلام کی تکفیر پر جراءت نہ کرنے کو ثابت کیا ہے وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ نمقہ عبد الضعیف محمد حسین عفا اللہ عنہ۔

تقریظ عالیجناب علامۂ زمان منبع فیض وعرفان استادی حضرت مولوی شاہ آلہی بخش صاحب قبلہ حنفی چشتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

جناب مولوی احمد حسین صاحب نے آداب قبور کا رد عمدہ تحریر کیا جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ حررہ العبد المذنب آلہی بخش شاہ غفرلہٗ۔

تقریظ عالیجناب معدن الافاضل والحقائق استادی حضرت مولانا مولوی سید یحیی صاحب حسینی سلمہ الرب القوی ۲

جناب مولوی احمد حسین صاحب جو جوابات متعلق جواز زیارت قبور وغیرہ تحریر فرمایا ہے وہ نہایت صحیح ومدلل ہین اللہ پاک مصنف کو جزائے خیر عطا فرماوے فقط

خادم الطلبہ والفقراء شاہ ابو محمد یحیی حسینی

تقریظ عالیجناب فضیلت نشان معرفت آگاہ حضرت مولانا مولوی سید عزیز الدین صاحب نقشبندی چشتی سلمہ اللہ تعالی نبیرہ مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم

یہ رسالہ من اولہ الی آخرہ دیکھا گیا سب مضامین درست وصحیح ہین۔

احقر الانام سید محمد عزیز الدین نبیرہ مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم

تقریظ عالیجناب فضیلتمآب حقیقت انتساب حضرت مولانا مولوی محمد رحمت اللہ صاحب منتظم صاحب محکمہ محلات مبارک

جناب مولوی احمد حسین صاحب مؤلف کتاب ہذا عورتون کو زیارت قبور جائز ہونیکے جو دلایل لکھے ہین بہت صحیح و درست ہین بشرطیکہ اس جا اندیشہ بے پردگی اور مجمع رجال نہ ہو کیونکہ نماز مفروضہ بھی جوان عورات کو مسجد مین جاکر ادا کرنا مکروہ ہے۔ الراجی بفضل اللہ محمد رحمت اللہ کان اللہ لہٗ

تقریظ عالیجناب اشرف العلماء تاج الفضلا مولانا مولوی سید اشرف علی صاحب قبلہ مفتی اول بلدہ زاد اللہ عمرہ وعلمہ واجلالہ

قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہین دلگیر پر یہان حسن شناسان سخن تھوڑی ہین

واقعی یہ کتاب افادات جمہور فی رد آداب قبور مولانا مولوی احمد حسین صاحب قبلہ نے بڑی محنت وجانکاہی سے لکھی ہے اور اُس کی عبارت ومضامین مولوی صاحب قبلہ کی قابلیت کے شاہد عادل ہین نکتہ چینی علی قدر لیاقت ہر ایک کرسکتا ہے مگر امید پسند ہر خاص وعام قلم اُٹھانا کار ے دارد۔

ایسے زمانہ مین جبکہ اسلام مین بہت سے فرقہ ہو گئے ہین اس قسم کے کتب کی سخت ضرورت تہی جو ان گمراہون کے ازالہ کا باعث ہو سکے اِسلئے مولانا مولوی احمد حسین صاحب قبلہ نے اس ضرورت کو محسوس کرکے افادات جمہور فی رد آداب قبور تحریر فرمائے ہین جو ہر طرح قابل ستایش ہے مولانا ممدوح نے اسکی تحریر مین جو محنت شاقہ برداشت کی ہے وہ لایق تشکر ہے امید ہے کہ اعدا نبی کو آیندہ اس قسم کی جرارت نہ ہوگی مین مولانا مولوی احمد حسین صاحب قبلہ کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہون۔

راقم سید اشرف علی عفی عنہ مفتی اول بلدہ

تقریظ عالیجناب افضل العلما تاج الفضلا مولانا مولوی سید عبد الرشید صاحب نائب صاحب مفتی اول بلدہ سلمہ اللہ تعالے

مہر محکمہ دار الافتا سرکار عالی حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ المستحق لغایات التحمید۔ العلی القوی الولی الحمید الغنی

المغني المبدء المعيد خلق الخلايق وسلكهم احسن الطريق الى الآ
الرشيد والزمهم شكره وضمن لهم كنز فضله المزيد وحكم عليهم
بالموت فما لاحد عنه محيص ولا محيد - وارسل الرسول النبي
الامي بالقران المجيد - حيث اخبرنا من قول الملك الحميد
وجاءت سكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد - والصلوٰة
والسلام علي شفيعنا يوم الوعيد محمد صلي الله عليه وسلم وعلي آله
واصحابه واولياء امته الذين بشرهم في الجنة بالنعيم والتخليد -
اما بعد فقد نظم دررها يل التقبيل من زيارة قبور الاولياء
والشهيد - بسدك اجوبة المعتبرة المروية من الكتب القديمة و
الجديد - هو عالم وحيد ومحقق فريد ضمّ رسالة جامعة
لرد فرق الاباطيل الذين حق عليهم الوعيد - وحصل لاهل السنة
والجماعة دلايلاً ظاهراً غريباً وحيد كل سطرة سيف لكل جبا
غيد - والفاظه رسنان بين قلوبهم كالحديد نسمع مرجباً من كل
قريب وبعيد - نسئل الله سبحانه ان يعطي لمصنفه جزاءً لا
يفنيٰ ولا يبيد - لامعطي لما منع ولا راد لما يريد - وندعو من الله
ان يجعلنا واياه متبعاً لاحكام الشرعية وسعيد - ويغفر
ذنوبنا من فضله المزيد وسبحانه فعال لما يريد - حررهُ الواسع
السيد عبد الرشيد - نائب المفتي الحميد آباديه احدي عشر يوم
الخميس شهر الجمادي الاولي سنه ۱۳۳۴ بحري السعيد - سيد عبد الرشيد نائب مفتي دل
بلده

تقریظ عالیجناب واجب التعظیم بحر المعانی والحقائق حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد تسلیم حسنی صاحب قبلہ قادری سلمہ الباری

من اجاب فقد اصاب حيث حقق تحقيقا في المسايل ودقق تدقيقا في الدلايل في تحرير الجواب حسب ماورد من السنة والكتاب جزاه الله تعالے خير الجزاء وهو الملهم للصدق والصواب ونمقه الفقير الي الله الغني الباري ابو البركات السيد محمد تسليم الحسني القادري كان الله له - دستخط عالیجناب تاج المتصوفین وخیر الواعظین حضرت مولانا مولوی محمد خیر المبین صاحب قبلہ سلمہ ربہ القدیر

محمد خیر المبین

تقریظ عالیجناب فضیلت انتساب نخبۃ العلماء وسلالۃ النجباء حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد لطیف محی الدین صاحب قادری الموسوی سلمہ ربہ القوی

الجواب صحیح حررہ الراجي الي رحمة الله القوي الباري فقير العاصي السيد محمد لطيف محي الدين قادري الموسوي الجيلاني كان الله له -

تقریظ عالیجناب مجمع الفضایل والمحامد فاضل النحریر حضرت مولانا مولوی سید محمد میر صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالے

لايخفي ان الفتنة الوهابية هي من اعظم الفتن في الاسلام فيها معادات النبوة والولاية وفيها الظلم العظيم علي الواجب من حقوق الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام والاولياء رضي الله عنهم والحط المبين لما اعطاهم الله من المنزلة الرفيعة والمكنة المنيعة بتمويه

ان فيه النصر والحماية لتوحيد الله تعالى وليس بل فيه التخليط والتلبيس
من اولياء الابليس وفيه المكر والتدليس وقد مكروا مكرهم وعند الله
مكرهم وان كان مكرهم لتزول منه الجبال فتدرج هذه الفرقة الابليسة وتنزل
حتى تخرب فصارت الاعلى والكامل والادنى والمتأمل وسرت فتنتها
مجرى الدم حتى عم المكر وطم فالخلائق فيه تائهون وهم يحسبون انهم
يحسنون فانا لله وانا اليه راجعون والادنى منهما هي الادنى الى التضليل
يحبها الجاهل انها المتعامل لمنهاج وضعها المجتهدون من الاوائل
وهي المتفرع من الكامل وعسى ان يتمايل الى اصله الكامل ليست التفرقة
بينهما الا في القليل والفرقتان لا تزالان في الدعوة الى طريقهما يريدون
ليطفؤا نور الله بافواههم وكاد ان تعم دعوتهم وتوم ضلالتهم
ولكن الله رحمنا بان اقام اصفياء من عباده يبينون للناس ضلالاتهم ومكائدهم منهم العالم الصالح المولوى احمد حسين حفظه الله
من كل شين فانه رفع في رسالته الحجاب من البين وكشف الغطاء
وازال الغين فحقق الحق الزين ومحق الحق الشين الذي هو في الخصام
غير مبين ولا يكايدين وظهر لبصارة العين انه الحق المبين
وصراط الامين عن قطاع الشياطين فجزى الله المولف خير الجزاء
وزاد فيما رزقه الله من العز والتمكين في العلم والدين
واعطاه الله الظفر والفتح المبين على اعداء الدين
العبد الفقير سيد محمد مير عفى عنه

تقریظ عالیجناب منبع علم وکمال ومجمع جوہائے یکران علم دوست فاضل ادیب مولانا مولوی نواب میر نامور علیخان صاحب جاگیردار رودیال سلمہ اللہ تعالیٰ

جناب مولوی احمد حسین صاحب نے جو کتاب افادات جمہوری رد آداب قبور تحریر کی ہے وہ حقیقتاً بوجہ مستند اور صحیح ہونیکے جالب انظار ناظرین و دافع شکوک مشککین ہے سچ تو یہ ہے کہ ہم کو اسکے محامد اور مناقب بیان کرنیکے لئے تنبی کے زبان سے مجبوری ظاہر کرتی پڑتی ہے

لقد وجدت مکانا لقول ذاسعۃ	فان وجدت لسانا قائلا فضل

یعنی

محل گفتار تو بہت وسیع ہے لیکن زبان گویا کہاں جو مافی الضمیر کی تشریح کرسکے (راقم تبشیر)

تقریظ جناب ابوالمکارم مولوی میر قاسم علی صاحب واصف حیدرآبادی زاد اللہ عمرہ وعلمہ تلمیذ حضرت مصنف مدظلہ العالی

الحمد للہ الملک الحمید الودود الوھاب والصلوٰۃ علی رسولہ الشفیع المشفع بیوم الحساب وعلی آلہ واصحابہ المتمسکین بالھدی والکتاب اما بعد فھذا کتاب مختصر جدًا وممتلئ بالتحقیق والعجاب لا شک فیہ ولا ارتیاب وکل مافیہ مبنی علی اتباع السواد الاعظم ومنوط باھل السنۃ والکتاب جزاہ اللہ لمصنفہ استادی المکرم مدظلہم من خیر وثواب لانہ تعالیٰ جواد کریم وتواب وھو الاعلم بالصواب حررہ الراجی الی عفو ربہ الھادی ابوالمکارم میر قاسم علی واصف الحیدرآبادی تجاوزہ اللہ ذوالایادی۔

تقریظ جناب مولوی غلام حسین خان صاحب زاد اللہ عمرہ وعلمہ

مستمدا و مستعینا بفضل اللہ الملک العظیم و مستغیثا و متوسلا بنبیہ الکریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الذین سلکوا بہم الجادۃ القویم وفازوا الی غایۃ المرام بحظ جسیم - اما بعد بحمد اللہ وحسن توفیقہ فقد تداولت الیوم بایدینا ھذہ النسخۃ المختصرۃ العجیبۃ المسماۃ بالافادات الجمہور الجامعۃ لدقائق الاصول والفروع والمانعۃ عن اتیان شبہات الشرور ونضر بہا عیون الناظرین فی غایۃ البہجۃ والسرور فجزی اللہ بہا الاستاذ المکرم المولف خیرا فی الدارین بالوفور - وکتبہ الراجی لفضل الغفور المنان - غلام حسین خان حیدرآباد

تاریخ طبع کتاب افادات جمہور از طبعزاد شاعر گہربار عالیجناب مولوی سید رضی الدین حسن صاحب کیفی

فضیلت نشان شیخ احمد حسین
محقق ذکی نیک فرخندہ پے

لکھا آپنے یہ رسالہ عجیب
ہمین ہاتھ آئی ہے کیا خوب شئے

رسالہ یہ مقبولِ عالم بنے
یہ چہتا رہے بار ہا پے بہ پے

سر دشمنِ دین نگون کیون نہ ہو
افادات جمہور بے مثل ہے

۳۴ ۱۳ھ

تاریخ طبع کتاب افادات جمہور از طبعزاد شاعر نازک خیال عالیجناب مولوی نواب میر محمد علی خان صاحب بہادر ناظم دام اقبالہ

یہ ہے تصنیفِ مولوی صاحب
جس سے خوش ہو رہے ہین سب ابرار

شرع کے ہوتے ہین مسایل حل
دیکھو - تالیف عارف اسرار

۳۴ ۱۳ھ

تاریخ شاعر شیرین مقال جناب مولوی محمد تراب علیخان صاحب قادری الاحمدی قابل

مرے مشفق مرے مخلص مولوی احمد حسین — صاحب ادراک عالم باعمل اور ذیشعور
مرحبا صد مرحبا انکے دلائل خوب ہین — واہ کیا اچھا کیا ہے رد آداب قبور
راست گوئی حق پرستی دیکھنے سے جسکے ہو — منکرون کے دانت کھٹے مقبلونکے نین نور
دل عدو کا کٹ گیا قابل مضامین دیکھکر — عبرت افزا ہو گیا یہ رد آداب قبور
۱۳ ۳۴

تاریخ طبع کتاب افادات جمہور طبعزاد ابوالمکارم میر قاسم علیصاحب واصف

زتصنیف استادم آمد کتابے — کہ باشد بدو دیدہ خلق را نور
ہمہ از رموز دلاویز شحون — ہمہ از گہر ہائے اسرار معمور
مصنف بدو باد نامی بعالم — دہد خالقش اجر این سعی مشکور
مسلم بود نزد ارباب معنی — کتابے کہ باشد زہر وصمتے دور
رقم سال ہجری او کرد واصف — مسلم کتاب افادات جمہور
۱۳ ۳ ۴

تاریخ طبع کتاب افادات جمہور از طبعزاد جناب مولوی فیاض خان صاحب رونق

خوب لکھا رد آداب قبور — مولوی احمد حسین نکتہ بین
سر سے اعدا کے لکھو رونق یہ سن — ہے پسند عام فیض عالمین
۱۳ ۳۴

از طبعزاد جناب مولوی سید نعمت اللہ صاحب عرف غلام احمد میان زاد اللہ عمرہ ناصر

احمد حسین میرے مکرم میرے بزرگ — لکھے ہین رد دشمن دین شہ زمان
ناصر نے ہجری سن مین کہا سال طبع یون — سرمایہ علوم ہے یہہ رد زرفشان
۱۳ ۳ ۴

تاریخ طبع افادات جمہور از طبع زاد مولوی محمد عبد الستار صاحب نازل

مکرم میرے حضرت احمد حسین — لکھے جوابات اعداے دین
کہا مین نے بہی نازل اسکا یہ سن — یہہ دندان شکن رد ہے فتح المبین
۱۳۴۸

قطعہ تاریخ طبع کتاب افادات جمہور از طبع زاد مولوی محمد خان صاحب شائل

خوشا رد اعداے دین مکرم — کتابیست روشن چو دیباچہ نور
مضامین او در بحر حقیقت — ثنایش چہ گویم کہ نور علے نور
ز شائل ہمین است یارب دعائے — بدارش تو از چشم زخم جہان دور
باعداے دین نبی پاشکستہ — ہمایون کتاب این افادات جمہور
۱۳۴۸

قطعہ تاریخ طبع کتاب [illegible] از طبع زاد جناب مولوی سید علی صاحب صادق

مولوی احمد حسین القادری الاحمدی — ہین میرے استاد جنکا علم فیض آمیز ہے
آپ کی تصنیف ہے جو رد آداب قبور — یہ جواب مستند اعداء رخنہ ریز ہے
سال طبع اسکا صادق نے کہا ہجری مین یون — نسخۂ نایاب یہ ردِ بلا انگیز ہے
۱۳۴۸

قطعہ تاریخ طبع زاد مولوی سید یٰسین صاحب زاد اللہ علمہ تلمیذ حضرت قابل

جزاک اللہ اے حضرت احمد حسین — افادات جمہور ہے بیمثال
کہو تم بہی یٰسین لوجہہ گئے — جوابات اعداے آشفتہ حال
۱۳۴۸

احمد حسین احمد حسین عرف میاں صاحب

تقاضا تق ضا



قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تعلموا الفرائض وعلموہ

از تصانیف حامیِ سنت ماحیِ بدعت قامعِ شرک و شر عالیجناب مولانا و مرشدنا حضرت سیدنا محمد عمر نقشبندی قادری

فرائض قادری

الموسوم بہ

فتح الفرائض

۱۳۲۳ھ

باہتمام خاکپائے انام غلامانِ درگاہ حضرت ممدوحہ مدظلہ خاکسار ذرہ بیمقدار محمد عبدالمجید قادری کان اللہ لہ ولوالدیہ

مطبع انجم النظار حیدرآباد دکن

حرف حرف

فہرست مضامینِ فرائضِ قادری

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۲	سببِ تالیفِ کتاب	۲۲	فصل ساتوین تصحیح کے بیان مین ۔
۳	پہلی فصل میت کے مال کی تقسیم مین ۔	۲۹	فصل آٹھوین رد کے بیان مین
۷	دوسری فصل موانعِ میراث مین ۔	۳۵	فصل نوین ذوی الارحام کے بیان مین ۔
۹	تیسری فصل حصون مین اصحابِ فرائض کے	۴۲	فصل دسوین تخارج کے بیان مین ۔
〃	بابِ دادا کا بیان	۴۳	فصل گیارہوین مناسخے کے بیان مین
۱۰	اخیافی بہائی بہنون کا بیان	۵۲	فصل بارہوین ورثہ اور قرضخواہون پر تقسیم ترکہ کے بیان مین ۔
〃	زوج وزوجہ کا بیان		
۱۱	بیٹیون اور پوتیون کا بیان	۵۵	فصل تیرہوین میراثِ خنثی کے بیان مین
۱۲	حقیقی اور علاتی بہنون کا بیان	۵۶	فصل چودہوین میراثِ حمل کے بیان مین ۔
۱۳	ماں کا بیان	۵۸	فصل پندرہوین میراثِ مفقود کے بیان مین
〃	دادی اور نانی کا بیان	۶۰	فصل سولہوین میراثِ مرتد کے بیان مین
۱۵	فصل چوتھی عصبات کے بیان مین	۶۱	فصل سترہوین میراثِ اسیر کے بیان مین
۱۷	فصل پانچوین مخارج فروض اور عول کے بیان مین	〃	خاتمۂ کتاب
۲۰	فصل چھٹی تماثل تداخل توافق تباین کے بیان مین	۶۳	قطعاتِ تواریخ ۔

قطعاتِ تواریخ

از جناب مولوی غلام محی الدین صاحب قادری الحنبلی المتخلص بہ طالب

میرے شفیق مرشد علامۂ زمن نے
دل نے کہا ادب سے طالب تو عرض کردے

ولہ

جو ہی تالیفِ حضرت مولوی سید عمر صاحب
ایسی کتاب لکھی ہے جامع الفرائض
تاریخی نام اسکا ہے نافع الفرائض
۱۳۲۳ھ

ہوئی تاریخ جب فکر طالب انکو فدوی کو
یہ سچ کہتا ہون وہ گنجینۂ علمِ فرائض ہے
کہا دل نے کہ وہ آئینۂ علمِ فرائض ہے
۱۳۲۳ھ

جناب محمد
روز علی صاحب
ولی المتخلص
بہ روز
پیر دستگیر شفیق وخلیق
قمر شاہ عالیجناب
بمعید وبسامختصر
ئض مین منظوم کی لاجواب
سال تصنیف فیروز نے
ان زیبا معطر کتاب
۱۳۲۱ھ

احمد حسین عرف میان بجانی



رب کے ہین مداح سردارِ عرب		اور وہ سردارِ عرب ممدوحِ رب[1]
وہ کبھی حامد کبھی محمود ہین		ہر جگہ ہر رنگ مین موجود ہین[2]
فعل اونکا جانئے فعلِ جلیل		ما رمیت[3] اس پہ ہوا قوی دلیل

[1] کسی سست عقیدہ شخص کو شک ہو دیے تو وہ آفتاب اور چاند کو دیکھے کہ ہر شہر اور ہر مکان اور ہر شخص کے سر پر موجود تو وہ نورِ مطلق جس کے یہ سب ذرّے ہین اور اُسی سے انکی خلقت ہوئی اُس کے حضور مین کیا کلام صاحب مواہب نقل کرتے ہین ؎

کَالشَّمْسِ فِی وَسْطِ السَّمَاءِ وَنُوْرُهَا		یَغْشَی الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَمَغَارِبًا
کَالْبَدْرِ مِنْ حَیْثُ الْتَفَتَّ رَأَیْتَهٗ		یَهْدِیْ اِلٰی عَیْنَیْكَ نُوْرًا ثَاقِبًا

[3] آیت شریف وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی کی طرف اشارہ ہے ۔ اسی طرح اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ۔ یہ اِنَّمَا حصر و قصر کے لئے کیا لطف دے رہا ہے یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ کی تاکید اُسپر علاوہ ہے ۔

اکثر اُن کے نام ہین نامِ خدا — ہے پرے عقلون سے شانِ مصطفےٰ
یارب اُنپر اپنی رحمت کر نزول — جسکے باعث ہم سے خوش ہوین رسول
آل اور اصحاب پر اور تابعین — غوثِ اعظم پر بھی جو ہین محیِ دین

سببِ تالیفِ کتاب

سیکھو سکھلاؤ فرایض خلق کو — کیونکہ ہی وہ نصفِ علم (انسے نیکنحو)

لہ اخرجہ البیہقی والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرایض وعلموہ فانہ نصف العلم وانہ ینسی وھو اول ما ینزع من امتی (رمنثور) وفی روایۃ الدارقطنی والدارقطنی تعلموا العلم وعلموہ الناس وتعلموا الفرایض وعلموھا الناس (رشرنبلی) فانا علم مقبوض والسکلام یتعلموا الفرایض وعلموھا الناس فانی امرؤ مقبوض وان العلم سیقبض وتظھر الفتن حتی یختلف اثنان فی الفریضۃ فلا یجدان من یفصل بینھما رواہ الامام احمد والدارمی ولفظہ لہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ (کشاف القناع) ۱۲ فرائض جمع فریضہ ہو اور وہ ایسی شے ہے جو بطور فرض کیجاے اور ہر مقدار اور ٹہرائی ہوئی شے کا نام فرایض رکہا گیا۔ تو اسی لئے وارثون کے حصونکا نام فرایض رکہا گیا۔ کیونکہ وہ اُنکے لئے مقدر و اندازہ کئے گئے ہین اور مسائل میراث کو علم فرایض کہا گیا۔ اور اسکے عالم کو فرضی و فارض و فراض کہتے ہین (مغرب) **تعریف فرایض** وہ ایسے قواعد و ضوابط کا علم ہے جس سے ہر ایک وارث کا حق ترکہ سے وہ کسقدر مستحق ہے پہچانا جاتا ہے موضوع **فرایض** ترکات ہین کیونکہ اُنہین علم سے اس علم مین بحث ہوتی ہی **غایت فرایض** حق والون کو اُنکے حق پہونچا دینا ہے۔

ارکان فرایض تین ہین۔ (۱) وارث (۲) مورث (۳) موروث **شروط فرایض** بھی تین ہین

(۱) موت مورث حقیقۃً یا حکماً جسطرح مفقود (۲) موت مورث کے وقت وارث کا زندہ ہونا حقیقۃً یا تقدیراً جسطرح حمل

اس طرح ارشاد ہے سرکار کا — سیکھنا ہمکو بھی اب لازم ہوا
نام اسکا ہے فرائض قادری — ہے سراجی کا خلاصہ اے اخی
مین نے اکثر حاشیہ جو ہی لکھا — ذکر اسمین چار دن مذہب کا کیا
مسئلے اسکے ہین سارے مستند — اور مفتی بہ ہین اور ہین معتمد
یا الٰہی ہے عظیم کی التجا — ہر ریا کے کام سے اسکو بچا
تیرا وہ طالب ہو تو مطلوب ہو — وہ محب ہوا وسکا تو محبوب ہو
ہو عطا عین الیقین حق الیقین — ہے اُسیکا تو ہی خیر الوارثین

فصل پہلی میت کے مال کی تقسیم مین

شبیہ بقیہ حاشیہ صفحہ (۲) کی (۳) علم سبب وراثت کا اور اسکے اسباب موانع فرائض قریب مین آتے ہین اصول فرائض تین ہین (۱) قرآن (۲) حدیث کیونکہ امام الامم (یعنے نائی) کی میراث شہادت مغیرہ اور ابن سلمہ سے ہوئی (کتاب الٰہی مین اسکی توریث مذکور نہین (۳) اجماع امت ام الاب (یعنے دادی) مین ہر اور قیاس کو یہان دخل نہین کیونکہ ہر وارث کیلئے جو حصہ مقرر و مخصوص ہے اوسکی وجہ حکمت مخفی ہے اسلئے قیاس کی گنجایش نہین (رد المحتار) علم انسان کی دو حالتین ہین ایک حالت حیات دوسری حالت ممات تمام علوم دینیہ حیات سے متعلق ہین اور یہ علم فرائض ممات سے خاص ہے۔ یا یہ کہ ملک کے دو سبب ہین ایک ضروری جس طریق میراث دوسرا اختیاری مثل خریدی و قبول ہبہ و وصیت وغیرہ یا ترغیب کے لئے ہے ۱۲

مالِ مردہ پہلے دے تو دَین مین[۱]	ہو تعلق دَین کا گر عین مین
درمیانی[۲] اُس کی پھر تجہیز کر[۳]	ہو موافق سنتِ خیر البشر[۴]

۱؎ یعنے مال مردہ کا پہلے اُس قسم کے قرض مین دینا چاہئے جسے علاقہ کسی شے معین سے ہو۔ شافعیہ و مالکیہ کے پاس بھی ایسا ہی ہے لیکن ہم حنابلہ کے پاس تجہیز و تکفین تمام حقوق سے مقدم ہے جیسے ایک چیز میت کی کسی شخص کے پاس رہن ہے۔ اور میت سوائے اس شئے کے کچھ نہ چھوڑے تو اُس شئے مرہون کو بیچ کے پہلے زر رہن ادا کرینگے۔ اور جو کچھ بچ رہے اوس سے تجہیز و تکفین کیجائیگی۔ نہین تو وہ لوگ جن پر خرچ اسکا حالت حیات مین واجب تھا جیسے شوہر بہ نسبت زوجہ یا بیٹا یا تو انغنی بہ نسبت والدین مفلس۔ تجہیز و تکفین کرین۔ اگر وہ لوگ بھی نہ ہون تو بیت المال سے کیجائے گی۔ **فائدہ** دَینِ مرتہن کو تکفین پر اس لئے مقدم رکہا گیا کہ اسکا تعلق ایسے مال سے ہے جس کا ابھی ترکہ مین شمار نہین ہوا۔ اسی لئے متون نے اسکا ذکر نہین کیا

۲؎ بعد ادائی دَینِ متعلق بعین کے مال مردے کا اسکی تجہیز و تکفین مین بے کمی و بیشی کے صرف ہو یعنے مرد کے لئے تین کپڑے اور عورت کے لئے پانچ۔ نہ اس سے زیادہ ہون نہ کم اور جو قیمت کے کپڑے حالتِ حیات مین پہنتا ہو تو اُسی قیمت کے کپڑون مین اُسکا کفن بھی ہو

۳؎ تجہیز کے معنی سامان کرنا۔ میت کے سامان کرنے مین غسل و گورکنی و دفن بھی داخل ہے

فائدہ۔ اس تجہیز سے زوجہ مستثنےٰ ہے اگرچہ غنی ہو کیونکہ اسکی تجہیز اُس کے خاوند پر ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ علاقۂ زوجیت باقی ہے اسلئے کہ خاوند وارث ہوتا ہے یہی مذہب حنفیہ و شافعیہ کا ہے۔ لیکن مالکیہ و حنابلہ کے پاس یہ استثنا نہین بلکہ اُس عورت کے ترکہ سے اسکی تجہیز ہوگی اگرچہ زوج غنی ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ تجہیز توابعِ نفقہ سے ہے اور اسکا وجوب استمتاع پر موقوف تھا اور وہ اب منقطع ہو گیا ۱۲

۴؎ اور تکفین کیجائے کپڑے مین جو میت کی ملک ہو نہ کہ مال وارثون کا یا مال مشترک کا جس مین میت کا بھی حق ہو بغیر اجازت شریک کے اور نہ مال موقوف کا جس مین میت کا حق ہو بغیر اجازت مستحقین کے اور نہ مال مرہون کا بغیر اجازت مرتہن کے اور نہ مال مستعار کا بغیر اجازت مالک کے

پھر ادا کرے قرض جو ایسا نہو	پھر وصیت موصی کی کو دیجیو
پھر ہے ذی فرض اور نسب کا عصبہ	پھر جو متحق ہے سبب کا عصبہ

۱ بعد تجہیز و تکفین وہ قرض ادا کرے جو متعلق شئے معین سے نہین ہے۔ اور اگر ترکہ سب قرضخواہون کے قرض کو کفایت نہ کرے تو اسمین حصہ رسدی دیدین (اور اسی طرح مالکیہ کے پاس حق الہی پر آدمیون کا دین مقدم ہے) اور اگر دین حقوق الہی جو جس طرح نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ نذر۔ کفارہ اور میت نے اسکی وصیت کی ہو تو بعد ادائی قرض عباد کے باقی ثلث مال مین وصیت جاری ہوگی (یعنے ہر ایک نماز کیلئے آدہی صاع گیہون اور ہر ایک روزہ کیلئے بھی اسیقدر لیکن امام محمد کے پاس ایک صاع فائدہ۔ صاع کے دو قسم ہین (۱) صاع عراقی جو آٹھ رتل کا ہوتا ہے (۲) صاع حجازی جو پانچ رطل اور ثلث رطل کا ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے پاس پہلا صاع معتبر ہے اور امام شافعی و امام احمد کے پاس دوسرا) اور وصیت کی ہو تو واجب نہین۔ لیکن امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے پاس حقوق الہی تمام مال مین سے مثل اور دیون کے ادا کرنا چاہیئے۔ خواہ میت نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اور صحیح قول پر امام شافعی کے پاس دین الہی دین عباد پر مقدم ہے۔

۲ بعد ادائی دین جسقدر مال باقی رہے اسکی تہائی موصی لہ کو دین۔ کل مال سے نہین یہ حصہ اس شخص ہے جس کیلئے میت کہہ گیا ہو کہ بعد میرے موت کے اسے اسقدر مال دیجو۔ اگر وصیت تہائی مال کی یا اس سے کم کی تھی تو اسیقدر دینگے۔ اگر تہائی سے زیادہ ہو تو تہائی ہی دینگے زیادہ نہ دینگے ہان جو سب وارث راضی ہون تو زیادہ بھی دینگے۔ لیکن امام احمد کے پاس ثلث سے زیادہ وصیت حرام ہے ہان جس کا کوئی وارث نہ ہو تو اسکو کل مال کی وصیت جائز ہے اور وصیت محرم ہی جائز ہے اور وارث کے صحیح ہونے کی

۳ صاحب فرض وہ وارث ہین کہ جنکا حصہ شرع سے معین ہے۔ امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل فرائض کو حصہ دو۔ پھر جو بچ جائے تو قریب ترکے مرد کو دو

۴ نسب کا عصبہ وہ قرابتدار ہے جسکے لئے حصہ مقرر نہین۔ چنانچہ اسکا بیان

ہے وہ عصبہ جو بچے ذوی فرض سے	گر اکیلا ہو تو سارا مال لے

۵ یعنے اگر میت اصل مین کسی کا غلام ہوا اور اوسکے میان نے اسے آزاد کر دیا تھا اور وہ اپنا کوئی عصبہ نسبی نچھوڑے تو اسکا مال اسی آزاد کرنیوالے کو ملیگا خواہ مرد ہو یا عورت بطور عصوبت کے۔ یہ عصوبت بسبب آزاد کرنیکے حاصل ہوئی۔ اسی لئے عصبہ سببی کہتے ہین۔ اور اسی کو مولی النعمۃ بھی کہتے ہین

پھر جو معتق[1] کا ہو عصبہ کوئی نر	پھر ہو رد[2] اہل نسب ذو فرض پر
بعد اُسکے ذو رحم کو کر عطا[3]	پھر جو ہو مولی الموالات[4] اے فتی
پھر مقر[5] لہ ہے نسب پر غیر کے	اور وہ غیر اس بات کا منکر رہے جوان

[1] اگر ایک شخص مرے اور اپنا کوئی عصبہ نسبی نچھوڑے اور آزاد کردہ موالا بھی نہ رہا ہو تو اس آزاد کردہ موالا کے عصبہ نذکر کو وہ مال بطور عصوبت ملیگا اور عصبہ مونث کو کچھ نہ ملے گا۔

[2] نسب کی قید اسلئے لگائی گئی کہ زوجین پر رد نہیں ہے لیکن متاخرین نے رد کا فتوی دیا ہے اسلئے کہ ہمارے زمانہ میں بیت المال کا انتظام نہیں ہے۔ چنانچہ اشباہ والنظائر کی کتاب الفرائض میں ہے اور رد المحتار میں مستصفی سے نقل کیا ہے کہ بصورت عدم مستحقین زوجین پر رد کیا جائے۔ شافعیہ اور مالکیہ کے پاس بھی اسی طرح ہے لیکن حنابلہ کے پاس رد نہیں ہے۔ چنانچہ آٹھویں فصل میں اسکا بیان بالتفصیل کیا گیا ہے [3] جبکہ شریعت میں کوئی حصہ مقرر نہ ہوا اور نہ عصبہ ہو چنانچہ نویں فصل میں اسکا بیان کیا گیا ہے [4] مثلاً ایک شخص مجہول النسب دوسرے شخص سے کہے کہ تو میرا موالی ہے جب میں مروں تو میری میراث لیجیو اور اگر میں ایسا جرم کروں کہ جس سے دیت عاقلہ لازم آوے تو تو دیجیو اور دوسرا اس بات کو قبول کرلے تو یہ قبول کرنا مولی الموالات کہلاتا ہے۔ وارث بھی ہوگا دیت بھی دیگا اور اسی طرح جب دوسرا بھی مجہول النسب ہو اور پہلے شخص کو مثل اوسی کے کہے اور دوسرا شخص قبول کرے تو ہر ایک باہم ایک دوسرے کا وارث بھی ہوگا اور دیت بھی دیگا۔ فائدہ شافعی مالکی حنبلی مذہب میں مولی الموالات وارث نہیں ہوتا [5] مقر لہ کے وارث ہونیمیں تین قیدیں ہیں (۱) کسی مجہول النسب کے لئے اقرار کیا ہو کہ وہ میرا بھائی ہے تو یہ اقرار اس بات کا متضمن ہے کہ وہ اُس کے باپ کا بیٹا ہو۔ اس قید سے یہ فائدہ ہوا کہ اگر مجہول النسب کا نسب غیر سے ثابت نہ کرتا بلکہ اپنی ذات سے ثابت کرتا اور یوں کہتا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو وہ وراثت بنسب یعنے عصبات میں میراث پاتا نہ اس مرتبہ میں۔ (۲) مقر لہ کے مجرد اقرار سے اس مجہول النسب کا نسب اس غیر سے ثابت نہ ہوئے جیسے اسکا باپ اس نسب کی تصدیق نہ کرے۔ اس قید سے یہ فائدہ ہوا کہ اگر اسکا باپ اسکے نسب کی تصدیق کرتا تو یہ حقیقت میں اسکا بیٹا ہوتا اور اس مقر کا بھائی جو عصبہ ہے۔ (۳) مقر اپنے اقرار پر رجوع نہ کرے۔ اس قید سے یہ فائدہ ہوا کہ جب مقر اپنے اقرار سے رجوع کرے تو اسکا کچھ اعتبار نہ رہے گا۔ اور اس مقر کی میراث اوس مقر لہ کو نہ ملے گی) [6] یہ تین قیدیں ہیں (۱) مقر لہ کا اقرار کرنا دو چیزوں کا اقرار کرنا ہوا ایک نسب کا دوسرے استحقاق مال کا بسبب میراث کے اور یہ اقرار نسب جو غیر کیلئے تھا وہ بوجہ انکار غیر باطل ہوا اور اپنی ذات کیلئے جو مال کا اقرار تھا وہ صحیح ہے بشرطیکہ اس مقر کا کوئی وارث معلوم نہو۔ غرض یہ اقرار معنوی وصیت ہے اسی لئے اس سے رجوع صحیح ہے اور مقر لہ کی فرع و اصل کی طرف منتقل بھی نہیں ہوتی۔ فائدہ شافعی مالکی۔ حنبلی مذہب میں مقر لہ وارث نہیں ہوتا

پہرو وصی[۱] جو ہووے پوری مال کا	پہر ہے بیت[۲] المال کا حصہ دلا

دوسری فصل موانع ارث مین

پانچ مانع[۳] ارث کے ہین بالیقین	رق[۴] و قتل[۵] و اختلاف[۶] دار و دین[۷]

۱؎ مقرلہ موصی لہ بجمیع مال پر اسلئے مقدم ہے کہ مقرلہ مین ایک نوع کی قرابت ہے۔ اور موصی لہ جمیع مال سے بسبب وارثون کے روکا گیا تھا۔ جب کوئی وارث نہون تو جو اسکے لئے معین کیا گیا تھا۔ وہ کامل طور سے دیا جاوے۔ فائدہ شافعی و مالکی مذہب مین موصی لہ کو صرف ثلث مال ہے ۲؎ یعنے جب کوئی وارث نہون تو کل مال بیت المال مین دیا جاوے لیکن شافعیہ اور مالکیہ کے پاس بشرطیکہ بیت المال منتظم ہو تو دیا جاوے۔ اور حنابلہ کے پاس کسی حال مین وہ مستحق نہین۔ فائدہ بیت المال خزانہ یا وہ شاخ اسلام کو کہتے ہین جسمین خراج وغیرہ کا مال جمع ہوتا ہو اور مستحقین پر صرف کیا جاتا ہو۔ تنبیہ ترکہ کے مستحقین کبھی گیارہ قسم کے ہین جس طرح مذکور ہوا۔

۳؎ مانع لغت مین حائل کو کہتے ہین اور اصطلاح مین وہ شے ہے کہ جس کے سبب سے اس شخص سے حکم منتفی ہوتا ہے جسمین ایک معنی بعد قیام سبب ہوتے ہین۔ اسی کا نام محرومیت ہوتا ہے۔ اس سے محجوب خارج ہوگیا کیونکہ وہان اسکے غیر مین معنی قایم ہونے سے حکم منتفی ہوا ہے۔ اور اجنبی بھی خارج ہوگیا کیونکہ وہان قیام سبب ہی نہین۔ ۴؎ اگر ایک شخص مرے اور اسکا بیٹا کسی کا غلام ہو تو بیٹا اوس کا وارث نہوگا۔ اور یہ مانع جانبین سے ہے ۵؎ کوئی شخص ناحق کسی کو قتل کرے جسکا قصاص یا کفارہ لازم ہووے تو وہ اوسکا وارث نہوگا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیس للقاتل شیئ الامام مالک موطامین اور امام احمد (رح) یہی مذہب مالکیہ اور حنابلہ کا ہے۔ لیکن شافعیون کے پاس کسی طرح سے بھی قاتل قتل مین شریک ہووے محروم ہوتا ہے جس طرح بدلہ لینے والا اور امام اور قاضی جنہون نے قتل کا فتوی دیا۔ اور جلاد و شاہد وغیرہم ۶؎ مثلاً ایک کافر دار اسلام مین ذمی یعنے جزیہ دیکر رہتا ہو اور دوسرا دار حرب مین کافرون کے ملک مین ہو تو ان دونون مین ارث نہین یہ مانع خاص کافر کیلئے ہے۔ فائدہ شافعی مالکی حنبلی مذہب مین اختلاف دار مانع میراث نہین ۷؎ یعنے وارث اور مورث کے دین مین اختلاف ہو مثلاً باپ کافر بیٹا مسلمان تو ان دونون مین ارث نہین۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یرث الکافر المسلم ولا المسلم الکافر (متفق علیہ) اور یہی مذہب ائمہ اربعہ کا ہے لیکن حنابلہ نے کہا کہ اگر کافر (گو مرتد ہو) قبل تقسیم ترکہ مسلمان ہوگیا تو وہ وارث ہوگا اسکی وجہ ترغیب اسلام ہے ۱۲

کافرون مین اختلاف دارث ہے	پانچوان اب جہل موت[۱] کا یا رہے
پر نہین ممنوع[۲] مانع ارث کو	حاجب[۳] وارث ہی جو محجوب ہو

[۱] مثلاً ایک کشتی مین چند اقارب باہم ڈوب گئے یا کسی دیوار کے نیچے دب کر مر گئے اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کون پہلے مرا اور کون پیچھے تو اس قسم کے اموات آپس مین ایک دوسرے کے وارث نہین ہوتے ہر ایک کی میراث اُنکے وارثون کو ملے گی جو باقی رہے اسطرح شافعیہ و مالکیہ کے پاس بھی ہے۔ لیکن حنابلہ اسمین متفرد ہین جن کو منظور ہو اُنکی کتابون کی طرف رجوع کرے۔ تنبیہ حالت تاریخ موتے کو اکثر لوگون نے مانع مانا ہے جسنے بھی نظم مین انہین کی تقلید کی لیکن ارتداد کو مانع مقرر کرنا بہتر ہے کیونکہ کثر مامیراث یہ ہے کہ موت مورث کے وقت وارث زندہ رہے اور یہ وہان منتفی ہے (رد المحتار) [۲] یعنے بیٹا پوتے کا مانع ارث ہوتا ہے کیونکہ بیٹے کے ہوتے ہوے پوتے کو کچھ نہین ملتا۔ اگر بیٹا کافر یا غلام ہو تو وہ مانع پوتے کے وارث ہونے کا نہوگا۔ بلکہ یہ بیٹا کالعدم سمجھا جائے گا [۳] حجب کے معنی لغت مین منع کے ہین اور اصطلاح مین ایسے شخص کو منع کرنا جو میراث کی اہلیت بسبب دوسرے شخص کے رکھتا تھا۔ حجب کے دو قسم ہین پہلا حجب حرمان دوسرا حجب نقصان۔ حرمان یہ ہے کہ ایک شخص معین کو بسبب دوسرے شخص کے میراث سے بالکل منع کرنا۔ حجب نقصان یہ ہے کہ جو وارث کا حصہ مقرر تھا بسبب دوسرے شخص کے اُس حصہ سے اسکو کم حصہ دینا۔ مثلاً ایک شخص دو بھائی اور ماں باپ چھوڑے تو باپ کے ہوتے ہوے بھائی بالکل محجوب ہین اور انہون نے ماں کو ثلث سے سدس کی طرف محجوب کر دیا۔ یہ حجب نقصان ہے۔ یا ایک شخص باپ اور دادی اور نانی کی مان چھوڑے سو دادی بسبب باپ کے بالکل محجوب ہے اور اُس نے نانی کی مان کو بہ نسبت اُسکے جدہ بعیدہ ہی محروم کر دیا یہ حجب حرمان ہے فائدہ۔ چھ وارث کسی حال مین میراث سے محروم نہین ہوتے (۱) باپ (۲) مان (۳) بیٹا (۴) بیٹی یعنے والدین اور ولدین۔ (۵) زوج (۶) زوجہ تنبیہ حجب کی بنا دو اصلون پر ہے یعنے دو قاعدون کے یا ایک کے ہونے سے محجوب ہونا پایا جاتا ہے۔ پہلی اصل یہ ہے کہ اُنکے سوا جو کبھی محروم نہین ہوتے) اور وارثون مین سے قریب تر بعید تر کو محجوب کر دیتا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ جسکی قرابت بواسطہ ایک شخص کے متعلق ہو تو اُس شخص متوسط کے ہوتے ہوے وہ وارث نہوگا جیسے پوتا بیٹے کے ساتھ وارث نہین ہوتا یعنے پوتے کی قرابت دادا سے بواسطہ باپ کے ہے تو پوتا باپ کے ہوتے ہوے دادا کے مال کا وارث نہوگا۔ مگر مادری بھائی مان کے ساتھ وارث ہوتا ہے۔ اسی طرح

بیان غرقی و ہدمی

بیان حجب

تیسری فصل حصونمین اصحاب فرائض کے

چار مرد اہل فرائض[۱] ہین سن اب — مادری[۱] بھائی بھی شوہر جدو اب
عورتون سے زوجہ بیٹی ہین میان — دادی پوتی مان[۲] سہ نوع خواہران

باپ دادا کا بیان

باپ[۳] پھر وہ جد نہووے جسمین اُم — ہووے جب اولاد نر لیوے شش سہم
گر ولد[۴] انثیٰ ہو تو باقی بھی لے — اور نہو اولاد تو عصب بنے

[۱] اہل فرایض یعنے جنکا حصہ مقرر ہے وہ بارہ ہین - مردون سے چار اور عورتون سے آٹھ - [۲] یعنے ادنیٰ درجے کی اور انیانی حقیقی کو عینی اور علاتی کو اخ یا اخ لاب اور اخیانی کو لاُم کہتے ہین [۳] باپ اور وہ جو نہو تو دادا اور وہ بھی نہو تو پڑدادا وغیرہ جو بے واسطت مان کے ہو ساتھ اولاد نر کے یعنے بیٹون اور پوتون وغیرہ کے چھٹا حصہ ملتا ہے مثلاً زید مرا - باپ اور ایک بیٹا چھوڑا جسے اس مثال مین مسئلہ ۶ اب ۱ ابن ۵ اگر بجائے پدر کے جد ہوتا تو وہی سدس اسکو ملتا - [۴] یعنے اگر اولاد نر کو یعنے بیٹا پوتا پڑپوتا وغیرہ نہ چھوڑے اور صرف بیٹی پوتی پڑپوتی چھوڑے تو باپ یا دادا یا اور کوئی جدّ صحیح ہو تو اسکو چھٹا حصہ بطور فرض کے اور جو کچھ بعد دینے اصحاب فرائض کے بچے وہ بھی بطور تعصیب کے لیگا - پس اس صورت مین باپ یا جد صحیح ذی فرض بھی ہین اور عصبہ بھی چنانچہ اس مثال سے ظاہر ہوگا - مسئلہ ۶ یعنے بطور فرضیت کے سدس پینے ایک ملا اور بطور عصوبت کے اور ۵ یعنے جبکہ میت نے ۳ جنس کو اولاد ذکور و اناث نہون تو اسوقت مین باپ دادا اسکے لئے کچھ حصہ مقرر نہین بلکہ (۱) دونون عصبہ ہوتے ہین - مسئلہ ۲ اب ۱ ام ۱ یہ کل تین صورتین ہین (۱) فرض مطلق جو صرف ہے (۲) تعصیب مطلق (۳) فرض اور تعصیب فائدہ دادا باپ کے مانند ہے مگر جد صحیح مین

اخیافی بھائی بہنون کا بیان

مادری ہووے بہن یا بھائی ہو — سدس یک کو ثلث دیوین جمع کو
پر نہ ہو اولاد و آبا اے اخی — اور عورت مثل مرد اس جا ہو گی

زوج و زوجہ کا بیان

زوج کو ہے ربع گر اولاد ہو — اور نہ ہو تو نصف ہے آنے نیکو
ہے ثمن زوجہ کو گر ہووے ولد — اور نہ ہون تو لین ربع فرد و عدد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) (۱) یہ ہو کہ دادی باپ کے ساتھ وارث نہین ہوتی اور دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہے (۲) یہ ہو کہ میت نے جب والدین اور احد الزوجین کو چھوڑا تو بعد حصہ احد الزوجین کے مان کے باقی کا ثلث پاویگی اور اگر بجاے باپ کے دادا ہو تو مان اس کے جمیع مال کا ثلث پاویگی (۳) یہ کہ بنی اعیان اور بنی علات باپ کے ساتھ بالاتفاق سب ساقط ہو جاتے ہین اور دادا کے ساتھ فقط امام ابو حنیفہ کے پاس ساقط ہوتے ہین صاحبین اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک اور ان مذاہب کی تفصیل کیلئے مطولات کی طرف رجوع کرین قولہ جد ہین اگر مان کا واسطہ درمیان ہو جیسے نانا کہ مان کا باپ ہے داری کا باپ کہ بواسطے باپ کی ذاتی علاقہ رکھتا ہے جد فاسد کہلاتے ہین اور جد فاسد ذوی الارحام مین ہے جسکا

ف۱ اگر ایک شخص مرے اور باپ دادا اور اولاد نچھوڑے اور اسکو ایک بھائی یا بہن اخیافی ہو تو اسکو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر دو بھائی یا دو بہن یا ایک بھائی اور ایک بہن یا زیادہ ہون تو ان سب کو ثلث ملتا ہے

ف۲ اگر زوجہ مرے کو اولاد ہو خواہ اس سے یا اور سے یا نہ ہو سے تو اس صورت مین زوج کو ربع ہے مسئلہ ۴ زوج ابن

اور اولاد نہو تو نصف ہے ف۳ ولد اور ولد الابن خواہ ذکر ہو یا انثی اسی زوجہ سے ہوا اور عورت سے ہو ہر صورت زوجہ کا قرب اولاد کے ساتھ ثمن ہے اور بغیر اولاد کے ربع۔ ایک ہو یا چار زوجہ ہون سب اسی

ف۴ ربع کو برابر باہم بانٹ لین کیونکہ اس سے زیادہ کے مستحق نہین ۱۲

ف۱ بنی اعیان یعنے سگے بھائی بہن اور بنی علات یعنے سوتیلے بھائی بہن جنکی مان جدا ہو اور باپ ایک ہو

بیٹیون اور پوتیونکا بیان

بیٹی پھر پوتی پروتی جب کہ ہو — نصف[۱] ایک کو دو ثلث اکثر کو دے

بھائی کے ساتھ عصبہ[۲] وہ ہونگے دلا — مرد کو عورت سے جب دوہرا ملا

بیٹی کے ہمراہ پوتی سدس[۳] لے — پوتی کے ہمراہ پروتی سدس لے

بیٹیان دو ہون تو کچھ پوتی نہ لے — پوتیان دو ہون پروتی بھی نہ لے

بان[۴] مگر جو ساتھ اُن کے یا لے — مرد ہو کوئی ہو اک عصبہ بنے

پوتی ہو دے یا کہ ہوون پوتیان — بیٹے سے محروم ہوتی ہین میان

[۱] بیٹی اگر ہو تو پوتی وہ بھی ہو تو پروتی ایک ہو تو نصف ایک سے زیادہ ہون تو دو ثلث ملتا ہے اسی طرح پوتیان کو آپس مین سب برابر بانٹ لین [۲] بیٹی پوتی اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے اور مرد کو حصہ دو عورتون کے برابر ملتا ہے جیسے ایک شخص نے بیٹا اور بیٹی یا پوتا اور پوتی دو نون چھوڑا تو اس وقت بیٹی پوتی ذی فرض نہین ہین اگر کوئی ذی فرض نہو تو کل مال اور ساتھ اس کے باقی مال بطور عصوبت انہین ملے [۳] ایک بیٹی کے ساتھ ایک پوتی یا کئی پوتیان یا ایک پوتی کے ساتھ ایک پروتی یا کئی پوتیان ہون تو ایک بیٹی کو نصف اور پوتیون یا پروتیون کو سدس ملتا ہے چنانچہ پوتیون کے چھ حال ہین تین حال تو بیٹیون کے مانند ہین (۱) ایک ہو تو نصف (۲) دو یا زیادہ ہون تو دو ثلث (۳) اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے اور تین حال پوتیون کے ایسے ہین (۴) ایک بیٹی کے ساتھ سدس تکملہ دو ثلث کا کہ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنات کا حق تین سے زیادہ نہین ہوتا اور لفظ بنات بنات الابن کو بھی شامل ہوا اسلئے جب کہ بنت صلبی نے اپنا فرض یعنے نصف لیا تو ثلث الابن کو سدس دیا تاحق بنات یعنے تکملہ دو ثلث پورا ہو جاوے (خطیبی وہبی) (۵) دو بیٹیون کے ساتھ وارث نہین ہوتی مگر انکے مقابل ہین یا انکے نیچے کوئی لڑکا ہو تو انکو عصبہ کر دیگا بشرطیکہ کوئی پرتی انمین سے صاحب فرض نہو اگر کوئی صاحب فرض اپنا فرض پائیگی اسفل بھائی کے ساتھ عصبہ نہوگی (۶) فرزند صلبی سے محروم ہوتی ہین یعنے پوتے کے ساتھ برابر درجہ الا بھائی ہوگا یا اسفل تو ان سب کو عصبہ کر دیگا مثلاً ایک شخص دو بیٹیان ایک پوتی ایک پوتا چھوڑ تو دو ثلث بیٹیون کو ہونگے اور باقی تہائی پوتی پوتے پر بطور عصوبت بٹ جائیگا یا کوئی شخص دو پوتیان ایک پروتی ایک پروتا چھوڑے دو ثلث پوتیون کو اور باقی پروتی پروتے پر بالذکر مثل حظ الانثیین یعنے مرد کو دو عورتون کے برابر ملیگا

حقیقی اور علاتی بہنون کا بیان

۱ اختِ عینی مثلِ دخترِ جان سے ۲ جب نہو بیٹی تو وہ اس طرح سے
۳ حکمِ جو پوتی کا ہے بیٹی کے ساتھ ۴ اختِ علاتی کا ہے عینی کے ساتھ
اختِ عینی عصبہ بھی ۵ ہو علاتی ہو ۶ جبکہ ہمرہ بیٹی ہو یا پوتی ہو
اختِ عینی جبکہ عصبہ ۷ ہوتی ہے ۸ حصہ سے محروم اخِ علاتی ہے
گر حقیقی بھائی ہو علاتی جب ہو بہن یا بھائی ہین محروم سب
اختِ عینی ہے اخِ عینی کے ساتھ عصبہ اور ذی فرض علاتی کے ساتھ
اختِ واخِ عینی بھی اور علاتی بھی ۹ اصل و فرع نر سے ہین ساقط سبھی

۱ حقیقی بہن مانند بیٹی کے ہے جب بیٹی نہو تو ایک کو نصف اور زیادہ کو دو ثلث ملتے ہین اور اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہین ۲ یعنے جو حکم پوتی کی میراث کا بیٹی کے ساتھ ہے وہی حکم علاتی بہن کی میراث کا حقیقی بہن کے ساتھ ہے جیسے بیٹی ہو تو پوتی بجائے بیٹی کے۔ اگر ایک ہو تو نصف اور زیادہ ہون تو دو ثلث اور اپنے بھائی کے ساتھ میراث بعصوبت پاتی ہین۔ یہ حال علاتی بہن کا حقیقی نہونیکے وقت ہے ۵ پوتیون ہین مذکر اسفل بھی عصبہ کردیتا ہے یہ بیان یہ بات نہین ہے کہ اگر ایک شخص مرے اور دو بہنین حقیقی اور ایک بہن علاتی اور ایک بہنیا چھوڑے تو دو ثلث حقیقی بہنون کو ملین گے اور باقی ابن الابن کو علاتی بہن کو کچھ نہ ملیگا ۶ حقیقی بہن اور وہ نہو تو علاتی بہن بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے جیسے کوئی شخص ایک بیٹی یا کئی چھوڑے اور ایک بہن یا چند چھوڑ مرے تو بیٹی یا پوتی کا حصہ دینے کے بعد باقی مال بہنون کو ملتا ہے اور اسکا بیان چوتھی فصل مین آتا ہے ۷ حقیقی بہن جب عصبہ ہو جاتی ہے تو علاتی بہائی کو محروم کرتی ہے اور جوار کے بعد عصبہ ہین وہ بھی سب محروم ہو جاتے ہین اور جب عصبہ نہو تو محروم نہین ہوتا بلکہ وہ خود عصبہ ہوتا ہے ۸ مطلقاً بہائی یا بہن حقیقی ہون یا علاتی باصول و فروع مذکر کے ساتھ محروم ہو جاتے ہین میت کے اصل لوگ یہ ہین (مان باپ دادا دادی پڑدادا پڑدادی وغیرہ) اور فرع یہ ہین (بیٹا بیٹی پوتا پوتی مذکر کی تمیز اسطرح ہے کہ اصول مونث اور فروع مونث سے بہنین محروم نہین ہوتین ۱۲۔

مان کا بیان

جب کہ میت کو ولد ہو یا کہ ولد
بھائی بہنوں سے ہون مان کو سدس[۱] دو

عینی یا علاتی ہون یا مادری
گر نہون تو ثلثِ کل وہ پائیگی

مان جواب پدر[۲] اور زوج یا زوجہ رہے
ثلثِ باقی مان کو اس صورتین دے

دادی اور نانی کا بیان

جدہ[۳] یک یا ہو وین اکثر لین چھٹا
پر نہ ہو نانا کا اُس مین واسطہ

[۱] یہان دو صورتین ہین۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ایک عورت زوج کو اور مان باپ کو چھوڑکر مرگئی تو تقسیم چھ سہم سے صحیح ہوگی۔ نصف یعنے تین سہم زوج کے اور باقی مال کی تہائی یعنے ایک سہم مان کا اور باقی دو سہم باپ کے مسئلہ ۶ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص مرے جورو مان باپ چھوڑے تو بعد دینے حصہ زوجہ ۳ کے جو بچے اوسکی تہائی مان کو ملیگی کل کی نہ ملیگی جیسے اس مثال مین مسئلہ ۱۲ زوجہ ۳ ام ۳ اب ۶ یہان اعتراض ہوتا ہے کہ پہلی صورت مین جو تہائی مان کو باقی مال سے دیگئی تھی وہ حقیقت مین ۲ اصل مال کا سدس ہے اور دوسری صورت مین تہائی وہ ربع ہے۔ پہر ثلث کیون کہا جاتا ہے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ حق تعالی کے اس قول سے ادب کیا گیا ہے (وورثہ ابواہ فلامہ الثلث) یعنے اگر میت کو ولد نہو اور اُسکے والدین اسکے وارث ہون تو اُسکی مان کے واسطے تہائی ہے۔ پس زوج کی صورت مین کل مال کی تہائی دو سہم ہون گے۔ باقی ایک سہم باپ کو ملیگا تو مان بہ نسبت باپ کے زیادہ پائیگی اور یہ موضوع شرعی کے خلاف ہے کیونکہ اُسی نے فرمایا وللذکر مثل حظ الانثیین (بقیہ) ولد زنا بھی اپنی مان کا وارث ہوتا ہے ۱۲ [۲] جدہ کے دو قسمین ہین صحیحہ اور فاسدہ۔ صحیحہ وہ ہے جو بغیر نانا کے واسطہ کے میت سے علاقہ رکھے جیسے دادی یا نانی یا دادی کی مان یا نانی کی مان کہ مان نہونے کے وقت اُنکو چھٹا حصہ ملتا ہے اگر اکیلی ہو تو کل سدس لے اور زیادہ ہون تو اوسی سدس کو آپس مین بانٹ لین

[۱] مان کو ثلث کل اس صورت مین ملتا ہے کہ میت کے بھائی بہن نہون اور اگر بھائی بہن ہون تو ثلث باقی ملتا ہے جو بعد فرض زوج یا زوجہ کے بچے اور اس صورت مین مان کو اس سے زیادہ ملتا ہے جو بھائی بہن نہون ۱۲

مان سے نانی دادی سب محروم ہین	دادیان بھی باپ سے معدوم ہین
جدہ سے وہ جدات ہی محجوب ہین	جو کہ اوس جد کی طرف منسوب ہین
کرتی ہے قربی بعدی جان لے	خواہ جانب اب کے یا ام کے رہے
اک جہت والی کہ ہو وین ذو جہات	سب برابر ہین سمجھ اے نیک ذات

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳ کی اور جدہ فاسدہ یہ ہین جیسے نانی کی مان اور دادی کے باپ کی مان یا نانی کے باپ کی مان۔ ان سب مین علاقہ اب لازم ہے اسلئے جدہ فاسدہ کہتے ہین اور یہ ذوی الارحام سے ہین (فائدہ) وہ جدہ کہ جس کا تعلق میت سے بذاتہا ایک مذکر سے ہووے۔ یا صرف اناث ہی بیچ مین ہون تو وہ بالاجماع وارث ہے۔ اور اگر بذاتہا اب الاب سے تعلق ہووے یا محض اناث ہی ہوون جیسے ام الاب یا ام ام الاب تو حنابلہ کے پاس وارث ہوتی ہے۔ اور مالکیہ کے پاس نہین ہوتی اور شافعیہ اور حنفیہ کے پاس اسکے علاوہ وہ جدہ بھی ہے جس کا تعلق وارث سے ہوا گرچہ اسکی نسبت مین دو مذکر سے زاید ہون اور جو جدہ کہ متعلق ہے ایسے مذکر سے ہو جو درمیان مین دو مونث کے ہو تو وہ اصحاب فرایض سے نہین بلکہ ذوی الارحام سے ہے

۱۲ جن جدات کو باپ سے علاقہ ہو جیسے دادی یا دادی کی مان علی ہذا القیاس سب جدات باپ کے ہوتے ہوے محروم ہوجاتے ہین لیکن مائکی طرف والیان جیسے نانی یا نانی کی مان باپ کے ہوتے ہوے محروم نہین ہوتی

۱۳ دادیان ساتھ دادا کے محروم ہوجاتی ہین کتنے ہی اوپر کی ہون سوای مان کے کہ اوسکا علاقہ میت سے سبب باپ کے ہو (فائدہ) خاص حنابلہ کے پاس باپ یا دادا اپنی مائکو محروم نہین کرتا۔ ترمذی مین ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آپنے جدہ اور اوسکے ابن کے متعلق فرمایا کہ یہ پہلی جدہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سدس حصہ عنایت فرمایا حالانکہ اوسکا بیٹا زندہ ہے ۱۲

۱۴ ساقط ہوجاتی ہین سب دور والیان بسبب قریب والیون کے خواہ وہ دونون ایک سلسلہ کی ہون جیسے دادی پردادی کہ یہ دونون باپ کے طرف کی ہین یا دوسرے سلسلہ کی ہون جیسے نانی چونکہ نانی اور دادی جدہ قریبہ ہین اوسکے ہوتے ہوے پردادی کو کچھ نہ ملے گا اور اسی طرح دادی کے ہوتے ہوے نانی کی مان کو اور باپ کی دادی کو کچھ نہ ملیگا (فائدہ) شافعیہ اور مالکیہ کے پاس باپ کے طرف کی نزدیک والی دادی مان کی طرف کی دور والی جدہ کو محجوب نہین کرتی۔ بلکہ دونون سدس مین شریک ہوجائینگے۔ کیونکہ میراث جدات مین مان ہی اصل ہے۔ اور حنفیہ اور حنابلہ اسی اصل پر ہین کہ نزدیک والی جدہ دور والی کو محجوب کرتی ہے ۱۲

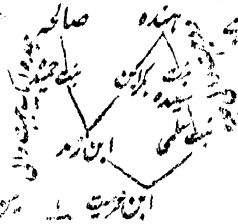
۱۵ امام احمد فرماتے ہین کہ ان جدات مین تقسیم حسب جہات ہوگی نہ بحسب ابدان۔ یعنے اس سدس مین سے دو ثلث دو جہت والی کو اور ایک ثلث ایک جہت والی کو۔ اور مالکیہ کے پاس یہ اجتماع نہین

فصل چوتھی عصبات کے بیان مین

لیوے عصبہ[۱] جو بچے ذوفرض سے | گر اکیلا ہو تو سارا مال لے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴ ہو سکتا کہ نکلے ہم جد اونکے پاس وارث نہین ہوتی جس طرح گذرا ہے خنثیٰ کہ اس کی جہت والی اور کوئی جہت والی جدہ برابر ہین یعنے دونو سدس مین سے برابر بانٹ لین گی

جہت والی اور ایک جہت والی جدہ کی صورت یہ ہے



[۱] عصبات کے دو قسم ہین (۱) نسبی (۲) سببی عصبات نسبی کے تین قسم ہین (عصبہ بنفسہ) عصبہ بنفسہ وہ مرد ہے جو بواسطہ عورت کے رشتہ دار نہو سوا اصل فرع اور اخ الام کے جتنے مرد ہین سب عصبہ بنفسہ ہوتے ہین عورت عصبہ بنفسہ نہین ہوتی (عصبہ بغیرہ) وہ عورت ہے کہ جسکو نسبی مرد نے عصبہ بنایا ہو اور وہ چار ہین (۱) لڑکی یا لڑکیان لڑکون کے ہمراہ عصبہ ہوتی ہین بدلیل وَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ۔ (۲) پوتی یا پوتیان پوتے کے ساتھ خواہ وہ اوس عورت کا حقیقی بھائی یا چچیرا بھائی ہو۔ یا اوس کے نیچے ہو عصبہ ہوتی ہین اگرچہ وہ پوتی یا پوتیان اوپر والیون کے وفات پانے سے محروم ہوگئی ہون (۳) بہن یا بہنین حقیقی یا علاتی بشرطیکہ صاحب فرض ہون بھائی کے ساتھ عصبہ ہوتی ہین جگی بہن سگے بھائی کے ساتھ اور علاتی علاتی کے ساتھ (۴) ام المؤمنین کے پاس بھائی اور بھن حقیقی اور علاتی وغیرہ کو دادا بھی عصبہ بناتا ہے بخلاف امام ابو حنیفہ کے کہ وہ جد کے سبب سے بھائی کو گرا دیتے ہین (عصبہ مع غیرہ) وہ عورت حصہ والی ہے کہ دوسری عورت سے لگانے نے اوسے عصبہ بنایا جیسے بہن ہمراہ بیٹی کے بشرطیکہ بہن کے ہمراہ بھائی نہو ورنہ وہ اوس بھائی سے عصبہ ہو جائیگی اوسکی یہ صورتین ہے۔

مسئلہ ۲ — بیٹی ۱ — بہن ۱ — عصبہ ۱

مسئلہ ۲ — بیٹی ۱ — پوتی ۱ — عصبہ ۱

مسئلہ ۶ — بیٹی ۳ — پوتی ۱ — بہن ۲ — عصبہ ۱

مسئلہ ۳ — بیٹی ۱ — پوتی ۱ — بہن ۱ — عصبہ ۱

مسئلہ ۶ — بیٹی ۳ — پوتی ۱ — بہن ۲ — عصبہ ۱

مسئلہ ۳ — بیٹی ۱ — پوتی ۱ — بہن ۱ — عصبہ ۱

مسئلہ ۲ — بنت الابن ۱ — اخت ۱ — عصبہ ۱

مسئلہ ۲ — بنت ۱ — اخت ۱ — عصبہ ۱

مسئلہ ۳ — بنت ۲ — اخت ۱ — عصبہ ۱

مسئلہ ۳ — بنت ۱ — بنت الابن ۱ — اخت ۱ — عصبہ ۱

مسئلہ ۳ — بنت ۲ — بنت الابن ۱ — اخت ۱ — عصبہ ۱

(فائدہ) عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ مین یہ فرق ہے کہ عصبہ بغیرہ مین جو غیر ہے وہ خود عصبہ ہوتا ہے اور اوس مذکر کی عصوبت مونث کو متعدی ہوتی ہے۔ اور عصبہ مع غیرہ مین وہ غیر ہرگز عصبہ نہین بلکہ عصوبت

[۱] جو عورت صاحب فرض دوسرے بھائی کے ہونے سے عصبہ نہین ہوتی چچا اور چچیرا بھائی۔ چچا اور چچیرا بھائی کے ہونے سے بھتیجی اور چچیری بہن یہی حال ابن ابن کا بہن کا ہے ساقطہ اولاد ابن الابن بلوغ الاخ کے ساتھ بالکل وہ اس صورت دور الارحام ہے

پہلے عصبہ ابن ہے پھر ابنِ ابن	باپ دادا پشت پھر اوپر کی گن
بھائی ہے پھر بھائی کی اولادِ نر	پھر چچا پھر ہون بنی الاعمام گر
ہے مقدم جہت پھر درجہ دلا	پھر قوی تر ہے قرابت اے فتیٰ
تاتے کی قوت کو تو معلوم کر	عینی سے علاتی کو محروم کر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵ } جو اوس مونث کو ہوتی ہے اوس غیر کے اجتماع سے ہوتی ہے بات یہ ہے کہ عربی مین باء الصاق کے لئے ہے۔ اور الصاق اسیوقت ملصق اور ملصق بہ مین پایا جائیگا جب وہ حکم ملصق بہ مین دونون مشارک ہون اس لئے دونون حکم عصوبت مین شریک ہونگے۔ بخلاف کالام مع کے کہ وہ نزدیک کیلئے ہے۔ اور نزدیکی دو شخصون مین بغیر مشارکت حکم کے ہو سکتی ہے (فائدہ) عصبات نسبیہ تین قسم مین اسلئے منحصر ہوئے کہ اگر ثبوت عصوبت مین غیر کے ملنے کی حاجت نہین تو عصبہ بنفسہ ہے یعنے بذات خود بلا حاجتِ انضمام شخصِ آخر عصبہ ہے اور اگر عصبہ غیر کا محتاج ہے تو اگر عصوبت مین یہ غیر بھی اسکا شریک ہے تو وہ عصبہ بغیرہ ہے۔ اور جو غیر اسکے ساتھ شریک نہین تو وہ عصبہ مع غیرہ ہے (فائدہ) اگر ترکہ اہل فرایض مین مستغرق ہو جاے تو عصبہ محروم ہو جاتا ہے جس کی صورت یہ ہے

مسئلہ ۱ — زوج ۱ — ام ۲ — اخ لام ۳ — اخ شقیق ۴

اور حقیقی بھائی کے لئے کچھ بھی نہ بچا یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور امام احمد کا ہے اور شافعی اور مالک کے یہان حقیقی بھائی مادری بھائیون کے ساتھ حصہ مین برابر شریک ہو جائیگا اور یون سمجھا جائیگا گویا کہ اوسکو پدری قرابت اس صورت مین سابق سے ہی تھی اس مسئلہ کو حجریہ یا حماریہ کہتے ہین۔ اور ہمنے اس مسئلہ کو اسطرح منظوم کیا ہے ؎ جب کہ ہو دین زوج وام۔ اِخوت لام ہو حقیقی بھائی کی میراث گم۔ اگر اس صورت مین بجائے حقیقی بھائی کے علاتی بھائی ہوتا تو وہ چاروں مذہبون مین بالاتفاق محروم ہوتا۔ عصبہ بسببی مولی العتاقہ ہے جس کا بیان گذر چکا ۱۲ وغفر

۱ عصبہ کے چار قسم ہین (۱) میت کا جزء متلا بیٹا پوتا پڑپوتا وغیرہ (۲) میت کا اصل یعنے باپ دادا پردادا (۳) میت کے باپ کا جزء یعنے بھائی بھتیجا وغیرہ (۴) میت کے دادا کا جزء جیسے چچا اور اسکی اولاد وغیرہ ۱۲

۲ جیسے میت کا چچا میت کے باپ کا چچا میت کے دادا کا چچا ان سب مین قریب تر کو دیون اسکے بعد قریب تر کو

۳ یعنے پہلے قریب تر جہت والیکو پھر قریب تر درجہ والیکو پھر قوی تر قرابت دار کو۔ جب انکا اجتماع ہو تو پہلے ترجیح باعتبار جہت ہوگی تو جز کو اصل پر مقدم کرینگے جیسے ابن کو اب پر۔ بعد ترجیح جہت کے جب ایک ہی جہت کے متعدد لوگ ہون تو ترجیح قرابت کا اعتبار ہوگا جیسے بیٹے کو پوتے پر باپ کو دادا پر مقدم کرینگے اور بعد اتحاد جہت و قرابت کے ترجیح بالقوت معتبر ہوگی۔ تو سگے بھائی کو علاتی پر اور حقیقی بھتیجے کو علاتی پر مقدم کرینگے جیسے جمہور نے کہا۔ فبالجهة التقديم ثم بقربه ؛ وبعدهما التقديم بالقوة اجعلا

فصل پانچوین مخارج فروض اور عول کے بیان مین

حصے[۱] چھ دو قسم پر ہین بھائی جان	نصف و ربع و ثمن پہلی قسم جان
دو ثلثُ اور اک ثلثُ اور پھر چھٹا	دوسری قسم اسکو جان اے باوفا
نصف[۲] کا دو منفرد حصے سبھی	جانو مخرج ہے عدد اُن کا سہمی

[۱] مخارج جمع مخرج ہی اور مخرج وہ اقل عدد ہی جس سے ہر حصہ بطور انفراد صحیح نکل سکے۔ ایک اہل حساب کے پاس عدد ہنین

[۲] چھ فروض سورۂ نسا کے پانچ آیتون سے ماخوذ ہین۔ فائدہ جب کل ورثہ عصبہ مذکر ہون تو اُن مین مال برابر طور سے بانٹ دیا جائے۔ اور جہان مسئلہ مین دو صنف ہون مرد و عورت تو مرد کو دو عورتون کے مقابل فرض کرین اور اصل مسئلہ عدد رؤس مقسوم علیہم ہوگا۔ مثلاً میت کو ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے تو یہ مسئلہ تین سے ہوگا۔ ایک بیٹے کو دو بیٹیون کے مثل ٹہرایا گیا۔ جیسے اس مثال سے ظاہر ہے۔ مسئلہ ۳ ابن بنت

[۳] چھ فروض کے دو نوع کرنے کا یہ سبب ہے کہ انکا اقل مقدار ثمن ہے جسکا مخرج آٹھ ہے اور ربع و نصف بھی بغیر کسر اسی آٹھ سے نکلتے ہین تو یہ تین کی ایک نوع ہوئی۔ بعد اس کے اقل فرض سدس ہے جس کا مخرج چھ ہی تو ایک ثلث اور دو ثلث بغیر کسر کے اسی چھ سے نکلتے ہین۔ تو یہ تین کی دوسری نوع ہوئی۔

[۴] نصف کا مخرج اثنین ہے اور یہ اسکا ہمنام نہین اور باقی مخارج حصون کے ہمنام ہوتے ہین۔ ہمنام سے مراد یہ ہی کہ مخرج اور کسر حروف مین شریک ہین جیسے ثلث کا ثلثہ ربع کا اربعہ خمس کا خمسہ سدس کا ستہ جاننا چاہئے کہ سدس کا ہمنام ستہ کا ہونا اصل کے اعتبار سے ہی۔ اسلئے کہ اسکی اصل سدسہ ہے دوسری سین تے سے بدل گئی اسی طرح دال تے مین اور پہلے تے دوسری تے مین مدغم ہوکر ستہ ہوگیا۔ ثمن کا مخرج ثمانیہ ہے چنانچہ پہلی قسم کی یہ صورتین ہین نصف کی یہ ہے مسئلہ ۲ ربع کی یہہ ہے۔ مسئلہ ۴ ثمن کی یہ ہی مسئلہ ۸ دوسری قسم کی یہ صورتین ہین دو ثلث کی یہ ہے مسئلہ ۳ ایک ثلث کی یہ ہے مسئلہ ۳ سدس کی یہہ ہے۔

ثلث کا تین اور چوتھائی کا چار	چھ چھٹا آٹھ آٹھوین کا کر شمار
چند حصے ہووین جب یک قسم کے	چھوٹے حصہ کا اسمی مخرج بنے
نصف ہوا ور ہووے ثانی قسم سب	یا کہ ہووے بعض نکلے چھ سے جب
چھ سے تنگی ہووے حصون مین اگر	ساتھ آٹھ اور نو سے دس سے عول کر

۵۱ یعنے جب کسی ایک نوع کے چند حصے مجتمع ہون خواہ قسم اول کے یا ثانی کے تو جو اقل عدد کا مخرج ہووے اکثر فرض کا ہے چنانچہ ستہ یعنے چھ سدس کا اور اس کے دو چند یعنے ثلث کا اور سدس کے دو چند کے دو چند کا یعنے ثمنین کا مخرج ہے ثمن مخرج ثمانیہ کا ہے اور مخرج ربع و نصف بھی اسی مین داخل ہے۔ تو جب مسئلہ مین سدس اور ثلث جمع ہو جائین یعنے مان اور دو مادری بہنین وعم جیسے مسئلہ ۶ یا سدس اور دو ثلث جمع ہون یعنے مان اور دو حقیقی بہنین وعم جیسے مسئلہ ۶ یا ایک ثلث اور دو ثلث جمع ہو جائین تو انکا مخرج ثلثہ ہے جیسے مسئلہ ۳ اور جب دوسری قسم کل جمع ہو جاے (یعنے ثمنین و ثلث وسدس) تو مسئلہ ۶ سے ہو گا۔ لیکن عول کے ساتھ (چنانچہ عول کا بیان قریب مین ہو گا) جیسے اس مثال سے ظاہر ہے۔ مسئلہ ۶ عـ ۷ یا نصف و ربع جمع ہون جیسے زوج و بنت وعم تو انکا مخرج اربعہ ہے جیسے مسئلہ ۴ اور جب نصف و ثمن جمع ہون تو انکا مخرج ثمانیہ ہے جیسے مسئلہ ۸ ۱۲

۵۲ نصف کے ساتھ جب قسم ثانی کا کامل شریک ہو تو مسئلہ چھ سے ہو گا لیکن عول کے ساتھ جیسے اس مثال سے واضح ہے مسئلہ ۶ عـ ۱۰ ۱۲

۵۳ نصف کے ساتھ صرف سدس شریک ہو تو بھی چھ سے ہو گا جیسے مسئلہ ۶ اور جب نصف کے ساتھ قسم ثانی کے دونون یعنے دو ثلث اور سدس شریک ہون جیسے مسئلہ ۶ اور جب نصف کے ساتھ صرف ثلث شریک ہو جیسے مسئلہ ۶ اس مین بھی چھ سے ہو گا۔

۵۴ عول اصطلاح فرضیین مین سہام ورثہ کے زیادہ کر دینے کو کہتے ہین (جبکہ مخرج سہام مفروضہ سے جسکو اصل مسئلہ کہا جاتا ہے زاید ہو جاے) تاکہ ہر وارث کو بقدر اسکے حصۂ فرض کے نقصان رکی ہو یعنے جب مسئلہ فرضی مجتمعہ سے تنگ ہو جاے تو ترکہ اسکے مخرج سے اکثر عدد کی طرف زیادہ کیا جاے تا جمیع ورثہ کے فرائض مین نقصان داخل ہو۔ لہذا عول رد کے مخالف ہے اس لئے کہ عول سے ذوی الفروض کے سہام گھٹ جاتے ہین اور

جب ربع ثمانی ملے تو بارہ ہے	عول اُسکا تیرہ پندرہ سترہ ہے
جب ثمن ثمانی ملے چوبیس ہے	عول ستائیس ہے اسی نیک پے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۸) اصل مسئلہ بڑھ جاتا ہے اور رد سے سہام بڑھ جاتے ہین اور اصل مسئلہ گھٹ جاتا ہے فائدہ۔ کل مخارج سات ہین کیونکہ کتاب الٰہی مین کل چھ فروض مذکور ہین اور مخارج ان کے حالتِ انفراد مین پانچ ہین (۱) دو (۲) تین (۳) چار (۴) چھ (۶) آٹھ اسلئے کہ نصف کا مخرج دو ہے اور ثلثین و ثلث کا ایک ہی مخرج یعنے تین ہے۔ اور ربع کا چار اور سدس کا چھ اور ثمن کا آٹھ اور کبھی دو دو تین تین ایک ہی قسم کے جمع ہون تو کوئی مخرج جدید علاوہ ان پانچون کے نہین ہوتا۔ ان جب ربع نوع ثانی کے کل یا بعض سے مختلط ہو تو مسئلہ بارہ سے ہوگا۔ اور جب ثمن ثانی کے کل یا بعض سے مختلط ہو تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا۔ صرف یہی دو نئے مخرج پیدا ہوتے ہین تو وہ مخارج خمسہ اور یہ دو ملکر سات ہوے۔ جس مین سے چار مین عول نہین ہوتا اور وہ یہ ہین دو۔ تین۔ چار۔ آٹھ کیونکہ سہام ان چار دن سے کبھی نہین بڑھتے۔ اور باقی تین مین عول ہوتا ہے وہ یہ ہین۔ چھ۔ بارہ۔ چوبیس۔ چھ سے جب حصون مین تنگی ہو تو اوسکا عول دس تک ہوتا ہے یعنے سہام چھ سے طاق اور جفت دونون طرح دس تک بڑھتے ہین چنانچہ ان مثالون سے ظاہر ہے۔

مسئلہ ۶ عـ ۷ — ۲ زوج — اخت ۴

مسئلہ ۶ عـ ۸ — ۴ زوج — ام ۱ — اختان ۳

مسئلہ ۶ عـ ۹ — ۳ زوج — ۲ اخت لام — ۱ اختان لام

مسئلہ ۶ عـ ۱۰ — ۵ زوج — ۴ اختان لام

۱۱ یعنے جب نصف اور ربع ثانی قسم سے ملے تو مخرج بارہ ہوگا جیسے اسکی مثال سے واضح ہے

مسئلہ ۱۲ — ۳ زوج — ۲ اخت لام — ۱ اختان لام

اور جب بارہ سے حصون مین تنگی ہوگی تو عول سترہ تک کیا جاے یاد رہے کہ سہام بارہ سے سترہ تک طاق ہی بڑھتے ہین جفت نہین بڑھتے جیسے۔

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۳ — ۳ زوج — ۲ بنت — ۱ ام

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۵ — ۳ زوج — ۲ اختان عینی — ۱ اخت لام

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۷ — ۳ زوج — ۲ اختان لاب — ۱ اختان لام

۱۸ جب نصف و ثمن نوع ثانی کے کل یا بعض سے ملے تو مخرج چوبیس ہوگا جیسے۔

مسئلہ ۲۴ — ۳ زوج — ۲ بنت — ۱ ام

یہ ملے ہذا جب چوبیس سے حصون مین تنگی ہو تو صرف ایکبار ستائیس تک عول کیا جاے کیونکہ سہام صرف ایکمرتبہ چوبیس سے ستائیس تک بڑھتے ہین۔ مسئلہ ۲۴ عـ ۲۷ — ۳ زوج — ۲ بنت — ۱ ام — ۱۲۰

فصل چھٹی تماثل تداخل توافق تباین کے بیان مین

ہے تماثل[۱] دو عدد یکسان ہون جب	چار چار اور پانچ پانچ لیسے ہی سب
ہے تداخل[۲] کم جو زاید کو گنے	چھ کو دو کر دے فنا جسطرح سے
ہے توافق[۳] یک عدد جب تیسرا	گن دے اُن دونون کو واحد کے سوا

۱ نسبتین جو اعداد سہام (حصے) اور اعداد رؤس (حصہ دار) مین ہوا کرتی ہین سوائے تماثل کے دو کئی وجہ سے پہچانی جاتی ہین (۱) حل (۲) قسمت (۳) طرح اور یہی مشہور ہے اور اسی کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ دو برابر عددون کو متماثلین کہتے ہین اور انکی نسبت کو تماثل۔ اور وقت ضرورت کو ئی ایک عدد ان دونون سے کافی ہے۔ واضح ہو کہ اس کتاب مین عدد سے مراد وہ ہے جو ایک کے سوا ہو ۱۲۔

۲ تداخل یہ ہے کہ چھوٹے عدد کو بڑے عدد سے دو یا زیادہ مرتبہ طرح دینے سے فنا ہو جائے جیسے تین چھ کیساتھ کہ اگر تین کو چھ سے دو بار طرح دین تو چھ فنا ہو جاتا ہے یا تین نو کے ساتھ کہ تین کو تین مرتبہ نو سے طرح دین تو نو فنا ہو جاتا ہے ایسے دو عددون کو متداخلین کہتے ہین اور ان دو متداخلون سے وقت ضرورت کوئی ایک برابر عدد کافی ہے ۱۲۔

۳ توافق و تباین کے دریافت کا قاعدہ یہ ہے کہ دو مختلف عدد و نمین چھوٹے عدد کو بڑے عدد سے جتنی مرتبہ ممکن ہو طرح دین اگر کچھ باقی نہ رہے نہا۔ ورنہ باقی کو اس چھوٹے عدد سے طرح دین (جیسے ۴۔ اور ۱۰) پھر بھی کچھ باقی رہے تو اس باقی کو بھی اس چھوٹے عدد سے طرح دین اسیطرح جہانتک ممکن ہو طرح دیتے جائین یہانتک کہ کچھ باقی نہ رہے۔ پس جس کو آخر مین طرح دیا ہے اگر ایک ہے تو تباین کہین اور ایک کے سوا جو کوئی عدد ہو توافق جانین۔ حاصل یہ ہے کہ چھوٹا عدد بڑے عدد کو فنا نہ کرے بلکہ ایک یسرا عدد واحد کے سوا فنا کرے تو یہ توافق ہے جیسے آٹھ بیس کے ساتھ اسلئے کہ آٹھ بیس کو فنا نہین کرتا بلکہ دونون کو چار فنا کرتا ہے تو یہ دونون متوافق بالربع ہین فائدہ توافق معتبر یہ ہے کہ جب ان دونون کے فنا کرنے والے متعدد ہو وین تو توافق ساتھ اقل جزو صحیح کے واسطے اکر کے کہ ان دونون کو فنا کرتا ہے اسلئے کہ وفق اسکا اقل ہوتا ہے تو حساب سہل ہوتا ہے جیسے مثال مذکور مین چار اور دو کہ ہر ایک آٹھ اور بیس کو فنا کرتا ہے لیکن ربع اسکے نصف سے اقل ہے اور حساب اسکا سہل ہے چنانچہ بارہ اور اٹھارہ مین متعدد وجہ سے توافق ہو سکتا ہے۔ بالنصف و ثلث و سدس لیکن بسبب سہولت حساب کے توافق بالسدس کا ہی اعتبار ہے ایک سے دو ہے اور دوسرے سے تین ۱۲

دوگنے[1] یا تین ہو وین یا کہ چار	نصف و ثلث و ربع کر اُسکو شمار
چار چھ مین ہے توافق نصف کا	چار کا دو تین چھ کا وفق پا
بالثلث ہی نیدرہ[15] اور بارہ[12] مین پا	پانچ اُس کا وفق اور بارہ کا چار
ہے تباین[3] آٹھ نو کے مثل مین	جبکہ واحد ہی ہو دونو کو گنین

[1] یعنے جو عدد کہ آخر مین طرح دیا گیا ہوا گر دو ہے تو توافق بالنصف سمجھین جیسے آٹھ اور دس کہ آٹھ کو دس سے طرح دیا تو دو باقی رہے پھر ۲ کو ۸ سے چار مرتبہ طرح دیا تو کچھ باقی نہ رہا - بلحاظ آخر عدد کے کہ جسکو طرح دیا ہے وہ ۲ ہے تو معلوم ہوا کہ ۸ - ۱۰ - ۱۰ مین توافق بالنصف ہے - علی ہذا اگر آخر عدد تین ہو جیسے ۱۵ - ۱۰ - ۱۲) - تو توافق بالثلث ہے اور چار ہو (جیسے ۸ - ۱۲ - ۱۲ مین آخر عدد جو طرح دیا گیا ہے وہ چار ہی) تو توافق بالربع ہوگا - اسی طرح دس تک یعنے اگر آخر عدد پانچ ہو (جیسے ۱۰ - ۱۰ - ۱۵ مین) توافق - بالخمس ہوگا - اور چھ ہو (جیسے ۱۲ - ۸ مین) تو توافق بالسدس ہوگا اور ۷ ہو (جیسے ۱۴ - ۲۱) تو توافق بالسبع ہوگا - اور آٹھ ہو (جیسے ۱۶ - ۲۴) تو توافق بالثمن ہوگا - اور نو ہو (جیسے ۱۸ - ۲۷) تو توافق بالتسع ہوگا - اور دس ہو (جیسے ۲۰ - ۳۰) تو توافق بالعشر ہوگا - اور بعد دس کے توافق بجزء کہتے ہین اگر ۱۱ ہو تو توافق بجزء من احد عشر (جیسے ۲۲ - ۳۳ کہ ان دونو کو گنینے والا گیا رہے اور ۱۲ ہو تو توافق بجزء من اثنی عشر ہوگا - وعلی ہذا القیاس -

[2] وفق اس کسر کو کہتے ہین جس کا مخرج عدد فناکنندہ ہو مثلاً ۳ اور ۶ کا فناکنندہ ۶ ہے کہ مخرج نصف ہے پس چار کا وفق نصف چار یعنے ۲ - اور چھ کا وفق نصف چھ یعنے ۳ -

[3] یعنے ۸ کو ۹ سے ایک مرتبہ طرح دین تو ایک باقی رہے اب اس ایک کو ۸ سے ۸ مرتبہ طرح دین تو کچھ باقی نہ رہے - لہذا جو عدد کہ آخر مین طرح دیا گیا ہے وہ ایک ہے تو معلوم ہوا کہ ۸ - اور نو مین تباین ہے

فائدہ وجہ ضبط نسب اربعہ کی یہ ہے کہ جب تو کسی عدد کو دوسرے عدد سے نسبت دیگا تو وہ اس سے مساوی ہوگا تو دونو متماثل ہین - اور نہین تو اقل اکثر کو فنا کردے گا تو دونو متداخل ہین اور اگر فنا نہ کرے بلکہ کوئی تیسرا عدد غیر واحد فنا کرے تو وہ دونو متوافق ہین - یا ان دونو کو واحد کے سوا کوئی فنا نہ کرے (بلکہ واحد ہی فنا کرے) تو دونو تباین ہین ۱۲ -

فصل ساتوین تصحیح[۱] کے بیان مین

حصّے تو ہین اک جماعت پر اگر — وارث اور حصّونکی نسبت غور کر
وفق[۲] فرقہ گر توافق ہو تو لے — اُسکو اصل مسئلہ مین ضرب دے

[۱] جب کبھی وارثون کے سہام مین کسر پڑتی ہے (یعنے سہام وارثون پر پورے تقسیم نہین ہوتے) تو اس کسر کو اقل عدد سے صحیح بناتے ہین اور اس صحیح بنانے کو تصحیح کہتے ہین۔ لیکن تصحیح کی حاجت اسیوقت ہوتی ہے کہ سہام مین کسر واقع ہو۔ اور جب سہام مین کسر نہ پڑے بلکہ پورے پورے ورثہ پر تقسیم ہو جاوین تو تصحیح کی کوئی ضرورت نہین۔ چنانچہ صورت تماثل اور تداخل مین کہ جس وقت سہام رؤس سے زاید ہون۔ اور جو سہام اقل ہون تو اس تداخل کو توافق مین شمار کرتے ہین ۱۲

[۲] مسئلہ ۶ من ۱۸ — اس مثال مین چھ عدد جو رؤس بنات کے ہین اور چار عدد جو اُن کے سہام ہین ان دونون مین توافق بالنصف ہے اور وفق چھ کا تین ہے اُسے اصل مسئلہ یعنے چھ مین ضرب کیا اٹھارہ حاصل ہوے اب اٹھارہ سے سب وارثون کو صحیح ملجائے گا۔ جدہ کو سدس کے تین پہونچین گے۔ (کیونکہ جدہ کو اصل مسئلہ سے ایک پہونچا تھا اسکو بھی اس مضروب یعنے (۳) مین ضرب دیا تو تین ہی ہوے اسی طرح ہر ایک کو جو اصل مسئلہ سے پہونچا ہے اسی مضروب مین ضرب دینا چاہیئے کہ ہر ایک پر پوری طرح تقسیم ہو جائے) اور بیٹیون کو ثلثان کے ۱۲ ہر ایک بیٹی کو دو دو اور باقی تین عم کو۔ اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول مین ضرب دین جیسے مسئلہ ۱۲ عول ۱۵ من ۴۵ — چونکہ اس صورت مین زوج کو ربع کے ۳۔ اور ابوین کو سدس سدس کے (دو دو) اور چھ بنات کو ثلثین کے ۸ پہونچتے ہین۔ لہذا مسئلہ بموجب قاعدہ مخارج الفروض کے ۱۲ سے ہوا اور عول ۱۵ تک کیا گیا۔ اور آٹھ جو چھ بنت کو پہونچے وہ ان پر توٹتے ہین اس لئے اُن کے عدد سہام (یعنے ۸) اور عدد رؤس (یعنے ۶) مین نسبت لحاظ کی تو توافق بالنصف پایا لہذا نصف رؤس (یعنے ۳) کو کہ وفق رؤس ہے عول (یعنے ۱۵) مین ضرب کیا (۴۵) حاصل ہوے اب (۴۵) سے سب کو صحیح بٹ جائیگا۔ چنانچہ مندسون سے ظاہر ہے۔ فائدہ عدد وارثون کو رؤس اور عدد حصہ کو سہام کہتے ہین ۱۲

توافق کی مثال

توافق کی عائلہ مثال

ہو تباین وارث اور حصونمین گر	سارا فرقہ مسئلہ مین ضرب کر
چند فرقون پر ہون حصے منکسر	وارث اور حصون کی نسبت کر کے دیکھ

۱ مسئلہ ۶ تصحیح ۳۰ یعنے اصل مسئلہ ۶ سے ہے اور مان باپ کو سدس کا

اب ۱ ام ۱ بنت ۵ بنت ۴

ایک ایک اور پانچ بنت کو ثلثان کے چار چار ہو پہنچے ہین

وہ تو ٹتے ہین اور رؤس و سہام (یعنے پانچ اور چار) مین تباین ہے لہذا پانچ کو اصل مسئلہ

یعنے چھ مین ضرب دیا (۳۰) حاصل ہوے اسمین سے پانچ پانچ سدس کے اب و ام کو اور ثلثان

کے ۲۰ پانچون بیٹیون کو ہر ایک کو چار چار ہو پہنچین گے۔ علی ہذا اگر عول کی شکل ہو تو عول مین

ضرب دین جیسے مسئلہ ۶ عـ ۷ تصحیح ۴۲ اس صورت مین زوج کو نصف اور پانچ

زوج ۳ ۵ - اخت لاب و ام

اخت عینی کو ثلثین ۴ ۲۰ ملتے ہین لہذا بموجب قاعدہ مخارج الفروض

کے یہان بھی مسئلہ چھ سے ہوا اسمین سے نصف (۳) زوج کو اور ثلثین (۴) ۵ - اخت عینی

کو پہونچے سب سات ہو گئے اسلئے یہان چھ کا سات تک عول ہوا۔ اور ثلثین (یعنے ۴) ۵ - اخت

پر تو ٹتے ہین اس لئے ان کے سہام و رؤس مین نسبت لحاظ کی تباین پایا لہذا کل رؤس (۵) کو

عول (یعنے ۷) مین ضرب کیا (۳۵) حاصل ہوے اسمین سے بموجب قاعدہ آیندہ کے (۱۵) زوج

کو اور (۲۰) پانچ اختِ عینی کو جس مین سے ہر ایک کو چار چار ہو پہنچین گے۔

تنبیہ اگر درمیان عدد رؤس اور سہام کے تداخل ہو تو اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ عدد رؤس

کم ہون اور سہام زیادہ ہون تو اس صورت مین حصہ صحیح مل جائے گا۔ ضرب کرنے کی کوئی ضرورت

نہو گی جیسے مسئلہ ۶ ام ۲ بنت ۴ دوسری یہ کہ سہام کم ہون اور عدد رؤس زیادہ

تو اسپر حکم توافق لگاتے ہین اس لئے کہ ہر متداخل متوافق ہے اور عمل ساتھ وفق کے مختصر ہے تو

اسوقت مین وفق عدد رؤس کو اصل مسئلہ مین ضرب کرین جیسے مسئلہ ۶ تصحیح ۱۲

جدہ ۸ بنت ۴ ام ۱

چونکہ سہام بنات کے جو چار ہین اون کے رؤس یعنے آٹھ سے

نسبتِ تداخل رکھتے ہین لہذا بموجب توافق کے وفق عدد رؤس یعنے ۲ کو اصل مسئلہ یعنے (۶) مین

ضرب کیا ۱۲ ہوے اس سے سب کو صحیح ملجاتا ہے جیسے مثال مذکور سے ظاہر ہے ۱۲

۲ جب ایک فریق پر حصے تو ٹنے کی تصحیح کا بیان ہو چکا تو اب اُس کسر کا بیان کیا جاتا ہے جو دو

یا تین یا چار فریق پر کسر واقع ہوتی ہو اور انکا ر چار فریق سے زاید نہین ہوتا تو اسمین دو طرح سے

تباین کی مثال — توافق کی مثال

دوسرے فرقے سے نسبت اسکو دے		موافق فرقہ یا کہ کُل فرقہ کو لے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۳) } لحاظ کرنا چاہئے۔ پہلا یہ کہ حصے اور حصے دارونکی نسبت ساتھ توافق اور تباین کے دیکھین (جیسے ایک فریق کے بیان مین گذرا) اگر توافق ہو تو وفق رؤس کو اور تباین ہو تو کل رؤس کو محفوظ رکھین۔ **فائدہ** نسبت تداخل کا درمیان سہام و رؤس کے اعتبار نہین کرتے بلکہ اسوقت اگر رؤس اکثر ہون تو نسبت توافق کا اعتبار کرتے ہین۔ اور جو سہام اکثر ہون تو اختصار کیلئے نسبت تماثل کا اعتبار کرتے ہین۔ چنانچہ صرف زوجہ اور چچہ بھائی وارث ہون تو بھائیون کے تین سہم ہین تو عدد سہم (یعنے ۳) اور ان کے عدد رؤس (یعنے چھ) مین توافق بالثلث ہے اسلئے دو کو چار مین ضرب کرین تو یہ مسئلہ (۸) سے صحیح ہو جائیگا۔

تنبیہ اس صورت مین تین اور چھ مین تداخل ہے لیکن سہام اور رؤس مین تداخل کا اعتبار نہین کیا جاتا ہے (بلکہ رؤس رؤس مین تداخل کا اعتبار کیا جاتا ہے) یعنے اگرچہ یہ لحاظ ممکن ہے کہ بڑے عدد کو جو (۶) عدد رؤس ہے اصل مسئلہ (یعنے ۴) مین ضرب دین لیکن اسمین طوالت ہوتی ہے اور حساب مین تطویل کا کم ہونا مفید ہے اسی لئے توافق اختیار کرتے ہین اور اسیطرح اگر زوجہ و ابوین اور ۴ بنات وارث ہون تو بنات کو ۸ پہونچتے ہین اور ۴ - ۸ مین تداخل ہے تو بڑے عدد کو اصل مسئلہ مین ضرب نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ اس صورت کو تماثل سمجھنا چاہئے کیونکہ تقسیم بغیر ضرب کے صحیح ہے۔ دوسرا یہ کہ اعداد محفوظہ مین باہم نسبت (یعنے نسب اربعہ تماثل تداخل توافق تباین) کا لحاظ کرین۔ اگر تماثل ہو یعنے کل اعداد محفوظہ متماثل ہون تو کسی ایک کو اصل مسئلہ مین اور اگر عائلہ ہو تو عول مین ضرب دین حاصل ضرب سے مسئلہ صحیح ہو جائے گا۔ جیسے

مسئلہ ۶ تصحیح ۱۸

۲ بنت	۳ جدہ	۳ عم
۴/۱۲	۱/۳	۱/۳

اس صورت مین بنات کو ثلثین اور جدات کو سدس ملتا ہے اور عم عصبہ ہے۔ لہذا بموجب قواعد مخارج الفروض مسئلہ ۶ سے ہوا اسمین سے ثلثین (۴) ۹ بنت کو پہونچے وہ اُن پر توٹتے ہین اسی طرح سدس (۱) جو تین جدات کو اور باقی (۱) ۳ عم کو پہونچے وہ بھی اون پر توٹتے ہین۔ پس یہان کسر دو فریق سے زاید پر واقع ہوئی۔ اولاً ہر فریق کے سہام اور رؤس مین نسبت لحاظ کی۔ تو درمیان سہام و رؤس بنت کے توافق بالنصف پایا پس نصف رؤس (۳) کو جو وفق رؤس ہے محفوظ رکھا اور درمیان سہام و رؤس جدہ اور عم کے تماثل پایا۔ اسلئے ہر ایک کے کل رؤس (۳) محفوظ رکھا پھر اعداد محفوظہ مین نسبت لحاظ کی تو سب مین تماثل پایا اسلئے انمین سے ایک (کسی ایک ۳) کو اصل مسئلہ یعنے

تماثل کی مثال

سارے فرقونمین تماثل ہووے گر	کوئی ایک کو مسئلہ مین ضرب کر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴ } ۶ مین ضرب دیا ۱۸ حاصل ہوے۔ اب اس سے سب کو صحیح حصہ ملجائیگا چنانچہ بنات کو اصل مسئلہ سے ۴ پہونچے تھے اسکو اسی مضروب (یعنے ۳) مین ضرب دین تو (۱۲) حاصل ہوے وہی حصہ بنات کا ہے۔ اور اسی طرح جدات کو اصل سے ایک ملا تھا اسکو بھی اسی مضروب مین ضرب کرین (۳) حاصل ہوے وہی انکا حصہ ہو۔ علی ہذا اعمام کو بھی اصل سے ایک پہونچا تھا اسکو بھی اسی مضروب مین ضرب کرین وہی (۳) حاصل ہوے وہی (۳) اعمام کا حصہ ہے۔ اب کسی پر حصہ نہین تو ٹٹتا۔ بنات کو ۱۲ پہونچے ہر ایک کو دو دو پڑہ گئے۔ اور جدات کو (۳) ہر ایک کو ایک ایک اعمام کو بھی (۳) ہر ایک کو ایک ایک پہونچ جاتا ہے اگر عائلہ ہو تو عول مین ضرب دین جیسے

	مسئلہ ۲۴	عـ ۲۷	تصحیح ۵۴
	۲ زوجہ	۸ جدہ	۳۲ بنت	۱۲ اب
چونکہ اس صورت مین زوجہ کو ثمن اور بنات کو ثلثین	۳	۱	۱۶	۴
	۶	۸	۳۲	۸

اور جدات و اب کو سدس سدس پہونچتا ہے لہذا بموجب قاعدۂ مخارج الفروض کے مسئلہ ۲۴ سے ہوا اور اسمین سے ثمن (یعنے ۳) زوجہ کو پہونچے وہ اُنپر تو ٹٹتے ہین اور ثلثین (یعنے ۱۶) جو بنات کو اور سدس (یعنے ۴) جو ۸ جدہ کو پہونچے وہ بھی اُن پر تو ٹٹتے ہین اور ایک سدس (یعنے ۴) جو اب کو پہونچے وہ اُنپر نہین تو ٹٹے۔ سو یہ سب (۲۷) ہوے لہذا اولاً جن مین فریق کے سہام کی کسر واقع ہوئی ہے اُن کے سہام و رؤس مین نسبت لحاظ کی تو درمیان سہام و رؤس زوجہ کے تباین پایا پس کل رؤس (یعنے ۲) کو محفوظ رکھا۔ اور درمیان سہام و رؤس بنت کے توافق بعشر (یعنے توافق سولہوین کے ساتھ) پایا لہذا سولہوان حصہ (یعنے ۲) کو کہ وفق رؤس ہے محفوظ رکھا۔ اور درمیان سہام و رؤس جدہ کے توافق بالربع پایا پس ربع رؤس (یعنے ۲) محفوظ رکھا۔ بہر اعداد محفوظہ مین نسبت لحاظ کی تماثل پایا اسلئے انمین سے ایک (یعنے کسی ایک ۲) کو عول مین ضرب دیا (۵۴) حاصل ہوے اب یہی سب کو صحیح لجاتا ہے یعنے ۶ دو زوجہ کو ملے یہ اُنپر نہین تو ٹٹتے ہر ایک کو تین تین پڑہ جاتے ہین۔ ۳۲ بنات کو بتیس اور ۸ جدات کو آٹھ ملے وہ بھی اُنپر نہین تو ٹٹتے ہر ایک کو ایک ایک پڑ گیا۔ اور آٹھ اب کو پہونچے ۱۲

عول کی عام مثال

فرقو[illegible] شرتداخل ہو تو لے	اُسکو بھی تو مسئلہ مین ضرب دے
ہاا[illegible]فق ہو جو اُس صورتمین گرا	دفق اک کا دوسرے مین ضرب کر

تداخل کی مثال

تداخل کی عائلہ مثال

لہ اگر[illegible]ں ہو تو انمین بڑی عدد کو اصل مسئلہ مین یا عائلہ ہو تو عول مین ضرب دین حاصل ضرب سے مسئلہ صحیح ہو جائیگا جیسے مسئلہ ۶ تصحیح ۱۰۸ اصل مسئلہ ۶ سے ہو جدات کو سدس کا ایک اور

۳ جدہ	۹ اخت	۱۸ اعم
اخوات عینان ۱/۱۸	۴/۱۸	۱/۱۸

کے (۴) اور اعمام کو ایک پہونچا - ان سب پر وہ تو[illegible]ہین - اسلئے اولاً ہر فریق کے سہام ورؤس مین بنسبت لحاظ کی پس ہر ایک کے سہام ورؤس مین تو[illegible]ں پایا - تو ہر ایک کے کل رؤس (یعنے ۳-۹-۱۸-) کو محفوظ رکھا پھر اعداد محفوظ مین باہم بنسبت لحاظ کی تو تداخل پایا اسلئے بڑے عدد (۱۸) کو (کہ ۳-۹ پر پورا تقسیم ہو جاتا ہی) اصل مسئلہ (۶) مین ضرب دیا (۱۰۸) حاصل ہوے - اب بموجب قاعدہ آیندہ کے کہ ہر ایک کے سہام جو اصل مسئلہ سے ملے ہین مضروب مین ضرب دینے سے سب کو صحیح ملجائیگا - اور اگر عائلہ ہو جیسے مسئلہ ۲۴ عـ ۲۷ تصحیح ۱۰۸

۲ زوجہ	۱۶ جدہ	۴ بنت	اب
۳/۱۲	۴/۱۶	۱۶/۶۴	۴/۱۶

بموجب قاعدہ مخارج الفروض کے مسئلہ چوبیس سے ہوا اسمین سے من (یعنے ۳) ۲ زوجہ کو اور سدس (۴) جو جدات کو پہونچے ہین وہ ان پر تو ٹٹے ہین اور ثلثین (یعنے ۱۶) جو ۴ بنت کو اور سدس (یعنے ۴) اب کو پہونچے ہین وہ انپر نہین تو ٹٹے - اور وہ سب ۲۷ ہوے - یہان ۲۴ کا عول ۲۷ تک ہوا - جن فریق پر کسر واقع ہوئی ہے اونکے سہام ورؤس مین بنسبت لحاظ کی تو درمیان سہام ورؤس زوجہ کے تباین پایا لہذا کل رؤس (یعنے ۲) کو محفوظ رکھا اور سہام ورؤس جدہ مین توافق بالربع پایا اسلئے ربع رؤس (یعنے ۴) کو کہ دفق رؤس ہے محفوظ رکھا - پھر اعداد محفوظہ مین کہ (۲ ۴) ہین باہم بنسبت لحاظ کی تداخل پایا پس ۴ کو کہ انمین بڑا ہے عول مین ضرب کیا (۱۰۸) حاصل ہوے اب ہر ایک کو صحیح ملجائے گا -

لہ اگر اعداد محفوظہ مین کسی دو مین توافق ہو تو ایک کا وفق دوسرے کے کل مین ضرب دین پھر اسکے حاصل ضرب اور تیسرے مین بنسبت لحاظ کرین (اگر تیسرا ہو) اگر توافق ہو تو بہ تصور ایک کا وفق دوسرے کے کل مین اور تباین ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل مین ضرب دین اسی طرح اس حاصل ضرب اور چوتھے [illegible] کر جو تھا ہو پھر بنسبت لحاظ کرکے بدستور عمل کرین - پھر حاصل ضرب آخر کو اصل مسئلہ مین یا عول [illegible]

اب جو حاصل ہووے تجھکو ضرب سے	تیسرے فرقہ سے نسبت اُسکو دے
جیسی نسبت ہووے ویسا ضرب دے	اس طرح تو ختم تک کرتا رہے
جب کہ ہووے حاصلِ ضرب اخیر	مسئلہ مین ضرب دیدے اے خبیر

توافق کی مثال

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) ضرب دین جیسے مسئلہ ۲۴ تصحیح ۴۳۲۰

۴ زوجہ	۱۸ اثنات	۱۵ اجدہ	۲ عصبہ
۳ ۱۲	۱۶ ۲۸۸	۴ ۷۲۰	۱ ۱۸۰

اس صورت مین ۴ زوجہ ثمن (یعنے ۳) اور ۱۸ اثنات ۱۶ (یعنے ۵) کو تسدس (یعنے ۴) ملتے ہین اور عم کو بطور عصوبت جو باقی رہا (یعنے ایک) پہونچتا ہے۔ لہذا بہ موجب قاعدہ مخارج الفروض کے مسئلہ ۲۴ سے ہوا۔ اور اصل مسئلہ سے جو سہام پہونچے ہین وہ ان سب پر توٹتے ہین۔ لہذا اولاً ہر فریق کے سہام و رؤس مین نسبت لحاظ کی درمیان سہام و رؤس زوجہ کے تباین پایا اسلئے کل رؤس (یعنے ۴) محفوظ رکھا اور درمیان سہام و رؤس بنت کے توافق بالنصف پایا اسلئے نصف رؤس (یعنے ۹) کو کہ وفق رؤس ہے محفوظ رکھا اور درمیان سہام و رؤس جدہ و عم کے تباین پایا۔ لہذا کل رؤس (یعنے ۱۵-۶-) کو محفوظ رکھا۔ پھر اعداد محفوظہ یعنے ۴-۹-۱۵-۶ مین نسبت لحاظ کی تو ۶ و ۱۵ مین توافق بالثلث پایا لہذا ایک (مثلاً ۶) کے ثلث (یعنے ۲) کو کہ وفق رؤس ہے دوسرے (یعنے ۱۵) کے کل مین ضرب دیا۔ ۳۰ حاصل ہوے پھر اس حاصل (یعنے ۳۰ کو) تیسرے (یعنے ۹) مین نسبت لحاظ کی تو انمین بھی توافق بالثلث پایا لہذا ایک (مثلاً ۳۰) کے ثلث (یعنے ۱۰) کو دوسرے (یعنے ۹) کے کل مین ضرب دیا۔ ۹۰ حاصل ہوے پھر اس حاصل (یعنے ۹۰) اور چوتھے (یعنے چار) مین نسبت لحاظ کی تو توافق بالنصف پایا لہذا ایک (مثلاً ۴) کے نصف (یعنے ۲) کو دوسرے ۹۰ مین ضرب کیا (۱۸۰) حاصل ہوے پس اس حاصل اخیر (یعنے ۱۸۰) کو اصل مسئلہ ۲۴ مین ضرب کیا تو (۴۳۲۰) حاصل ہوے تو اب حسب قاعدہ آئندہ سبکو صحیح مل جائیگا۔ اور عول کی یہ مثال ہے مسئلہ ۲۴ عـ ۲۷ تصحیح ۴۸۶۰ اس مثال کو بھی

۴ زوجہ	۱۸ اثنات	۱۵ اجدہ	اب
۳ ۱۲	۱۶ ۲۸۸	۴ ۷۲۰	۱ ۱۸۰

پہلی مثال پر قیاس کرلین دونون مین چندان تفاوت نہین ہے صرف اس مین عول ہے اور اُسمین عول نہین ہے۔

توافق کی مثال

ہے یہی صورت تباین[۱] کی مگر نکلے[۲] ہر فرقہ کا سہم اب ضرب دین	وفق کی جا کل عدد کو ضرب کر پہلا حصہ آخری مضروب مین یعنے اس مسئلہ کا اول ہے جو ملا ہو ۱۲ جزو سہم ۱۲

[۱] اگر تباین ہو (یعنے سب اعداد محفوظ متباین ہون) تو ایک کو دوسرے مین ضرب دین پھر اس کے حاصل کو تیسرے مین (اگر تیسرا ہو) اسی طرح اس کے حاصل کو چوتھے مین (اگر چوتھا ہو) پھر حاصل اخیر کو اصل مسئلہ مین یا اگر عائلہ ہو تو عول مین ضرب دین جیسے مسئلہ ۲۴ تصحیح ۵۰۴۰

۲ زوجہ	۱۰ بنات	۶ جدہ	۷ عم
۳	۱۶	۴	۱
۶۳۰	۴۳۲۰	۸۴۰	۲۱۰

اس صورت مین ۲ زوجہ کو ثمن اور ۱۰ بنات کو ثلثین اور ۶ جدہ کو سدس ملتے ہین اور عم عصبہ ہے لہذا بموجب قاعدۂ مخارج الفروض کے مسئلہ ۲۴ سے ہوا اسمین سے ثمن (یعنے ۳) ۲ زوجہ کو اور ثلثین (یعنے ۱۶) ۱۰ بنات کو اور سدس (یعنے ۴) ۶ جدہ کو اور باقی (ایک) ۷ عم کو ملے اور وہ اُن سب پر ٹوٹتے ہین لہذا اولاً سب فریق کے سہام و رؤس مین نسبت لحاظ کی درمیان سہام رؤس زوجہ کے تباین پایا اسلئے کل رؤس (یعنے ۲) کو محفوظ رکھا۔ اور درمیان سہام و رؤس بنات و جدات کے توافق بالنصف پایا تو ہر ایک کے نصف رؤس (یعنے ۵۔۳) کو کہ وفق رؤس ہے محفوظ رکھا اور درمیان سہام و رؤس عم کے تباین پایا اسلئے کل رؤس (۷) کو محفوظ رکھا۔ پھر اعداد محفوظہ مین کہ ۲۔۵۔۳۔۷ ہین باہم نسبت لحاظ کی تو سب مین تباین پایا۔ لہذا ایک (مثلاً ۷) کو دوسرے (یعنے ۳) مین ضرب دیا ۲۱ حاصل ہوے پھر اس حاصل کو تیسرے (یعنے ۵) مین ضرب دیا ۱۰۵ حاصل ہوے پھر اس حاصل کو چوتھے (یعنے ۲) مین ضرب دیا تو ۲۱۰ حاصل ہوے پھر اس حاصل اخیر (۲۱۰) کو اصل مسئلہ (۲۴) مین ضرب دیا (۵۰۴۰) حاصل ہوے اب ہر ایک کو جو اصل مسئلہ سے پہونچا ہے اس مضروب یعنے (۲۱۰) مین ضرب دین تو جو حاصل ہو وہی حصہ ہر ایک فریق کا تصحیح سے ہے۔ اور اسی مضروب کو جو اصل مسئلہ مین ضرب دیا جاتا ہے جزو سہم کہتے ہین۔ اور عول کی یہ مثال ہے جیسے مسئلہ ۲۴ عول ۲۷ تصحیح ۸۱۰

۲ زوجہ	۱۰ بنات	۶ جدہ	اب
۳	۱۶	۴	۴
۹۰	۴۸۰	۱۲۰	۱۲۰

اس مثال کو بھی مثالِ سابق پر قیاس کر لین دونون کے طریق عمل مین چنداں تفاوت نہین ہے صرف اس مین عول ہے ۲۷ اگر اسباب کا دریافت کرنا منظور ہو

تباین کی مثال

توافق کی مثال

حصّہ ہر شخص کا گر منظور ہو	فرقہ کے حصّہ کو پہلے جان لو
اُنکو پھر فرقہ پہ قسمت کر حبیب	خارج قسمت ہر ایک کا ہی نصیب

فصل آٹھوین رد کے بیان مین

بقیہ حاشیہ کہ ہر فریق کو تصحیح سے کتنا پہونچتا ہی۔ تو جتنا ہر فریق کو اصل مسئلہ یا عول سے ملا ہی اُسکو اُس عدد مین ضرب دین جسکو اصل مسئلہ یا عول مین ضرب دیا تھا جو حاصل ہو وہی حصہ تصحیح سے اُس فریق کا ہی چنانچہ اسی مثال مذکور مین مثلاً اگر زوجات کا حصہ دریافت کرنا منظور ہو تو اُن کے اصل سہم (یعنی جو عول سے پہونچا ہو) کو یعنے ۳ کو آخر مضروب یعنے جزو سہم) مین جو (۴۰) ہی ضرب دین جو حاصل ہو وہی حصہ اس فریق کا ہی۔ اسیطرح ہر ایک فریق کو قیاس کرین۔ ۱۲ سے یعنی ہر ایک شخص کو تصحیح سے کتنا پہونچتا ہی دریافت کرنا منظور ہو تو مثلاً اسی مثال مذکور مین جو دو زوجات کو (۹) ملی ہین اُسکو اُنہین دونون پر تقسیم کرین تو ہر ایک کا حصہ (۴۵) معلوم ہوا اسیطرح ہر ایک فریق کو قیاس کرین ۲ رد عول کے مخالف ہی اس لئے کہ رد سے حصہ اروں کے سہام بڑھ جاتے ہین اور اصل مسئلہ گھٹ جاتا ہی اور عول سے سہام گھٹ جاتے ہین اور اصل مسئلہ بڑھ جاتا ہی اور رد کی دلیل کتاب الٰہی سے یہ ہی وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔ یعنی بعض اہل قرابت بعض سے بسبب قرابت کے اَولیٰ بہ میراث ہین۔ اس آیت سے استحقاق میراث کا بوجہ صلہ رحمی کے ثابت ہوا۔ اور آیت مواریث کے حکم سے ہر وارث کو حصہ دیا جاتا ہی اور اس آیت کے حکم سے بوجہ صلہ رحمی کے پھر باقی مال اُنہین وارثون پر پھیر دیا جاتا ہی۔ اور حدیث یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ربیع کو ثلث سے زاید وصیت کرنے سے منع فرمایا۔ باوجودیکہ اُنکو صرف ایک ہی بیٹی تھی۔ اس لئے کہ وہ نصف سے زاید کی بطور رد کے مستحق نہوئی تھی البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کیلئے وصیت بالنصف کو جایز فرمایا تھا۔ اسی لئے امام اعظم و امام احمد رحمہما اللہ ذوی الفروض پر بقدر ان کے حصہ رسدی کے (یعنی بقدر نسبت اُن کے حقوق کے جیسے حصہ ثلث کو باقی مال کا ثلث یا جا کر اور ربع کو ربع ثمن علی ہذا) رد فرماتے ہین اگرچہ بیت المال منتظم ہو یا نہو۔ اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر بیت المال منتظم نہووی تو ذوی الفروض پر رد کرنا چاہئے اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے دو قول ہین (۱) یہ کہ بیت المال کو دینا خواہ وہ منتظم ہو یا نہو (۲) مثل شافعیون کے

فائدہ مسائل فرایض عین قسم کے ہین (۱) فریضۂ عادلہ (۲) فریضۂ ناقصہ (۳) فریضہ عائلہ۔ فریضہ عادلہ یہ ہی کہ اصحاب

لین[۱] بطورِ رد کے ذوفرضِ نسب	جب نہوں عصبات ای عالی حسب
زوج ورزوجہ[۲] پر نہو رد جان لے	اور جو وہ[۳] ذوفرض کے ہمرہ رہے

بقیہ حاشیہ ۱ فرایض کے سہام مال کے سہام کے ساتھ برابر پڑین اسطرح کہ میت نے دو سگی بہنین اور دو اخیافی بہنین چھوڑین تو اخیافون کا فرض حصہ ثلث ہی اور سگی بہنون کا دو ثلث - اور اسیطرح اگر اصحاب فرایض کے سہام مال ترکہ کے سہام سے کم ہون اور وہان عصبہ ہو تو اصحابِ فرایض سے جو باقی رہیگا وہ عصبہ لیگا - یہی فریضۂ عادلہ ہے یعنی بورا نہ کم نہ زیادہ - اور فریضہ قاصرہ یہ ہی کہ اصحاب فرایض کے سہام مال ترکہ کے سہام سے کمتر ہون اور وہان عصبہ نہو - جیسے میت نے دو سگی بہنون اور مان کو چھوڑا تو دو بہنون کے دو ثلث مین اور مان کا سدس - اب یہان کوئی عصبہ نہین جو باقی سدس کو لے تو اسمین رد کا حکم ہی یعنے سدس باقی انہین وارثون کو پھیر دیا جاے - اور فریضہ عائلہ یہ ہی کہ اصحاب فرایض کے سہام مال کے سہام سے اکثر ہون چنانچہ اسکی مثالین عول کے مسائل مین بیان ہو چکین - ۱۲ ۲ یعنی جو کچھ ذوی الفروض سے بچ رہے اگر عصبات نہون تو اُسے بطور رد کے ذوی الفروض سوای زوجین کے لیلیوین - اور اسکی دو صورتین ہین (۱) یہ زوج یا زوجہ ذوی الفروض کے ساتھ ہون (۲) یہ کہ صرف ذوی الفروض جو ان دو احد الزوجین ساتھ ہون - یہ دونون صورتین دو حال سے خالی نہین - ایک یہ کہ مستحق رد ایک ہی صنف ہین (۲) یہ کہ کئی صنف - پس مسائل رد کی چار صورتین ہوئین اول کی صورتون کا بیان قسم سبب مین آتا ہی - ۱۲ ۳ چاردن مذہب مین زوجین پر رد نہین ہی خواہ بیت المال منظم ہو یا نہو - اور رد نہونا اسلئے ہی کہ اُنمین قرابت ثابت نہین رد کی علت قرابت ہی جیسا کہ آیت مذکور سے ثابت ہوا - اگر زوجین باہم قرابت الارحام تو ہین بہ لحاظ قرابت رد ہوگا - نہ بہ لحاظ زوجیت - لیکن متاخرین حنیفہ کا قول ہے کہ اگر مراتب مستحقین مین سے کوئی نہو سوا بیت المال کے اور وہ بھی منظم نہو تو زوجین بیت المال پر مقدم ہین - چنانچہ رد المحتار مین علامہ شامی لکھتے ہین والحاصل ان کلام المتون انما ھو عند انتظام بیت المال وکلام الشروح عند عدم انتظامہ فلا معارضۃ بینھما فما امکنہ الافتاء بذالک فی زماننا فلیفت بہ جسکو تفصیل منظور ہو کتاب مذکور کے جلد خامس صفحہ ۵۴۵ مطبوعہ مصر دیکھی ۲ ۴ جبکہ زوج یا زوجہ ذوی الفروض کے ساتھ ہون تو زوج یا زوجہ کو انکا اقل مخرج فرض سے حصہ دیکے باقی ذوی الفروض مستحق رد کو دیدیوین - اگر وہ جنس واحد ہون تو باقی کو انکے عدد رؤس پر برابر بانٹ دین مثلاً زوج مسئلہ ۴ اصل مسئلہ ۱۲ اسی لیے کہ زوج ربع کا اور بنات ثلثان کی مستحق ہین تو ۱۲ مین سے ۳ زوج کو پہنچتی ہین اور ۸ بنات کو - ایک بچ رہتا ہی لہذا ۴ مین قاعدہ وجاری کیا اور زوج کو اسکا فرض یعنے ربع اقل مخرج یعنے ۴ سے دیا تو ۳ بچے وہ بنات کو دیدیا چونکہ اہل رد ایک ہی صنف ہین ہم

مخرج کمتر سے پہلے اُسکو دین	باقی کو ذوفرض پر قسمت کرین
ہون جو وہ اک جنس گنتی سی بٹے	حسب حصہ جنس اکثر ہو تو لے
جب نہ زوج[۵۲] وزوجہ اُسجا پر رہے	مسئلہ ہوگا رؤس و سہم سے

[۵۱] اگر مستحق رد کئی صنف ہون تو باقی کو اُن کے سہام پر تقسیم کرین۔ سہام پر تقسیم کرنے سے یہ مراد ہے کہ ایسی صورت فرض کرین جسمین صرف یہی ذوی الفروض کی صنفین جو یہان مستحق رد ہین ہون۔ اور اسکی تصحیح مسئلہ کرکے اسمین سے ہر صنف کو جو حصے اس تصحیح مین سے اُنہین پہونچتے ہین وہی اُن کے سہام ہین۔ مثلاً مسئلہ ۴ زوجہ ۱ جدہ ۲ اخت لام ۱ اصل مسئلہ ۱۲ سے تہا اسمین سے ۳ زوجہ ۲ جدہ اور چار اختین لام پہونچتے تہے اور ۳ بچ رہتے تہے اس لئے قاعدہ رد جاری کیا زوجہ کو اسکے اقل مخرج فرض یعنے ۴ سے ایک دیا اور باقی ۳ کو سہام جدہ اور اختین لام پر کہ وہ ہی ۳ تہے (۲۔ اختین لام اور ایک جدہ کو) تقسیم کر دیا۔ اور ان کے سہام اس لئے ۳ ہین کہ اگر کوئی شخص صرف جدہ اور اختین لام کو ذوی الفروض چہوڑے مثلاً مسئلہ ۲ جدہ ۱ اخت لام ۲ تو انکو بہی ۳ سہام پہونچتے ہین۔ ۱۲ [۵۲] اگر مسئلہ دہ مین زوجہ یا شوہر نہون فقط وہی اصحاب فرایض ہون جنپر رد ہوتا ہے اگر ایک ہی صنف ہون تو مسئلہ اُن کے عدد رؤس سے ہوگا اگر کئی صنف ہون تو اُن کے سہام سے ہوگا۔ ایک صنف کی مثال یہ ہے مثلاً مسئلہ ۲ بنت ۲ اصل مسئلہ ۲ سے ہے مُتوفی کے ۲ بنات کو پہونچتے ہین اور ایک بچ رہتا ہے لہذا قاعدہ رد جاری کیا اور عدد رؤس بنات سے مسئلہ کرکے اپنر بانٹ دیا۔ یعنے جمیع ترکہ اونہین وارثون کا ہی فرض اور رد کے لحاظ سے اور ذاتین ان کی یکسان برابر ہین ایک کو دوسرے پر زیادتی نہین تو ہر وارث کو برابر بانٹ دیا جاے۔ اگر ہر ایک کو اول بقدر اُنکے فرض کے دیا جائے پھر دوسرے بار باقی مال انکو بقدر اُن کے سہام کے دیا جائے تو دوبارہ قسمت کرنا ہوگا اس لئے سب سے بہتر وہ کہ ابتدا سے برابر بانٹ دینا مختصر اور آسان تر ہے۔ اور اگر مستحق رد کئی صنف ہون یعنے دوبارہ پانے والی دو یا تین جنس ہون تو اُن کے سہام کے شمار سے قسمت ہوگی مثلاً اگر دو سدس ہون یعنے جدہ اور اخیافی بہن وارث ہین تو مسئلہ جہہ سی ہوگا جیسے مسئلہ ۲ اخت لام ۱ جدہ ۱ چونکہ اسمین فرضیت کی ۱ اُن دونوں کے ۲ سہم ہین تو مسئلہ ۲ قرار دیا اور ترکہ دونون پر نصفا نصف قسمت کر دیا تو ہر ایک کو نصف مال ملا

اور جو حصے وارثون پر ٹوٹ جائین	اُن قواعد سے یہ سب تصحیح پائین

بقیہ حاشیہ کہ اگر ہر ایک کو ایک ایک سہم دیا جاتا تو تین بار تقسیم کرنیکی بیفائدہ حاجت ہوتی۔ اور اگر ثلث وسدس جمع ہون جیسے مسئلہ ۳ ۲ ۱ ۴ اس وقت مین بھی مسئلہ جہہ سے ہوگا اور وارثون کے کل سہام تین ہین اسلئے اصل مسئلہ ۳ سے قرار دیا۔ اور بقدر سہام کے تین تہائی کرکے بانٹ دیا۔ تو اخیافی بھائیونکو دو ثلث اور مان کو ثلث پہونچا۔ اسیطرح اگر نصف وسدس ہون جیسے مسئلہ ۶ بنت بنت الابن ۳ ۲ ۱ اس شکل مین بھی مسئلہ جہہ سے ہی اور مجموعہ سہام چار مین یعنے بیٹی کے اور ایک پوتی کا تو مسئلہ ۴ سے قرار دیا اور مترکہ چار حصے کرکے اسطرح بانٹ دیا کہ اسکے ۳ ربع بیٹی کو اور ربع پوتی کو۔ اگر ثلثین وسدس جمع ہون تو مسئلہ ۶ سے ہوگا جیسے مسئلہ ۶ بنت بنت الابن ۴ ۳ ۱ یا نصف وثلثین وسدس ہون جیسے مسئلہ ۶ بنت بنت الابن ۳ ۲ ۱ یا نصف وثلثین جیسے مسئلہ ۶ اخت لابی ۴ ۳ ۱ ان مذکورہ تینون صورتون مین ہی جھگڑے ہین لیکن سہام ماخوذہ پانچ ہین اس لئے مسئلہ ۵ سے قرار دیا۔ پہلی صورت مین دو بیٹیون کے چار سہام ہین اور مان کا ایک سہم کل مترکہ کے پانچ حصے کئے انمین چار حصے بیٹیون کے اور ایک حصہ مان کا۔ قس علی ہذا۔ قصہ مسائل بھگنے سے دو قسمتون کو ایک قسمت قرار دیتے ہین۔ ۱۲ سلہ یعنی اگر مسائل رد مین انکسار ہو اور سہام وارثون صحیح نہ بٹ سکین تو موافق اُن قواعد کے جو اوپر بیان ہو چکے تصحیح کرنا چاہئے۔ پس اگر ایک ہی فریق مین انکسار ہو تو بصورت تباین رؤس سہام کے کل عدد رؤس کو مخرج مسئلہ رد مین ضرب کرین اور بحالت توافق وفق رؤس کو اور اگر چند فریقون پر انکسار ہو تو بصورت تداخل جمع رؤس کے کسی ایک کو مخرج مسئلہ رد مین ضرب کرین۔ اور بصورت تداخل اکثر کو اور بحالت توافق وفق ایک کا دوسرے مین ضرب کرکے حاصل کو مخرج مین اور بصورت تباین کل ایک کا دوسرے مین ضرب کرکے حاصل کو مخرج مین ضرب کرین۔ اس سے سب وارثون کو سہام صحیح منقسم ہو جائینگے جاننا چاہئے کہ جس صورت مین من لا یرد نہون اور ذوی الفروض ایک ہی صنف ہون وہان انکسار نہوگا کیونکہ مسئلہ وہان وارثون کے رؤس سے ہوتا ہے۔ جتنے آدمی ہون اُنپر برابر بٹ جائیگا۔ اس لئے اس صورت مین انکسار ممکن نہین اور باقی سب صورتون مین انکسار ہوتا ہے اس لئے چند مثالین توضیح کے لئے لکھی جاتی ہین مثلاً مسئلہ ۴ تصحیح ۱۶ زوج ۳ بعد دینے حصہ زوج کے اقل مخرج یعنے ۱ سے جو ۳ باقی رہے وہ ۴ بنت پر بٹکر ہین

بقیہ حاشیہ ۱ اور ۴-۳ مین تباین ہے لہذا چار کو کہ عدد رؤس ہے مخرج مسئلہ مین ضرب کیا ۱۲ حاصل ہوئے اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا۔ ۴ زوج کو اور ۱۲ بنات کو پہونچگئے۔ اگر کسی شکل مین توافق ہو جیسے مسئلہ ۴ تصحیح ۸ ۴ زوج ۱ ۱ بنت ۶ ۶ اس مثال مین جب زوج کو اسکے اقل مخرج فرض سے ایک دیا تو ۳ باقی رہے اسمین تداخل ہوا اور ہم فصل تصحیح مین بیان کرآئے ہین تداخل مین بین رؤس سہام جبکہ سہام کم ہون توافق قرار دیا جاتا ہے لہذا یہان سہام رؤس مین موافقت بالثلث معتبر ہوئے پس ۱ کے ثلث یعنی ۲ کو چار مین جو اصل مسئلہ ہے ضرب دیا ۸ حاصل ہوئے اسمین سے ۲ زوج کو اور ۶ بنات کو پہونچگئے۔ علی ہذا اگر کسی مثال مین دو صنف برابر ہون اور درمیان دونون رؤس کے تماثل ہو جیسے مسئلہ ۸ تصحیح ۱۶ ۲ زوجہ ۱ ۱ بنت ۶ ۶ اس مثال مین مخرج فرض زوجہ یعنے ۸ مین سے ایک جو دونون زوجہ کو پہونچتا ہے اُن پر منکسر ہے اور ۶ باقی عدد رؤس بنات پر منکسر ہین پس دونون قسمین منکسر علیہم کی پائی گئین اور دونون کے رؤس مین تماثل ہے لہذا ایک کو اُن دونون مین سے مخرج مسئلہ یعنے ۸ مین ضرب کیا ۱۶ ہوئے اُسمین سے دونون زوجہ کو ۲ پہونچتے ہین ہر ایک کو ایک اور دونون بیٹیون کو ۶ ہر ایک کو ۷۔ اور اسیطرح اگر دو صنف برابر ہو اور درمیان رؤس کے تباین ہو جیسے مسئلہ ۴ تصحیح ۴۸ ۱ زوجہ ۳ ۳ جدہ ۱۲ ۱۲ اخت لام ۶ ۶ اس مثال مین جب اصل مخرج فرض زوجہ یعنے ۴ مین سے زوجہ کو ایک دیا تین باقی رہے ۳ اور اہل رد یعنے جدات اور اخوات ۳ سہام کے مستحق ہین دو کے اخوات اور ایک کے جدات۔ ایک جدات کا اُن کے رؤس یعنے ۴ پر مستقیم نہین بلکہ بنسبت تباین رکھتا ہے لہذا کل عدد رؤس جدات کو محفوظ رکھا اور دو اخوات لام کے عدد رؤس یعنے چھ سے توافق بالنصف رکھتے ہین اس لئے اُن کے عدد رؤس کا نصف (یعنے ۳) محفوظ رکھا۔ اور اب اعداد محفوظ (یعنے ۴ اور ۳) مین بنسبت لحاظ کی تباین پایا پس چار کو تین مین ضرب کیا بارہ حاصل ہوئے بارہ کو اصل مسئلہ یعنے ۴ مین ضرب کیا ۴۸ ہوئے اس سے سبکو صحیح ملجائیگا جیسا کہ ہندسون سے ظاہر ہے فائدہ کبھی ایسی صورت واقع ہوتی ہے کہ بعد دینے سہام احد الزوجین کے باقی سہام اہل رد پر مستقیم نہین ہوتے اس لئے مجموع سہام اہل رد کو مخرج فرض احد الزوجین مین ضرب کرنا چاہیئے اس سے تصحیح سب فرقون پر ہو جائے گی پھر اگر انکسار ہو تو موافق قواعد مصدرہ کے عمل کرنا چاہیئے۔ جیسے (بقیہ در صفحہ آئندہ)

بقیہ حاشیہ۔ مسئلہ ۸ سہمن ۵ تصحیح ۴۰ تصحیح ۱۴۴۰

۴ زوجہ	۹ بنت	۶ جدہ
۱	۴	۱
۵	۲۸	۷
۱۸۰	۱۰۰۸	۲۵۲

اس صورت مین جب من لایرد (یعنے زوجہ) کو اسکا فرض یعنے ثمن جو ایک ہے اقل مخارج (یعنے ۸) سے دیدیا تو ۷ باقی رہے بعد من لایرد علیہ کو معدوم فرض کرکے من یرد علیہ (۹ بنت و ۶ جدہ) کا مسئلہ علیحدہ کیا تو چھ سے ہوا اسمین سے ثلثین (یعنے ۴) کو بنت کو اور سدس (یعنے ایک) ۶ جدہ کو دیا پس کل سہام من یرد علیہ کے پانچ ہوئے اور سات جو باقی تھے وہ اس (۵) پر پورے تقسیم نہین ہوتے لہذا اس (۵) کو کہ کل سہام من یرد علیہ ہے) اقل مخارج مذکور (یعنے ۸) مین ضرب کیا ۴۰ ہوئے پھر سہام من لایرد علیہ (یعنی ایک) کو کل سہام من یرد علیہ (یعنے ۵) مین ضرب کیا وہی (۵) حاصل ہوئے پس یہ ۵ حصہ من لایرد علیہ کا ہوا۔ اور سہام ۹ بنات (یعنے ۴) کو باقی اقل مخارج (یعنے ۷) مین ضرب کیا ۲۸ حاصل ہوئے پس یہ ۲۸ حصہ بنات ہے اور سہام ۶ جدہ (یعنے ایک) کو وہی باقی اقل مخارج مین ضرب کیا تو وہی ۷ حاصل ہوئے پس یہ ۷ حصے جدات کے ہوئے۔ لیکن ۵ سہام زوجات اور ۴ اُن کے عدد رؤس مین تباین ہے اور ۲۸ سہام بنات اور اُن کے عدد رؤس یعنے ۹ سے اور ۷ سہام جدات اور ان کے عدد رؤس سے بھی متباین ہین پس درمیان ہر سہ رؤس یعنے ۴ اور ۹ اور ۶ مین نسبت لحاظ کی تو ۴ اور ۶ مین توافق بالنصف پایا لہذا ۶ کے نصف یعنے ۳ کو ۴ مین ضرب کیا ۱۲ ہوئے اسمین اور ۹ مین نسبت غور کی توافق بالثلث پایا تو ۳ کو ۱۲ مین ضرب کیا ۳۶ ہوئے اب اس ۳۶ کو ۴۰ مین ضرب کیا ۱۴۴۰ ہوئے اس سے ہر ایک کو صحیح ملجاتا ہے۔ یعنے زوجات کو ۱۸۰ اور زوجہ کو ۴۵ اور بنات کو ۱۰۰۸ اور ہر بنت کو ۱۱۲۔ اور جدات کو ۲۵۲ ہر ایک کو ۳۶ پڑ گئے

۵ یہان سہام من یرد علیہ سے وہ سہام مراد ہین جو مسئلہ من یرد علیہ سے بلا انضمام من لایرد علیہ من یرد علیہ کو ملین۔ یعنے پہلے من لایرد علیہ کا فرض اس کے اقل مخارج سے دیدین بعد اسکے اسکو معدوم فرض کرکے من یرد علیہ کا مسئلہ جب قواعد مخارج الفروض کرین اسمین جو کچھ من یرد علیہ کو ملے وہی سہام من یرد علیہ ہین۔ واضح ہو کہ سہام من یرد علیہ کی علامت بصورت (سہمن) مقرر کی گئی ہے اس کتاب مین جہان یہ صورت ہو اس سے یہی مراد سمجھین ۱۲

نوین فصل ذوی الارحام کے بیان مین

ذورحم[1] ایسا قرابتدار ہے	جو نہو ذو فرض و عصبہ نیک پے
مال کُل گر منفرد ہووے تو لے	ماسوی جب ساتھ ہووے زوجین کے
پہلے بیٹی پوتی[2] کی اولاد ہے	بعد اُسکے فاسدین اجداد[3] ہے

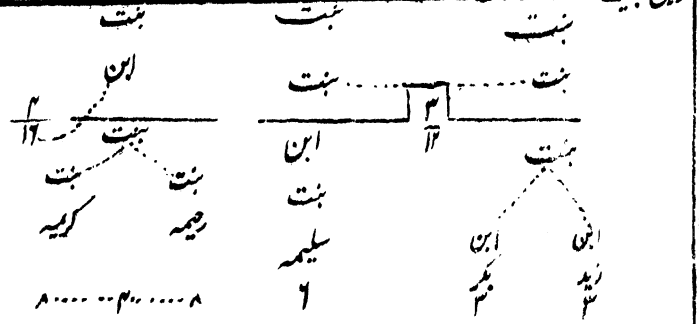
[1] ذورحم ہر وہ قرابت والا ہے جو صاحب فرض اور عصبہ نہو۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہما اللہ کے پاس ذوی الارحام مطلقاً وارث ہوتے ہین اور امام شافعی کے پاس جب بیت المال منتظم نہووے اور یہی قول مالکیہ کا بھی معتمد ہے۔ اور ذورحم صاحب فرض و عصبہ کے ساتھہ وارث نہین ہوتا سوائے زوجین کے اگرچہ زوجین صاحب فرض ہین لیکن ان کے ساتھہ ذورحم وارث ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ان پر سوقت رد نہ کرنا چاہئے۔ اور ذوی الارحام کا قریب تر بعید تر کا مثل ترتیب عصبات کے حاجب ہوتا ہے اور اُس کے چار قسم بہ ترتیب ذیل مین بیان ہوتے ہین ۱۲

[2] یعنے جزو میت جو بیٹیون اور پوتیون کی اولاد ہو خواہ مرد ہون یا عورت اگرچہ کسی درجہ نیچے کی ہون جیسے نواسہ نواسی یا پوتی کے بیٹا بیٹی وغیرہ یہ ذوی الارحام کی قسم ہے۔ اب اس صنف مین دیکھنا چاہئے کہ یہ سب درجہ مین برابر ہین یا نہین اگر برابر نہون تو اقرب مقدم ہوگا۔ اگرچہ انثیٰ ہو جیسے مسئلہ ۱ بنت البنت / ابن بنت البنت ورنہ اگر بعضے ولد وارث ہون اور بعضے نہین تو ولد وارث اولیٰ ہوگا جیسے مسئلہ ۱ بنت بنت ابن / ابن بنت البنت ورنہ سب ولد وارث ہون یا سب ولد غیر وارث تو دونون صورتون مین دیکھنا چاہئے کہ اُن کے اصول کسی ایک بطن مین اختلاف بذکورت و انوثت ہے یا نہین۔ اگر اتفاق ہو تو انہین فروع موجودین پر باعتبار اُن کے صفات کے تصحیح کرین۔ اور اگر صرف ذکور ہون یا صرف اناث

[3] یعنے باعتبار اُن کے ذکورت و انوثت کے ۱۲

(بقیہ حاشیہ) تو بکو برابر دین جیسے مسئلہ ۲ — ابن بنت ابن / ابن بنت ابن — مسئلہ ۲ — بنت ابن بنت ابن / بنت ابن بنت ابن

اور اگر مختلط ہون ذکر کو مثل حظ الانثیین جیسے مسئلہ ۳ — ابن بنت ابن / بنت بنت ابن — ورنہ ان کے اصول کے جس بطن مین اختلاف ہو اس بطن پر ذکر کو مثل حظ الانثیین تقسیم کر کے ہر ایک سہام اُن کے فروع موجودہ کو دیدین جیسے مسئلہ ۳ — بنت ابن بنت / ابن بنت بنت — اور جس صورت مین کہ اصول کے کسی بطن مین اختلاف مذکورت و انوثت ہو اگر اسی صورت مین کسی اصل کے عدد فروع بھی متعدد ہون تو اعلیٰ خلاف پر تقسیم کرتے وقت اس اصل کو حسب تعدد عدد فروع کے (جس کے عدد فروع متعدد ہون) متعدد مان کر تقسیم کرین پھر ہر ایک اصل کے سہام اُس کے فروع (موجودین) کو دین جیسے مسئلہ ۷ — تصحیح ۲۸



ابن مسئلہ مین اعلیٰ خلاف بطن ثانی مین ہے تو مسئلہ سات سے کیا گیا اس لئے کہ بنت اولیٰ بطن ثانی مین مثل دو بنت کے ہے کیونکہ اسکی فرع متعدد ہے اس لئے کہ بنت اولیٰ کی فرع اخیر مین دو ابن ہین۔ اور دوسرے بنت (یعنے دوسری شق مین) وہی بطن ثانیہ مین اپنے حال پہ ہے کیونکہ اسکی فرع متعدد نہین اس لئے کہ اسکی آخر فرع ایک بنت ہے۔ اور ابن (یعنے تیسری شق مین) وہی بطن ثانیہ مین مثل دو ابن کے ہے کیونکہ اسکی فرع اخیر متعدد ہے (یعنے دو بنت ہین) تو وہ ابن مثل چار بنات کے ہے لہذا چار اور تین پہلے ملکر بمنزلہ سات اناث کے ہوئے اس لئے مسئلہ ۷ سے کیا گیا پھر چونکہ ذکور کی ایک گروہ اور اناث کی ایک گروہ مقرر کی۔ جس مین چار مین اناث کو اور چار ذکور کو حصہ پہنچے۔ اب طائفہ ذکور کے سلسلہ مین کہین اختلاف نہین لہذا اسکے سہام (یعنے ۴) فروع موجودین کو جو بطن چہارم مین ہے دیدیا۔ یعنے ابن کے چار سہام اسکے دو بنت البنت کو دیگئے

(بقیہ حاشیہ ۲) پھر طائفۂ اناث کے نیچے کے بطنون مین لحاظ کیا کہ اب انمین اعلیٰ خلاف کون ہے تو بطن سوم مین اعلیٰ خلاف پایا۔ لہذا تین سہام دو بنت کے ان دونون اولاد کے درمیان (جو وہ بطن ثالث مین بنت اور ابن ہے) برابر تقسیم کئے گئے۔ کیونکہ ایک بنت مثل دو بنت کے بسبب تعدد فرع کے ہے۔ اسی لئے وہ ابن کے برابر ہوئی اور ایک ابن بمنزلہ دو کے ہے تو یہ دو اور وہ دو ملکر بمنزلہ چار رؤس کے ہوئے۔ اب تین کی تقسیم چار پر صحیح نہین ہوتی اور دونون آپسمین متباین ہین۔ پس چار عدد رؤس کو اصل مسئلہ یعنے (۴) مین ضرب دیا اٹھائیس ۲۸ حاصل ہوئے۔ اب چار سہام کو دو بنت بنت ابن البنت کے چار مین ضرب کیا تو سولہ ۱۶ ہوئے یہی حصہ اُن دونون کا ہے۔ اور بطن ثانی مین جو دونون بنت کو تین پہونچے تھے اسی چار مین انکو بھی ضرب دیا تو بارہ حاصل ہوئے اُسکو درمیان بنت اور ابن کے جو بطن ثالث مین ہین برابر تقسیم کر دیا (جسطرح مذکور ہوا) تو بنت کے لئے جو چھ آتے ہین وہ اُس کے دو ابن کو دیدئے گئے۔ اور ابن کے لئے بھی جو چھ آئے وہ اسکی بنت کو دیدئے گئے۔ ۱۲

۵ بعد اس کے فاسدین اجداد ہے} جدِ فاسد وہ ہے جو بواسطۂ عورت کے قرابت رکھے جیسے نانا کا باپ اور جدۂ فاسدہ وہ ہے جسکی نسبت مین میت کی طرف جدِ فاسد داخل ہو جیسے میت کی نانا کی مان۔ یا نانا کی نانی وغیرہ۔ یہ دوسری قسم ہے۔ اگر میت کو نواسہ اور نواسی اور نانی ہون تو نواسہ اور نواسی کو میراث ملیگی نانا اور نانی کو کچھہ نہ ملے گا اس لئے کہ یہ جز اصل پر مثل عصبات کے مقدم ہے۔ اگر اجدادِ فاسدین اور جداتِ فاسدات درجہ مین برابر ہون تو اقرب اولیٰ ہوگا اور اگر کچھہ مان کی جانب کی ہین اور کچھہ باپ کی جانب کی تو باپ کی جانب والون کو دو حصے اور مان کی جانب والون کو ایک حصہ ملیگا۔ جیسے

مسئلہ ۳

ام اب	ام اب	ام ام اب	ام ام ام
۲	۱	۱	۱

اور اگر سب مان کی طرف کی ہون یا سب باپ کیطرف کی تو ابدان موجودین پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرین بشرطیکہ ان کے اصول مین مذکورت و انوثت خلاف نہو۔ اور اگر اختلاف ہو تو اول محل خلاف پر تقسیم کرکے انکا حصہ انکی علاقہ دارون پر تقسیم کرین جیسا کہ صنف اول مین معلوم ہو چکا جیسے

مسئلہ ۳

اب اب	اب ام اب	اب ام ام
۲	۱	۱

۱۲

پھر بھتیجی[۱] بہانجی جب ہون یہ گم	پھر ہی[۲] پھوپی مامون خالہ عم لام

[۱] پھر والدین میت کا خبر مقدم ہے یعنے سگی یا سوتیلی بہنونکی اولاد اور اخیافی بہائی بہنونکی اولاد اور سگے اور سوتیلے بہائیونکی بیٹیان اگرچہ کئی درجہ نیچے کی ہون یہ تیسری قسم ہے اور انکا حکم بھی مثل صنف اول کے ہے - اور مان کی اولاد مین مذکر کو مونث پر فضیلت نہین دونون کو برابر دیا جائے جیسے مسئلہ ۲ ابن الاخت لام بنت الاخت لام فائدہ اس قسم مین اولی بالمیراث اقرب الی المیت ہے تو بھانجی بہائی کی ابن البنت سے مقدم ہے - اور اگر درجہ مین برابر ہون تو ولد عصبہ ولد ذو رحم سے مقدم ہے جیسے بہائی کی پوتی - اور بھائی کا نواسہ تو تمام مال بہائی کی پوتی کو ملیگا نہ بہائی کے نواسہ کو اس لئے کہ پوتی ولد عصبہ ہے - اور اولاد ذی رحم محروم ہین - اور اگر کوئی اولاد عصبہ کی ہو جیسے بنت بنت الاخ اور ابن بنت الاخ یا سبب اولاد عصبہ کی ہون جیسے دو بنت ابن الاخ یا بعض اولاد عصبہ کی ہون اور بعض اصحاب فرایض کی تو تقسیم اوپر اصول کے باعتبار عدد فروع کے اصول مین کرین اور ہر ایک کا حصہ اسکے فروع کو پہونچا دین جیسے مسئلہ ۳ تصحیح ۶ بنت اخ عینی ۲ بنت اخت لام ۱ اول تقسیم اوپر اخ عینی اور بنت لام کے اسطرح پر کرین کہ اخت لام کو باعتبار اس کے عدد فروع کے دو ٹھہرائین پس گویا میت نے ایک اخ عینی اور دو اخت لام چھوڑے تو ایسی صورت مین ثلث اختین لام کو پہونچتا ہے اور باقی اخ عینی کو - پس بنت اخ عینی کو ثلثان پہونچینگے جو انکی اصل کو پہونچے تھے - اور بنتین اختِ لام کو ثلث پہونچے گا جو انکی اصل کو پہونچا تھا - اصل مسئلہ ۳ سے ہوگا - اور بسبب انکسار واحد کے بنتین اختِ لام پر چھ سے تصحیح ہوگی

[۲] پھر جدین (دادا نانا) اور جدتین (دادی نانی) کی اولاد مقدم ہے یعنے مامون خالہ - اخیافی چچا - پھوپیان ہین - یہ صنف رابع ہے اس کے احکام بھی مثل صنف اول کے ہین اور وہ اگر فقط ان کی طرف کے ہون یا فقط باپ کی طرف کے تو انپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگی جیسے عم لام اور عمہ لام کہ یہ دونون باپ کی جانب کی ہین یا مامون اور خالہ کہ یہ

(بقیہ حاشیہ) دونون ماں کے طرف کی ہین - اگر کچھ ماں کی طرف کی ہون اور کچھ باپ کے طرف کی تو دو ثلث باپ کے طرف والون کو اور ایک ثلث ماں کی طرف والون کو پہونچیگا جیسے مسئلہ ۳ عمہ خالہ فائدہ ۵ قوتِ قرابت ایک جانب والی مین باعثِ حرمان دوسرے جانب کے ضعیف کا نہین پس خالۂ عینی کے ساتھ عمۂ علاتی محروم نہوگی بلکہ دو ثلث پائے گی اور خالۂ عینی کو ایک ثلث ملے گا - البتہ ایک جانب مین قوتِ قرابت باعثِ حرمان ضعیف کا اُسی جانب مین ہے پس خالۂ عینی کے ساتھ خالۂ علاتی یا عمۂ عینی کے ساتھ عمۂ علاتی محروم ہے - اسیطرح ایک جانب کا ولدِ وارث باعث حرمان دوسرے جانب کے ولدِ ذی رحم کا نہین پس بنت عم کے ساتھ کہ وہ ولدِ عصبہ ہے بنتِ خال کہ ولدِ ذی رحم ہے محروم نہوگی اور بنتِ عم کو بہ لحاظ قرابتِ اب کے دو ثلث اور بنتِ خال کو بہ لحاظ قرابتِ ام کے ایک ثلث پہونچے گا - **فائدہ** چچا کی بیٹیان اور اخوال اور خالات اور اعمامِ اخیافی اور عمات اور بناتِ اعمام کی اولاد بھی ذوی الارحام کی قسم رابع مین داخل ہین - اور جبکہ نہون تو اب میت کے باپ کی عمات اور خالات اور اخوال اور اسکی ماں کے چچا اور ماموں اور عمہ اور خالہ کی طرف حکم منتقل ہوگا - پھر اگر یہ لوگ بھی نہون تو اُنکی اولاد پھر اگر اُنکی اولاد بھی نہو تو میت کے دادا اور دادی کے عمات اور خالات وغیرہم کی طرف حکم منتقل ہوگا الی غیر النہایہ ۱۲

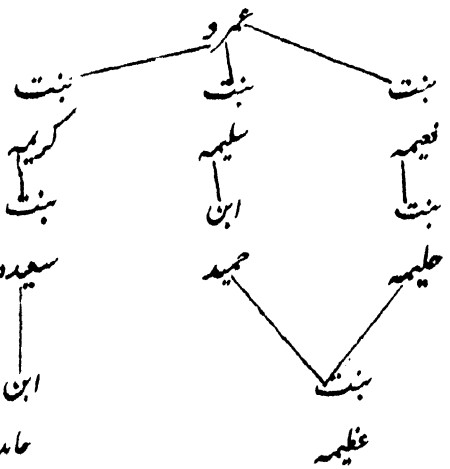
ف اولادِ اعمام اور عمات مین اگر وہ ایک رتبے کے ہون اور ایک ولدِ عصبہ ہو مگر قرابتِ ضعیفہ رکھتا ہو اور دوسرا ولدِ ذی رحم ہو اور قرابتِ قویہ رکھتا ہو جیسے ابن عمۂ عینی اور بنتِ عم لاب ایسی صورت مین موافق ظاہر الروایۃ کے ترجیح باعتبار قوتِ قرابت کے ہے اور ولدِ عصبہ ہونے کا اعتبار نہین - پس سب مال ابنِ عمۂ عینی کو پہونچے گا - اور بنتِ عم لاب محروم رہے گی - ۱۲

ناسلہ کی قوت کا ہوگا اعتبار	اصل کا بھی وصف کرنا اعتبار
ہون جو گر یک ذو رحم کے دو جہت ۵۲	یعنے بذکورت و انوثت ۱۲ دوہری دی میراث ای عالی صفت

۵۱ یعنے ہر درجہ مین ایک دوسرے پر ترجیح ہے باعتبار قوتِ قرابت اور وصفِ اصل کے پس عمۂ حقیقی کے ہوتے عمۂ علاتی محروم ہے اس واسطے کہ حقیقی کی قرابت بہ نسبت علاتی کے قوی ہے اور جس ذی رحم کا اصل وارث ہے اُس کے ساتھ غیر وارث کے علاقہ دار کو کچھہ نہ ملے گا۔ مثلاً بنتِ بنت الابن کے ساتھہ ابنِ بنت البنت محروم ہے۔ حالانکہ دونون ایک درجہ مین ہین اس لئے کہ اصلِ اول کی بنت الابن وارث یعنے ذی فرض ہے اور اصلِ دوم کی بنت البنت ذی رحم ہے۔ یا مثلاً اب ام لام کے ساتھہ اب اب الام محروم ہے اسواسطے کہ اول کو علاقہ میت سے بسبب ام الام ذی فرض کے ہے اور دوسرے کو بسبب اب الام ذی رحم کے یا مثلاً بنت ابن اخ کے ساتھہ ابنِ بنت اخت کو کچھہ نہین ملتا۔ اس لئے کہ اول کو بواسطۂ ابن اخ کے جو عصبہ ہے علاقہ ہے اور ثانی کو بواسطۂ بنت اخت کے جو ذی رحم ہے یا مثلاً بنتِ عم عینی کے ساتھہ ابنِ عمۂ عینی محروم ہے اس لئے کہ اول ولدِ عصبہ ہے اور ثانی ولدِ ذی رحم۔ ۱۲

۵۲ اگر ایک ذی رحم دو جہت سے استحقاقِ میراث رکھتا ہو تو دونون جہت سے اُسے میراث ملیگی بخلاف جدات کے کہ ایک جہت والی اور دو جہت والی برابر ہین پس اسی قاعدہ کے موافق محلِ اختلاف بذکورت و انوثت مین تقسیم کرکے اُنکی اولاد کو باعتبار جہات کے حصہ دیتے ہین مثلاً ~~مسئلہ ۴ میت بنت بنت البنت کہ وہ بنت ابن البنت بھی ہے~~ مسئلہ ۴ ابن بنت البنت ہوگا ۳ بنت بنت البنت کو پہونچینگے اور ایک ابن بنت البنت کو اس سبب سے کہ اول تقسیم محل اختلاف اصول بذکورت و انوثت مین ہوئی وہان ایک ابن البنت ہے اور دو بنت البنت ابن البنت کو دو حصے پہونچے اور دونون بنت البنت کے ایک ایک حصہ ملا پھر وہ دو حصے ابن البنت کے اور ایک بنت البنت کا اسکو پہونچا جو دونکی بیٹی ہی

اس لئے اُسے ۳ ملے اور ایک بنت البنت کا حصّہ اسکے ابن کو پہونچا چنانچہ اس مثال کو اس طرح سمجھو۔



عظیمہ عمرو کی ابن البنت کی بنت ہے اور بنت البنت کی بھی اور حامد صرف بنت البنت کا بیٹا ہے عمرو کے مرے بعد عظیمہ اور حامد پر موافق تفصیل سابق الذکر کے تقسیم ہوگی۔ **فائدہ** یہ مذہب حنفیہ کا اہل قرابت کا تہا یعنے قریب تر کو وراثت مثل عصبات کے دیجاتی ہے۔ اور شافعیہ۔ مالکیہ حنابلہ کے پاس مذہب اہل تنزیل ہے حاصل یہ ہے کہ ذو رحم کو اُس کے منزلہ مین سمجھنا چاہیئے کہ جس کے سبب سے اسکو قرابت حاصل ہوئی اور وہ اول وارث ہے جو بطور فرض یا بطور تعصیب ذوی الارحام سے نسبت رکھے تو ہر فرع کو اس کے اصل کے منزلے مین سمجھنا چاہیئے یہانتک۔ کہ وارث تک پہونچ جائے تو اسوقت ہر وارث کا حصہ جو بطور تعصیب یا بطور فرض ہے اس منسوب شدہ کو دیوے۔ اگر عصوبت کی نسبت رکھتا ہے تو بطور عصوبت لیگا۔ اور اگر ذوی الفرض کی نسبت رکھتا ہے تو بطور فرض لیگا۔ اور جو مستغرق نہو تو بطور رد بہی لیگا۔ اور محجوب ہے تو کچھہ بھی نہ لیگا۔ مگر ماموں اور خالہ منزلہ مین ام کے اور اخیافی چچا اور پھوپی کو بجائے پدر کے سمجھنا چاہیئے۔ تو اب شافعیہ کے پاس ذوی الارحام مین سے جو وارث تک پہونچنے مین سابق ہوگا وہی مقدم ہوگا اور سب مال لیگا۔ لیکن ہم حنابلہ کے پاس تین جہات کا خیال کیا جاتا ہے۔ ایک بنوت کی دوسری ابوت کی تیسری امومت کی۔ اور یہ جہات واسطے ترتیب ارث کے نہین ہین۔ بلکہ جہت متحد ہوا تو

فصل دسویں تخارج کے بیان مین

صلح گر وارث کسی شے پر کرے	یعنی کچھ لے لیکی حصہ چھوڑ دے
تو اُسے داخل کرین تصحیح مین	اور نکال اُس حصہ کو قسمت کرین

بقیہ حاشیہ ۱ کے یعنی بعض سے وارث کی طرف سابق تر ہون تو اُسیکو میراث مین مقدم کرین گے۔ چنانچہ اس مسئلہ سے خلاف سمجھہ مین آجائیگا۔ مسئلہ مسئلہ ثبت الثبت ثبت اخ اس مسئلہ مین شافعیہ اور حنابلہ کے پاس پہلی بنت بجائے بنت صلبی کے ہے۔ اور دوسری بمنزلہ اخ کے ہے۔ تو اب شافعی کے پاس اخ الی الی وارث دوسری (یعنے بھتیجی) ہے تو سب مال اسیکو ملیگا۔ اور حنابلہ کے پاس اُن دونون کے نصف نصف مال بسبب اختلاف جہت کے تقسیم ہوگا۔ اور اسوقت مین سابقیت کا اعتبار نہین ہے کیونکہ پہلی جہت بنوۃ کی اور دوسری ابوۃ کی ہے اور حنفیہ کے پاس کُل مال پہلی بنت کو ملیگا کیونکہ یہ دور کی ہے کیونکہ وہ صنف اول (یعنے جزء میت) ہے وہ دوسرون کو محروم کرتی ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل منظور ہو تو اُنکی کتابون کی طرف رجوع کرین۔ ۱۲

۱ جب کوئی وارث اپنے حصہ کے بدلے کوئی چیز (خواہ وہ زر یا نقد روپیہ یا کپڑا وغیرہ کسی قسم کی ہو) لیکر صلح کرے تو تصحیح مسئلہ کی شمول اُن کے کرکے اُسمین سے اُسکے سہام کو نکال ڈالین اور باقی ترکہ باقی ورثہ کے سہام پر تقسیم کرین جیسے مسئلہ ۱۲ زوجہ ۳ باقی سہام ۹ یعنی زوجہ نے اسطرح پر صلح کی کہ شوہر کے ترکے سے ایک جوڑی کپڑون کی لیکر اپنے حصے سے ۳ درگذری تو مسئلہ کی تصحیح بشمول اس کے کرکے اسکے سہام یعنے (۳) کو جو تصحیح یعنے ۱۲ سے ملے تھے نکال ڈالے باقی رہے ۹ بعد نکالڈالنے کپڑون کی جوڑی کے جسقدر ترکہ میت کا باقی ہے اسکے ۹ حصے کرکے ہمان کو دین گے اور ۵ عم کو۔ **فائدہ** تصحیح مسئلہ کی جو بشمول صلح کرنے والے وارث کے کرتے ہین اور پھر اسکے سہام کو تصحیح سے نکالڈالتے ہین۔ اور پہلے ہی معدوم فرض کرکے بے بشمول اس کے تصحیح نہین کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ اوسکو معدوم

فصل گیارہوین مناسخے کے بیان مین

قبلِ قسمت اگر کوئی وارث موا	پہلے اُسکا جان لے تو مسئلہ

بقیہ حاشیہ) فرض کرکے بے شمول اسکی تصحیح کرین تو بعض صورتونمین بعض وارثونکا بے وجہ نقصان لازم آئیگا۔ جیسے مثال مذکورہ مین اگر زوجہ کو معدوم فرض کرکے بے شمول اسکے بعد نکالڈالنے کڑونکی جوڑی کے جو بدل الصلح ہین باقی ترکہ کی تصحیح کرین تو ۳ سے ہوگی جسمین سے ایک ام کو اور دو عم کو پہونچینگے۔ پس ان کو ثلثِ باقی ملیگا حالانکہ وہ مستحق ثلثِ کل کی ہے نہ ثلثِ الباقی کی۔ اور جب بشمول زوجہ کے تصحیح کیجاوے تو ۱۲ سے تصحیح ہوکر ۳ زوجہ کو (جسکے بدلے اس نے کڑونکی جوڑی لیکر صلح کی طرح دیدی گئی) اور ۴ ام کو اور ۵ عم کو پہونچینگے۔ تو اس حالت مین ام کو ثلثِ کل ملجائے گا۔ ۱۲ ترکہ ہنوز تقسیم نہوا تھا کہ وارث مرگیا تو اُسکے حصے کو اس کے وارث کی طرف نقل کرنیکا نام مناسخہ ہی چنانچہ ایک شخص چند وارث چھوڑ کر مرگیا پھر اُن وارثونمین سے بھی قبل قسمت ترکہ کے کوئی وارث مرگیا تو اب اگر میت ثانی نے وہی میت اول کے ورثہ چھوڑے اور اون ورثہ کی میراث بھی اُس میتِ ثانی سے اسیطرح تھی جیسے کہ میتِ اول سے تھی۔ (مثلاً دونونمین عصوبت ہے) تو اب اُس میتِ ثانی کو باعتبارِ حساب کان لم یکن سمجھنا چاہئے۔ اور گویا میت اول نے یہی باقی ورثہ کو چھوڑ گیا ہے۔ چنانچہ ایک شخص دس بیٹے چھوڑ کر مرگیا پھر اسکے بعد انمین سے نو بھائی چھوڑ کر ایک بیٹا مرگیا۔ تو تمام متروکہ نو بھائیون پر ایک ہی بار تقسیم ہوگا۔ گویا میتِ ثانی موجود ہی نہ تھا۔ اس لئے کہ اگر اول دس حصے کیجئے پھر ایک کا حصہ نو کو دیجئے تو یہ عمل تطویل بیکار ہے۔ ۵۲ اور اگر میراث میتِ ثانی کی وہی باقی وارثونمین منحصر نہو یا یہ کہ قدرِ استحقاق میتِ اول اور میت ثانی کا مختلف ہوگیا ہو تو میت اول کا مسئلہ بنائین اور میت ثانی کا بھی مسئلہ علیحدہ مقرر کرین۔ اور مسئلہ اول سے جو سہام میت ثانی کے آتے ہین لیکر اُس کے مسئلہ سے مقابلہ کرین۔ پھر اگر حصۂ میتِ ثانی مسئلہ اول سے آیا تھا اگر اس مسئلہ پر پورا منقسم ہوجائے تو یہ دونون مسئلے اُسی پہلے مسئلہ سے

گر تماثل ہو تو ضرب اب کیا ضرور	ہان توافق اور تباین میں حضور

بقیہ حاشیہ ۱ صحیح ہو گئے۔ اور یہ ظاہر ہے مثلاً مسئلہ ۴ زید مسئلہ ۳ زوجہ ہندہ خالد ۳ خالد مافی الید ۳ خالد جو ایک وارث زید کا تھا قبل تقسیم ترکہ کے مر گیا اور اس نے ابن ۲ بنت ۱ ایک ابن اور ایک بنت وارث چھوڑے موافق ان وارثوں کے اسکی تصحیح مسئلہ ۳ سے ہوئی اور میت اعلیٰ یعنے زید کی تصحیح میں سے بھی اسکے ہاتھ میں ۳ تھے تو اب یہاں اور کچھ عمل کی حاجت نہیں ان ۳ کو اس تصحیح کے موافق تقسیم کر دیں گے۔ ۲ ابن کو اور ایک بنت کو۔ ف جو کچھ وارث کو اوپر کی میت سے ایک بطن یا کئی بطنوں میں ملا ہوا اُسے مافی الید کہتے ہیں۔ ۱۲

لہ اور جو مافی الید اس وارث کا اس مسئلہ پر صحیح تقسیم نہو سکے تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا مافی الید اور تصحیح میں موافقت ہو گی یا مباینت اگر موافقت ہو تو وفقِ مسئلہ کو اور جو مباینت ہو تو کل مسئلہ کو میتِ اعلیٰ کے مسئلہ میں ضرب دیں اور بھی سب اوپر والے وارثوں کے سہام میں ضرب کریں۔ سوا میت کے یعنے منجملہ وارثانِ میتِ اعلیٰ کے میت ہذا کے سہام میں کل مسئلہ یا وفق مسئلہ کی ضرب ہو گی۔ اور بصورت تباین میت ہذا کے سب سہام یعنے کل مافی الید کو اس کے سہام میں ضرب کریں اور بصورت توافق وفق مافی الید کو اس کے وارثوں کے سہام میں ضرب کریں حاصل ضرب اس تصحیح اعلیٰ میں سے جواب بعد ضرب کے قرار پائی ہے حصہ ہر وارث کا ہو گا۔ مثلاً

مسئلہ ۸ / ۴۲ / ۲۲

	زید		
زوجہ	ابن	ابن	بنت
ہندہ	خالد من بطن ہندہ	بکر من بطن حبیبہ	سلمی من بطنہا
۱	۲	(۲)	۱
۳	۶		۳
۹	۱۸		۹
مسئلہ ۳	تباین	بکر	فی ید ۲

ع عینی	اخت عینی
زید	سلمی
۲	۱
(۲)	۲
	۶

مسئلہ کا وفق یا کُل آپ لین	اُسکو پہلے مسئلہ مین ضرب دین

بقیہ حاشیہ | مسئلہ ۶ توافق بالنصف ولید فی پر (۱۰)

بنت حمیدہ	بنت سعیدہ	بنت مجیدہ	بنت صالحہ	اخت عینی سلمی
۱	۱	۱	۱	۲
۵	۵	۵	۵	۱۰

المسلغ ۷۲

الاصحاب

ہندہ	خالد	سلمی	حمیدہ	سعیدہ	مجیدہ	صالحہ
۹	۱۸	۲۵	۵	۵	۵	۵

اس مثال کی شرح یہ ہے کہ زید میت اعلی ہے اس نے ایک زوجہ ہندہ اور ایک ابن خالد ہندہ کے بطن سے اور دو ابن ولید و بکر اور ایک بنت سلمی دوسری زوجہ یعنے حبیبہ کے بطن سے چھوڑے۔ پس اُسکا مسئلہ ۸ سے ہوا اور ایک ہندہ کو ملا اور ۷ اولاد پر دو دو بیٹون کو اور ایک بیٹی کو منقسم ہوگیا بعد اس کے بکر قبل تقسیم ترکے کے مرگیا اور اس نے ولید اخ عینی اور سلمی اخت عینی کو وارث چھوڑا (اگرچہ خالد اسکا اخ لاب بھی موجود ہے لیکن وہ اخ عینی کے وجہ سے محروم ہے) تو اسکا مسئلہ ۲ سے ہوا۔ ایک سلمی کو اور دو ولید کو پہونچے۔ اور اس کے ہاتھہ مین میت اعلی سے ۲ تھے اسمین اور اس مسئلہ یعنے ۲ مین مباینت ہے پس ۲ کو مسئلہ اولی یعنے ۸ مین ضرب کیا ۱۶ ہوے اسیطرح ہندہ اور خالد اور ولید اور سلمی کے سہام مین ۲ کو ضرب کیا ہندہ اور سلمی کے ایک ایک کے ۲-۲ اور خالد ولید کے ۲-۲ کے چھہ چھہ ہوگئے اور اور اس میت کے وارثون کے سہام مین ۲ کو ضرب کیا پس سلمی کے ۲ ہوگئے اور ولید کے ۴ بعد اس کے ولید مرا اور اس نے ۴ بنت چھوڑین حمیدہ۔ مجیدہ۔ سعیدہ۔ صالحہ۔ اور سلمی اخت عینی تو مسئلہ اسکا ۴ سے ہوتا ہے چارون بنت کو ایک ایک اور ۲ سلمی کو پہونچتے ہین۔ اور اس کے پاس تقسیم سابق سے ۱ ہین ۴ بطن اول سے اُس نے پائے تھے اور ۴

پہلے وارث ہین جو میت کے سوا	اُنکی حصونمین بھی دے ضرب دے فتی

بقیہ حاشیہ کہ بطنِ دوم سے اگر ۱۰ اور ۶ مین توافق بالنصف ہے پس وفقِ ۶ یعنے ۳ کو مسئلہ اولیٰ اور جمیع سہام وارثان ماقبل میتِ ہذا مین ضرب کیا پس مسئلہ اولیٰ جو ۲۴ تھا ۷۲ ہوگیا اور ہندہ کے ۳ کے ۹ اور خالد کے ۶ کے ۱۸ اور سلمیٰ کے ۳ کے ۹ اور بطنِ ثانی مین سلمیٰ کے ۲ کے ۶ ہوگئے۔ اور میتِ ہذا کے وارثون کے سہام مین وفق مافی الید (۸) کو ضرب کیا پس ایک ایک حمیدہ وغیرہ بنات کے پانچ پانچ اور ۲ سلمیٰ کے ۱۰ ہوگئے اس تقسیم تمام ہوچکی۔ اب جو زندہ ہین یعنے ہندہ خالد سلمیٰ حمیدہ سعیدہ۔ مجیدہ صالحہ۔ انکو اسیقدر جو اُن کے زیرِ نام ہین مذالاحیاء کے نیچے لکھدیا ہے پہونچتا ہے۔ **فائدہ** فرایض کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کی مد کھینچ کے اسکے اوپر بیچ مین میت کا نام لکھین اور نیچے اسکے وارثون کو لکھ کے ہر ایک وارث کے نیچے ہر ایک کا نام لکھین اور ذوی الفروض کو مقدم لکھا کرین لیکن انمین بھی زوجین کو مقدم لکھین اس لئے کہ رد کے وقت انہین پہلے دے کے باقی مین رد ہوتا ہے اور بعد اُن کے عصبات کو اس لئے کہ پہلے ذوی الفروض کو دے کے جو بچے عصبات کو پہونچتا ہے اور لفظ مسئلے کا مدِ میت کے شروع پر لکھ کے اسپر عدد لکھتے ہین اور نیچے ہر وارث کے عدد سہام کا تحریر کرتے ہین اور قریب منتہاے مدِ میت کے لفظ فی یدہ لکھکے عدد مافی الید لکھدیتے ہین۔ اگر مافی الید اور مسئلہ مین تباین ہو تو لفظ تباین یا توافق ہو تو لفظ بالنصف یا بالربع یا بالثلث وغیرہ درمیان لفظ مسئلہ اور نام میت کے لکھتے ہین۔ اور جب ضرب سے تغیر ہوتا ہے تو ایک خط عدد مسئلہ کے اوپر اور عددِ سہام وارث کے نیچے کھینچ کے عدد حاصل کو لکھدیتے ہین۔ اور جو شخص ان وارثون مین سے مرے اسکے نیچے ایک لکیر بصورتِ قوس کے دیتے ہین۔ اور پھر اس کے سہام کی ضرب نہین ہوتی۔ اور بعد تمام ہونے بطون کے مدِ الاحیاء کی کھینچ کر اس کے نیچے اُن اشخاص کے نام جنکے مرنے کا ذکر اوپر ہوا ہو لکھ کے جو کچھ ہر ایک کو جمیع بطون سے ملا ہو جمع کر کے اسکے نام کے نیچے لکھدیتے ہین بعد اس کے جمیع ارقام زیرِ الاحیاء کو

ہے اُسی سابق پہ اِسکا بھی قیاس		اب جو مافی الید ہو اس میت کی پاس

بقیہ حاشیہ] جمع کرکے مدّ الاحیاء پر مدّ المبلغ کھینچکے اُس کے نیچے تحریر کرتے ہین اگر عدد زیر مبلغ اور مسئلہ میت اعلیٰ مطابق ہون تو فرایض صحیح ہے نہین تو غلط۔ غور کرکے غلطی نکالڈالین اس کتاب مین واسطے تعلیم طریقہ تحریر فرایض کے اسی وضع مثال لکھی گئی ہے۔ فائدہ اگر مسئلہ اور مافی الید مین تداخل ہو اور مسئلہ بڑا ہو تو اسکا حکم موافقت کا سا ہے اور اگر مافی الید بڑا ہو تو استقامت کی صورت ہے اُس مسئلہ پر وہ صحیح بٹ جاے گا۔

مسئلہ ۴ — حمید

زوجہ	جیبہ	اخ عمرو
۱	۱	۲

مسئلہ ۶ — بانصف — عمرو — فی یدہ (۳)

ام	اخ لام	اخ لاب
سلمی	بکر	خالد
۱	۱	۴

مسئلہ ۲ — مستقیم — خالد — فی یدہ (۴)

ابن ولید	ابن سعید
۲	۲

المبلغ ۸

الاحیاء

جیبہ	سلمی	بکر	ولید	سعیدہ
۲	۱	۱	۲	۲

پھر بھتیجی[1] بہانجی جب ہون یہ گم	پھر سہی[2] پھوپی مامون خالہ عم لام

[1] پھر والدین میت کا خبر مقدم ہے یعنے سگی یا سوتیلی بہنونکی اولاد اور اخیافی بہائی بہنونکی اولاد اور سگے اور سوتیلے بہائیونکی بیٹیان اگرچہ کئی درجہ نیچے کی ہون یہ تیسری قسم ہے اور انکا حکم بھی مثل صنف اول کے ہے۔ اور مان کی اولاد مین مذکر کو مونث پر فضیلت نہین دونون کو برابر دیا جائے جیسے مسئلہ ۲ ابن الاخت لام بنت الاخت لام **فائدہ** اس قسم مین اولی بالمیراث اقرب الی المیت ہے تو بھانجی بہائی کی ابن البنت سے مقدم ہے۔ اور اگر درجہ مین برابر ہون تو ولد عصبہ ولد ذو رحم سے مقدم ہے جیسے بہائی کی پوتی۔ اور بھائی کا نواسہ تو تمام مال بہائی کی پوتی کو ملیگا نہ بہائی کے نواسہ کو اس لئے کہ پوتی ولد عصبہ ہے۔ اور اولاد ذی رحم محروم ہین۔ اور اگر کوئی اولاد عصبہ کی نہو جیسے بنت بنت الاخ اور ابن بنت الاخ یا سبب اولاد عصبہ کی ہون جیسے دو بنت ابن الاخ یا بعض اولاد عصبہ کی ہون اور بعض اصحاب فرایض کی تو تقسیم اوپر اصول کے باعتبار عدد فروع کے اصول مین کرین اور ہر ایک کا حصہ اسکے فروع کو پہونچا دین جیسے مسئلہ ۳ تصحیح ۶ بنت اخ عینی ۲ بنت اخت لام ۱ اول تقسیم اوپر اخ عینی اور اخت لام کے اسطرح پر کرین کہ اخت لام کو باعتبار اس کے ۲ عدد فروع کے دو ٹھہرائین پس گویا میت نے ایک اخ عینی اور دو اخت لام چھوڑے تو ایسی صورت مین ثلث اختین لام کو پہونچتا ہے اور باقی اخ عینی کو۔ پس بنت اخ عینی کو ثلثان پہونچینگے جو انکی اصل کو پہونچے تھے۔ اور بنتین اخت لام کو ثلث پہونچے گا جو انکی اصل کو پہونچا تھا۔ اصل مسئلہ ۳ سے ہوگا۔ اور بسبب انکسار واحد کے بنتین اخت لام پر جہہ سے تصحیح ہوگی

[2] پھر جدین (دادا نانا) اور جدتین (دادی نانی) کی اولاد مقدم ہے یعنے مامون خالہ اخیافی جیسا۔ یہہ بیان ہین۔ یہہ صنف رابع ہے اس کے احکام بھی مثل صنف اول کے ہین اور وہ اگر فقط مان کی طرف کے ہون یا فقط باپ کی طرف کے تو انپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگی جیسے عم لام اور عمہ لام کہ یہ دونون باپ کی جانب کی ہین یا مامون اور خالہ کہ یہہ

حاصل ضرب حصہ ہر وارث کا ہو	آخری نتیجہ سے اسے نیکو

بقیہ حاشیہ ۴ کے عورت مرنے والی نے زوج اور بیٹی اور ماں کو چھوڑ کر مرگئی پھر زوج نے قسمت ترکہ ایک زوجہ اور والدین کو چھوڑ کر مرگیا پھر بیٹی دو ابن اور ایک بنت اور ایک جدہ کو چھوڑ کر مرگئی جو میت اول کی ماں ہے۔ پھر یعنے ثانی زوج اور دو بھائیوں کو چھوڑ کر مرگئی تو میت ثانی استقامت اور میت ثالث موافقت۔ اور میت رابع مباینت کی مثال ہے۔ پھر ہمنے مسئلہ اول کی تصحیح کی اور ہر وارث کو اس کے سہام دئے۔ پھر مسئلہ ثانی کی تصحیح کی اور میت ثانی اور اسکی تصحیح مین تامل کیا تو مسئلہ اولی کی نصف وربع وسدس کے اجتماع کی وجہ سے بارہ سے ہوئے لیکن بسبب رد کے بموجب آٹھوین فصل کے زوج کو اقل مخارج سے (یعنے ۴) سے ایک دیا تو تین باقی رہے بعد اس کے من لایرد کو معدوم فرض کرکے من یرد علیہ کا مسئلہ علحدہ کیا تو چہ سے ہوا اسمین سے نصف (یعنے ۳) بنت کو اور سدس (یعنے ایک) جدہ کو دیا تو جملہ سہام من یرد علیہ ۴ ہوئے اور ۳ جو باقی تھے وہ اس ۴ پر پورے تقسیم نہین ہوتے اس ۴ کو من لایرد علیہ کے اقل مخارج یعنے ۴ مین ضرب کیا ۱۶ حاصل ہوے کہ یہ من لایرد علیہ کے فرض (یعنے ایک) کو کل سہام من یرد علیہ (یعنے ۴) مین ضرب دیا تو وہی ۴ حاصل ہوئے۔ پھر سہام بنت (یعنے ۳) کو باقی اقل مخارج (۳) مین ضرب کیا تو نو حاصل ہوئے۔ اسیطرح حصۂ ام (یعنے ایک) کو باقی مذکور مین ضرب کیا وہی ۳ حاصل ہوئے۔ گویا اس تقسیم سے زوج کو ۴ اور بنت کو نو اور مان کو ۳ سہم حاصل ہوئے۔ پھر جب ہمنے میت ثانی (یعنے زوج) کے مسئلہ کی تصحیح کی تو چار ہی ہوئی اسلئے کہ اسکی زوجہ کا ربع ہے اور اسکی مان کا حصہ ثلث باقی ہے اور اس کے باپ کا حصہ دو ثلث ہے۔ پھر جب ہمنے زوج کے انی الید مین نظر کی تو چار سہام پائے تو وہ اس کے وارثون پر بلا کسر مستقیم ہین اس لئے ضرب کی حاجت نہین لہذا انہین سے زوجہ کا ایک سہم اور مان کا ثلث باقی یعنے ایک سہم اور باقی دو باپ کے۔ اس لئے پہلا اور دوسرا مسئلہ ۱۶ سولہ سے صحیح ہوگیا۔ اور ابین ثالث توافق کی مثال ہے کیونکہ صورت مذکورہ مین جو دو ابن اور ایک بنت اور ایک جدہ چھوڑ کر مرگئی

بقیہ حاشیہ ۱ تو یہ مسئلہ جہہ سے ہوا۔ جدہ کا ایک سدس یعنے ایک سہم اور باقی پانچ رہے وہ پانچ رؤس کے ہین یعنے ۴ سہم دو بیٹون کے اور ایک سہم بیٹی کا۔ اور جب اس کے مافی الید (یعنے ۹) اور اس کے مسئلہ (یعنے ۶) مین غور کیا تو موافقت بالثلث پائی اس لئے مسئلہ کے وفق (یعنے ۲) کو جمیع تصحیح اول (یعنے سولہ) مین ضرب کیا تو ۳۲ حاصل ہوئے۔ لہذا جسکے سولہ سے تھے یعنے میت اول و ثانی کے تو اسکو وفق مسئلہ ثالث (یعنے دو) مین ضرب کر کے دین گے اور ثالث کے ورثہ کو اسی کے مافی الید کے وفق (یعنے ۳) مین ضرب کر کے دین گے۔

اس لئے کہ میت ثالث کے مافی الید کا وفق تین ہے سو میت اول کی ان کے سولہ سے تین سہم تھے جب انکو دو مین ضرب کیا چھ حاصل ہوئے تو یہ ان کا حصہ ہوا اور زوج کے سولہ سے چار سہم تھے انکو دو مین ضرب کیا آٹھ حاصل ہوئے اور یہہ آٹھ کی تقسیم زوج و ارثون پر بھی مستقیم ہے یعنی زوجہ کے دو سہم اور اسکی ماں کے دو سہم اور اسکے باپ کے چار سہم۔ اور میت ثالث کے مسئلہ سے جدہ کا ایک سہم تھا اسکو تین مین ضرب کیا تین ہی حاصل ہوئے۔ اور میت ثالث کی اولاد کے پانچ سہم تھے انکو تین مین ضرب کیا ۱۵ حاصل ہوئے انمین سے ہر ایک پسر کا حصہ چھ اور بیٹی کا حصہ تین ہوا تو ۳۲ کی تقسیم صحیح ہو گئی۔ اور اگر بطن رابع کے سہام اور اس کے مسئلہ مین موافقت نہو بلکہ مبانیت ہو تو جمیع تصحیح رابع کو تمام تصحیح اول مین ضرب کرین تو دونون مسئلون کا مخرج حاصل ہوگا یعنے علی تقدیر الموافقت وفق تصحیح ثانی کے ضرب کئے سے اور علی تقدیر المبانیۃ کل تصحیح رابع کے ضرب سے۔ تصحیح رابع کو تمام موافقت اور مبانیت کے دونون مسئلون کا مخرج حاصل ہوگا۔ مبانیت کی مثال صورت مذکورہ مین وہ جدہ ہے جو زوج اور دو بھائیون کو چھوڑ کر مر گئی اور اس کے ہاتھ مین نو سہم ہین چھ تو اس نے اپنی بیٹی سے یعنے جو میت اول ہے اور تین اپنی نواسی سے جو میت ثالث ہے پائی۔ چنانچہ عنقریب اسکا ذکر گذرا۔ اور مسئلہ جدہ کی تصحیح چار سے اس لئے ہوئی کہ زوج کا حصہ نصف ہے تو اصل مسئلہ ۲ سے ہوا اسکا نصف یعنے ایک زوج کو دیا اور ایک باقی رہا وہ دو بھائیون پر مبانیت کی وجہ سے بٹ نہین سکتا۔ تو بھائیون کے رؤس کو اصل مسئلہ (یعنے ۲) مین ضرب کیا ۴ حاصل ہوئے انمین سے زوج کے دو سہم اور ہر بھائی کا ایک ایک۔ اور جدہ کے ہاتھ مین نو سہم ہین اور نو کو

بقیہ حاشیہ ۴ چارمین مباینت ہے تو تصحیح ثانی یعنے چار کو تصحیح اول یعنے (۳۲) مین ضرب کیا (۱۲۸) حاصل ہوئے تو جسکا حصہ ۳۲ سے تہا وہ حصہ چارمین یعنے مسئلہ جدہ مین ضرب کیا جائیگا - اور جسکا حصہ چار سے تہا وہ جدہ کے مافی الید یعنے نو مین ضرب کیا جائے گا - سو میت ثانی جو زوج میت اول کا ہے اسکی دوسری زوجہ کا حصہ ۳۲ سے دو تہا - اسکو چارمین ضرب کیا آٹھ حاصل ہوئے یہ اسکا حصہ ہوا - اور میت ثانی کی مان کا حصہ دو تہا اسکو بہی چارمین ضرب کیا آٹھ ہوئے یہ اسکی مان کا حصہ ٹہیرا - اور میت ثانی کی والد کے سہام چارمین اسکو چارمین ضرب کیا (۱۶) حاصل ہوئے یہ اسکے باپ کا حصہ ٹہیرا - اور میت ثالث کے یعنے میت اول کی بنت کے دونون فرزندون کا حصہ ۳۲ سے چہ چہ تہا - چارمین ضرب کیا ۲۴ حاصل ہوئے یہ حصہ ہر ایک فرزند کا ٹہیرا - اور میت ثالث کی بنت کا حصہ ۳ تہا اسکو چارمین ضرب کیا ۱۲ حاصل ہوئے یہ اسکا حصہ ہوا - اور میت رابع یعنے جدۂ مذکورہ کے زوج کا حصہ ۴ سے دو تہا - جب اسکو جدہ کے مافی الید یعنے ۹ مین ضرب کیا تو اٹہارہ ۱۸ حاصل ہوئے - یہ اسکا حصہ ہے اور جدہ کے ہر ایک بہائی کا حصہ ایک تہا اسکو بہی ۹ مین ضرب کیا وہی نو حاصل ہوئے تو ہر ایک بہائی کا حصہ نو نو سہم کا ہوا -

چنانچہ اور بہی ایک مثال تفہیم کے لئے لکہی جاتی ہے اسکو بہی اُسی قواعد گذشتہ پر قیاس کرلین -

۱۲۹۶
۳۲۴
۱۶۲

مسئلہ ۲۴ ع ۲۰ عمرو

زوجہ	بنت	بنت	اب	ام
خدیجہ	کریمہ	رحیمہ	زید	ہندہ
۳	۸	۸	۴	۴
۱۲	۴۸	۴۸		
۳۶	۹۶	۹۶		۲۴
۱۴۴		۳۸۴		

مسئلہ ۲۴ بالربع زید — فی یدہ (۴)

زوجہ	بنت	بنت	اخ
ہندہ	کریمہ	رحیمہ	نعیم
۳	۸	۸	۵
۱۲	۱۶	۱۶	۱۰
۴۰		۶۴	

مسئلہ ۶ ع ۱۸ بالثلث ہندہ — فی یدہ (۲۶)

بنت الابن	بنت الابن	ام	عم
کریمہ	رحیمہ	سعیدہ	خالد
۲	۲	۱	۱
۱۸	۱۸	۹	۹
	۷۲	۳۶	۳۶

مسئلہ ۶ ع ۸ بالنصف کریمہ — فی یدہ (۱۱)

زوج	ام	اخت
شریف	خدیجہ	رحیمہ
۳	۲	۳
۱۹۵	۱۳۰	۱۹۵

بارہوین فصل ورثہ اور قرضخواہون کے تقسیم ترکہ کے بیان مین

گر مباین مال اور تصحیح ہو	یا توافق اسمین ہوا سے نیکخو
سہم فرد اب یا کہ ہو سہم فریق	جو تجھے منظور ہو دے اے خلیق

المبلغ
الاحقر ۱۲۹۶ گاء

بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۱)

خدیجہ	رحیمہ	نعیمہ	سعیدہ	خالد	شریف
۲۷۴	۷۱۵	۴۰	۳۶	۳۶	۱۹۵

فائدہ تصحیح اول سے جو مانی الید ملتا ہے اسمین اور دوسرے بیان تصحیح ثانی کے نظر کرنا چاہیئے کیونکہ تصحیح اول یہان قایم مقام اصل مسئلہ کے وہان (یعنے باب تصحیح مین) ہے اور تصحیح ثانی یہان بمنزلہ رئوس کے وہان ہے۔ ۱۲

۱ اگر ترکہ اور تصحیح مسئلہ مین نسبت تماثل ہو تو ترکہ بلا وقت تقسیم ہو جائیگا جیسے اس مثال مین لیکن جب دینار ہی جہہ ہون۔ اور جو دینار سات ہون جیسے مسئلہ ۲ بنت ۲ عم — ترکہ ۷ دینار — زید ۴ — خالد ۲ — تو اب تصحیح اور مال مین مباینت ہے اور حصہ ایک فریق مثلاً بنتین کا دریافت کرنا منظور ہو تو اُن کے حصہ (یعنے ۴) کو کل مال یعنے ۷ مین ضرب کیا ۲۸ حاصل ہوے اسکو کل تصحیح یعنے جہہ پر قسمت کیا خارج قسمت چار اور دو ثلث دینار ہے وہی حصہ بنتین کا مال سے ہے یعنے ۷ دینار سے بنتین کو چار دینار اور دو ثلث دینار پہونچتے ہین۔ اور ایک فرد کا حصہ منظور ہو مثلاً ایک بنت کا دریافت کرنا ہو تو ۲ کو کہ اسکا حصہ ہے سات مین ضرب کر کے اسکے حاصل یعنے ۱۴ کو جہہ پر قسمت کرین پس خارج قسمت یعنے (۲) اور ایک ثلث دینار اسکا حصہ ہے۔ اور اسیطرح ہی توافق مین لیکن بجائے کل مال کے وفق مال مین ضرب کرین اور بجائے کل تصحیح کے وفق تصحیح پر قسمت کرین

مسئلہ ۲	بالنصف	ترکہ ۸ دینار
۲ بنت	اب	ام
۴	۱/۳	۱/۲
۴	۱/۱ دینار	۱/۲ دینار
۴	۱/۳	۱/۲
۴	۲/۳ دینار	۱/۲ دینار

اور اگر ترکہ مین عدد صحیح اور کسر دونون ہون تو عدد صحیح کو

ضرب دی کل مال مین اُس سہم کو	دفق پر دی کر توافق اُسمین ہو
حاصلِ ضرب اب جو ہو تقسیم کر	دفق پر یا اُسکو کل تصحیح پر
خواہ فرقہ یا کہ ہو فردای نصیب	خارج قسمت ہر اک کا ہی نصیب
قرض[۱] خواہ وارث مین کو یا اور قرض	ہی جائے ہم سُن تو میری عرض
قرض کے مجموعے کو تصحیح جان	مال ہی دی اُسکو نسبت بہالی جان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲ کہ اُس کسر کے مخرج مین ضرب دین پھر حاصل کے ساتھہ کسر کو جوڑ لین۔ اور اس حاصل کو یعنی جو حاصل ضرب عدد تصحیح در مخرج کسر اور کسر کے جوڑنے سے حاصل ہو۔ اصطلاح اہل حساب مین مجنس بولتے ہین اور اس عمل کو تجنیس۔ اسیطرح تصحیح کو بھی مخرج مذکور مین ضرب دین۔ پھر اس حاصل اخیر اور حاصل سابق مین باہم نسبت لحاظ کرکے بدستور عمل کرین۔ یعنے حاصل اخیر اور حاصل سابق مین تباین ہو تو سہام ہر فریق یا ہر ایک شخص کو جو تصحیح سے ملے ہے کل مخرج مین اور توافق ہو تو وفق مخرج مین ضرب دین۔ پھر حاصل کو کل تصحیح (یعنے حاصل اخیر) پر پہلی صورت مین اور وفق تصحیح (یعنے وفق حاصل اخیر) پر دوسری صورت مین تقسیم کرین۔

مسئلہ ۶ حاصل اخیر ۱۲ تباین ترکہ ۲ مجنس ۱۲

۲ بنت	اب	ام
۴ دینار	۱/۱ دینار	۱/۱ دینار
۴/۲ دینا	۱/۱۲	۱/۱۲
۴/۱۲		

[۱] اگر مال متروکہ ادائے دیون مین پورا پڑے تو بہتر ہے اور اگر پورا نہ پڑے اور صاحب دین ایک ہی شخص ہو تو بعد تجہیز و تکفین باقی مال دیدی جائیگا۔ اور بصورت عدم ایفا بسبب تعدد ارباب دیون

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳ پر اگر اس بات کا دریافت کرنا منظور ہو کہ حصہ ہر غریم کا ترکہ سے کتنا ہوتا ہے تو ہر غریم کو بمنزلے ایک وارث اور ہر ایک کے دین بمنزلے سہام وارث کے اور مجموع دیون کو بمنزلے تصحیح کے سمجھیں اور بدستور عمل کریں۔ یعنے اگر مجموع دیون اور ترکے مین تباین ہو تو دین ہر غریم کو ترکے مین اور توافق ہو تو وفق ترکے مین ضرب دین پھر حاصل کو مجموع دیون پر پہلی صورت مین اور اس کے وفق پر دوسری صورت مین تقسیم کریں خارج قسمت حصہ اس غریم کا ترکے سے ہوگا۔ جیسے

مسئلہ مجموع دیون ۱۲ دینار تباین خالد ترکہ ۷ دینار

غریم	غریم	غریم
زید	عمرو	بکر
۹/۱۲ ۳/۱ دینار	۴/۱۲ ۴/۲ دینار	۱۱/۱۲ ۵/۲ دینار

اس صورت مین زید عمرو بکر (کہ غرماے خالد ہین) بمنزلے ۳ وارث کے اور ان کے دین (کہ ۳ دینار ہین) بمنزلے سہام ورثہ کے اور مجموع دیون (کہ ۱۲ دینار ہین) بمنزلے تصحیح کے سمجھے گئے۔ اور ہر ایک کی جگہ پر لکھکر بدستور عمل کیا کہ مجموع دیون (یعنے ۱۲) اور ترکہ (یعنے ۷ دینار) مین متباین پایا۔ لہذا واسطے دریافت کرنے حصہ ہر غریم کے ترکے سے دین زید (یعنے ۳) کو ترکے (یعنے ۷) مین ضرب دیا ۲۱ حاصل ہوے پھر اس حاصل کو مجموع دیون (یعنے ۱۲) پر تقسیم کیا خارج قسمت ۹/۱۲ ۱ (یعنی ایک دینار و ۳ ربع دینار) حاصل ہوا پس یہ حصہ ترکے سے زید کا ہوا۔ علی ہذا القیاس عمرو بکر کا حصہ دریافت کیا تو عمرو کا حصہ (یعنے ۲ دینار و ثلث دینار) اور بکر کا حصہ ۱۱/۱۲ ۲ (یعنے ۲ دینار اور گیارہ وان حصہ ایک دینار منجملہ دینار کے ۱۲ حصون کے) برآمد ہوا۔

مسئلہ مجموع دیون ۱۲ دینار بالنصف سعید ترکہ ۱۰ دینار

غریم	غریم	غریم
زید	عمرو	بکر
۴/۶ ۲/۱ دینار	۲/۶ ۲/۳ دینار	۱/۶ ۵/۴ دینار

اس مثال کو بھی پہلی مثال پر قیاس کر لین — ۱۲

تیرہوین فصل میراث خنثی کے بیانمین

خنثی جو مشکل ہو اسکا سن بیان — مرد و عورت کا نہو اُسپر گمان
فرض اُسکو مرد یا عورت کرین — حصہ کم اُسکو ہر صورتمین دین

۱ خنثی اُسے کہتے ہین کہ جو علامت ذکورت و انوثت دونون رکھتا ہو یا دونونمین سے ایک بھی نہ رکھتا ہو پس اگر کوئی جانب غالب نہو تو اُسے مشکل کہتے ہین ورنہ غیر مشکل یعنے اگر کوئی جانب غالب ہو تو غیر مشکل ہے

۲ خنثی مشکل کو مرد ٹھہرانمین اگر اُسے مرد ٹھہرانے سے کچھ ملے یا کم ملے - چنانچہ خنثی کو مرد ٹھہرانے سے ملنے کی یہ مثال ہے - مسئلہ ۶

خنثی لاب	اخت عینی	زوج	
م	۳	۳	اس مسئلہ مین اگر خنثی کو

عورت قرار دین تو وہ اخت لاب ذی فرض ہو کے سدس پاوے اور مسئلہ ۶ سے بطور عول کے ہو جاے اور جو مذکر قرار دین تو وہ اخ لاب ہو اور ذوی الفروض سے جب کچھ نہ بچے تو عصبہ محروم رہتا ہے اسکے لئے عول نہین ہوتا لہذا خنثی یہان مذکر ٹھہرا - اور خنثی کو مذکر ٹھہرانے سے کم ملنے کی یہ مثال ہے مسئلہ ۶

زوج	ام	اخت لام	خنثی لاب
۳	۱	۱	یہان خنثی مذکر قرار دیا گیا پس وہ

اخ لاب عصبہ ہوا اور اُسے ایک

جو اصحاب فرایض سے بچ رہا تھا ہو پہنچا اور اگر اُسے مونث قرار دین تو وہ اخت لاب ذی فرض قرار پاوے - اور مستحق نصف کی ہو - اور مسئلہ ۸ کیطرف عول کرے اور اسمین سے ۳ اُسے پہونچین - چونکہ یہان مذکر ٹھہرانے مین خنثی کا نقصان ہے اس لئے وہ مذکر قرار پایا - ۱۲

۳ علی ہذا اسکو عورت ٹھہرانمین جب عورت ٹھہرانے سے کچھ ملے یا کم ملے - عورت قرار دینے سے کچھ نہ ملنے کی یہ مثال ہے مسئلہ ۱

ابن عم	خنثی ولد عم	
۱	م	یہان اگر خنثی کو مذکر ٹھہرائین تو

وہ ہی ایک ابن عم ہوا اسکو مثل ابن عم اول کے میراث ملے - اور جو مونث ٹھہرائین تو وہ بنت عم ہوا اور بنت عم ذوی الارحام سے ہے

فصل چودھوین میراثِ حمل کے بیانمین

سہم حمل اکثر رکھین زن ہو کہ مرد		لیوین ضامن ہو وہ زاید یا کہ فرد
۲		۲

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵ کے اُسے ساتھ ابن عم کے کہ عصبہ ہے کچھ نہین ملتا پس خنثیٰ یہان مونث قرار پایا۔ اور عورت قرار دینے سے کم ملنے کی مثال جیسے مسئلہ ۲

خنثیٰ	ابن
۱	۲

یہان خنثیٰ کو بنت ٹھہرائینگے پس ۳ سے مسئلہ ہوگا

۲۔ ابن کو اور ایک خنثیٰ کو ملیگا۔ اگر اُسے ابن ٹھہرائین تو نصف کا مستحق ہوا اس لئے یہان بنت قرار پایا اور خنثاے غیر مشکل کو اگر جانبِ ذکوریت غالب ہو تو مرد ٹھہرائین یعنے سب مردون کے برابر میراث دین اور عورت قرار دین اگر جانبِ انوثیت غالب ہو یعنے سب عورتون کے برابر میراث دین۔

ف دوسرے مذاہب کا ذکر نہین کیا گیا کیونکہ یہ نادر الوقوع ہے۔

۱ حمل کے لئے ایک حصہ رکھہ چھوڑین جو زیادہ ہو یعنے اگر اُسے مرد ٹھہرانے سے زیادہ ملے تو مرد کا حصہ یا عورت ٹھہرانے سے زیادہ ملے تو ایک عورت کا حصہ اختیار کہین۔ مرد ٹھہرانے سے زیادہ ملے جیسی مسئلہ ۱۶ من ۱۲

زوجہ	ابن	حمل
۱	۷	۴
۲		

اس صورت مین اگر حمل کو مرد یعنے ابن ٹھہرائین تو بعد دینے زوجہ کے نصف باقی کا مستحق ہوا اور جو عورت یعنے بنت ٹھہرائین تو ثلث باقی کا مستحق ہوا لہذا یہان ابن ٹھہرا کر ایک ابن کا حصہ یعنی نصف باقی اسکے لئے رکھہ چھوڑین۔ اور عورت ٹھہرانے سے زیادہ ملے جیسے مسئلہ ۶ من ۸

زوج	ام	اخت لام	حمل لاب
۳	۱	۱	۳

اس صورت مین اگر حمل کو عورت (یعنے اخت لاب) ٹھہرائین تو ذوی الفروض سے ہوا (یعنے ۳ کی مستحق ہوا) اور مسئلہ ۶ سے آٹھہ کی طرف عول کرے اور مرد (یعنی اخ لاب) ٹھہرائین تو عصبہ ہوا اور باقی ایک کا (یعنے سدس کا) مستحق ہوا لہذا یہان اخت لاب ٹھہرا کر اسکے لئے نصف حصہ رکھہ چھوڑین۔ ۱۲ **ل** یعنے ایک شخص اس بات کا کفیل بنے لیا جاوے

مستحق[۱] پیدا ہو تو اُسکو ملے	ورنہ باقی وارثون پر پھیر دے
حمل کی مدت ہے اکثر دو برس[۲]	ہو جو پیدا وارث اور مورث ہی بس
حمل ہو جب غیر میت[۳] کا جناب	بعد شش مہ کچھ نہیں اُسکا حساب
سر[۴] بھی سینہ یا کہ ہو دی پاؤن ناف	زندہ پیدا پھر مرا وہ بے خلاف
ہوگا وارث اُسکے وارث دوسرے	ورنہ پہلے وارثون پر پھیر دے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶ ا اگر حمل ایک سے زیادہ پیدا ہو (یعنے دو ابن یا دو بنت) تو جسقدر استحقاق اسکا زیادہ ہو ورنہ سے واپس کرا دونگا - ۱۲ [۱] اگر مستحق اس حصہ کا پیدا ہو (جو اسکے لئے کہہ چھوڑا گیا تھا) تو بہتر ہے اپنا حصہ لے لے - اور اگر وہ نہ پیدا ہو بلکہ کم حصہ والا پیدا ہو مثلاً حصہ ایک ابن کا کہہ گیا تھا اور بنت پیدا ہوئی تو جسقدر بنت کا حق ہے اسے دے کے باقی وارثون کو اُن کے حصص سے موافق دیدین - اور اگر ایسا شخص پیدا ہو کہ اُسے کچھہ نہ ملتا ہو مثلاً حصہ ابن الاخ کے لئے رکھہ چھوڑا تھا اور بنت الاخ پیدا ہوئی جیسے میت مسئلہ ۱۲

زوجہ	ابن الاخ	کل من الاخ
۲	۳	۳

پس یہ کل حصہ وارثون پر منقسم ہو جائیگا اور اس مولود کو کچھہ نہ ملے گا - ۱۲

[۲] اکثر مدت حمل کی دو برس ہے - اگر دو برس تک بعد موت ایک شخص کے اسکی زوجہ سے لڑکا پیدا ہو تو اسکا نسب اس میت سے ثابت ہوگا یعنے وہ اس میت کا بیٹا قرار پائیگا - اور اسکو اس میت سے میراث ملیگی - اور باعتبار اُس قرابت کے اور لوگوں کو اس سے میراث ملیگی - اور جو بعد زیادہ مدت کے دو برس سے پیدا ہو تو اُسکا نسب اُس میت سے ثابت نہوگا - اور نہ اُسے میت سے میراث ملیگی - اور نہ اُس سے باعتبار اس قرابت کے کسی اور کو میراث ملیگی - ۱۲ [۳] اگر حمل غیر میت سے ہو اور اقل مدت (یعنے چھہ مہینے) یا اس سے کم پر پیدا ہو تو اس میت سے میراث پائیگا اور لوگ باعتبار اس قرابت کے اس سے میراث پائینگے ورنہ نہیں مثلاً ایک شخص مرے اور اسکی بہائی کی زوجہ حاملہ ہو اور شخص مذکور کی میراث کے اولاد ابن ہو اگر چھہ مہینے یا چھہ مہینے کے اندر بعد مرنے اس شخص کے وضع حمل ہو تو اس میت سے میراث پائیگا - اور جو چھہ مہینے سے زاید پر وضع ہو تو اُسے اس میت سے میراث نہ ملیگی - ۱۲ [۴] اگر حمل پیدا ہونے میں مر گیا - اگر سیدھا

فصل پندرہوین میراثِ مفقود کے بیان مین

مالِ مفقود اب اٹھا کر تم رکھو
جبتلگ نوّے[۱] برس کی عمر ہو

اور جو میراث[۲] اُسکو غیبت مین ملے
کر نہ تقسیم اُسکو بھی تو رہنے دی

بقیہ حاشیہ] پیدا ہوا تھا (یعنے پہلے سر نکلا تھا پھر باقی دھڑ اور سینہ نکلنے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا ورنہ نہین - اور جو اُلٹا پیدا ہوا (یعنے پہلے پاؤن نکلے تھے پھر باقی دھڑ) اور ناف نکلنے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا ورنہ نہین یعنے اگر ناف نکلنے سے پہلے مر گیا تو وارث نہوگا - **فائدہ** ائمہ ثلاثہ کے پاس اگر چھ مہینے کے اندر لڑکا پیدا ہوا تو مطلقاً وارث ہوگا (خواہ وہ عورت فراش ہو یا نہو) کیونکہ بالاجماع کمتر مدت حمل چھ مہینے ہے - اور چھ مہینے سے زاید چار سال کے اندر موتِ مورث سے پیدا ہوا اگر چیکہ عورت کسی کی فراش نہ تھی تو وہ حمل وارث ہوگا - اور جو کسی کی فراش ہو تو وارث نہوگا - ہان اگر اس صورت مین ورثہ اس حمل کے وجود کا عندِ موتِ مورث اقرار کرین تو وہ وارث ہوگا - ۱۲

[۱] مفقود وہ غایب ہی جو گھر سے چلا جائے اور اُسکے جینے مرنے کی کچھ خبر معلوم نہو - اور جو شخص مفقود ہو گیا ہو جب تک اُس کے پیدا ہونے سے نوّے برس نگذرین اسکا مال رکھا رہے تقسیم نہو - پس اگر ۳۰ برس کی عمر مین مفقود ہوا تو ۶۰ برس اور اسکا مال رکھا رہے - یا ۴۰ برس کی عمر مین مفقود ہوا تو اور ۵۰ برس اسکا مال رکھا رہے - یا ۸۵ برس کی عمر مین گم ہوا تو ۵ برس اور اسکا مال رکھا رہے وعلی ہذا القیاس

ف مفقود ۹۰ برس گذرنے پر مردہ قرار دیا جاتا ہی اس سے یہ مطلب نہین کہ اس حکم کے بعد اگر وہ زندہ آیا یا اسکی حیات کی معتبر خبر آنے پر بھی وہ مردہ متصور ہوگا - بلکہ اسکا مال اُسکو واپس دیدیا جائیگا

[۲] مفقود غیر کے حق مین موقوف الحکم ہے - اسی لئے اسکا حصہ جو مورث کے مال سے ملا ہے اٹھا رکھا جائے یہان تک اُس مفقود کا حال ظاہر ہو جائے - جسطرح کہ حمل مین گذرا - پھر اگر مفقود اُن لوگون مین سے ہے کہ بسبب اس کے وجود کے جو حجبِ حرمان حاصل ہوتا ہی تو اُن لوگون کو کچھ بھی نہ دیا جائے بلکہ کل اٹھا رکھا جائے - اور حجبِ حرمان نہو بلکہ موجودین کو حجبِ نقصان ہو تو مفقود کو زندہ تصور کرکے ہر ایک کو اسکے حصہ سے کمتر دیا جائے - اور جب مدتِ مفقود گذر جائے اور اُسکی موت کا حکم دیدیا جائے

بعد نوّے[1] کے جو اُسکا مال ہو	دیویں اُس وارث کو جو فی الحال ہو
اور جو حصہ[2] اُسکا ہی میراث سے	وارثون کو پہلی میت کے ملے
مال مین اپنے رکھے زندہ[3] کا حکم	غیر کے ہے مال مین مُردہ کا حکم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸ کے تو اب اُس حکم کے بعد جو وارث موجود ہون اُسکا مال اُنہین کو ملیگا - اور جو قبل حکم مر گئے اُنہین کچھہ نہ ملیگا - کیونکہ شرطِ توریث بعد موتِ مورث کے وارث کا زندہ رہنا ہی - اور جو مال کہ مفقود کے لئے اٹھار کہا گیا تہا (یعنے اسکو زندہ مان کر) تو اُسی مورث کے وارثون کو دیدیا جائے جس مورث کا کہ یہ مال ہے - ۱۲

[1] یعنی جب نوّے سال گذر جائین تو حکم موتِ مفقود کا کیا جائے اور اسکی میراث اُن وارثون کو دیجائے جو بعد نوّے سال کے زندہ رہین - اور جو موتِ مفقودی مین مرین اُنکو میراث نہ ملیگی - (یعنے اُن کے وارث نہ لین گے) اسواسطے کہ بعد گم ہونے کے مفقود کی ولادت سے نوّے برس تک اُسے زندہ کا حکم اپنے مال مین ہے پس جو لوگ اس عرصے مین مرین گویا اسکی حیات مین مرے - ۱۲

[2] جب کسی مورث سے اسکے لئے حصہ اٹھار کہا گیا ہو وہ اُسی مورث کے وارثون پر واپس ہو جائے گا مفقود کے وارثون کو کچھہ نہ ملیگا - اسواسطے کہ اس حصہ کے نسبت مفقود ایامِ غیبت مین مردہ کے حکم مین ہے - گویا وہ مورث بعد موتِ مفقود مرا - ۱۲

[3] یعنی مفقود نوّے برس تک اپنے مال مین زندہ کا حکم رکہتا ہی - اور اُسی حصہ مین جو اسکے لئے غیر کی میراث سے رکہا گیا ہو مُردہ کا حکم رکہتا ہے - ۱۲

نوٹ فائدہ شافعیہ کے پاس مفقود کا مال اُسوقت تک موقوف رہیگا کہ اسکی موت پر گواہ گذرین - یا قاضی اپنے اجتہاد سے (ایسی مدت گذرنے پر جو اس مدت تک اس جیسے لوگ زندہ نہین رہتے) اسکی موت پر حکم لگادی - حنابلہ کے پاس ایسی غیبت جسمین اکثر سلامت رہتا ہی (جیسے قید - تجارت - سیاحت - طلب علم) تو اسوقت وقتِ ولادت سے نوّے سال کی عمر کا انتظار کیا جائے اور جو نوّے سال کی ہی عمر مین مفقود ہو تو حاکم اجتہاد کرے - اور جسمین غالب ہلاکت ہو (جیسے جہاز ڈوب گیا اسمین سے بعضے لوگ سلامت رہے اور بعضے نہین - یا نماز کو یا کسی نزدیک کے کام کو گیا اور پھر پلٹ نہ آیا یا کسی خوفناک جنگل مین جیسے حجاز کے جنگل مین یا عین لڑائی کیوقت دو صفون کے درمیان گم ہو گیا) تو گم ہونیکے بعد سے کامل چار سال تک انتظار کیا جائے - ۱۲

فصل سولھوین میراثِ مرتد کے بیان مین

جو پھرا اسلام سے مرتد ہوا — وہ نہ وارث[۵] ہو کسیکا ای فتی

مرد جو مرتد مری اس حال مین — دو طرح قسمت ہوا سکے مال مین

لین کمائی حالتِ اسلام کی — جو مسلمان ہو وین وارث ای اخی

مال جو ہو کفر مین حاصل کیا — ہے وہ بیت المال کا حصہ ولا

مالِ مرتدہ[۶] جو ہو ہر حال مین — جو مسلمان اُسکی وارث ہو وین لین

بقیہ حاشیہ ف یہ تو میراث کا بیان تہا۔ لیکن زوجۂ مفقود کے لئے امام مالک کے پاس یہ حکم ہے کہ بعد چار سال کہر رہنے کے زوجہ عدتِ وفات بیٹھے اور یہی مذہب قدیم امام شافعی کا ہے۔ قہستانی نے فرمایا کہ اگر موضع ضرورت ہے حنفی المذہب بھی اس قول پر فتوی دے تو کا بائس بہ ہے۔ علائہ شامی نے فرمایا کہ [illegible] اس فیصلہ کو پیش کرے تو وہ اپنے مذہب پر فتوی دیدیگا۔ ہان جو مالکی نہ ملے تو البتہ ایسی صورت ہے تو اپنے مالکی مذہب پر حکم کرنا چاہیئے (جلد ثالث رد المحتار صفحہ ۳۶۰) ۱۲

۵ مرتد کسی کا وارث نہین ہوتا نہ مسلمان کا نہ دوسرے مرتد کا نہ کافر کا مگر یہ کہ ایک ملک کے سب لوگ مرتد ہو جائین تو وہ آپسمین ایک دوسرے کے وارث ہون گے۔ ملک سے ساری ولایت نہین بلکہ ایک بستی یا ایک شہر کے لوگ مراد ہین ۱۲

۶ مال جو حالت ارتداد کا متعلقا خواہ اُس نے حالتِ اسلام مین حاصل کیا ہو یا حالت ارتداد مین اُس کے ورثہ مسلمین کو یہو پہنچے گا۔ لیکن شوہر کو اُس کے مال مین میراث نہین ملتی اس لئے کہ بمجرد ارتداد وہ اپنے شوہر سے جدا ہو گئی اور اسکی زوجہ نہین رہی ۱۲

ف [illegible] کے پاس مالِ مرتد جو حالتِ اسلام یا حالتِ ردت مین حاصل کیا ہو وہ سب فئے ہے بخلاف [illegible] کے کہ اور ورثہ کے پاس وہی تفصیل سابق ہے ۱۲

فصل سترہوین میراثِ اسیر کے بیان مین

جن مسلمانون کو کافر قید کر — رکھین دار الحرب مین اُنکو اگر
حال بھی معلوم کچھہ اُنکا نہو — مثلِ مفقود حکم اُنکا جان لو

خاتمہ

اب رسالہ ختم کردے اے خلیق — پڑھ درود اُنپر جو ہین تیرے شفیق
کچھہ دعا بھی مانگ لے تا ہو قبول — حرمتِ اولاد و اصحابِ رسول
یا الٰہی عشق تیرا ہو نصیب — غیر تیرے کوئی نہو میرا حبیب
ہر بُنِ مو سے ادا ہو تیرا نام — تو ہی ہو پیشِ نظر ہر دم مُدام
یاد مین تیری مین ہون اسطرح محو — بے خودی ہو وے نہو دی مجکو صحو
پھر فنا سے ہو مجھے حاصل فنا — ذات سے پھر اپنی دے مجکو بقا
اب جو مجکو ڈھونڈھے وہ پائے تجھے — جو تیرا طالب ہو وہ پائے مجھے
آپ خواہ از جو طلب خواہ از سبو — کان سبو را ہم مدد باشد ز جو
نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور — نورِ مہ ہم ز آفتاب ست اے پسر
ہے مرا مرجع وہی اب کیا لکھون — انا للہ الیہ راجعون

انتہی لاردو مرجمہ رحمۃ اللہ علیہ

ہے وہی مبدا وہی ہے منتہی
دوسرا مین کون ہے پھر دوسرا

یہ رسالہ سے نہ میرا نام ہے
کیونکہ یہ تو عالمون کا کام ہے

ترجمہ کرنا فقط ہے میرا کام
اور کسی جا ترجمہ کی نقل تام

فضلہ خواری اب نہین بھاتی مجھے
علم سینہ کی ہے یاد آتی مجھے

علم[1] وہ ہے جس سے آئے بیخودی
باخودی کا علم ہے سب سے بڑی

علم[2] رہی سر بسر قیل است و قال
نے ازان کیفیتی حاصل نہ حال

طبع[3] را افسردگی بخشد مدام
مولوی با درندارد این کلام

علم[4] نبود غیر علم عاشقی
ما بقی تلبیس ابلیس شقی

دل[5] کہ خالی شد ز عشق آن نگار
سنگ استنجائے شیطانش شمار

یا الٰہی میرے سب احباب کو
اپنی بحر عشق مین اُنکو ڈبو

صبغۃ اللہ کے وہ رنگ مین غرق ہون
اسطرح وہ از قدم تا فرق ہون

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جاری رہے
اللہ اللہ سے ہر اک جا گونج اُٹھے

ذکر ہو یا حَیُّ یا قَیُّوْمُ کا
غیر کا آئے نہ ہرگز تذکرہ

تو ہی مطلوب اور تو ہی مقصود ہو
جسطرف دیکھین تو ہی موجود ہو

---

[1] کسی بزرگ کا شعر ہے۔ ۱۲ [2] از مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۲

قطعات تواریخ

از جناب حاجی مولوی سید شاہ محمد عثمان صاحب قادری حنبلی المتخلص بہ فائق

عجب نظم ہے نسخۂ لاجواب
نہ کیوں ہو مفید ہر اک شیخ و شاب

اسیکا تو ہے جاننا فرض عین علم
ہے فرمان حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

مرے عمو صاحب کی تصنیف ہی
خدایا اسے کیجیو مستجاب

بچے فکر تاریخ کی جب ہوئی
تو ہاتف نے مجکو دیا یون جواب

ہو مژدہ نہین دیندار و پہیا
اب علم فرایض کا لب لباب

۱۳ ۲۲

از جناب حکیم حاجی مولوی محمد رکن الدین صاحب قادری حنبلی المتخلص بہ شفا

مرے پیر و مرشد خدا کے ولی
جو ہین راز دان خفی و جلی

ہے نام انکا سید عمر شہ علی
اُنہون نے کتاب فرایض لکہی

عجب مختصر کل کو ہے محتوی
ہے کوزہ مین دریا سمائی ہوئی

جو تاریخ کی فکر مجکو ہوئی
نفیس الفرایض۔ شفا نے کہی

۱۳ ۲۲

ولہ

میرے آقا سید و مرشد اور زمانیکو امام
حضرت سید عمر شہ قادری جنکا ہی نام

انکی اخلاق اور اوصاف حمیدہ کیا لکہون
روبرو انکی جو آیا ہو گیا دل سے غلام

مختصر لکہی انھون نے یہ فرایض مین کتاب
فیض پاتے ہین جہانین جس سے ہر اک خاص و عام

حضرت محبوب کے محبوب ہین وہ اس لئے
اس سالہ کا فرایض قادری ٹہہرا ہے نام

ضرب کی رو سے شفا نے طبع کا سن لکہدیا
ورد کر محبوب سبحانی ۱۸ ادب ۔ سے مجھ کو مدام

۱۳۲۳ = ۶ + ۸۹ + ۱۰

واسطے قسمت کے ۔ ہی تاریخ یہ ای نیکنام

از جناب مولوی سید شاہ احمد علی صاحب قادری المتخلص بہ احمد

ز افکار و ز کوشش مرشدِ من
رقمزد پئے سال او کلکِ احمد

بعلمِ فرایض چو گشتہ کتابت
نشاطِ جہان آفتابِ ہدایت
۱۳ ۲۳ھ

از جناب مولوی محمد رشید الدین صاحب قادری المتخلص بہ خلیقی

عالم و فاضل و امامِ وری
حامیِ دین ماحیِ ظلمت

صوفی و کامل دلوائے ہدا
واقفِ علم سینہ در سینہ

پیر و مرشد خلیق حضرت نے
جو لکھی ہے کتاب ہے یکتا

بے نظیر و عدیل ہے فن مین
صاف و پاکیزہ چون بیاض

کہدیا فی البدیہ خلیقی نے
طبع کا سن۔ فرایض کبریٰ
۱۳ ۲۳ھ

از جناب مولوی محمد عبد الصمد صاحب قادری المتخلص بہ حریق

با دیم مرشدم محبِّ خدا
رہنمائے مسالکِ فقرا

این فرایض بہ نظم خوش اسلوب
کرد تصنیف در فنِ فقہا

سال تاریخ فی البدیہ حریق
گفت تصنیفِ اکمل الشعرا
۱۳ ۲۳ھ

از طبع خاکسار سید محمد عبد الجبار قادری کان اللہ المتخلص بہ رفیق خادم و تلمیذ حضرت خلیق مدظلہ

مرے مرشد مرے ہادی مرے پیر
وسیلہ حشر مین جنکا ہے دامن

بیان اُن کے محاسن کا ہو کیونکر
ادائے وصف مین ہے نطق الکن

فرایض مین کتاب ایسی ہے لکھی
کہ جس نے دیکھا بول اُٹھا وہ احسن

مسائل چار دن مذہب کے ہین آسین
نہایت حسن و خوبی سے مدون

کہا دل نے کہ۔ قسّام الفرایض
رفیقا عرض کر دے طبع کا سن
۱۳ ۲۳ھ

نامۂ گرامی قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین عالیجناب مولانا و مرشدنا حضرت

سید شاہ محمد عمر صاحب قادری حنبلی مدظلہ العالی مصنف تفسیر قادری۔ از اندور

حامداً و مصلیاً و مسلماً

ہے حمد خدائے لم یزل کو
پالا ہے وہ مجھسے بے عمل کو

ہے نعتِ نبی سے دل منور
ہے دل مین نظر مین میرا سرور

غوث الثقلین ہے وہ حامی
دی مجھسے بُرے کو نیک نامی

بعد اس کے برادرانِ دینی
ہے آپ سے التجا یہ میری

جیسے اب ہم جدا ہین تمسے
اکدن بالکل جدا ہی ہونگے

ہان یاد جو آئے گی کسیکو
دیکھے وہ ہماری بیکسی کو

مٹی کی ڈھیر ہوگی ہمپر
زندون سے نہ کوئی یار و مادر

ہین دوست جو تم مین بعضے سچے
کچھہ قبر پہ تم

پھر یاد جو اپنے گھر کی آئی
تنہا

اوسوقت کسے پکار بولین
کر

ہان ایک ہے دل ہمارا ساتھی

دنیا مین جو اسپہ رنگ چڑھا تھا

مجرم ہے تو جا۔

ہے و

ر

افسوس غریب سب سے ٹوٹا — اولاد و مکان و مال یہ جھوٹا

یاں بھی نہ فقیر کو ملا چین — تکلیف سے کٹ رہے ہین دن رین

اور رنگ جو ہو گورے سے — وہ گور نہین دلہن بنی ہے

منجے کی کوٹھری ہے اپنی — مدت سے جسکی آرزو تھی

خوشبو سے مہک رہی ہے وہ جا — ہان شاہِ عرب ہے جلوہ فرما

کہتے ہین گلے لگا کے ہمکو — جسکے لئے تم مرے تھے وہ لو

کہتے ہو کچھ منہ سے بولو — بے پردہ ہین خوب ہمکو دیکھو

ہین بہت ہی تو نے تڑپا — مشتاق جمال تھا تو میرا

کر تھا مرا قبلے کی محنت — تا آئے نظر ہما صورت

ہر وقت تو میرا دم تھا بھرتا — ہر وقت تو میرا دم تھا بھرتا

اے خلیق چیز — اب تیرا ہے سر ہماری دہلیز

اشتہار

کا ہدیہ حسب ذیل ہے

ہدیہ — محصول ڈاک

ار — ار عالی

ار — ار کلی

محصلہ

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی نمبر (۵۵)

حرز تعویذ

سنہ ۱۳۰۲ھ

باہتمام کمترین حقیر ازلی محمد احمد علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی

مطبع محمدی واقع کانپور مطبوعہ کردہ

ماجر کے کارخانے سے ہر قسم کی کتابیں بہ نرخ تاجرانہ مجلد و بکفایت ویلیو ایبل روانہ ہوتی ہیں المشتہر محمد سعید تاجر کتب و مالک مطبع محمدی کانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لائق حمد وہی خالق کون ومکان ہے کہ جس کی کنہ صفات کے دریافت مین محمل تمام عقلاے زمان کی حیران وسرگردان ہے اور قابل نعت وہی سرور عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہین جنکی شریعت غرا مین ہزارہا مسائل بالاتحیل سہل اور حل ہوتے ہین اور صدہا مشکلات آسان اور سہل الحمد للہ الذی ارادبنا الیسر والصلوٰۃ والسلام علی سید البشر اما بعد عاصی سراپا معاصی سید محمد ابراہیم حسینی غفر اللہ لہ ولوالدیہ خدمات مین دینی بھائیون کے عرض کرتا ہے کہ اندنون جو ۱۲۸۶ بارہ سو ستاسی ہجری مقدسہ ہے بعض احباب نے اس بات کی تحریک کی کہ رسالہ حیرۃ الفقہ جو زبان فارسی مین ہے اور جس سے اردو خوان محروم ہین اگر اردوے عام فہم مین ترجمہ ہو تو ہر ایک کے لیے مفید ہوگا علے الخصوص جو لوگ فارسی زبان سے محض ناواقف ہین بہرہ مند

ہونگے نظر برین مین نے باوجود اپنی بے استعدادی کے کمر ہمت چست باندھی و
اقل مدت مین ترجمہ لکھا صاحبان دانش کیخدمت مین گذارش ہے کہ جہان
کہین ترجمے مین غلطی نظر آوے بفحوائے کلام صداقت بنیان اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ
وَالنِّسْیَانِ عاصی کو معاف رکھکر صحت فرمائین اور دعائے خیر سے یاد فرمائین۔
سوال اگر کوئی تمسے پوچھے کہ کسی نے صبح صادق کو جنابت کا غسل کیا اور پانچ
وقت کی نمازین اُسی طہارت سے پڑھین تو اُسکی صبح کی نماز فاسد ہوگئی اور
باقی نمازین درست ہین صورت اس مسئلے کی کسطرح ہے **جواب** کہو وہ
شخص غسل مین غرغرہ بھول گیا تھا آفتاب طلوع ہوا اُسنے پانی پیا بعد اُسکے ظہر کی
نماز اور دوسری نمازین اُسی وضو سے اُنکے وقت پر ادا کین اُسکی صبح کی نماز فاسد
ہے اور باقی نمازین جائز ہوئین کیونکہ پانی پینا قائم مقام غرغرے کے ہوگیا **سوال**
اگر تم سے کوئی پوچھے کہ کسی نے اپنی بیوی سے مجامعت کی صبح صادق کو جب
صبح کی نماز کا وقت ہوا اُسنے وضو کرکے نماز پڑھ لی صورت اس مسئلے کی کسطرح ہے
جواب کہو وہ شخص کافر تھا رات کو اُس نے اپنی بیوی سے مباشرت کی اور غسل
کرنے کے پہلے مسلمان ہوگیا جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو وضو کرکے نماز پڑھی پس نماز اُسکی
درست ہے کیونکہ جنابت کا غسل اُسپر فرض نہین تھا **سوال** اگر کوئی تمسے پوچھے کہ ایک
شخص جنگل مین نماز پڑھ رہا تھا اس اثنا مین دوسرا ایک مرد کہین سے آکر اُسکے بازو پر
ٹھکرا دیا وہ شخص نماز سے فارغ ہوا لیکن جواز و فساد نماز کا اُس مرد کے اختیار مین ہے اگر
چاہے نماز اُسکی درست رکھے یا چاہے باطل کرے صورت اس مسئلے کی کیونکر ہے
جواب کہو وہ شخص جو جنگل مین تھا اُسکو پانی نہین ملا تھا کہ اُس سے وضو کرتا آخر تیمم سے

نماز پڑھ رہا تھا کہ ایسے مین ایک مرد آکر اُسکے بازو پر کھڑا ہوا جسکے پاس ایک چھاگل پانی سے بھری ہوئی تھی شریعت مین اسطرح ہے کہ اگر کوئی تیمم سے نماز پڑھ رہا ہی دوسرا ایک شخص عین نماز مین پانی لیے ہوے آپہونچے اور اُسکے بازو پر کھڑا رہے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد اُس شخص سے پانی مانگنا چاہیے اگر وہ پانی نہ دیوی تو نماز درست ہے اگر دیوے تو نماز باطل کیونکہ نماز مین پانی کا موجود رہنا تیمم کو باطل کرتا ہی پس نماز جائز ہونی یا نہ ہونی اُس شخص کے اختیار مین ہی اگر چاہے باطل کرے یا چاہے درست رکھے

سوال اگر تمسے پوچھے کہ ایک غلام اور اُسکا مالک کہین راستے پر جارہے تھے اثنار راہ مین غلام آزاد ہوکر مالک ہوگیا اور مالک اُسکا غلام بن گیا صورت اس مسئلے کی کسطرح ہی

جواب کہو مالک کافر حربی تھا اور اُسنے مسلمان غلام کو دارالحرب مین خریدا تھا اگر وہ حربی اُس غلام کو لیے ہوے بغیر امان کے دارالاسلام مین نکل آوے تو جو شخص اُسپر غالب ہووہ نزدیک ابوحنیفہؒ کوفی کے مالک ہوجاتا ہے مگر نزدیک صاحبینؒ کے غلام تو مالک نہین ہوسکتا لیکن حُر ہوجاتا ہے مثلاً کوئی حربی دارحرب سے امان چاہ کر دارالاسلام مین نکل آیا اور اُسنے بازار مین جاکر ایک غلام خریدا تو شریعت مین اُسپر یہ حکم ہی کہ جو حربی امان چاہ کر کسی مصلحت سے دارالاسلام مین نکل آوے تو اُسپر کوئی شخص ظلم و جبر نہ کرے مگر جب وہ شہر سے باہر نکلے اور جو شخص اُسپر غالب ہووے وہ اُسکو پکڑ لیوے اور مالک بنجاوے اسی طرح جب یہ غلام شہر سے باہر آیا تو حُر ہوگیا اور اُس حربی کا مالک بن گیا **سوال** اگر تمسے پوچھے کہ ہر ایک نجاست کو پانی مین دھونے سے پاک ہوتی ہے لیکن وہ کونسی نجاست ہے جو بغیر پانی کے پاک ہوتی ہے

جواب کہو وہ شراب اور مردار کا چمڑا ہی کیونکہ شراب مین نمک ڈالنے سے سرکہ ہوجاتا ہی

پس سرکہ تو پاک ہے اور مردار چمڑا دباغت سے پاک ہوتا ہی **سوال** اگر تم سے پوچھے جورو اور مرد ایک بستر پر سورہے تھے جب جاگ اُٹھے بستر پر منی پڑی ہوئی دیکھی اور دونون احتلام سے انکار کرتے ہین اب غسل کس پر واجب ہی اور یہ مسئلہ کس طرح پر ہے **جواب** کہو اسمین علما کا اختلاف ہے کہتے ہین کہ اگر منی بستر پر لبنی پڑی ہے تو مرد پر غسل واجب ہے اور اگر پھیل کر گول پڑی ہی تو عورت پر غسل واجب ہے اگر سفید ہے مرد پر غسل واجب ہے اور اگر زرد ہے تو عورت پر واجب ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ احتیاط کے لیے دونون غسل کرین **سوال** اگر تم سے پوچھے کہ ایک شخص جنابت والا مسجد مین گیا اور پاک ہوکر باہر نکل آیا یہ کیونکر ہوگا **جواب** کہو اُس جنابت والے شخص نے غسل کیا تھا مگر غسل مین غرغرہ کرنا بھول گیا تھا شریعت مین جنابت والے پر غرغرہ فرض ہی وہ شخص مسجد کے اندر گیا اور غرغرہ کرکے پانی پیا پاک ہوکر باہر آیا **سوال** اگر تم سے پوچھے کہ ایک مرد دو رکعت نماز پڑھنے لگا اور اُن دو رکعت مین ہیں سجدے کیے یہ کیونکر ہے **جواب** کہو وہ شخص خاتم قرآن ہے یعنے دو رکعت مین تمام قرآن مجید ختم کیا ہے پس چودہ سجدے تلاوت کے ہین اور چار سجدے نماز کے اور دو سجدے سہو کے **سوال** اگر تم سے پوچھے کہ ایک مرد نصاب کامل رکھتا ہی زکوٰۃ دینا اسپر واجب ہے اور ساتھ اُسکے وہ فقیر ہے صدقہ لینا اُسکو جائز ہے یہ کیونکر ہوگا **جواب** کہو وہ ایک شخص ہے جسکے پاس پانچ اونٹ ہین مگر قیمت اونٹون کی دو سو درم شرعی نہین ہی پس اُسکو غنی نہ بولینگے اسلیے صدقہ لینا اُسکو جائز ہوا ہے اگرچہ اونٹون کے لیے زکوٰۃ دینا اُسپر واجب ہوا ہی **سوال** اگر تمسے پوچھے کہ ایک شخص کسی مسجد مین ایک جماعت کی امامت کر رہا تھا

ہے وہی مبدا وہی ہے منتہی
دوسرا مین کون ہے پھر دوسرا

یہ رسالہ سے نہ میرا نام ہے
کیونکہ یہ تو عالمون کا کام ہے

ترجمہ کرنا فقط ہے میرا کام
اور کسی جا ترجمہ کی نقل تام

فضلہ خواری اب نہین بھاتی مجھے
علم سینہ کی ہے یاد آتی مجھے

علم[1] وہ ہے جس سے آئے بیخودی
باخودی کا علم ہے سب بیخودی

علم[2] رسمی سر بسر قیل است و قال
لے ازان کیفیتی حاصل سوال

طبع را افسردگی بخشد مدام[2]
مولوی با در ندارد این کلام

علم[3] نبود غیر علم عاشقی
باقی تلبیس ابلیس شقی

دل[4] کہ خالی شد ز عشق آن نگار
سنگ استنجائے شیطانش شمار

یا الٰہی میرے سب احباب کو
اپنی بحر عشق مین اُنکو ڈبو

صبغۃ اللہ کے وہ رنگ مین غرق ہون
اسطرح وہ از قدم تا فرق ہون

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جاری رہے
اللہ اللہ سے ہر اک جا گونج اُٹھے

ذکر ہو یا حَیُّ یا قَیُّوْمُ کا
غیر کا آئے نہ ہرگز تذکرہ

تو ہی مطلوب اور تو ہی مقصود ہو
جسطرف دیکھین تو ہی موجود ہو

[1] کسی بزرگ کا شعر ہے۔ ۱۲ [2] از مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۲

چاہی اُن ہی دو شخصون نے جو جماعت والے ہین قاضی کے روبرو جھوٹی گواہی دی تھی کہ ہمکو معلوم ہے کہ شوہر ان عورتون کا سفر مین مرگیا ہے قاضی نے اُنکے اعتبار پر اُنکو اجازت دیدی تو ایک نے امام سے نکاح کرلیا دوسری نے مؤذن سے اور ان دونون نے اُسکے گھر کی مسجد بنائی تھی ایک روز وہی امام اور مؤذن اُسی مسجد مین نماز پڑھ رہے تھے اور وہی دو جھوٹے گواہ مقتدی بنے تھے اُسوقت وہ شخص سفر سے لوٹ آیا کیونکہ وہ زندہ تھا اور اُسکی عورتین اُسی کی ہوگئین امام و مؤذن پر حرام ہوئین اور اُن دو جماعت والون پر جنھون نے جھوٹی گواہی دی تھی سیاست واجب ہوئی اور گھر جسکی مسجد بت رکھی تھی اُسکی ملک سے تھا شرعاً وہ شخص مسجد کو خراب کرکے پھر گھر بنا سکتا ہے

سوال اگر تمسے پوچھے کہ ایک مرد جسکو نہ وضو ہے نہ تیمم ہے اور نماز مین ہے یہ کیونکر ہوگا **جواب** کہو وہ ایک شخص ہے جسکو عین نماز مین حدث ہوگیا اور وہ واسطے وضو کے باہر آیا ہے پس گویا وہ نماز مین ہے جب تک کہ اُس سے کوئی کام نماز توڑنے والا جیسا ہنسنا بات کرنا وغیرہ صادر نہو **سوال** اگر تمسے پوچھے کہ وضو کرنے والے کے اعضا مین وہ کون عضو ہے جو کبھی اُسکا دھونا فرض ہے اور کبھی نہین **جواب** کہو وہ دو عضو ہین ایک ٹھوڑی اور دو رخسارے کیونکہ داڑھی نکلنے کے پہلے اُن اعضا کا دھونا وضو کرنے والے پر فرض تھا سو داڑھی نکلنے کے بعد دھونا اُسکا بسبب تکلیف کے فرض نہین ہے (جب گنجان ہو)

سوال ایک مرد نے نماز مغرب مین تین رکعت کے بعد تو بار تشہد پڑھا یہ کیونکر ہے **جواب** کہو وہ مرد مسبوق ہے امام کے ساتھ دوسری

از جناب مولوی سید شاہ احمد علی صاحب قادری المتخلص بہ احمد

ز افکار و ز کوشش مرشدین
رقمزد پئے سال او کلکِ احمد

بعلم فرایض چو گشتہ کتابت
نشاطِ جہان افتابِ ہدایت
۱۳ ۲۳ ھ

از جناب مولوی محمد رشید الدین صاحب قادری المتخلص بہ خلیقی

عالم و فاضل و امامِ دریٰ
حامیِ دین ماحیِ ظلمت
پیر و مرشد خلیق حضرت نے
بے نظیر و عدیل ہے فن مین
کہدیا فی البدیہ خلیقی نے

صوفی و کامل و لوائے ہدیٰ
واقفِ علم سینہ در سینہ
جو لکھی ہے کتاب ہے یکتا
صاف و پاکیزہ چون بیاض صفا
طبع کا سن۔ فرایض کبریٰ
۱۳ ۲۳ ھ

از جناب مولوی محمد عبد الصمد صاحب قادری المتخلص بہ حریق

بادیم مرشدم محبِّ خدا
این فرایض بہ نظم خوش اسلوب
سال تاریخ فی البدیہ حریق

رہنمائے مسالکِ فقرا
کرد تصنیف در فنِ فقہا
گفت تصنیفِ اکمل الشعرا
۱۳ ھ ۲۳

از طبع خاکسار سید محمد عبد الجبار قادری کان اللہ المتخلص بہ رفیق خادم و تلمیذ حضرت خلیق مدظلہ

مرے مرشد مرے ہادی مرے پیر
بیان اُن کے محاسن کا ہو کیونکر
فرایض مین کتاب ایسی ہے لکھی
مسائل چار دن مذہب کے ہین آسین
کہا دل نے کہ۔ قسّام الفرایض
۱۳ ۲۳ ھ

وسیلہ حشر مین جنکا ہے دامن
ادائے وصف مین ہے نطق الکن
کہ جس نے دیکھا بول اُٹھا وہ احسن
نہایت حسن و خوبی سے مدوّن
رفیقا عرض کر دے طبع کا سن

اور چار سجدے کیے پہلے اُسنے تین سجدے کیے تھے کُل سات سجدے ہوے
سوال اگر تم سے پوچھے کہ وضو کرنے والے کا کونسا عضو ہے جو نہ دھونا اُسکا
جائز ہے نہ مسح اور یہ کیونکر ہے **جواب** کہو منہ کیا ہوا پیر ہے جو مسح کی مدت کے
اندر اُسپر سے موزہ نکال دیا گیا ہے کیونکہ اگر ایک پیر دھووے اور دوسرے پیر پر
مسح کرے تو دھونا اور مسح کرنا ہر دو حاصل ہوتے ہین یہ تو درست نہین اور
نہ اُس مسح اول ہی پر اکتفا کرنا درست ہے کیونکہ اُسنے مدت مسح کے اندر پانون
سے موزہ نکال دیا اب اُسپر واجب ہے کہ دوسرے پانون سے بھی موزہ نکالے
اور ہر دو پیر دھووے **سوال** اگر تم سے پوچھے کہ ایک مرد کے پاس پانچ
عورتین بیٹھی تھین کسی نے اُس سے پوچھا کہ یہ عورتین کون ہین اُسنے جواب دیا
کہ ایک میری بیوی ہے اور دو بہنین اور دو باندیان اور حالانکہ یہ پانچون عورتین
آپس مین بہنین ہین یہ کیونکر ہے **جواب** کہو ایک مرد نے ایک باندی جن بہنون کے
ساتھ خریدی تھی انھین سے ایک بیٹی آزاد کر کے اُسکا اپنے فرزند کے ساتھ نکاح
کر دیا اور آپ اُس باندی کو اپنے تصرف مین لایا اُس سے دو بیٹیان پیدا
ہوئین بعدہٗ وہ مر گیا اس صورت مین وہ دو لڑکیان جو باپ سے پیدا
ہوئی ہین اُسکی دو بہنین ہوئین اور ایک دختر تو پہلے سے اُس کی بیوی ہے
اور دوسری دو بیٹیان جو باپ کی ملک سے تھین از روے میراث
پدری جو اُسکو ملین اُس کی باندیان ہوئین یہ پانچون جو ایک عورت
سے پیدا ہوئی ہین اُن مین سے ایک اُسکی بیوی ہے اور دو بہنین اور
دو باندیان حالانکہ وہ سب آپس مین بہنین ہین **سوال** اگر تم سے پوچھے

کہ ایک مرد کے پاس تین عورتین تھین ایک بیوی ایک بیٹی ایک باندی
اتفاقاً کسی روز ایک عورت کو بالاخانے پر دیکھا بفور اُسکے کہا کہ اگر وہ
میری بیوی ہے اُسکو طلاق دونگا اگر وہ باندی ہے اُسکو آزاد کرون گا
اگر بیٹی ہے اُسکو چند قمچیان مارون گا اسپر اُس نے قسم کھائی اور زبان
سے بھی کہا غرض جب گھر مین آیا اور پوچھا کہ تم مین سے کون بالاخانے پر تھی
ہر ایک کہنے لگی کہ مین ہی تھی اب وہ مرد کس عورت کے قول کا اعتبار کرے
اور یہ کیونکر ہے **جواب** کہو قول دختر کا معتبر ہے اور اُسکو قمچیان مارنا واجب
ہے کیونکہ دوسری عورتون کے قول مین جھوٹ کا گمان ہے باندی نے
واسطے آزادی کے کہا ہوگا اور بی بی نے طلاق لے کر شوہر سے خلاصی
پانے کے لیے کہا ہوگا مگر دختر کے قول مین کسی جھوٹ کا گمان نہین
سوال اگر تم سے کوئی پوچھے کہ دو حاملہ عورتون کے کسی تاریک مکان
مین ایک ہی وقت دو بچے پیدا ہوے ایک نے لڑکی جنی دوسری نے
لڑکا اور ہر ایک اُن سے کہنے لگی کہ لڑکا میرا ہے تو جب قاضی کے روبرو
جاوین تو قاضی کس طرح فیصلہ کرے **جواب** کہو دو چھوٹی چھوٹی شیشیان
ایک وزن کی لے آوے اُن دونون مین ہر دو عورتون کا دودھ بھرے
اور تولے جس دودھ کا وزن زیادہ ہے لڑکا اُسی کو دلا دیوے
سوال اگر تم سے پوچھے کہ ایک لڑکا حلال زادہ کہتا ہے کہ اول مرتبہ
جب میری ماں میرے باپ کے نکاح مین آئی مین نے اول خطبہ نکاح کا پڑھا
تھا یہ کیونکر ہے **جواب** کہو ایک مرد کو اپنی باندی سے لڑکا پیدا ہوا تھا

بعدہٗ اُسنے باندی کو آزاد کر دیا اور جب لڑکا بڑا ہوا وہ شخص وہی باندی اپنے نکاح مین
لایا اور نکاح کا خطبہ اُسی لڑکے نے پڑھا **سوال** اگر تم سے پوچھے کہ کسی مرد نے کسی عورت
کے ساتھ دس درم مہر سے نکاح صحیح شرعی کیا اور سفر کو چلا گیا اُس عورت نے خط
لکھا کہ مین نے دوسرے ایک مرد کے ساتھ نکاح کر لیا ہے اور بے خرچ ہون مجھے جلد
خرچ روانہ کر یہ کیونکر ہے **جواب** کہو وہ مرد اُس عورت کے باپ کا غلام تھا جب باپ
اُسکا مر گیا وہ غلام میراث پدری مین آیا اور اُس عورت کا مملوک ہو گیا جو نکاح اُن
ہر دو مین تھا فاسد ہوا اس عورت نے مدت عدت گذرنے کے بعد دوسرے مرد
کے ساتھ نکاح کر لیا اس لیے وہ غلام جو سفر مین تھا اُسکو خط لکھا کہ جلد خرچ روانہ کر
سوال ایک مرد گھر سے باہر آیا اور بازار مین کیا تھوڑا وقت بازار کے بیچ سودے
سلف مین مشغول تھا اور پھر گھر آ گیا دیکھتا ہے کہ بیوی نے دوسرے مرد کے ساتھ
نکاح کر لیا اور اُسکے ساتھ رنگ رلیان منا رہی ہے یہ کیونکر ہے **جواب** کہو اُس شخص
نے طلاق اپنی عورت کا ایک شرط کے ساتھ مقرر کیا تھا کہ اگر تو زید کے ساتھ بات
چیت کریگی اور بے حکم میرے گھر سے باہر نکلے گی تو تجکو تین طلاق ہین اُس عورت
نے زید کے ساتھ بات کی اور بے حکم اُسکے گھر سے باہر آئی پس تین طلاق ثابت
ہو گئین اور وہ عورت حاملہ تھی اُسی وقت وضع حمل بھی ہو گیا عدت بسبب وضع
حمل کے باقی نہ رہی اُسنے دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر لیا اور ذوق اور تنعم
مین مشغول ہوئی **سوال** ایک عورت اکیلی سر راہ بیٹھی تھی ایک مرد نے اُس سے
پوچھا کہ یہان کیون بیٹھی ہے اُس نے جواب دیا چاہتی ہون کہ مین اپنے تئین کسی
مرد کے ساتھ نکاح مین دون اُس شخص نے کہا تو اپنے تئین میرے نکاح مین دے

اُسنے جواب دیا کہ دیدیا وہ شخص اُسکے پاس بیٹھہ رہا ایسے مین دوسرا ایک مرد اُدھر سے آنکلا اور پوچھا کہ یہان کیون بیٹھی ہے اُسنے جواب دیا کہ چاہتی ہون اپنے تئین کسی مرد کے نکاح مین دون اُس مرد نے کہا کہ میرے نکاح مین دے اُسنے جواب دیا کہ دیدیا اُسکے بعد اور ایک مرد آیا اور یہی سوال و جواب ہوا بعدہٗ تینون شخص لڑتے ہوے قاضی کے پاس گئے اور صورت حال جیسی کہ گذری تھی بیان کی قاضی نے تیسرے شخص کے جواز نکاح کا حکم دیا اور اُسی کو عورت دلوادی یہ کیونکر ہے جواب کہ وہ نکاح اول بغیر گواہ کے تھا کیونکہ بغیر گواہ کے نکاح باطل ہے اور اسی طرح نکاح دوم بھی لیکن تیسرا نکاح جائز ہے کیونکہ یہی وہ شخص جو وہان بیٹھے تھے گواہ ہوگئے پس نکاح ان ہر دو کا فاسد ہے اور تیسرے کا جائز ہے **سوال** ایک مرد نے اپنی ماں اور دو بہنون کا نکاح ہزار درم مہر سے کسی شخص کے ساتھ ایک ہی وقت کردیا اور نکاح ہر تینون کا جائز ہے یہ کیونکر ہوگا **جواب** کہ وہ تین عورتین آپس مین بیگانی ہین پس اجتماع کرنا ایک نکاح مین درست ہے صورت اس مسئلے کی اس طرح ہے کہ ایک باندی دو شخصون کی حصے مین تھی اُس باندی کے ایک لڑکا پیدا ہوا اور ہر دو نے دعوی شرکت کا کیا اور ہر دو شریک ثابت ہوے اور وہ شخص اُس لڑکے کے دو باپ ہوے اور ان ہر دو باپ کو دوسری بیبیان سے ایک ایک بیٹی تھی پس وہ لڑکا بعد وفات اپنے ہر دو باپ کے اپنی ماں اور ہر دو پدری دختر کو جو اُسکی بہنین ہوتی ہین ایک مرد کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے کیونکہ درمیان اُنھون کے کچھ قرابت نہین **سوال** ایک مرد کی دو عورتین تھین ایک نے اُن دو عورتون سے کسی بچے کو دودھ پلایا تو دوسری بیوی اُس مرد پر

حرام ہوئی یہ کیونکر ہے **جواب** کہو وہ دوسری عورت جو اُس مرد پر حرام ہوئی
ایک شخص کی باندی تھی اور وہ نکاح مین اُس بچے کے تھی جب اُسکے مالک نے
اُسکو آزاد کیا وہ اپنے نفس کی مالک ہوئی نکاح اُس سے ساقط ہوگیا اور بعد گذرنے
مُدت عدت کے ایک دوسرا شوہر کرلیا اور اُس دوسرے شوہر کے اور ایک بیوی تھی
اُس عورت نے اُس بچے کو دودھ پلایا پس وہ دوسری بیوی جو پہلے اُسکے اُس بچے
کی بیوی تھی اُس مرد پر حرام ہوگئی کیونکہ وہ بچہ رضاعی بیٹا اُس
شخص کا ہوتا ہے اور رضاعی بیٹے کی جورو حلال نہین جسطرح اپنے خاص بیٹے کی
جورو حلال نہین ہے **سوال** ایک مرد نے اپنی دو بہنون کا ایک شخص کے ساتھ
ہزار درم مہر سے نکاح کردیا نکاح ہر دو کا درست ہے یہ کیونکر ہوگا **جواب** کہو
وہ ہر دو عورتین آپس مین بیگانی ہین پس اجتماع کرنا اُنھون کا ایک نکاح مین درست
ہے صورت اس مسئلے کی اسطرح ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ
دس درم مہر سے نکاح کرلیا اور اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اُس عورت کے دوسرے
شوہر سے ایک بیٹی بھی تھی اور اُس مرد کے بھی دوسری بیوی سے ایک بیٹی تھی
غرض وہ شخص مرگیا اُسکے بیٹے نے ہر دو بہنون کو جو انمین ایک پہلے باپ سے تھی
اور ایک پہلی ماں کے بطن سے تھی ہزار درم مہر سے کسی شخص کے ساتھ نکاح کردیا
کیونکہ درمیان اُنھون کے کچھ قرابت نہین **سوال** ایک مرد نے اپنے باپ کو
بیع صحیح شرعی سے ہزار درم کو فروخت کیا اور وہ مبلغ خاص اپنے اور اپنے
عیال پر خرچ کیا یہ کیونکر ہے **جواب** کہو اُسکا باپ کسی شخص کا غلام تھا اُس غلام نے
باجازت اپنے مالک کے کسی حُرّہ عورت سے نکاح کیا اُس سے ایک فرزند پیدا ہوا اور

وہ لڑکا بالغ ہوا آخر اسکی مان نے وفات پائی اُسکے بیٹے نے مالک پر اپنی مان کے مہر کا دعویٰ کیا مالک نے واسطے فروخت اُس غلام کے اُس لڑکے کو وکیل کیا اور لڑکے نے اپنے باپ کے مالک کے حکم وکالت سے اپنے باپ کو فروخت کیا اور روپے اُسکی قیمت کے اپنی مان کے مہر مین حاصل کرکے اپنے تصرف مین لایا **سوال** ایک بچہ ہے جسکے مان باپ غلام ہین اور وہ خود آزاد بغیر اعتاق کے یہ کیونکر ہے **جواب** کہو وہ ایک بچہ ہے جسکا باپ حکم سے مالک کے اپنے باپ کی باندی کو اپنے نکاح مین لایا تھا اور باپ اُسکا حُر ہے اُنسے ایک لڑکا پیدا ہوا پس وہ آزاد ہے کیونکہ بیٹا اُسکا حر تھا **سوال** ایک مرد نے کسی عورت سے بغیر نکاح کے صحبت کی اُس عورت نے دعویٰ مہر کا کیا اور مسلمانون کے حاکم کے پاس فریاد رس ہوئی بعد ثبوت دعویٰ کے اُسپر مہر واجب ہوا عدت لازم آئی نسب ثابت ہوا یہ کیونکر ہے **جواب** کہو وہ موطوءہ ہے شبہے سے نکاح کے صورت اس مسئلے کی اسطرح ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ دس درم مہر سے نکاح کیا جب وقت خلوت کا ہوا اُس عورت کے لوگون نے غلطی سے اور ایک عورت بھیجدی اور کہا یہ عورت تیری ہے اور اُس شخص کو اس حال سے خبر نہین تھی رات بھر ہر دو ہم بستر رہے جب صبح ہوئی اُس عورت نے دعویٰ مہر کا کیا اور آگے مسلمانون کے حاکم کے فریاد لے گئی تاکہ بعد ثبوت کے اُسپر حکم کرے **سوال** کسی شخص نے اپنی بیبیون سے کہا کہ جسکو تم مین سے اتنا نماز معلوم ہو کہ رات دن مین کے رکعت نماز واجب ہے تو اُسکو مین نے طلاق دیا ایک نے کہا بیس دوسری نے کہا سترہ تیسری نے کہا پندرہ چوتھی نے کہا گیارہ رکعت اب اس کہنے سے کون کون عورتین

طلاق سے بچین **جواب** چارون عورتین بچین اور صورت بچنے کی یہ ہو کہ جس نے بیس کہا وتر کو ملایا اور جسنے سترہ کہا ٹھیک کہا اور جسنے پندرہ کہا جمعہ کے روز کی نماز سے مراد لی اور جسنے گیارہ کہا اُسنے سفر کی نماز سے مراد لی **سوال** ایک عورت نے اپنے تئین ایک نکاح مین دو مردون کے ساتھ بیاہ کر لیا نکاح ایک کا درست ہوا اور دوسرے کا فاسد یہ کیونکر ہے **جواب** کہو وہ مرد جسکا نکاح فاسد ہو چار عورتین رکھتا تھا وہ پانچوین عورت تھی جو شرعاً جائز نہین پس نکاح اُسکا فاسد ہے دوسری کا جائز **سوال** ایک عورت ہے کہ مہر اُسکا ایک مرد پر واجب ہوا اور حالانکہ درمیان اُس عورت اور مرد کے نکاح نہین یہ کیونکر ہے **جواب** کہو اُس عورت کے شوہر نے اُس مرد کو اپنے نکاح مین وکیل مقرر کیا تھا اُسنے وکالت سے اُس عورت کا نکاح کر دیا اور ضامن اُسکے مہر کا ہوا پس از روے ضمانت ذمہ داری مہر کی اُسپر واجب ہوئی اگرچہ اُنکے درمیان نکاح نہین ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب **سوال** ایک عورت نے اپنے شوہر کی ہمیانی سے ایک درم اُٹھا لیا اور قصاب کے پاس بھیجدیا اُسنے گوشت وزن کر کے دیدیا اور وہ درم درمیان بہت سے درمون کے اپنی ہمیانی مین ڈال دیا بعد اُسکے جب شوہر نے یہ بات سُنی اور کہا کہ اگر کسی طرح وہ درم آج مجھے لا کر نہ دیوے تو تجکو تین طلاق ہین وہ قصاب کے پاس گئی اور وہ درم مانگا اُسنے کہا کہ مین نے اُسکو درمیان درمون کے ہمیانی مین ڈال دیا ہے معلوم نہین وہ کون درم ہو اُسکے لیے اب کیا حیلہ چاہیے **جواب** کہو اس صورت مین یہی حیلہ کرے کہ ہمیانی بھر درم سب کے سب لے آوے اور شوہر کو دیدیوے تاکہ طلاق اُسپر واقع نہو **سوال** ایک عورت نے ایک پیالہ پانی بھرا ہوا زمین سے اُٹھایا چاہتی تھی

کہ وہ پانی پیوے اُسکے شوہر نے کہا اگر تو وہ پانی پیوے یا گرادیوی تو تجکو تین طلاق ہین اور اگر وہ پیالہ زمین پر رکھے یا کسی کے حوالے کردیوے تو بھی تجکو تین طلاق ہین یہ کیونکر ہو اور اسکے لیے کیا حیلہ چاہیے **جواب** کہو اس صورت مین یہ حیلہ ہو کہ ایک سوکھا کپڑا پانی مین پیالے کے ڈبودے اور سب پانی اُسمین جذب ہووے بعدہٗ سُکھادیوے تا طلاق سے محفوظ رہے **سوال** ایک مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو دیگچی مین ایسی چیز پکاوے کہ آدھا اُس سے حلال اور آدھا حرام ہو تو بہتر ورنہ تجکو تین طلاق ہین **جواب** کہو کہ شراب دیگچی مین ڈالے اور انڈے اُسمین ڈالکر پکاوے طلاق اُسپر صادق نہین آسکتا ہے **سوال** ایک شخص نے نوالہ کھانیکا مُنھ مین ڈالا تھا کہ اتنے مین کسی نے کہا اگر تو وہ نوالہ نگل جاوے یا تھوک دیوے میری بیوی کو تین طلاق ہین اب اسکا کیا حیلہ ہے **جواب** کہو حیلہ اس صورت مین یہ ہے کہ آدھا نوالہ کھاجاوے اور آدھا اُگل دیوے تا طلاق نہ پڑے **سوال** ایک شخص نے قسم کھائی کہ آج قرآن مجید نہ پڑھونگا بعد اسکے وقت نماز کا ہوا کہو کسطرح قرأت ادا کرے **جواب** کہو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے یعنے کسی کی اقتدا کرے تا محتاج قرأت کا نہو اور گنہگار بھی نہووے **سوال** ایک شخص نے قسم کھائی کہ آج پانچون وقت کی نماز جماعت کے ہمراہ پڑھونگا بعدہٗ اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستر ہوا اور کہا کہ دن کو غسل نہ کرونگا باوجودیکہ پانی موجود ہے تندرست بھی ہے حیلہ اسکا کیونکر ہے **جواب** کہو کہ صبح اور ظہر اور عصر کی نماز جماعت سے پڑھے اور بعدہٗ اپنی بیوی سے مجامعت کرے سورج ڈوبنے کے بعد غسل کرے اور نماز مغرب وعشا کی جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اُس شخص نے پانچون وقت کی نماز جماعت سے گذاری اور بیوی کے ساتھ جماع بھی کیا اور دن کو غسل بھی نہ کیا **سوال** ایک مرد نے

اپنی بی بی سے کہا کہ اگر مین تیرے کی اَبی پر تیرے ساتھ مجامعت نہ کرون تو تجکو تین طلاق ہین حیلہ اسکا کیونکر ہے **جواب** یعنے نوک ۱۲ کہو حیلہ اسکا یہ ہی کہ گھر کی چھت مین سوراخ کرد اور نوک نیزی کی اُس سے باہر نکالے اور اُسپر عورت کے ساتھ مباشرت کرے تا طلاق نہ پڑے **سوال** ایک شخص کے پاس ایک غلام ہی اُسنے قسم کھائی کہ اُس غلام کو نہ بیچونگا اور نہ آزاد کرونگا بعد اسکے چاہتا ہی کہ فروخت کرے حیلہ اسکا کیونکر ہے **جواب** کہو حیلہ اس صورت مین یہ ہی کہ آدھی قیمت اُس غلام کی بخشدیوے اور آدھی فروخت کردیوے تا گنہگار نہو **سوال** ایک مرد نے ماہ رمضان مین قسم کھائی کہ شام کا کھانا نہ کھاؤنگا بعد غروب آفتاب کا وقت ہوا اب کسطرح کھاوے اور حیلہ اسکا کیونکر ہے **جواب** کہو حیلہ اسکا یہ ہی کہ بعد آدھی رات کے کھاوے کیونکہ اُس کھانے کو شام کا کھانا نہ کہینگے بلکہ سحری بولینگے اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ صبح کا کھانا نہ کھاؤنگا اس صورت مین چاہیے کہ بعد دوپہر کے کھاوے تا گنہگار نہو **سوال** ایک مرد نے وفات پائی اور چار عورتین چھوڑ گیا ایک اُن سے ترکے مین مہر اور میراث لے گئی دوسری نے نہ مہر پایا نہ میراث تیسری کو مہر ملا اور میراث سے محروم رہی چوتھی نے میراث پائی مگر مہر سے محروم رہی یہ کیونکر ہی **جواب** وہ عورت جو کہ ترکے مین مہر اور میراث سے محروم رہی وہ باندی ہی کہ اُسکے صاحب نے نکاح کردیا تھا اور مہر اُسکا شوہر سے اُسکے لے لیا اب دوسری مہر نہین مل سکتا ہی اور میراث سے محروم رہنے کا یہ سبب ہی کہ وہ باندی ہی کیونکہ باندی کو میراث نہین مل سکتی ہی اور وہ عورت جسنے مہر پایا اور میراث سے محروم رہی نصرانیہ ہے جو نکاح مین مسلمان کی تھی اسلیے مہر اُسکو ملا کہ وہ شوہر پر اُسکے قرض تھا مگر میراث سے محروم رہنے کا یہ سبب ہی کہ وہ کافرہ تھی کیونکہ کافرہ کو مسلمان سے میراث نہین مل سکتی ہی اور وہ

۱۲ یعنے باندی کردیوے

عورت جسنے میراث حاصل کی اور مہر سے محروم رہی باندی ہو جسکے صاحب نے نکاح کردیا تھا اور بعد حاصل کرنے مہر کے آزاد کردیا ہو پس اُسکو میراث ملسکتی ہو نہ مہر کیونکہ وہ حُرہ ہو مانند دوسری عورتون کے اور وہ عورت جسنے مہر اور میراث حاصل کی مسئلہ حُرہ ہو **سوال** ایک مرد نے وفات پائی اور تین بیٹیان چھوڑ گیا ایک نے ترکے سے باپ کے تہائی حصہ میراث پائی اور دوسری نے دو تہائی اور تیسری محروم چلی گئی یہ کیونکر ہے **جواب** کہ وہ میت ایک شخص کا غلام تھا جسکی تین بیٹیان تھین دو اُنمین آزاد اور ایک باندی ایک نے اُن دو آزاد دخترون سے اپنے باپ کو خرید کیا پس وہ غلام آزاد ہوگیا کیونکہ جب کوئی قرابتی اپنے محرم کو خرید کرتا ہو بمجرد خریدنے کے آزاد ہوجاتا ہو غرض بعد اسکے اُس شخص نے رحلت کی مثلاً دس درم جو بعد آزادی کے پیدا کیے تھے ترکہ چھوڑ گیا ایک ایک تہائی حصہ اُن ہر دو آزاد بیٹیون نے اور باقی ایک تہائی حصہ بھی وہ بیٹی لے گئی جسنے باپ کو خریدا تھا کیونکہ معتقہ ہو پس ایک کو دو تہائی حصے اور ایک کو ایک تہائی حصہ ملا اور تیسری محروم رہی کیونکہ وہ باندی تھی اور غلامی مانع میراث ہوتی ہو **سوال** عصبہ کون ہین **جواب** عصبہ کی چار قسم ہین پہلی قسم فروع یعنے وہ لوگ جو میت کی اولاد ہین دوسری قسم اصول یعنی وہ لوگ جو میت اُنکی اولاد مین سے ہو مثلاً باپ دادا اور جس قدر اوپر پہونچتے جاوین سب اصول مین داخل ہین تیسری قسم فروع پدر یعنی وہ لوگ جو اولاد ہین میت کے باپ کی ہین مثلاً بھائی اور بھتیجا اور اولاد مین بھتیجے کی چوتھی قسم فروع جد یعنے وہ لوگ جو اولاد مین دادا کی ہین مثل چچا اور اولاد چچا کی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب **سوال** ایک عورت نے وفات پائی اور دو چچازاد بھائی چھوڑ گئی ایک بھائی ترکے سے اُس عورت کے تین حصے لیگیا اور دوسرا ایک حصہ یہ کیونکر ہی **جواب** کہ وہ شخص جسنے

تین حصے پائے شوہر اُس عورت کا تھا اسلیے اُسنے پہلے آدھا حصہ اپنی بیوی کو ترکے
مین پایا اور پھر دو بھائیون نے آدھا آدھا حصہ بانٹ لیا تو ایک کو تین حصے دوسرے کو
ایک حصہ ملا **سوال** ایک جماعت اپنی مورث کے ترکے کے حصے کر رہی تھی اسی اثنا مین
ایک عورت آئی اور منع کرنے لگی اور کہا کہ اسوقت جلدی مت کرو کہ مین حاملہ ہون اگر میرے
بطن سے لڑکی پیدا ہو تو مجھے اور لڑکی کے تین حصے دینا پڑینگے اگر لڑکا پیدا ہو تو نہ مجھے
حصہ مل سکتا ہی نہ لڑکے کو یہ کسطرح ہی **جواب** کہو وہ عورت باندی ایک شخص کی ہی جو نکاح
مین اُس میت کے تھی اور اُس سے حمل ٹھہرا تھا مالک نے اُس سے کہا تھا کہ اگر وہ بچہ
جو پیٹ مین ہی لڑکی ہو تو تجکو آزاد کیا بعد اُسکے تولد ہونے کے پہلے اُس شخص نے وفات
پائی مثلاً دس روپے اپنی ملک مین چھوڑ گیا ورثا اُسکے آپس مین حصے کر رہی تھے وہ عورت
آئی اور مانع ہوئی کیونکہ اس حال مین واجب ہی کہ وضع حمل تک دیری کرین اگر اُس
عورت کے لڑکی پیدا ہو تو وہ آزاد ہوتی ہی اور اُسی وقت ہر دو حقدار حصے کے ہوتے ہین
اگر لڑکا ہو تو نہین اور وہی وارث حصہ کرلے سکتے ہین **سوال** ایک مرد نے وفات پائی اور
ماں باپ اور ایک سالا چھوڑ گیا باوجود بھائی اور ماں باپ موجود ہونے کے تمام میراث
سالا لے گیا یہ کیونکر ہی **جواب** کہو سالا جو میراث لیگیا کئی سبب سے ہی صورت اس مسئلے کی
اسطرح ہی ایک مرد نے کسی عورت کے ساتھ دس دینار مہر سے نکاح شرعی و صحیح کیا تھا اور
اُس شخص کے ایک بیٹا دوسری بیوی سے تھا اُس عورت کی مان نے اُس لڑکے کے
ساتھ شادی کرلی بعد اُسکے اُنسے ایک بیٹا پیدا ہوا پس وہ لڑکا اپنے دادا کا سالا ہوتا ہی
کیونکہ وہ لڑکا اپنے دادا کی بیوی کا بھائی ہی اور اپنے دادا یعنے میت کا پوتا بھی ہوتا ہی اُسکے
ہوتے بھائی محروم رہا کیونکہ پوتا میراث لینے مین بھائی سے بھی زیادہ حق دار ہی واللہ اعلم

بالصواب **سوال** ایک بچہ ہی کہ نزدیک امام ابوحنیفہؒ کی تولد اُسکا ماہ رمضان مین ہوتا ہی اور نزدیک امام ابو یوسفؒ کے ماہ شوال مین یہ کیونکر ہی **جواب** کہو ایک بچے آخر ماہ رمضان مین اُنتیسوان روز تھا پیدا ہوا تھا اور اُس رات کو کسی نے چاند نہ دیکھا جب روز ہوا بعد زوال کے چاند نظر آیا نزدیک امام اعظمؒ کے چاند کے دیکھنے کا کچھ اعتبار نہین ہی پس وہ روزہ رمضان کا ہی افطار کرنا اُس روز حلال نہین اور نزدیک ابو یوسفؒ کی رویت کا اعتبار ہے اور وہ روز شوال کا ہی **سوال** ایک عورت ہی کہ موافق قول امام ابوحنیفہؒ کے باکرہ ہی اور امام شافعیؒ کے قول سے باکرہ نہین یہ کیونکر ہی **جواب** کہو وہ ایک عورت ہی کہ بسبب زنا کے بکر اُسکا زائل ہوگیا مثلاً ایک مرد نے وصیت کی کہ یہ دس روپے فلان باکرہ کو دیدو تو وہ اس وصیت مین داخل ہوسکتی ہی اور نزدیک امام شافعیؒ کے وہ باکرہ نہین اور وصیت مین داخل نہین ہوسکتی **سوال** ایک عورت کے بچہ تولد ہوا اور مرگیا اُس سے پوچھا کہ بچہ زندہ پیدا ہوا تھا یا مردہ بولی زندہ پیدا ہوا تھا موافق قول امام ابوحنیفہ کے زندہ ہی اور موافق قول امام مالکؒ کے مردہ صورت اس مسئلے کی کسطرح ہے **جواب** کہو وہ ایک بچہ ہی جسنے بعد تولد کے ہاتھ اور پیر ہلایا تھا اور بعدہ مرگیا کیونکہ ہاتھ اور پیر ہلانا پلک جھپکانا اور آنکھ پھیرنا تمام علامتین زندگی کی ہین نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک امام مالکؒ کے جب تک کہ آواز بلند سے نہ روے حکم حیات کا نہین کرسکتے ہین **سوال** زید نے ایک خط عمرو کے پاس بھیجا تھا لوگون نے اُس سے پوچھا کہ جس خط کو زید نے تیرے نام بھیجا ہے اُسکو پڑھا یا نہین اُسنے کہا البتہ پڑھا ہی تو موافق قول امام محمدؒ کے پڑھا ہی اور موافق قول امام ابو یوسفؒ کے نہین یہ کیونکر ہی **جواب** کہو عمرو نے اُسپر نظر کی ہے مگر منھ اور جبھہ نہین ہلائی نزدیک امام محمدؒ کے اس صورت مین اُسکو

قاری کہینگے مثلاً ایک مرد نے قسم کھائی کہ فلان شخص کا خط نہین پڑھا اور بعدہٗ اُس خط پر
نظر کی اور اُسکا مضمون معلوم کرلیا تو نزدیک امام محمدؒ کے وہ شخص گنہگار ہی کیونکہ اُسکو
قاری کہینگے اور نزدیک امام ابو یوسفؒ کے گنہگار نہین ہوتا جب تک کہ مونھ اور جیبھ نہ ہلاوی
اور اُسکو قاری نہ بولینگے **سوال** ایک مرد ہے کہ موافق قول ابو حنیفہؒ کے روزہ دار ہی
اور شافعیؒ کے قول سے نہین یہ کیونکر ہے **جواب** کہو اُس مرد نے بعد طلوع ہونے فجر کے
روزے کی نیت کی تھی پس نزدیک امام اعظمؒ کے وہ روزہ دار ہے کیونکہ نزدیک امام
موصوف کے روزی کی نیت رات کو کرنا شرط نہین ہے اور نزدیک امام شافعیؒ کے روزہ دار
نہین کیونکہ امام ممدوح روزی کی نیت رات کو کرنا شرط فرماتے ہین واللہ اعلم بالصواب
سوال ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ دس درم مہر سے نکاح کیا اور اُس مرد کو اور
ایک بیوی سے فرزند تھا اُسنے مان کو اُس عورت کے نکاح کیا بعد اسکے ہر ایک کو ایک ایک
لڑکا پیدا ہوا پس اُنکے درمیان کس قسم کی قرابت ہی **جواب** کہو باپ کا فرزند بیٹے کے
فرزند کو بھتیجا ہے اور بیٹے کا فرزند باپ کے فرزند کو نواسی ہی پھر اگر برعکس اسکے ہو یعنی باپ
اُسکی مان کو نکاح کرے اور بیٹا اُس عورت کی بیٹی کو نکاح کرے اور ہر ایک کو ایک ایک
فرزند پیدا ہو تو اس صورت مین باپ کا فرزند بیٹے کے فرزند کو باپ کی جانب سے آدھر
ہے اور مان کی طرف سے نواسی ہوا اگر بیٹے کا فرزند باپ کے فرزند کا بھتیجا ہے باپ کی طرف
سے اور بھانجا ہے مان کی جانب سے **سوال** زید نے عمرو کی مان کو نکاح کیا اور عمرو
نے زید کی مان کو نکاح کیا اور ان ہر دو سے دو فرزند پیدا ہوے پس ہر دو فرزندون کے
درمیان کیا قرابت ہی **جواب** کہو زید کا فرزند عمرو کے فرزند کو اودر ہے اور عمرو کا
فرزند زید کے فرزند کا بھائی اگر عمرو نے زید کی بیٹی کو نکاح کیا ہے اور زید نے عمرو کی بیٹی کو

جو دوسری بیوی سے پیدا ہوئی ہو بعدہٗ ہر دو کے ایک ایک فرزند پیدا ہوا اس صورت مین عمر کا بیٹا زید کے بیٹے کو نیا ہوگا اور زید کا فرزند عمرو کے فرزند کو بھی نیا ہوگا **سوال** ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ دس درم مہر سے نکاح کیا اور ایک فرزند نے اُس مرد کے جو دوسری بی بی سے پیدا ہوا تھا لڑکی کو اُس عورت کی جو دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی تھی نکاح کیا بعد اسکے ہر ایک کے ایک ایک فرزند پیدا ہوا پس درمیان اُنھون کے کیا قرابت ہے **جواب** کہو باپ کا فرزند بیٹے کے فرزند کو آدرِ ہوگا باپ کی طرف سے اور بیٹے کا فرزند باپ کے فرزند کا بھتیجا ہوگا مان کی جانب سے واللہ اعلم بالصواب **سوال** وہ کونسی نماز ہی جسکے فاسد ہونے سے قضا لازم نہین ہوتی ہی **جواب** کہو وہ عید کی نماز ہی کہ بعد شروع کے فاسد ہونے سے قضا لازم نہین ہی **سوال** وہ کون سی مسجد ہے کہ بعض وقتون مین مسجد کا حکم نہین رکھتی **جواب** وہ مسجد عید یعنی عیدگاہ ہے جو دوپہر تک اُسپر مسجد کا حکم کرتے ہین اور سوائے اُسوقت کے اور وقتون مین نہین **سوال** وہ کونسا مصلّی ہے کہ نماز اُسکی بغیر قرأت کے روا ہی **جواب** کہو وہ اُمّی ہے جو قرأت قرآن نہین جانتا ہے اور مقتدی اور لاحق یعنے وہ شخص جسنے امام کے ساتھ نماز شروع کی تھی اُسکو حدث ہوگیا پس وہ وضو کرے اور نماز بغیر قرأت کے تمام کرے کیونکہ گویا وہ امام کے پیچھے ہے اور اسی لیے اُسوقت اُس سے سہو بھی ہو تو اُسپر سجدۂ سہو لازم نہین ہوتا ہے **سوال** ایک شخص نماز مین تھا اور اُسنے عین نماز مین قرآن پڑھا نماز اُسکی فاسد ہوگئی یہ کیونکر ہی **جواب** وہ ایک شخص ہی جسکو قیام مین حدث ہوگیا جب وضو کے واسطے باہر گیا قرآن مجید سے

کچھ پڑھا نماز اُسکی فاسد ہوگئی کیونکہ اُسنے بغیر وضو کے نماز مین ایک اور ہی کام ادا کیا تھا **سوال** اسمین کیا حکمت ہے کہ جب آدمی کو چھینک آتی ہی تو اُسکی جان مین ایک راحت پیدا ہوتی ہے **جواب** اسلیے کہ روح کبھی کبھی یہ چاہتی ہے کہ اُس جگہ سے نکل جاوے اور اپنے مقام پر چلی جاوے اور جسم کے باہر آوے اور اسلیے ہر ایک عضو کی طرف دوڑتی پھرتی ہی کہ شاید وہان سے کہین اُسکو راستہ مل جائیگا پس دماغ سے ایک آواز آتی ہی کہ رہ جا ابھی تیرے باہر آنیکا وقت نہین آیا ہے پس اُسکے سُنتے ہی اُسکو قرار ہوجاتا ہی اور آدمی کو فرحت معلوم ہوتی ہے اس لیے آدمیون پر الحمد للہ رب العالمین شکریہ ادا کرنا ضرور ہے **سوال** حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تئین زہرا کس لیے بولتے ہین **جواب** اسلیے کہ رُوے مبارک آپ کا ایسا روشن و تابان تھا کہ اندھیری رات کو روشنائی روے مبارک کے سبب سے سوئی کے ناکے مین تاگا پرویا جاسکتا تھا اور سبب اُنکی پیدائش کا بہشت کے ایک سیب سے ہے کہتے ہین کہ رضوان نے ایک سیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست شریف مین دیا تھا جو مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسکو نوش جان فرمایا قوت اُسکی تمام اعضاے شریف مین پھیل گئی اور اُسی شب بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ سو رہے جن سے فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا تولد ہوئین جنکے جسم مبارک سے مُشک کی بو آتی تھی اور ہرگز کبھی حائضہ نہین ہوئین اور جب فرزند پیدا ہوتے اُسی وقت نفاس سے پاک و صاف ہوجاتین اور نماز ادا کرتین **سوال** اصل مُشک کی کس چیز سے ہے **جواب** بعضون نے کہا ہے کہ جب آدمؑ بہشت سے باہر گئے سب بہشتی لباس جسم سے

۱۲ یہ روایت کہین سے ثابت نہین ہے

گر گیا آخر آدمؑ نے بہشت کے درختون سے چند پتے توڑ کر باندھ لیے اور اپنا ستر چھپایا جب
اُن پتون کو پھینک دیا ایک ہرن نے کھا لیا اس سبب سے حق تعالےٰ نے ناف مین
اُسکی اور نسل مین اُس ہرن کے مشک پیدا کیا اور بعضون نے کہا ہے کہ جب حضرت
ایوبؑ بیمار تھے اور کنارۂ دریا پر ضعیف اور ناتوان تشریف رکھتے تھے ایک ہرنی اُدھر
نکل آئی اور ایوبؑ کو اس حالت مین دیکھا نہایت مہر و محبت سے دودھ پلایا پس
حق تعالےٰ عزوجل نے برکت سے اس بات کی ناف مین اُسکی مشک پیدا کیا **سوال**
اس مین کیا حکمت تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھتے تھے
جواب بعضون نے کہا ہے کہ بھوک کے سبب سے باندھتے تھے تا اُسکے باندھنے
سے کچھ قوت حاصل ہو اور بعض نے کہا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کعبے کا مکان بنا رہے
اور حجر اسود رکھ رہے تھے اس اثنا مین حجر اسود حضرت ابراہیمؑ کے دست مبارک سے
چھوٹ کر گر گیا اور ایک ٹکڑا اُس سے چھوٹ کر جدا ہو گیا حق تعالےٰ نے جبرئیلؑ کو فرمایا کہ
اُسکو پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے تک جبل النامہ مین رکھین
اور آپ کو پہونچاوین جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اُس غار مین تشریف لے گئے حضرت جبرئیلؑ نے اُس پتھر کو وہان سے اُٹھا کر پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو اپنے شکم مبارک پر باندھو جو کچھ روبرو نظر آتا
ہے پیچھے سے بھی نظر آئیگا **سوال** حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جب سانپ بن گیا
کس واسطے موسیٰ اُسے دیکھنے سے ڈرے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ سے جو نمرود
نے سلگائی تھی کیون نہین خوف کیا **جواب** موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو سانپ بن گیا
خدائے تعالےٰ کی صفت سے بغیر واسطے کے تھا پس موسیٰؑ جو ڈرے حقیقت مین

خدائے تعالیٰ کا خوف تھا لیکن آگ سُلگانا آدمی کا کام ہی پس ابراہیم علیہ السلام کا بیخوف رہنا بجا تھا واللہ اعلم بالصواب **سوال** ایک شخص نماز مین تھا جب داہنی طرف سلام کیا نماز اُسکی فاسد ہوگئی اور جب بائین طرف سلام کیا زکوٰۃ اُسپر لازم ہوگئی اور جب آسمان کی طرف دیکھا روزہ اُسپر واجب ہوا جب پیچھے نظر کی غلام اُسکا آزاد ہوگیا جب زمین پر بیٹھ گیا حج اُسپر لازم ہوا جب روبرو اپنے نظر کی بیوی اُسکی اُس پر حرام ہوگئی یہ کیونکر ہے **جواب** وہ ایک مرد یتیم ہے کہ وہ نماز مین تھا جب اُسنے داہنی طرف سلام کیا نظر اُسکی پانی پر پڑی نماز اُسکی فاسد ہوگئی جب بائین جانب سلام کیا کیا دیکھتا ہے کہ شریک اُسکا سفر سے آگیا اور مال لایا ہے زکوٰۃ اُسپر واجب ہوئی اور جب آسمان کی جانب نظر کی ماہ رمضان کا ہلال نظر آگیا روزہ اُسپر لازم ہوا جب پیچھے دیکھا ماں باپ اُسکے ملک مین آگئے تھے اُسکے دیکھتے ہی آزاد ہوگئے اور جب زمین پر بیٹھا حج لازم ہوگیا کیونکہ اُسکے اور مکہ معظمہ کے درمیان تین منزل کا راستہ تھا اور یہ شخص توانگر بھی تھا جب روبرو اپنے دیکھا نظر اُسکی شہوت سے اپنی بیوی کی مان کی شرمگاہ پر پڑی بیوی اُسپر حرام ہوگئی **سوال** ایک شخص جنگل مین تیمم سے نماز پڑھتا تھا عین نماز مین اُسنے آواز اپنے جانور کی سُنی نماز اُسکی باطل ہوگئی یہ کیونکر ہے **جواب** اُس شخص نے اپنا اسباب جانور پر لادا تھا اور ایک پانی سے بھرا ہوا کوزہ بھی اُس اسباب مین تھا اتفاقاً وہ جانور گم ہوگیا اور جب وقت نماز کا آیا اُسنے تیمم کرکے نماز شروع کی بعد اسکے اُسکا جانور کم کیا ہوا آگیا اور پکارا جسکے سُنتے ہی اُس شخص کی نماز باطل ہوگئی کیونکہ پانی کے موجود ہونے سے تیمم سے نماز باطل ہوتی ہے **سوال** دو مرد نماز مین تھے اور ہر دو سو گئے نماز ایک شخص کی درست ہے اور دوسرے کی فاسد یہ کیونکر ہے **جواب** وہ شخص جو عمداً سو گیا نماز اُسکی باطل ہے اور وہ شخص جو سہواً سو گیا

نماز اُسکی درست ہی **سوال** ایک شخص نے چار رکعت سنت نماز پڑھی اور پھر
چار رکعت فرض تو فرض نماز اُسکی درست ہی اور سُنت فاسد ہے یہ کیونکر ہی **جواب**
اُس شخص نے وضو کیا تھا لیکن مسح موزہ بھول گیا جب سنت نماز ادا کر کے اُس جگہ
سے دوسری جگہ جماعت کی نیت سے باہر آیا مینھ کے قطرے جو گھاس پر پڑی تھے
اُسکے موزے پر گرے اور قائم مقام مسح کے ہو گئے پس فرض نماز اُسکی جائز ہے اور
سنت درست نہین **سوال** ایک شخص کے پاس تین گھڑے ہین ایک گھڑا گھی سے
بھرا ہی دوسرا دودھ سے تیسرا سرکے سے اُسنے ہر ایک سے تھوڑا تھوڑا برتن مین انڈیلا قضا اُس
برتن مین مرا ہوا چوہا نکل آیا اب کس گھڑے پر نجاست کا حکم کرینگے **جواب** پیٹ چوہے کا چیر کر دیکھین
اگر پیٹ سے گھی نکلے تو گھی کے گھڑے پر نجاست کا حکم کرین اور اگر دودھ نکلے تو دودھ کے گھڑے پر اور اگر سرکہ نکلے تو سرکے
کے گھڑے پر نجاست کا حکم کرین اگر چیرنے کے بعد پیٹ سے کچھ نہ نکلے تو چاہیے کہ اُس چوہے کو بلی کے روبرو
ڈالین اگر بلی اُسکو کھالیوے حکم نجاست کا اوپر گھی اور دودھ کے گھڑون کے کرین
اگر بلی نہ کھاوے تو سرکے کے گھڑے پر نجاست کا حکم ہے **سوال** وہ کون سی سُنت
ہے جو قائم مقام فرض کے ہے اور اُسکے ادا کرنے سے فرض ساقط ہو جاتا ہی **جواب**
وہ مسح موزہ ہے کیونکہ قائم مقام ہوتا ہی پیر دھونے کے جو فرض ہی واللہ اعلم بالصواب
سوال وہ کون چیزین ہین جو فقط نماز کو فاسد کرتی ہین نہ وضو کو **جواب** کچھ کھانا یا
بات کرنا اور کوئی عمل جو نماز کے سوائے ہو **سوال** وہ کونسی تین چیزین ہین جو فقط وضو
کو توڑتی ہین نہ نماز کو **جواب** منھ بھر قے کرنا اور گوز اور نکسیر پھوٹنی **سوال** امام اور مقتدی
نے آخر نماز مین قہقہہ مارا تو امام کا وضو ٹوٹ گیا اور مقتدی کا نہین یہ کیونکر ہے **جواب**
اول امام آخر نماز مین ہنسا اور بعدہٗ مقتدی اسلیے امام کا وضو اور نماز باطل ہوئی اور

لہ یہ افعال اگر بلا قصد ادا ہون تو نماز کو مضر نہین ہوتی بلکہ قصد و شعور دل نماز پر طاری رہتا ہی۔

مقتدی کی فقط نماز فاسد ہوگی **سوال** وہ کون چیزین ہین جو نہ وضو کو توڑتی ہین نہ نماز کو
جواب تھوڑی قے اور تبسم اور زخم سے گوشت بغیر خون کے گرنا **سوال** ایک
شخص نے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھی مگر جب تک کہ اور ایک رکعت نماز نہ پڑھے
نماز کامل نہوگی یہ کیونکر ہے **جواب** اُس شخص نے نماز مغرب کی گھر مین پڑھ لی تھی اور
بعدہ مسجد مین آیا جہان جماعت کے ساتھ نماز ہو رہی تھی اُسنے بھی نفل کی نیت سے
اقتدا کیا اور تین رکعت نماز پڑھ لین چونکہ تین رکعت نفل نماز درست نہین ہوا اس لیے اور
ایک رکعت ادا کرنی پڑی **سوال** وہ کونسا مسافر ہی کہ باوجود رکھنے پانی کے اور نہونے
پیاس کے جسکو تیمم درست ہی **جواب** ایک مسافر ہی جسکا کپڑا غلیظ ہی دھونا اُسکا فرض ہے
اسلیے وہ کپڑا دھو لیوے اور تیمم کرے **سوال** ایک شخص نے قسم کھائی کہ آج چار رکعت
نماز پڑھونگا یہ کیونکر ہے **جواب** وہ شخص مسافر ہی جو فجر کی نماز پڑھکر سفر کو نکلا اور ظہر اور
عصر کی نماز مین دو دو رکعت قصر پڑھ لین **سوال** ایک شخص کی تین عورتین تھین پہلی
جنابت والی دوسری نفاس والی تیسری حیض والی خاوند نے کہا جو عورت تم مین زیادہ
پلید ہو اُسکو طلاق ہے پس کہو طلاق کسکو ہی **جواب** طلاق حائضہ کو ہی کیونکہ جنابت
اور نفاس کا غسل ایک ہی روز مین ہو سکتا ہی مگر حیض کے لیے کم سے کم تین روز چاہیے
سوال ایک شخص نے کہا کہ میری باندی سے دو بچے پیدا ہوے ہین وہ ہر دو نہ مرد ہین
نہ عورت نہ زندہ ہین نہ مردہ نہ گورے ہین نہ کالے اسپر اُسنے قسم کھائی یہ کیونکر ہی **جواب**
وہ ہر دو بچے جو بطن سے باندی کے پیدا ہوے اُنمین ایک مرد تھا ایک عورت ایک
زندہ تھا ایک مردہ ایک گورا ایک کالا **سوال** دہلی مین ایک شخص نے انتقال کیا
بنگلور مین ایک عورت اپنے خاوند پر حرام ہوگئی یہ کیونکر ہی **جواب** زید نے اپنی بیٹی کو

سلہ اور نہ نہین پڑھا اسلیے کہ فقہ نے نماز جنازہ مین آہستہ پڑھنا ہی یعنے آج دن کو ۱۲

بنگلور مین اپنے غلام کے ساتھ نکاح کردیا اور آپ دہلی چلاگیا اور وہان انتقال کیا یہ غلام میراث پدری مین آکر اُس شخص کی بیٹی کا غلام بنگیا اور نکاح باطل ہوگیا **سوال** ایک شخص نے کسی عورت پر نظر کی اُسوقت وہ عورت اُس مرد پر حرام تھی دوپہر کو حلال ہوگئی ظہر کو حرام ٹھہری عصر کو پھر حلال ہوئی عشا کو پھر حرام ہوگئی آدھی رات کو پھر حلال صبح کو پھر حرام یہ کیونکر ہے **جواب** وہ عورت کسی اور شخص کی باندی تھی مثلاً صبح کو زید نے اُسپر نظر ڈالی حرام تھی وہی زید نے پھر دوپہر کے وقت اُسکو خریدلیا حلال ہوگئی ظہر کے وقت آزاد کردیا حرام ہوگئی عصر کو نکاح کرلیا حلال ٹھہری عشا کے وقت قسم کھائی حرام ہوگئی دوپہر رات کو قسم کے کفارے مین غلام آزاد کردیا پھر حلال ہوگئی صبح کو طلاق دیدیا پھر حرام ہوئی **سوال** ایک عورت نے ایک ہی دن مین تین مردون سے مہر حاصل کرلیا پہلے مرد سے کامل دوسرے سے آدھا تیسرے سے کامل یہ کیونکر ہے **جواب** وہ حاملہ عورت تھی پہلے مرد نے طلاق دیدیا تمام مہر لیا سعاً وضع حمل ہوگیا عدت کی حاجت نہ رہی دوسرے مرد سے نکاح کرلیا بے دخول اُسے طلاق دیدیا اُسکو آدھا مہر ملا تیسرے نے نکاح کرلیا فوراً وہ بھی مرگیا اس لیے اُسکے ترکے سے پورا مہر ملا **سوال** ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا نماز پڑھ روزہ رہ شراب مت پی حرام چیز مت کھا خون مت کر عورت نے برخلاف اُسکے قسم کھائی کہ مین نماز نہ پڑھونگی نہ روزہ رہونگی بلکہ شراب پی لی اور مردار گوشت کھا گئی قتل بھی کردوالا اب نہ اُسپر قصاص ہے نہ حد یہ کیونکر ہے **جواب** وہ عورت نفاس والی اور مسافرہ تھی نہ نماز اُسپر فرض ہے نہ روزہ اور تین دن سے بھوکی تھی اسلیے شراب اور مردار اُسپر حلال ہوگیا اور کافر حربی کو قتل کیا قصاص بھی اُسپر نہین ہے **سوال** ایک شخص نے لکھنؤ مین وفات پائی میسور مین اُسکی بی بی کو چار برس کی نمازین اعادہ کرنی واجب

ہوئین یہ کیونکر ہے **جواب** ایک باندی جو میسور مین رہتی تھی بغیر دامنی کے نماز ادا کرتی تھی جب مالک اُسکا لکھنؤ مین مرگیا چار برس کے بعد اُسکو خبر پہونچی مگر اُسکے صاحب کے مرتے ہی یہ آزاد ہوگئی اور بی بی ہے اسلیے چار برس کی نمازین دُہرانا واجب ہوا **سوال** ایک شخص نے پانچ نمازین ایک ہی وضو سے ادا کین تو فجر وظہر وعصر کی نمازین فاسد ہوگئین مگر مغرب وعشا کی نمازین درست ہین یہ کیونکر ہے **جواب** کہو وہ شخص جنب والا روزہ دار آدمی تھا غسل کی وقت غرغرہ بھول گیا جب مغرب کو افطار کیا اور پانی پیا غسل کامل ہوا اور نماز مغرب وعشا کی جائز ہوئی **سوال** ایک شخص نے ایک ہی لباس سے پانچون وقت کی نمازین ادا کین صبح کی نماز درست ہے اور باقی نمازین فاسد ہوئین کہو وہ کون شخص ہے **جواب** اُس شخص کے لباس پر روغن نجس لگا تھا صبح کے وقت تھوڑا تھا بعدہٗ پھیل کر شرعی درم سے زیادہ ہوگیا پس صبح کی نماز درست ہے اور باقی فاسد ہوئین **سوال** وہ کون شخص ہے جو باوجود غسل ترک کرنے کے گنہگار نہین ہوتا ہے **جواب** وہ جنابت والی عورت ہے جب غسل کے لیے اُٹھی حیض آگیا غسل ترک کر ڈالا اُسپر کچھ گناہ نہین ہے **سوال** ایک رکابی مین تین شخصون نے کھانا کھایا تو ایک کو وہ کھانا حرام ہوا دوسرے کو مکروہ تیسرے کو حلال یہ کیونکر ہے **جواب** ایک نافہم عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ یکایک دودھ رکابی مین گرا اور اُسکو مرد وعورت اور بچے نے ملکر کھالیا پس مرد پر حرام ہے عورت کو مکروہ بچے کو حلال ہے **سوال** ایک عورت کے ساتھ پانچ شخصون نے جماع کیا از روی شریعت اُنمین ایک کو چھوڑ دینا چاہیے دوسرے کو قتل کرین تیسرے کو سنگسار کرین چوتھے کو تازیانے لگاوین پانچوین کو اشنی کوڑے مارین کہو وہ کون ہین **جواب** پہلا دیوانہ ہے دوسرا کافر تیسرا عورت والا چوتھا بے عورت والا پانچوان غلام **سوال** ایک شخص تین عورتون کے ساتھ

ہ لعنے ا ر و ا ر ہ ہ عورت کو بھی بلا ضرورت ایام حیض مین جماع کرنا حرام ہے

سفر کو جاتا تھا جب تھوڑی دور رہ گیا ایک عورت اُسپر حرام ہوئی جب اور دور بڑھا
دوسری عورت حرام ہوگئی جب اور آگے چلا تیسری عورت بھی حرام ٹھہری جب اور
دور گیا تینون عورتین پھر حلال ہوگئین یہ کیونکر ہے **جواب** وہ یہودی تھا جب
تینون عورتون کے ہمراہ شہر کے باہر نکلا ایک عورت مسلمہ ہوگئی جب اور بڑھا دوسری مسلمہ
ہوئی جب اور چلا تیسری بھی مسلمہ ہوگئی جب اور آگے گیا خود مسلمان ہوگیا پھر تینون
اُسپر حلال ہوگئین **سوال** وہ کون ہین جو نہین جنے گئے اور مرگئے اور وہ کون ہین جو
جنے گئے اور نہین مرے **جواب** پہلے آدم علیہ السلام ہین نہین جنے گئے بلکہ قدرت خدا
سے پیدا ہوئے اور مرگئے دوسرے عیسیٰ علیہ السلام ہین جو جنے گئے اور اب تک زندہ
آسمان پر ہین **سوال** ایک شخص نے روزہ رکھا اور عمداً کھا یا پیا تو اُسپر قضا لازم ہے
نہ کفارہ یہ کیونکر ہے **جواب** وہ روزہ پیر ہن کا ہے یا حیض و نفاس کے دن کا
کیونکہ اُس روزہ روزہ حرام ہے **سوال** جو شخص عمداً نماز قضا کرتا ہے اور روزہ توڑتا
ہے اُسکے لیے کسقدر عذاب ہے **جواب** واسطے ایک وقت کی نماز کے چھ ہزار برس
سال عذاب دوزخ مین گرفتار رہے گا اور واسطے ایک روزہ قضا کے ساٹھ برس کا عذاب پائیگا

تمام ہوا رسالہ حیرۃ الفقہ دو

مناجات از طرف مصنف رح

لائق وہی عمر کے ہے مولیٰ — عالم کو کیا ہے جسنے پیدا
انجم کی لڑی ہے زینت و زیب — افلاک کو بخشی جسنے لاریب
گل بیلہ لالہ اُسی کے شوق مین ہے — بلبل بھی اُسی کے ذوق مین ہے

حیرت سے کھڑا ہے سرو سیدھا — قمری کو بھی ہے اسی کا نغمہ
ہر طیر ہے یادِ حق مین گویا — پتھر کو بھی ورد ہے اُسی کا
ہر برگ ہے محوِ یادِ رب مین — ہر بار خمیدہ ہے ادب مین
عالم کا عجیب ہے فسانہ — حیرت کا بنا ہے کارخانہ
گر غور سے دیکھو اُسکی قدرت — حاصل نہو جز بغیر حیرت
قدرت کا بیان کس سے کیا ہو — حیرت کا سمان جب بندھا ہو
لازم ہے کہ نعت مین ہون لب وا — پر حوصلہ ہم مین ہے نہ اصلا
جب نام شریف ہے زبان پر — پُر نور سے ہے دہان سراسر
حیرت یہ ہے کیا لکھون خدایا — خاموشی نے کہدیا کہ رہ جا
ممکن نہین ہم سے کچھ بیان ہو — خالق ہے جب آپ کا ثنا گو
پس ہووے درود حق کا انیر — اور آلؓ و صحابؓ پر مکرر
حیران ہون یہ کیا کرون خدایا — عصیان مین بھرا ہون سر تا پا
اب عرض دعا ہے تم کرو ون — جو دل کی ہے آرزو وہ مانگون
دکھلا مجھے راہ اُن کی تو اب — نعمت بخشی ہے جن پہ اے رب
لیجا نہ مجھے تو اُس روش پر — جن پر ہے ترا غضب سراسر
ہے عرض اک اور میری یہ بھی — امید قبول پر جو اُسکی
تجھ سے ہون مین چاہتا الٰہی — کر لیو یہ دعا قبول میری

مان باپ کو بخش دے خدایا
کر خاتمہ خیر پر ہمارا

خاتمۂ تالیف نتیجۂ فکر محقق مسائل دقیق جناب مولوی عبدالحق مخلص بہ تحقیق

اللہ کی حمد کس سے کیا ہو — لا اُحصی نبی نے جب کہا ہو
ہے نعت نبی کا کسکو امکان — اُمکا تو ہے خود خدا ثنا خوان
دے چھوڑ یہ دونون مرحلے ہین — کیا قطع ہون یہ دہ سلسلے ہین
آما بعد اسکے اے عزیزو — ہے عرض مری قبول کیجو
ہے بسکہ شریف علم فقہہ — کیا اسکا بیان ہو دے رتبہ
حیرت انگیز مسئلون کا — اِک فقہ ہے فارسی مین لکھا
عمدہ سب اُسکے مسئلے ہین — کیا خوب اور خاصے مسئلے ہین
حیرت یہ کہ اُسکو پڑھیے جس آن — تصویر سا آدمی ہو حیران
حیران حیران ٹھٹھک کر رہ جائے — پیچان پیچان بھک کے رہ جائے
ہر مسئلہ اُسکا پیچ در پیچ — ادراک ہے اُسکی سعی مین ہیچ
وہ کون کہ اُسکو ذہن سے پائے — جب تک نہ بتانے والا بتلائے
اِک فاضل و منشی و گرامی — سیّد ابراہیم ہین جو نامی
اُردو کیا اُسکا ترجمہ ہے — آسان و سلیس کر دیا ہے
حیرت کو ہے آئینہ دکھایا — تصویر کو جنبشون مین لایا
اور شاہد اُردو کی مجو — حیرت گئی آئینہ ہے دیکھو
یارب ہے یہی دعاے تحقیق — ہر اک کی رفیق ہو دے توفیق
ہو روز فزون محمدی دین — آمین آمین ثم آمین

خاتمۃ الطبع الحمد للہ کہ رسالہ حیرۃ الفقہ ترجمۂ اردو رسالۂ فارسی مترجمۂ مولوی سیّد محمد ابراہیم صاحب بماہ رمضان ۱۳۱۲ھ مطبع مجیدی کانپور مین جسب فکر جناب مولوی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی تولہ نمبر (۵۸) و مالک مطبع مجیدی باہتمام محمد احمد علی غفرلہ طبع ہوا امید کہ جو صاحب مستفید ہون طبع و مہتمم کو دعاے خیر سے یاد فرماوین

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد سید المرسلین
وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

یہ رسالہ موسوم بہ ہدیۂ انوریہ جو مسائل نکاح پر مشتمل ہے
اپنی محبت خادمانہ اور ارادت وعقیدت قدیمانہ
کے لحاظ سے عالیجناب قاضی القضاۃ مولوی میر
انور علیصاحب شریعت پناہ حیدرآباد کے نام نامی پر
بغرض حصولِ عزت وافتخار معنون کرتا ہے۔

گر قبول افتد۔ خاکسار

مؤلف محمد عبد الطاہر فرزند محمد عبد النعیم صاحب نائب گذر مغلپورہ

خطبہ مسنونہ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ
اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ
لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ۝ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ
لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۝ یٰاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ
اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دربیان نکاح

امام اعظم ابوحنیفہ کے دو شاگرد رشید ہیں امام محمد اور امام ابو یوسف
اگر کسی مسئلہ میں امام اعظم اور امام ابو یوسف متفق ہوں شیخین کہلاتے ہیں۔ اگر امام اعظم اور امام محمد متفق ہوں تو طرفین کہلاتے ہیں۔ اگر دونوں شاگرد متفق ہوں تو صاحبین کہلاتے ہیں۔

حقیقتاً النکاح کے معنی لغت میں وطی کے ہیں۔ اور مجازاً لفظ عقد ہی معنے نکاح مستعمل ہی۔ اور عقد کے معنے الجمع ہیں کیونکہ عقد وصول بعضا ہی وطی کی طرف۔ برین بنا نکاح نام رکھا گیا۔ جیسا کہ پیالہ کا نام بمعنے شراب مستعمل ہے۔

قولہ تعالیٰ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ ترجمہ نہ نکاح کرو تم ان عورتوں سے جن سے کہ تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ نکاح کے حقیقی معنے وطی کے ہیں۔ اگر بندی ہی زید کے باپ نے وطی کیا تو وہ بندی زید پر حرام ہو گئی۔ قولہ تعالیٰ اَلزَّانِي لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً ترجمہ زانی نہ نکاح کرے سوائے زانیہ کے یہاں بھی نکاح بمعنے وطی مستعمل ہے۔ اور ایسا ہی قول ہی برگزیدہ کا ہے۔ لغت کی رو سے اللہ تعالیٰ نے نکاح بہیمہ پر بہیمہ بمعنے چوپایہ۔ اور نکاح بمعنے واطی ہونے کے لغوی معنے کہہ دئے ہیں۔

فصل دربیان ارکان نکاح

مسئلہ۔ نکاح منعقد ہوتا ہی ایجاب قبول سے۔ کیونکہ وہ عقد ہی اور محتاج ہوتا ہی طرف ایجاب قبول کے مانند عقد

بیع کیونکہ وطی کا حاصل ہوتا ہی نکاح عورت پر جیسا کہ مال کا نفع ثابت ہوتا ہی بائع پر عورت کی جانب سے ایجاب قبول ضرور ہے
یا اوس شخص کے طرف سے جو اوسکا ولی ہوتا ہی اور قبول مرد کی جانب سے اور لفظ سے نکاح صحیح ہوتا ہی یعنی ایجاب
قبول) اور کبھی ایک لفظ سے بھی نکاح صحیح ہوتا ہی۔ جیسا کہ۔ زید اپنی چچا کی لڑکی کو اپنی ذات سے نکاح کرے مقابل مین
دو گواہ کے یعنی یہہ کہے کہ مین نے نکاح کیا اپنی چچا کی لڑکی سے نکاح ہو جائیگا۔ یہان صرف قبول سے مراد لیگئی ہے۔
اوسی طرح دوسری مثال یعنی ایک بات سے دو بات کا یا دو کے لئے جانبین کے ان دو کے لئے بھی کہے مین نے نکاح کر دیا زید کا ہندہ سے
نکاح صحیح ہو جائیگا۔ بقول امام اعظم و امام محمد و ابو یوسف وغیرہ۔ لیکن امام زفر کے نزدیک ایسا نہین یعنی انعقاد نکاح
یک جانب سے نہین ہوتا۔ مسئلہ اگر زید نکاح کر دے اپنی باندی کا اپنے چھوٹے غلام سے یکطرفہ ایجاب کافی ہے بقول
امام اعظم ایجاب قبول ماضی کے صیغہ کہلاتے ہین۔ اگر ہندہ کا ولی زید سے کہے کہ مین نے ہندہ کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا
اور زید کہے مین نے قبول کیا نکاح منعقد ہو جائیگا۔ یا ایک صیغہ ماضی ہو اور ایک مستقبل کا۔ مثلاً زید یہہ کہے کلثوم کے ولی سے
نکاح کر دے کلثوم کو مجھے اور ولی کہے کہ مین نے نکاح کر دیا نکاح منعقد ہو جائیگا یہ استحسان ہی (استحسان قیاس خفی کو
کہتے ہین) استحسان کی دلیل یہہ ہی کہ نکاح مین بھونی کی ضرورت نہین جیسا کہ بیع و شراء مین ہوتی ہی پس ارادہ کیا
لفظ ایجاب سے اور لفظ سے بھی ہو گیا۔ اور دوسرا صیغہ مستقبل کا۔ اور صیغہ امر مستقبل کے معنے مین لیا جاتا ہی جیسے زید کہے۔
مرد جنتی اور عمر یعنی ولی کہے زوجتک)

فصل در بیان گواہ

مسئلہ دونون مسلمان آزاد یا ایک مرد اور دو عورت عاقل بالغ ہون۔ بغیر مقابل دو گواہ مسلمان کا نکاح نہین منعقد ہوتا ہے
اور عقد کیوقت حاضری کی ضرورت ہی اجازت کے وقت نہین۔ مسئلہ کافر اپنی بیٹی مسلمان کا ولی نہین ہو سکتا اور مسلمان کیلئے
کافر کی گواہی ناجائز ہی۔ امام شافعی نے فرمایا ہی کہ طلاق۔ عتاق۔ وکالت مین عورتون کی گواہی جائز نہین (عتاق
بمعنے آزاد کرون غلام کو گواہ عادل ہون یا غیر عادل یا محدود فی القذف ہون (قذف کے لغوی معنی تہمت لگانے کے ہین اور حد قذف
شرع مین اسی کوڑہ مارنے کی ہی۔ محدود فی القذف وہ شخص کہا جاتا ہی جو کسی عاصمہ زنا کی تہمت لگائے اور شرع کے موافق اوسپر حد قذف
جاری کیجائے لیکن حاکم کے نزدیک اگر گواہ کی عدالت کی ضرورت ہے اگر معدہ پیش ہوا اور گواہ اثبات نکاح سے انکار کرین یا مہر مین اختلاف کرین
اور غیر عادل ہون حاکم انکو نکال دیا کرے نہین جائیگا۔ مسئلہ نکاح کیلئے دو حکم ہین۔ یک انعقاد دوسرا اظہار (تعریف انعقاد) جو شخص

کہ مالک اپنی نفس کا نکاح اوسکے حضور میں منعقد ہوگا۔ اور جو شخص اپنے نفس کا مالک نہو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ اسی بنا پر نکاح منعقد ہوتا ہی
شہادت سے اندہے کو گونگے اور محدود فی القذف کی اور گواہی سے اندھے اور لڑکوں کی اور شہادت سے بندہ اور دو بیٹیوں کی جگہ ایک غلام اور مکاتب کی گواہی
نہیں منعقد ہوگی۔ (تعریف مکاتب) اور غلام کو کہتے ہیں جسکو اوسکا مالک یہ کہے کہ اگر تو مجھکو ہزار یا سو یا دو سو روپیہ دے تو میں تجھکو
آزاد کردونگا۔ مکاتب اپنے سردار کی لونڈی کا نکاح کراسکتا ہی فی نفسہ مکاتب لی نہیں ہتا بلکہ اپنے آقا کے واسطے اجازت کا مستعار ہوتا ہے
اظہار کا حکم ہے کہ غیر عادل کی گواہی حاکم کے نزدیک نہیں قبول کیجائیگی اور انعقاد نکاح نہوگا۔ انعقاد نکاح میں شہادت کی شرط یہ ہے
کہ گواہ ایک حالت میں ناکح اور منکوحہ کا کلام سنے اگر ایک بہرہ ہو اور دوسرا سنا اپنے ساتھی کو سمجھائے انعقاد نکاح نہوگا۔ ایسا ہے اگر سنے دو گواہ
واحد العاقدین سے یعنے ناکح یا منکوحہ سے اور نہیں سنے دوسرے کو کلام کو انعقاد نکاح نہوگا۔ فتوی اس پر ہے کی شرط معتبر ہی کہ فہم کی جیسے
عرب نے نکاح کیا دو عجمیوں کی شہادت سے جائز ہی مسئلہ اگر مسلمان نکاح کرے دو ذمیوں کی شہادت سے ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے
نزدیک جائز ہی حق انعقاد میں حق اظہار میں لیکن امام زفر کے نزدیک دونوں میں ناجائز ہی مسئلہ مرد کیلئے حلال نہیں ہی نکاح کرنا اپنی
دادی اور نانی اور پوتی کی اگرچہ نیچے کے طبقہ میں ہو اور اپنی بہو اور اپنی بھانجیوں اور بھتیجیوں سے یہ بھی نیچے کے
طبقہ میں کیوں نہو اور نہ پہوپی اور خالہ سے۔ ایسا ہی باپ کی پہوپی اور خالہ حرام ہے بلند طبقہ میں کیوں نہو حکمت ان دو کی حرمت میں
قرابت کی تعظیم کی نگہداشت ہی اور محفوظ رکھنا انکو ذلت سے کیونکہ ہمسری میں انکی تذلیل ہی۔ اور ایسی ساس سے بھی نکاح جائز نہیں
گو زید اسکی بیٹی سے وطی کیا ہو یا نہو حرام ہے۔ قولہ تعالی (وامہاۃ نسائکم) یعنے تمہارے عورتوں کی مائیں انکی حرمت
ثابت ہوتی ہی عقد اور نکاح صحیح کے تعلق سے وطی سے۔ اگر نکاح فاسد کرے تو اوسکی ماں حرام نہیں ہوگی جبتک کہ وطی کرے اوس عورت سے
یا دیکھے اوسکی شرمگاہ کی طرف شہوت سے یا شہوت سے چھوئے حرمت ثابت ہوجاتی ہی مسئلہ اور اوس عورت کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں
جس سے وطی کیا زید نے لڑکی خواہ اوسکی نزدیک سے یا کسی اور رشتہ دار کے پاس ہو مسئلہ اور نہیں جائز ہی نکاح اپنی اولاد کی عورتوں سے
یعنے بیٹے کی اور پوتے کی اور نواسے کی اپنی رضاعی ماں اور رضاعی بہن سے۔ ایسا ہی رضاعی بیٹیاں اور رضاعی بھانجیاں اور بھتیجیوں سے
بموجب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حرام ہوجاتی ہیں رضاعت سے وہ رشتے جو حرام ہوتے ہیں نسب سے اور وہ بہنوں کو نکاح کرنے سے خواہ ملک
یمین یا نہو ملک یمین میں ہو (مسئلہ) اور منکوحہ کی بہن اور خالہ بھانجی سے نکاح کرے ہم خطہ ہو کر

مسئلہ اگر زید زنا کرے کسی عورت سے حرام ہوجاتی ہی اوسپر اوسکی ماں اور بیٹی ایسا ہی اگر کسی عورت کے

شہوت سے چھوٹے حرام ہوگی اور مکی اور بڑی ہونی اگر کوئی چھوٹے مرد کو شہوت سے ہاتھ لگائے تو حرمت ثابت ہوتی ہے اور لیکن عورت مشتہاۃ ہو (تعریف
مشتہاۃ اور نہ ہونے کی) کوئی حد نہیں کم از کم نو برس کی ہو اور زیادہ کی کوئی حد نہیں جو عورت مشتہاۃ نہیں کہلاتی وہ پانچ سال سے
آٹھ سال تک مشتہاۃ نہ ہوگی اگر ایک شکل سے مشتہاۃ ہوتی ہے بشرطیکہ وہ مولود معتاد سے متجاوز نہیں ہوئی۔ فتاوی عیون من
الفتاوی اگر مشتہاۃ ہے لیکن یہ ایسی ہے کہ اعضو مخصوص کا اس سے مرد اگر نہیں اور جو چھوٹے ہوتے ہیں ایسی ہے کہ ان کی نسبت حنفی میں حرمت
مصاہرت ثابت ہوتی ہے اور امام شافعی کے نزدیک بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اور امام مالک کے نزدیک اگر زید ہی ہو تو
ہندہ کو طلاق بائن یا طلاق رجعی دے تو وہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک اس کی عدت پوری نہ کرے اگر زید ہی ہو تو
کہتا ہو اور کسی یک طلاق مغلظ دی ہو یا دو جب تک مطلقہ کی عدت گذار چکی ہو نکاح نہیں کر سکتا۔ مسئلہ مالک کو اپنی باندی سے نکاح کی
ضرورت نہیں کیونکہ باندی اس کی ملک ہے مسئلہ کتابیہ سے نکاح جائز ہے یعنی نصرانیہ اور یہودیہ سے (شرح) کتابیہ آزاد ہو یا باندی امام اعظم کے
نزدیک برابر ہے لیکن امام شافعی نے فرمایا ہے کہ انہیں کے آزاد عورتوں سے نکاح جائز ہے باندیوں سے نہیں اور امام اعظم اور امام شافعی کے نزدیک
یہود سے وطی کرنا جائز ہے۔ مسئلہ مجوسیات اور وثنیات سے نکاح جائز نہیں (شرح) مجوس اس قوم کو کہتے ہیں جو آگ کو پوجتی ہے اور وثنیات
محرمات کے نکاح کرنا اور وثنیات اس قوم کو کہتے ہیں جو بت وغیرہ کو پوجتی ہے۔ اگر مسلمان کتابیہ کو نکاح میں لایا اور وہ مجوسی ہو گئی حرام ہو گئی نکاح
فسخ ہو جائیگا۔ اگر نکاح کرے نصرانیہ کو اور بعد نکاح وہ یہودیہ ہو گئی نکاح پر ہے یہودیہ ہی اور نکاح فاسد نہیں ہوگا کیونکہ وہ
دونوں اہل کتاب ہیں۔ اگر صابئین ہو گئی ابو حنیفہ کے نزدیک نکاح فاسد نہیں ہوتا اگر صاحبین کے نزدیک فاسد ہو جاتا ہے۔ مسئلہ امام حنیفہ کے نزدیک
صابئیات سے نکاح جائز ہے بشرطیکہ وہ دین اسلام اور انجیل پر ہے۔ (شرح) صابئین وہ قوم ہے جو ملت کو چھوڑ کر یہود اور نصاریٰ کے اور عبادتوں کی
طرف کی یہ صابئہ کے باب سے آیا ہے یعنی نکلا وہ دین سے طرف دوسرے دین کے۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ وہ اویس علیہ السلام پر ایمان لائے اور تعظیم
کرتی تھے اونکی اور بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ ہے اگلے دین نوح علیہ السلام کا پیروی کرتا ہے دین اور قبلہ اونکا جنوب ہے۔ مسئلہ جو قوم ستارہ کی پرستش
کرتی ہو اور اسپر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی اس قوم کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں (شرح) کیونکہ وہ مشرکہ ہیں ہے مسئلہ محرم اور معتکف کو
حالت احرام میں نکاح کرنا جائز ہے مگر وطی نہیں کر سکتے (شرح) امام شافعی کے نزدیک حالت احرام میں نکاح بھی جائز نہیں۔ مسئلہ نکاح
منعقد ہوتا ہے حرہ بالغہ اور عاقلہ کا اور اسکی رضامندی سے اگر منعقد کرے اولیا یعنی وہ اپنا نکاح کر سکتی ہے نزدیک امام ثانی کے اور امام
ابو حنیفہ کے نزدیک یا کرہ ہو یعنی بشرطیکہ وہ حرہ بالغہ عاقلہ ہو اور ولی مجبور نہیں کر سکتا بالغہ کو خواہ ثیبہ ہو یا کرہ (شرح) امام شافعی کا
یہ قول ہے کہ باکرہ بالغہ کو باپ اور دادا نکاح پر مجبور کر سکتے ہیں۔ مسئلہ جسکو اجازت طلاق کی ہے منکوحہ سے اور وہ ساکت ہے یا ہنس دے یہ اذن

داخل ہے (شرح) لیکن بعض فقہا نے کہا اگر سنے بالغہ کے رضامند ہونے کی یہ آیین لکھتا اگر ولی اجازت طلب کرے یا غیر ولی سو سنے اور شخص کے
جو دیکھے کہ یہ ان امور سے ہے جن میں سکوت رضامندی میں داخل نہیں ہوگا تا وقتیکہ زبان سے نہ کہے کیونکہ یہ سکوت ان دو کلام کے جانب کم
تر ہی کے سبب سے (بخلاف اسکے اگر اجازت طلب کرے رسول کی یہاں پر کلام کی کم تر ہی کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ رسول قائم مقام دلی کے ہے اور معتبر ہے
ان دو طلب کرنے والوں کے کلام لینا اسطرح کہ مثلاً مرد نے عورت کے کی تمنا کی عورت کو حاصل ہو جاتا ہے کہ منکوحہ کی عزت اور نکاح کی طرف سے اور نام
سکوت اختیار کی تو رضامندی میں داخل ہوگا اور نکاح کا نام نہ لیا گیا ہو تا اور وہ سکوت کرے رضامندی میں داخل نہ ہوگا کیونکہ
طلب اجازت صحیح نہیں ہوئی اور مہر کے ذکر کی شرط نہ ہونا کہ نکاح بغیر ذکر مہر صحیح ہوتا اگر وہ اجازت طلب کرتے وقت اور رضامندی
نہ ہوگی کیونکہ یہ غصہ اور کراہت اور نفی رضامندی کی علامت ہے لیکن بعض فقہا کہتے ہیں اگر غیر اوز رد تو کراہت ہوگی اسوجہ سے
کہ (اس باپ کی جدا ئی کے غم کا روا ہوگا الا یہ آواز سے رد تو کراہت ہے رضامندی نہ ہوگی بعض فقہا کہتے ہیں اگر آنسو بہتے ہوں رضامندی کی
علامت ہے اور اگر آنسو بہتے ہوں رضامندی کی علامت نہیں اور بعض فقہا کہتے ہیں اگر آنسو بہتے ہوں تو رضامندی کی نشانی ہے
اگر گم ہو تو رضامندی نہ ہوگی مسئلہ اگر ولی باکرہ سے کہے میں تیرا نکاح زید سے کرنا چاہتا ہوں اور وہ کہے کہ عمر سے چاہتی ہوں جملہ اجازت میں
داخل نہیں ہوگا مسئلہ اگر ثیبہ سے اجازت طلب کرے اسکی رضامندی قول سے ضرور ہے (شرح) بعضے احادیث نبوی باکرہ سے
اجازت طلب کرے اور ثیبہ کی زبان سے اقرار کرے اور سکوتیہ ہم وجہ الغ ہے اور اسکو کوئی چیز نہیں مسئلہ اگر باکرہ کا باپ سبب کودنے
وغیرہ کے زائل ہو جاتا باکرہ کے حکم میں داخل ہوگی (شرح) جیسا کہ باکرہ کا نکاح کیا جاتا ہے اور سطرح نکاح کیا جاتا ہے اور سکوت اسکا رضامند
ہوگی اور زید نکاح کرے ایسی عورت سے اور باپا اور سکوتیہ بدوطی مہر پورا دیتا ہوگا باکرہ کے مہر پر باپ قاضی بعضے جبتک کہ وہ
منع کرے اور ثیبہ کے جو کہ زائل نہیں ہوئی تک اجازت دے مسئلہ اگر بکر زنا سے زائل ہوا ابو حنیفہ کے نزدیک بکر میں داخل ہے
اگر امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اور اسکا نکاح ثیبہ کی طرح ہے اسکا سکوت رضامندی میں داخل نہیں۔ اگر زائل ہو بکر نکاح شبہ
اور نکاح فاسد کے اتفاق اجماع ثیبہ کے حکم میں ہے کیونکہ شرع ظاہر کی اوس فعل کو اوسپر جسکو لازم کی نکاح اور مہر اور ثابت کیا
وغیرہ کو بخلاف زائل کے کہ نہیں ہوئی اوسوقت جبکہ زائل ہوا اور جلد اور زنا کی عادی اور نہ مشہور ہوا اگر کوئی بات ان ابواب سے
ہمیں ہو تو اجماعاً سکوت اوسکا اجازت میں داخل ہوگا مسئلہ امر نے کہ بھیجے تجکو میرا نکاح فلانہ سے خبر نکاح کی عورت سنے جانے بعد تھوڑی
دیر کے کہ نہیں رد کی میں عورت کا قول معتبر ہوگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک فسخ کی ضرورت نہیں (شرح) لیکن امام زفر نے فرمایا کہ قول
مرد کا صحیح ہوگا اگر زوج قائم کرے گواہ اوسکے سکوت پر نکاح ثابت ہوگا۔ اگر قائم کرے دونوں عورت کے گواہ معتبر ہونگے کیونکہ

ثابت کرتی ہی اور گواہ اسی بات کی ہین - اگر زوج گواہ قائم کرے اس بنا پر کہ اوس نے اجازت دی جسکی مین نے اسکو خبر دیا نکاح کی اور قائم کرے شہود گواہ اسپر دو مرد یا ایک مرد دو عورت کے گواہ معتبر ہونگے - مسئلہ ابو حنیفہ کے نزدیک نکاح مین حلف نہین لیجاتی لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک حلف لیجاتی ہی - شرح کنز الدقائق مین ہی کہ فتوی صاحبین کے قول پر ہی اور فائدہ اسمین یہہ ہی کہ نزدیک ابو حنیفہ کے ان آٹھ اشیا مین حلف نہین لیجاتی ہی وہ یہہ ہین (نکاح - رجعت - فی فی الایلا - ایلا - استیلاد - دلا نسب - حدود لیکن صاحبین کے نزدیک ان جمیع مسائل مین حلف لیجاتی ہی مگر حدود مین نہین - (تعریف ہر ایک کی) نکاح کی تعریف ظاہر ہوگئی ہی - رجعت بمعنے رجوع کرنیکے ہین یعنے مطلق رجعی مین مرد کو عورت کے نکاح رجوع ہوجاوے - فی فی الایلا اوسکو کہتے ہین کہ مرد عورت سے وطی کرنیکو واسطے مدت مخصوصہ تک قسم کہا کر پھر قسم سے رجوع کرجاوے - رق - غلام بنانیکو کہتے ہین - استیلاد - امام ولد کو کہتے ہین اور ام ولد اوس باندی کو کہتے ہین جسکے بیٹے سے اولاد ہو - دلا - غلام کو آزاد کرنیکے بعد اوسکے مال کا مالک سردار ہوتا ہی - نسب - ثبوت نسب - حدود کا قائم کرنا - (بیان نکاح) نکاح لفظ نکاح سے منعقد ہوتا ہی جیسے - انکحتک - اور ترویج سے اور لفظ ہبہ سے اور لفظ صدقہ سے یعنے اگر عورت کہے میں نے اپنا نفس تجھکو نکاح کی جہت سے یا ترویج سے یا ہبہ سے یا صدقہ سے تو ہر ایک سے نکاح منعقد ہوجاویگا - اور لفظ تملیک سے بھی نکاح منعقد ہوتا ہی (شرح) ہمارے نزدیک ایسے لفظ سے نکاح منعقد ہوتا ہی جو واقع ہو اوس سے ملکیت حالت زندگی مین ابدا مدا یہہ ہین سے کہ لفظ بیع سے بھی نکاح منعقد ہوتا ہی یہہ بھی جواب صحیح ہی اوسکا یہہ اگر عورت کہے میں نے اپنا نفس تجھکو بیچا ہی اوس عورت کا باپ کہے کہ میں نے اپنی لڑکی تجھکو فلان قیمت کے بیچا نکاح منعقد ہوجاویگا - اور لفظ شراء سے بھی نکاح منعقد ہوتا ہی مثلا مرد کہے کہ میں نے تجھکو اس رقم کے عوض مین خریدا اور عورت ان سے نکاح منعقد ہوجاویگا (الی آخر) مسئلہ نکاح لفظ اجارہ اور لفظ اعارہ اور اباحت سے منعقد نہین ہوتا - (شرح) کیونکہ اجارہ مین منفعت معلوم ہونا نکاح کا اور قضائے نکاح کا نا بدی ہی - مسئلہ لفظ وصیت سے بھی نکاح نہین منعقد ہوگا کیونکہ تملیک وصیت مین مضاف بمعنی بعد موت ہوتی ہی نہین منعقد ہوگا اگر کہے مرد عورت سے کہ نکاح کیا میں نے تجھ سے معاوضہ چند درہم بمقابلہ گواہ اور عورت اسکی تصدیق کرے تو نکاح نہین قبول کی نکاح صحیح نہین ہوگا - مگر اگر حفص کبیر سے مروی ہی کہ نکاح صحیح ہوگا کیونکہ نکاح اصل ہی اور مال تابع ہی - مسئلہ جائز ہے نکاح صغیرہ صغیر کا جبکہ نکاح کرے ان دونکا ولی باکرہ ہو صغیرہ یا ثیبہ ہو یعنی ثیبہ ہے وہ صغیرہ مراد ہے جسکا شوہر مرگیا ہو پھر کیا ہو یعنی نکاح پہلے ہوگیا ہو - شرح - امام مالک نے فرمایا ہی کہ نکاح کرے صغیرہ کا کوئی مگر باپ اور امام شافعی نے فرمایا ہی واجبکہ بیباکرہ ہو اگر ثیبہ ہو تو وہ آپ اپنا نکاح کرسکتی ہی کتاب الوردین تحریر ہے اگر صغیرہ اور صغیرہ کا نکاح سوا باپ دادا کے کوئی اور کردے یعنی چچا وغیرہ احتیاط اسمین ہی کہ دو مرتبہ نکاح کیا جاوے ثیبہ مہر مسمی سے اور دوسرے مرتبہ بغیر مہر مسمی سے

تاکہ مسمی میں نقصان واقع نہو اگر نہیں صحیح ہوگا ثانی مثل مہر سے مسئلہ ولی عصبہ ہونا (شرح) معتبر ہے درآنحالیکہ اقرب
یعنے باپ دادا بھائی وغیرہ مسئلہ اگر نکاح کردے صغیر اور صغیرہ کا باپ یا دادا بعد بلوغ انکو نکاح فسخ کرانیکا اختیار نہیں (شرح
بسبب کمال ولایت باپ دادا کے اور زیادتی شفقت کے بعد بلوغ باپ دادا نکاح کردیسکتے ہیں مسئلہ اگر نکاح کردان دونکا سوا باپ دادا کے
ان دونکو اختیار ہے کہ بعد بلوغ اوسی نکاح پر رہیں یا فسخ کردیں مسئلہ ولایت کا حق بچے اور غلام اور دیوانہ کو نہیں ہے (شرح جسکیدہ
خود اپنے ذات کے ولی نہیں تو بدرجہ اولی غیر کے نہیں ہوسکتے۔ مسئلہ امام ابوحنیفہ نزدیک جائز ہے غیر عصبات کیلئے اقارب سے ولایت تزویج کی
شرح یہہ مشہور ہے امام اعظم کے نزدیک اور یہہ قول استحسان ہے مگر امام محمد نے فرمایا کہ جائز نہیں اور قول ابو یوسف کا اس معاملہ میں مضطرب ہے لیکن
مشہور ہے کہ وہ امام محمد کے متفق ہیں اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر عصبات ہو تو مرد اور عورت برابر ہے ولایت میں (شعر الام والخال
وکل ذی رحم یعلمه تزویج من له یحتلم (شرح افضل ماں ولیہ کی حقدار رہتی ہے۔ ترجمہ یعنی ماں اور ماموں اور ہر رد و رحم
جو نابالغہ ہو اوسکا نکاح کرا سکتی ہیں۔ پھر دادی بعد ماں باپ کی ہیں علی ہذا مسئلہ جس عورت کا کوئی ولی نہو اگر نکاح کردے اوسکو مولا جسنے
کہ آزاد کیا اوسکو جائز ہے اور اگر ولی اقرب کو غیبت منقطعہ ہو ولی بعید نکاح کرا دے سکتا ہے مگر خلاف ہے نزدیک امام زفر کے (شرح۔ فائدہ
فائدہ اس بنا پر ہمارے نزدیک یہہ ہے کہ ولی ابعد اولی ہے سلطان سے اگر سلطان نکاح کردے ولی ابعد کی موجودگی میں جائز نہیں ہے برخلاف امام
شافعی کے نزدیک سلطان اولی ہے اوس سے۔ مسئلہ غیبت منقطعہ اوسکو کہتے ہیں کہ نہیں جانا ہو قافلہ اوس شہر کو اندر یک سال کے
معراج النبوۃ (شرح۔ یہہ قول مختار قدوری کا ہے اور مصنف اور فتاوی کبری میں اندازہ کیا ہے تین مہینہ تین دن
مسئلہ کف نکاح میں معتبر ہے (شرح فتح میں ہے کہ ابتدا میں کف معتبر ہوتا ہے اور نہیں معتبر ہوتا ہے مدت اوسکی بعد اوسکے اگر نکاح کرنے
اوسکو درحالیکہ وہ کف ہے پھر ہوگیا فاجر نہیں فسخ ہوگا نکاح کف معتبر ہے عورت تو نکیلئے اور مرد کیلئے نہیں اگر شریف نکاح کرے عورت وضیعہ وضیعہ دینے
ولینکو حق اعتراض نہیں اگر کف سے ہو تو بہتر ہے کیونکہ مرد مستقرش سے نہ مستفرش اور حسیب نسیب کا ہو سکتا ہے جیسا کہ فقیہ کف ہوتا ہے علوی کا
کیونکہ شرافت علم اعلی ہے شرافت نسب سے اور عجمی عالم کف ہو سکتا ہے جال عربی کا اور عالم بقریش ہوتا جاہل غنی کا۔ مسئلہ اگر عورت
غیر کف میں نکاح کرے اوسکے ولینکو حق ہے کہ تفریق کرا دے اور کف نسب اور دین اور مال میں معتبر ہے (شرح۔ لیکن اردو نسب قریش کف ہے
واسطے بعض عرب کے اور نہیں ہے کل عرب کف واسطے قریش کے کیونکہ قریش کو فخر حاصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے
اور بنو باہلہ کف نہیں ہو سکتے کسی عرب کے کیونکہ بنو باہلہ مشہور ہے خساست سے۔ مسئلہ اور کف معتبر ہوتا ہے مال میں وہ یہہ کہ مالک ہو مہر اور نفقہ کا
اور معتبر ہوتا ہے پیشوں میں بھی۔ شرح یہہ قول صاحبین کا ہے اور امام ابوحنیفہ سے دو روایتوں میں ایک معتبر ہوتا ہے ایک نہیں۔

معتبر ہونیکی یہ مثال ہے کہ بیطار (یعنے سالوطری) کف ہو سکتا ہے عطار کا اور نیز ہر دو اُن میں تمام کف ہیں بعض انمیں بعض کے
جیسے عطار عطار کا کف ہے اور بیطار بیطار کا مگر حائک و حجام اور دباغ کناس (فراش) حارو کش (حجام
سنگیاں لگانیوالا) دباغت دینوالا) تمام پیشہ والوں کے کف نہیں ہو سکتے مسئلہ نہیں صحیح ہوگا نکاح اگر مہر ذکر نکیا جائے شرح۔ اگر عورت کو
اس شرط پر نکاح کرے نہیں ہے اور سکے لئے کوئی مہر نکاح صحیح ہوگا کیونکہ فقہا کہتے ہیں کہ نکاح شغار منعقد ہوتا ہے جسمیں مہر نہو تو شرط باطل ہے لیکن
ممانعت شغار کی حدیث میں آئی ہے وہ محمول ہے اوس نکاح پر جسمیں مہر خالی ہو بلکہ مہر مثل دینا ہوگا اگر بغیر مہر نکاح کرے وہ نہیں جائز ہے کیونکہ
وہ نکاح شغار ہے۔ مسئلہ مہر کا ادنیٰ درجہ دس درہم ہے (شرح۔ فی درہم چار آنہ کا گذر کیا جاوے دس درہم دینا ہوگا (شرح۔ امام زفر نے فرمایا
کہ مثل دینا ہوگا مسئلہ اگر دس درہم مقرر کئے جائیں اور بعد اوسکے زائد ہو اوسکو مہر مسمی دینا ہوگا۔ اور اگر نکاح کیا مہر مقرر نہیں کیا یا نکاح بغیر
یا مر جائے اگر طلاق دیدے پہلے دخول اور خلوت صحیحہ کے اوسکے لئے نصف مہر مثل دینا ہوگا قدوری میں ہے۔ فان طلقها قبل الدخول و
الخلوة فلها المتعة ثلثة اثواب من كسوة مثلها (شرح) اذا كانت المتعة اكثر من نصف
مهر المثل فلها نصف مهر المثل لان المتعة بدل عن نصف مهر المثل۔ جوہرہ نیرہ۔ ترجمہ اگر ہو متعہ زائد نصف
مہر مثل سے پس عورت کیلئے نصف مہر مثل ہے کیونکہ متعہ بدل ہے نصف مہر مثل سے دی درع وخمار۔ و لحقت الطلاق قبل دخول اور خلوت
صحیحہ کے اسکیلئے متعہ ہے (متعہ اوسکو کہتے ہیں لباس کے تین کپڑے ہیں اور وہ یہ ہیں درع خمار ملحفہ (اوڑھنی سر اور چادر)
اگر نکاح کرے مسلمان معاوضہ میں خنزیر کے نکاح جائز ہوگا لیکن عورت کا مہر مثل دینا پڑیگا (شرح۔ اگر سرکہ کی گولی کے معاوضہ میں
نکاح کرے اور حقیقت میں وہ شراب کی گولی تھی ابو حنیفہ کے نزدیک مہر مثل دینا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک مثل اوس گولی کے وزن کے
سرکہ دینا پڑیگا اگر غلام کے معاوضہ میں نکاح کرے اور حقیقت میں وہ آزاد ہے واجب ہوگا مہر مثل امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور امام ابو یوسف نے فرمایا ہے
واجب ہوتی ہے قیمت اوسکی اگر ہو غلام مسئلہ اگر نکاح کرے اور نہیں ذکر کیا مہر پر راضی ہو گئے وہ دونوں بتسمیہ پر وہ مہر عورت کا ہوگا
اگر دخول کرے اوس سے یا مر جائے مرد اور عورت اگر زائد کرے مرد عورت کے مہر میں بعد عقد لازم ہوگی اور سکو زیادتی اگر کم کرے عورت اپنے
مہر سے صحیح ہوگا کم کرنا۔ شرح کیونکہ مہر عورت کا حق ہے اور وہ بوجہ اپنے حق ہونیکے کم کر سکتی ہے اور بخشش بھی دیسکتی ہے اور عورت اور ولی اوسکا حق
اعتراض نہیں کیونکہ وہ اپنی ملک تصرف کرتا ہے مسئلہ اگر خلوت کرے زوج اپنی عورت سے اور کوئی شئی مانع وطی نہو مہر طلاق دیدے اوسکو زوج کو
پورا مہر دینا ہوگا اور عورت پر عدت لازم ہوگی شرح۔ یہ اوسوقت ہے جبکہ ہو خلوت صحیحہ اگر خلوت فاسدہ ہو تو واجب ہوگی پورا مہر اور عدت نہ ہوگی
خلوت صحیحہ یہ ہے کہ حفاظت کرے اپنے نفس کی اور کوئی شئی طبعاً اور شرعاً مانع وطی نہو۔ اور خلوت فاسدہ وہ ہے کہ اوس جگہ کوئی اس

مہر کا کیا ہے
عورت کے ساتھ
مہر مثل ہوگا
اگر دخول سے

مانع ہو طبعًا یا شرعًا عذر طبعی یہ ہے کہ دونوں مریض ہوں یا ایک مریض ہو اور نہ ہو سکے جماع یا عورت کو رتق کی بیماری ہو۔
شرعی عذر یہ ہے کہ نابالغ اور منکوحہ محرم ہو یا بیمار و زوہ دار ہوں۔ مسئلہ یا عورت حیض میں ہو اس سے خلوت صحیحہ نہیں ہوگی اگر خلوت کے
بجبوب اپنی عورت سے مہر علماء حنفیہ کے نزدیک مہر پورا دینا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک نصف مہر دینا ہوگا بلکہ اس سے عدت بھی واجب ہوگی
اور احتیاطًا اور ہر مطلقہ کیلئے متعہ مستحب ہے مگر ایک مطلقہ ایسی ہے جسکو طلاق دینا بلا دخول کے اور مہر نہیں دیکر کیا (شرح متعہ ایسی عورت کے
واجب ہے۔ مسئلہ اگر کوئی آزاد نکاح کیا کسی عورت سے یا کسی سال ایک خدمت کیلئے یا قرآن کی تعلیم کے معاوضہ پر اور سکو مہر مثل دینا ہوگا۔
(شرح۔ لیکن تعلیم قرآن معاوضہ مہر اسوجہ صحیح نہیں کہ وہ واجب ہے پس تعلیم قرآن مہر نہیں ہو سکتی بلکہ حال معاوضہ مہر ہوگا۔ اگر امام شافعی کے
نزدیک تعلیم قرآن اور خدمت معاوضہ مہر ہو سکتے ہیں۔ مسئلہ اگر غلام کسی آزاد عورت سے نکاح کرے بغیر اجازت آقا کے اجازت دیدی مالک کی یا کسی سال کی
خدمت پر اجازت دیدی۔ مسئلہ اگر کوئی آزاد عورت دیوانی ہو جسکا باپ اور بیٹا ہو تو دونوں کا ہونا عورت کے نزدیک شیخین کے لیکن امام محمد کا قول ہے کہ باپ
اور سکا ولی ہوگا۔ غلام اور باندی کا نکاح بغیر مالک کے اجازت کے جائز نہیں (شرح۔ اور امام مالک کا قول ہے کہ بغیر اجازت مالک نکاح جائز ہے
کیونکہ وہ مطلق کا مالک ہے تمام پس مالک ہوگا نکاح کا اور ہمارے قول کی صلعم کا ہے۔ ایما عبد تزوج بغیر اذن مولاہ
فھو عاھر (ترجمہ جو غلام کہ اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے پس وہ زانی ہے) اور ایسا ہی مکاتب اور مدبر اور ماذون کا نکاح بغیر مالک کی
اجازت کے جائز نہیں۔ مسئلہ نکاح متعہ اور نکاح موقت باطل ہے اگر ضامن ہوا ولی مہر کا تو ضامن ہوا اسکا صحیح ہے اور عورت کو اختیار ہے کہ وہ مہر
ولی طلب کرے یا زوج اگر ابھی دخول کے تفریق ہو جاوے عورت مہر نہیں لے سکتی (شرح۔ کیونکہ مہر بھیجر عقد فاسد واجب نہیں ہوتا اور خلوت بھی صحیح
واجب ہوتا ہے مہر اپنے منافع بورے کرنے کے۔ مسئلہ اور ایسا ہی تعنین خلوت کے بشرح نکاح فاسد میں مہر واجب نہیں ہوتا بعد خلوت بھی کیونکہ
خلوت غیر صحیحہ ہے۔ مسئلہ اگر دخول کیا اوس سے اوسکیلئے مہر مثل ہوگا اور مہر زائد ہو مہر مسمی سے اور نکاح فاسد میں ہی عورت پر عدت ہے اور نکاح
نسب اوس سے عورت کی اولاد کا مرد سے ثابت ہے اور مہر مثل معتبر ہوتا ہے اوس عورت کے بھائی اور اوسکی پھوپھی کی جیسے اور نہیں معتبر ہوگا اوسکی خالہ کی جانب سے
جبکہ ہو مان اور خالہ قبیلہ سے اوس عورت کے۔ شرح۔ کیونکہ عورت اپنے باپ کے قبیلہ کیساتھ ملتحق ہوتی ہے جیسا کہ اوسکی چچا کی لڑکی پس اوس وقت معتبر ہوگا مہر مثل
نانی کی جانب سے۔ ابو القاسم الصفار نے کہا کہ ایک عورت کا نکاح کسی بغیر مہر کے اور نہیں تھی کوئی مثال اوسکیلئے پاکے قبیلہ دال و جمال میں
آپنے فرمایا دیکھا جاتا ہے مثل اوسکے قبیلہ کے طرف اور اوسکی جاتی ہے مہر اوسکا مانند اوس عورت کے قبیلہ کے مہر کے۔ مسئلہ معتبر ہے مہر مثل میں کہ مساوی ہو
دو عورتیں سن میں اور جمال میں اور عقل مال میں اور دین میں اور بلاد و عصر میں اور عفت و بکارت و ثیبوبت میں اور بعائر کی نکاح جائز ہے
مسلمان ہو یا کتابیہ (شرح۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ نکاح جائز نہیں بلکہ ملک یمین سے وطی جائز ہے۔ مسئلہ جو باندی کی نکاح جائز ہے

(شرح - موافق قول ابوحنیفہ ایسا ہی اگرچہ عدت میں عورت باندی کو نکاح نکرے - مسئلہ باندی آزاد عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور آزاد مرد کیلئے چار عورتیں جائز ہیں بخلاف غلام کے کیونکہ وہ دو عورتوں سے زیادہ نہیں کرسکتا آزاد مرد چار باندیاں کرسکتا ہے لیکن اوس صورت میں جبکہ اوسکے پاس چار عورتیں ہوتو چار باندیاں اگر طلاق دیکر آزاد عورت کسی ایک کو طلاق بائن جائز نہیں اوسکیلئے کہ کرے نکاح چوتھی عورت سے جبتک کہ اوس عورت کی عدت گذر جائے (شرح - بخلاف اوسکے اگر عورت چار سے کم ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ چار عورتیں منجملہ ہر ایک کے چار عورتیں ہیں منجملہ ایک گم ہوگئی ہو یا اوسکو مرد اسوقت تک کسی عورت سے نکاح نہیں کرسکتا جبتک کہ اوسکی موت کی خبر نہ پہنچے یا عورت ایسی سن تک پہنچ جائے کہ اس سن تک کوئی زندہ نہیں رہ سکتا جسکی انتہائی مدت نو برس ہے اگر طلاق دیدے مفقودہ کو جبتک کہ اوسکی عدت پوری کرنے سے نکاح نہیں کرسکتا - یا پہنچ جائے اسن تک کہ اوسکے ساتھ کی عمر تک پس انتظار کرے مرد تیس برس پہر چوتھی سے نکاح کرے مسئلہ اگر عورتیں کوئی عیب ہو تو مرد فسخ نکاح کرسکتا ہے (شرح - امام شافعی کے نزدیک پانچ عیب ہیں اختیارات ہوجاتے ہیں وہ یہ ہیں - جنون - جذام - برص - رتق - قرن - ان میں سے کوئی عیب ہو تو فسخ نکاح کرسکتا ہے مسئلہ اگر زوج میں جنون - یا جذام یا برص ہو تو عورت اپنا نکاح فسخ نہیں کرسکتی نزدیک شیخین کے (شرح اگر مرد عنین ہو یا مجبوب ایسی حالت میں عورت کو اختیار ہے کیونکہ یہ عیب مخل وطی ہیں اور وہ عیب مرد کو وطی سے خبر نہیں کرتے)

فصل در بیان عنین

مسئلہ اگر مرد عنین ہو حاکم اوسکیلئے ایک سال کی مدت مقرر کرے اگر عورت پر قادر نہ ہو تو تفریق کرادے عورت چاہے تو (شرح - یہ اسوقت ہے کہ عورت حالت رتق میں نہ ہو اگر رتق میں ہو عورت کو اختیار نہیں ہے عنین مشکل اور عنین برابر ہے عنین اوسکو کہتے ہیں جسکا آلۂ تناسل صورتاً ہو جس سے جماع ممکن ہو اور قول مصنف کا حوالہ اوس سن شمشیہ ہے اور ہدایہ میں سن تمیز ہی صحیح ہے (سن شمشیہ تین سو پینسٹھ دن کا ہوتا ہے اور سن تمیز ہر مہینہ تیس دن کا) مسئلہ اور ہوگی تفریق طلاق بائنہ اور عورت کیلئے پورا مہر دینا ہوگا اگر خلوت کرے عنین اوس سے (شرح کیونکہ عنین کی خلوت صحیح ہے جس سے عدت واجب ہوتی ہے) مسئلہ اگر مجبوب ہو تو اوراً تفریق کرادیجائے مدت مقرر کرنیکی ضرورت نہیں (شرح) کیونکہ اوسکے انتظار میں کوئی فائدہ نہیں - اگر مجبوب خلوت کرے عورت کو پورا مہر دینا ہوگا اور عدت بھی لازم ہوگی اصحابین کے نزدیک نصف مہر واجب ہوتا ہے مسئلہ اور خصی کو مہلت دیجائے جیسا کہ عنین کو مہلت دیجاتی ہے (شرح - کیونکہ اوسے وطی کی امید ہے خصی اوسکو کہتے ہیں جسکا شین نکل جائیں اور ذکر رہے عنین اور یہ برابر ہے مسئلہ اگر اسلام لائے عورت اور اوسکا زوج کافر ہو قاضی کو چاہئے کہ اوسکو اسلام لانیکے لئے کہے اگر اسلام لائے تو بہتر نہیں تو تفریق کرادے اور یہ طلاق بائن ہوگی نزدیک طرفین کے اگر اسلام لائے زوج اور اوسکے تحت میں مجوسیہ ہے اوس عورت سے اسلام کی مدت نہ کرے اگر اسلام لائے تو بہتر ہے نہیں تو تفریق کرادے اور یہ مغارقت طلاق ہوگی -

(شرح) کیونکہ مفارقت حاصل ہوئی عورت کی طرف سے اور عورت نہیں ہے جس طلاق کی بخلاف مسئلہ سابق۔ مسئلہ اگر دخول کرے عورت مہر دینا ہوگا (شرح) جیسا کہ تفریق کر دیجائے ان دونوں میں انکار سے مسئلہ اگر عورت دار الحرب میں اسلام لائی اور زوج اسکا کافر ہوا دیر مفارقت واقع ہوگی جبتک کہ تین حیض نہ آئیں جب آئیں حیض ہوگی (شرح) ہوگی اور جب اسلام لائے زوج کتابیہ وہ دونوں اپنے نکاح پر باقی رہینگے اور جبتک جائے کوئی یک زوجین سے بجانب دار الاسلام (شرح) ہوکر ان دونوں کے درمیان مفارقت واقع ہوگی (شرح نزدیک امام شافعی کے مفارقت واقع ہوگی مسئلہ اگر قید کر لیجائے احد الزوجین مفارقت واقع ہوگی (شرح دو ملک علیحدہ ہونیکی وجہ سے مسئلہ اگر دونوں ہمراہ قید کر لیجائیں مفارقت واقع ہوگی (شرح) کیونکہ دونوں دین اور دار مختلف نہیں ہوا مسئلہ جب نکلے عورت ہمارے جانب سے مہاجرہ جائز کہ نکاح کرے (شرح) نزدیک ابو حنیفہ کے (شرح صاحبین کے نزدیک عدت سے اور مسئلہ اگر عورت حاملہ ہو نہ نکاح کیا جائے تا وقتیکہ وضع حمل نہ ہو۔ مسئلہ اگر مرتد ہو جائے احد الزوجین اسلام سے مفارقت ہو جائیگی بغیر طلاق نزدیک شیخین کے اگر زوج مرتد ہو اور دخول کیا مہر کا مال دار ہوگا اگر وطی نہ کرے تو نصف مہر دینا ہوگا اگر عورت دخول کے بعد مرتد ہوئی تو اسکو کچھ بھی مہر نہ دیا جائے (شرح کیونکہ اسنے رد کر دی اپنی نفع کو مرتد ہونے سے مسئلہ اگر مرتد ہو جائیں زوج اور زوجہ ملکر پھر اسلام لائیں بلکہ ہیں دونوں اپنے نکاح پر باقی رہینگے۔ (شرح لیکن امام زفر کے نزدیک نکاح باطل ہوا ہے مسئلہ مرتد مسلمہ اور کافرہ مرتدہ سے نکاح نہیں کر سکتا ایسا ہی مرتدہ مسلمان اور کافر اور مرتد سے نہیں کر سکتی مسئلہ اگر زوجین سے کوئی مسلم ہوا اور لڑکا اور دین سے ایسا ہی دونوں سے کوئی اسلام لائے اور لڑکا مہر ہوا لڑکا مسلمان ہوگا اور کافر اور مرتد

فصل در بیان طلاق

طلاق لغت میں مطلق قید زائل کرنیکی مسئلہ طلاق تین قسم پر ہے حسن ۔ سنت ۔ بدعت طلاق حسن یہ ہے کہ طلاق دے اپنی عورت کو یک طلاق طہر میں جمع کرے اوس سے اسمیں یہانتک کہ عدت پوری کرے عدت طلاق سنت یہ ہے کہ طلاق دے تین تین طہر میں (طلاق بدعت یہ ہے کہ تین طلاق دیگ کلمہ سے یا تین طلاق یک طہر میں اگر ایسا طلاق واقع ہو جائیگی اور مرد گنہگار ہوگا ۔ مرد عاقل و بالغ کی طلاق جائز ہوتی ہے شرح بچہ اور دیوانے کی طلاق جائز نہیں مسئلہ طلاق دو قسم پر ہے ۔ صریح ۔ کنایہ ۔ طلاق صریح یہ ہے کہ عورت سے تو طالق مطلقہ ہے ۔ طلاق یا میں نے تجھکو ان لفظوں سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور یک طلاق واقع ہوگی شرح امام شافعی نے فرمایا وہی طلاق واقع ہوگی جو نیت کرے اگر ان لفظوں سے نیت کرے دو طلاق کی تو دو طلاق واحدہ رجعیہ ہوگی ۔ اگرچہ نیت نکرے ان لفظوں سے واحدہ رجعیہ ہوگی ۔ اگر ان لفظوں سے نیت کرے تین کی تو تین طلاق ہونگے دوسری قسم کی طلاق کنایہ کے الفاظ کنایات میں اوس سے طلاق نہیں واقع ہوگی مگر نیت یا دلالت حال سے طلاق کنایہ دو قسم پر ہے ۔ ان دو قسم میں سے تین ایسے الفاظ ہیں جنسے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور وہ تین الفاظ یہ ہیں (۱) عدت پوری کرلے تو (۲) پاک کرلے تو (۳) رحم کو تو یک ہے ۔ اگر نیت کرے ان الفاظ سے طلاق کی ایک بائنہ ۔ اگر نیت کرے تین کی تین طلاق ہونگے اگر دو کی نیت کرے یک ہی طلاق ہوگی ہمارے نزدیک دو کی نیت جائز نہیں ۔ لیکن امام زفر فرماتے ہیں دو کی نیت سے دو طلاق واقع ہونگے الفاظ کنایات یہ ہیں ۔ انت بائن و بتہ و حرام و حبلک علی غارب لیعنی تو بائن ہے ۔ تو بتہ ہے اور حرام ہے ۔ اور تیری رسی تیرے کاندھے پر ہے وَالْحِقِی بِاَهْلِكِ اَوْ خَلِيَّةٌ اَوْ بَرِيَّةٌ ۔ یا ملحاتو اپنے اہل میں یا خلیہ ہے یا بریہ ہے ۔ اگر نیت نکرے ان لفظوں سے طلاق نہیں واقع ہوگی اگر وہ دونوں طلاق میں مذاکرہ ہو ان لفظوں سے طلاق واقع ہوگی مسئلہ اگر زوج اور زوجہ حالت طلاق میں ہو اور غضب اور خصومت میں ہو اوس لفظ سے طلاق ہوگی جو نہیں قصد کیا جاتا ہے ۔ (۱) سب شتم کا اور جبکہ وصف کرے طلاق کا کسی قسم کی زیادتی یا شدت سے ہوگا بائن ۔ مثلاً یہ کہے کہ تو طالق بائن ہے اور اشد طلاق یا افحش طلاق ہے یا طلاق الشیطان ہے یا طلاق بدعت ہے یا مانند پہاڑ کے ہے یا گھر بھر کے ہے اگر اضافت کرے طلاق کی عورت کے جملہ جسم کی طرف یا ایسی چیز کی طرف جو مراد لی جائے جملہ جسم سے طلاق واقع ہوگی مثلاً کہے تو طالق ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا روح یا شرمگاہ یا منہ طلاق ہے شرح یکونکہ ان تمام لفظ سے جسم مراد لی جاتی ہے مسئلہ اگر کہے تیرا نصف حصہ طالق ہے یا ثلث یا ربع یا سدس یا اوسوان حصہ طلاق واقع ہو جائیگی ۔ اگر کہے تیرے ہاتھ کو طلاق یا سر کو تو نہیں واقع ہوگی ۔ ایسا ہی پاؤں کو یا کان کو یا پیٹ کو یا ران کو تو بھی واقع نہیں لیکن امام زفر و شافعی نے فرمایا ہے کہ ان لفظوں سے بھی طلاق واقع ہوگی (شرح اور بیہقہ اور پیٹ میں فقہا کا اختلاف ہے قول

اظہر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی مسئلہ اگر کہے تیرے بال اور ناخن اور نہوک یا ناخون یا پسینہ کو طلاق تو اجماع طلاق واقع نہوگی۔
مسئلہ اگر نصف یا ثلث طلاق دے تو یک طلاق ہوگی مسئلہ مجبور اور اہل سکر کی طلاق واقع ہوتی ہے (شرح امام شافعی نے فرمایا ہے
کہ طلاق واقع نہوگی مسئلہ گونگا طلاق اشارہ سے واقع ہوگا (شرح اسکے دو طریقہ ہیں اگر ایسا اشارہ ہو جس سے اوسکا کلام سمجھا جائے
تو واقع ہوگا طلاق اگر نہ سمجھا جائے تو نہوگا مسئلہ اگر اضافت کرے طلاق کی نکاح کی طرف بعد نکاح واقع ہوگا مثلاً یہ کہے اگر تجھ سے نکاح
کرونگا ہو تجھ پر تو طلاق ہے یا ہر وہ عورت طلاق ہے جس سے نکاح کرو نگا (شرح۔ اگر اوس سے نکاح کرے تو ہمارے نزدیک اوسپر طلاق واقع ہوگا
مسئلہ اگر اضافت کرے کسی شرط کیساتھ بعد شرط طلاق واقع ہوگا مثلاً یہ کہے اگر داخل ہوگی تو میرے گھر میں (الفاظ شرط یہ ہیں۔
ان۔ اذا۔ اذا۔ کل۔ کلما۔ متی۔ متی ما۔ اگر شرط اوسکی ملک میں پائی جائے تنجز میں واقع ہوگی طلاق مسئلہ بائندی کیلئے ۱۲ یعنی قسم کہا ہا ہوگا
دو طلاق ہیں اور سکا زوج حر ہو یا غلام اور آزاد کیلئے تین طلاق ہیں زوج حر ہو یا غلام مسئلہ اگر قبل از وطی ہیں طلاق دے تو طلاق واقع ہوگی
اگر علیحدہ علیحدہ دیئے تو بائن ہو جائیگی پہلی طلاق سے نہیں واقع ہوگی دوسری طلاق مسئلہ اگر کہے تو طلاق واحدہ ہی اور واحدہ ہی واقع ہوگی
یک طلاق۔ مسئلہ اگر کہے تو واحدہ ہی قبل اسکے کہ واحدہ ہی دو طلاق واقع ہونگی ایسا ہی اگر کہے تو واحدہ کے بعد واحدہ دو طلاق واقع ہونگے
اگر کہے تو داخل ہوگی میرے گھر میں طلاقہ واحدہ اور واحدہ کے نزدیک ابو حنیفہ کے یک طلاق واقع ہوگی اگر کہے تو طالق ثم ثم میں تو جمیع بلاد میں
مطلقہ ہوگی۔ شرح۔ کیونکہ طلاق مکان سے مخصوص نہیں ہیں مسئلہ اگر کہے داخل ہوگی تو کہ میں تو مطلقہ ہے جبتک کہ میں داخل نہو طلاق
واقع نہوگی مسئلہ اگر کہے تو کل مطلقہ ہے تو واقع ہوگی طلاق طلوع فجر کے وقت مسئلہ اگر کہے اعتبار کرنے تو اوراس جملہ سے طلاق کی
نیت کرے یا کہے طلاق دیدی تو اپنی نفس کو پس عورت کو حق ہے کہ طلاق دے کیونکہ اپنے نفس کو جبتک کہ اوس مجلس میں مرد ہی اگر اوٹھ جائے
اوس جگہ سے یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو جائے اوسکے قبضہ سے امر طلاق کا نکل جائیگا (شرح کیونکہ جب وہ اٹھ گئی ہوگی منکر مسئلہ
اگر کہے مرد مخبر دوست کہے یا دشمن تو مطلقہ ہے اور کہے عورت دوست کہتی ہو یا دشمن طلاق واقع ہوگی گواہ سکے قول میں ظاہر ہے
ظاہر کی خلاف مسئلہ اگر مرض موت میں طلاق بائن دیدی پھر مرجائے حالانکہ عورت بعد تین ہے مرد کے مال میں وارث ہوگی۔ اگر اوسکی عدت گذری
ہونیکے بعد سے مرد کچھ حصہ عورت کیلئے نہوگا مسئلہ اگر کہے تو مطلقہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ نہیں واقع ہوگی طلاق۔ مسئلہ اگر کہے تو طالق ثلاثا
گر واحدہ دو طلاق ہونگی مسئلہ اگر کہے تو طالق ثلاثہ بہ گر دو نہیں یک طلاق واقع ہوگی مسئلہ اگر کہے تو طالق بتین گر دو تو نہیں طلاق
ثلاثہ ہوگی نزدیک شیخین کے لیکن امام نے فرمایا کہ دو طلاق ہونگی مسئلہ اگر کہے تو مطلقہ کہ تین تو طلاق واقع ہونگی۔ شرح۔ کیونکہ ۱۲ نہیں ہے
استعمال کا اس سے صحیح نہیں ہے مسئلہ اگر مالک زوج اپنی عورت کا یا اوسکے کسی حصہ کا یا مالک ہو عورت زوج کی یا اوسکے کسی حصہ کی

دونوں کے درمیان عدت واجب ہوگی۔

فصل در بیان رجعیہ

مسئلہ اگر رجعی یا دو طلاق سے عورت کو جس کے ساتھ اوسکو اوسکی عدت میں راضی ہو عورت اس پر راضی نہ ہو۔ رجعت اس طرح ہوتی ہے کہ مرد (راجعتک) اور رجعت آمرائی یعنی پلٹایا میں نے تجھکو پلٹا لیا میں اپنی عورت کو یا وطی کرے یا بوسہ کرے یا چھوئے یا دیکھے شہوت سے شرمگاہ کو یا بھی شہوت طریقہ مستحبہ رجعت کا یہ ہے اور مستحب (کہ گواہ کرلے دو گواہ عادل کو اور کہے میں نے رجعت کی) رجعت پر دو گواہ اگر گواہ کرلے اسی وقت رجعت صحیح ہو جائیگی۔ شرح۔ امام مالک نے فرمایا ہے رجعت بغیر گواہ کے صحیح نہیں ہوتی مسئلہ اگر عدت گذر جائے پھر کہے مرد تحقیق کہ پلٹا لیا تھا میں اپنی عورت کو عدت میں اور تصدیق کرے عورت رجعت ہو گی اگر تکذیب کی مرد کی پھر قول عورت کا معتبر نہ ہوگا اور قسم عورت پر عاید نہ ہوگی نزدیک ابوحنیفہ کے۔ مسئلہ اگر منقطع ہو جائے حیض دس دن عدت پوری ہو جائیگی۔ اگرچہ کہ نہ غسل کرے عورت اگر منقطع ہو جائے خون حیض کا دس دن کے قبل نہیں منقطع ہوگی رجعت یہاں تک کہ غسل کرے یا گذر جائے کامل نماز کا ایک وقت پھر تیمم کرے اور نماز پڑھے نزدیک شیخین کے اور امام محمد فرماتا ہے اگر مراجعہ تیمم کرے منقطع ہو جائیگی۔ اگرچہ کہ نماز پڑھے اور مطلقہ رجعیہ منتظرہ سکتی ہے اور زینت کر سکتی ہے مسئلہ مستحب ہے زوج کیلئے جبتک کہ اوس سے اجازت نہ حاصل کرے اوسکے پاس نہ جائے یا سنائے جو تو کی آواز (شرح۔ یہ وقت ہے اگر مرد کا قصد مراجعت کا نہ ہو کیونکہ اکثر وقت عورت برہنہ رہتی ہے پس بعض ایسے موقعہ پر نظر پڑتی ہے جسکے سبب مرد رجوع ہو جاتا ہے پھر طلاق دیتا ہے اوسکو اور عورت پر عدت زائد ہو جاتی ہے بحکم کلام الٰہی وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا۔ ترجمہ نہ روکو تم اونکو ضرر سے کہ زیادتی کرو تم مسئلہ مطلقہ مراجعہ کے ہمراہ سفر کرے جائز ہے گواہ کرلے یا نہ کرلے اوسکو مراجعہ پر بغیر گواہ کے آیہ کریمہ۔ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ ترجمہ مت نکالو تم اونکو گھروں سے اور طلاق جمعہ وطی کو حرام نہیں کرتی شیخ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ وطی کو حرام کرتی ہے مسئلہ اگر طلاق بائن تین سے کم ہو تجدید نکاح کی ضرورت ہوتی ہے عدت میں اور بعد گذرنے عدت کے مسئلہ اگر تین طلاق جسکو مغلظہ کہتے ہیں آزاد عورت پر واقع ہو طلاق مغلظہ حرمت غلیظہ اگرچہ باندی کیلئے ہو تو نہیں حلال ہوگی مرد کیلئے تبتک کہ دوسرے سے صحیح نکاح نکرے اور جماع کرے اوس سے پھر طلاق دے اوسکو زوج ثانی طلاق مغلظہ یا مر جائے تب اس صورت میں زوج اول کیلئے حلال ہوگی اور مطلقہ ثالثہ اگر ہو بمقتضاء (یعنے تفویض طلاق) اور نکاح کرے مولے سے جسنے جماع کرے اوسنے دوسرا زوج زوج اول کیلئے حلال ہوگی تا وقتیکہ حاصل ہو اور اسکا مراد ہے تحلیل میں بالغ کو حکم کے مانند ہے وطی کرنا مولا کا باندی سے نہیں حلال کرتا ہے باندی کو زوج کیلئے۔ شرح۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شرط کی ہے کہ وطی زوج کی جانب سے ہو اور مولا زوج نہیں ہے مسئلہ اگر شرط تحلیل سے نکاح کرے

مکروہ ہوگا شرح۔ مسئلہ کی یہ صورت ہے کہ مرد کہے اس سال بر نکاح کرتا ہوں تاکہ تو زوج اول کیلئے حلال ہو یا عورت ایسا کہے یہ
ن اگر زوج اول کیلئے تحلیل کی نیت دل میں رکھکر نکاح کرے اور لفظ عقد لفظ میں اس قسم کی شرط نکرے اور بعد نکاح
عورت سے وطی کرے تو زوج اول کیلئے حلال ہوگی اجماعاً مصنف نے بھی ایسا ہی تحریر کیا ہے

فصل در بیان الایلاء

لغت میں ایلا کے معنے قسم کے ہیں۔ مسئلہ مرد وطی زوجہ کو مدت مخصوصہ میں ترک کرنے کیلئے قسم کھائے مسئلہ اگر کہے زوج عورت سے
اللہ کی قسم میں تجھ سے چار مہینے تک وطی نکرونگا مولی کہلائیگا۔ شرح اگر کہے اللہ کی قسم نہیں وطی کرونگا در حالیکہ تو حائضہ ہو
ایسی صورت میں مرد مولی نہ ہوگا کیونکہ بغیر قسم زوج اوسکے وطی ممنوع ہے مسئلہ اگر چار ماہ کے اندر وطی کرے حانث ہو جائیگا
اپنی قسم سے (حانث قسم کا ٹوٹنا) ایلا اسکے لئے قسم کا کفارہ لازم آئیگا اور ایلا ساقط ہو جائیگی۔ شرح کیونکہ قسم مرتفع ہو جاتی ہے
ٹوٹنے سے مسئلہ اگر چار مہینے گذرنے تک وطی نہیں کیا موافق طلاق واحدہ عورت بائن ہو جائیگی مسئلہ اگر قسم کھائے کمتر چار ماہ سے
مولی نہ ہوگا اگر ایلا کرے مطلقہ رجعیہ سے تو مولی ہوگا شرح کیونکہ زوجیت اوسکے درمیان ثابت ہے اگر گذر جائے عدت مطلقہ رجعیہ کے
ایلا کی مدت گذرنے کے پہلے ساقط ہو جائیگا ایلا۔ مسئلہ اگر مطلقہ بائنہ سے ایلا کرے مولی نہ ہوگا۔ شرح کیونکہ بائنہ کیلئے حق وطی نہیں
مسئلہ اگر قسم کھائے حج یا روزہ یا صدقے یا غلام کے آزاد کرنے یا طلاق سے مولی نہ ہوگا شرح مثلاً کہے مرد اگر وطی کروں میں تجھ سے اللہ کے
واسطے حج میں ایک مہینے کے روزے سے یہ صورت حلف بالحج کی ہے اگر کہے وطی کروں میں تجھ سے اللہ کا چھوڑنا ایک حج کا مولی ہوگا۔

مسئلہ اندھی کی ایلا کی مدت دو مہینے ہے اگر مولی مریض ہو اور جماع پر قادر نہ ہو یا عورت مریضہ یا رتقاء یا صغیرہ ہو ایسی جو جماع نہیں
کیا جاتا ہے اوس سے یا دونوں کے درمیان اتنی مسافت ہو کہ مدت ایلا میں نہ پہنچ سکے اگر رجوع کرنا اسطرح ہے کہ کہے اپنی زبان سے رجوع ہوا میں طرف اوسکے
اگر ایسا کہے ایلا ساقط ہو جائیگی اگر تندرست ہو جائے مدت میں باطل ہو جائیگا اسطرح رجوع کرنا اور ہوگا رجوع کرنا اوسکا جماع مسئلہ
اگر کہے عورت سے تو مجھ پر حرام ہے تو نیت درست ہے کیا جائیگی اگر کہے مرد جھوٹ کہا میں وہ جیسا کہ کہا اگر کہے نیت کیا میں طلاق کی عورت مطلقہ بائنہ ہوگی
اگر کہے طلاق کی نیت نہیں کیا بلکہ ظہار کا ارادہ کیا میں وہ ظہار ہوگا۔ شرح یہ شیخین کے نزدیک ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک ہے نہیں ہوگا ظہار
مسئلہ اگر کہے ارادہ کیا میں تحریم کا یا ظہار سے کسی شئی کا ارادہ کیا میں وہ نہیں ہوگا جسکی وجہ سے مولی ہوگا۔

فصل در بیان خلع

خلع مشتق ہے انخلاع سے جسکے معنے جھوڑنے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں مراد ہے عقد سے درمیان زوجین کے کہ حاصل ہوتا ہے

اوسمین عورت کی جانب سے جو وہ دیتی ہے اور اوسکے عوض مین چھوڑا لیتی ہے یا طلاق دلوا لیتی ہے مسئلہ اگر زوجین مخا
اور خوف کرے اس بات کا کہ نہین قایم کرسکینگے حدود الہی کو تو کوئی مضایقہ نہین کہ فدیہ دے اپنے نفس سے مال کے چھوڑا لیوے عورت اپنی کو
اُس مال کی عوض جیسا کرے طلاق بائن سے خلع واقع ہوگا اور عورت پر مال دینا لازم آئیگا اگر مخالفت کرے مکروہ سمجھتے ہین
یہہ کہ لے عورت سے عوض اگر عورت مخالفت کرے مکروہ سمجھتے ہین یہہ کہ لے زاید اوس چیز سے جو دیا اوسکو۔ شرح یعنے مہر سے نفقہ سے
مسئلہ اگر طلاق دے عورت کو مال کے عوض اور قبول کرے عورت طلاق بائن واقع ہوگا اگر عوض باطل ہو جیسے خلع مین مثلاً یہہ کہ خلع کرے
مسلمان عورت شراب خنزیر یا مردار پر مرد کیلئے کوئی شی نہین ہے اور بائنہ مغلظہ واقع ہوگی مسئلہ اگر عوض باطل ہو طلاق مین
طلاق رجعی ہوگی اور جو چیز کہ جائز ہے یہہ کہ ہو مہر بدل ہوتی ہے وضع مین مسئلہ اگر کہی زوجہ زوج سے تو مجھسے اوس چیز کے عوض
خلع کر جو میرے ہاتھ مین ہے اور مرد خلع کرے حالانکہ عورت کے ہاتھ مین کوئی شی نہین ہے مرد کیلئے کوئی شی نہین ہوگی عورت پر
اور خلع ہو جائیگا مسئلہ اگر کہی عورت خلع کر تو مجھسے پس خلع اوس مال پر جو میرے ہاتھ مین ہے حالانکہ اوسکے ہاتھ مین کوئی شی نہین ہے
تو رد کیا جائیگا اور سر اوسکا مہر اسی صورت مین مہر مثلہ ہوگا مسئلہ اگر کہی عورت ہزار درہم کے معاوضہ مین مجھ پر تین طلاق دے
اور زوج ایک طلاق دے نہین ہے زوج کیلئے کوئی شی زوجہ پر امام ابو حنیفہ کے نزدیک۔ شرح اور مالک و احمد و جمعی صاحبین کے
نزدیک یہہ طلاق واحدہ بائنہ ہوگی مسئلہ اگر کہی زوج تو اپنے نفس کو ہزار درہم کے عوض مین تین طلاق دے اور عورت اپنی کو یک طلاق دے
نہین واقع ہوگی اوسپر کوئی شی اور مبارات مانند خلع کے ہے۔ شرح مبارات کی صورت یہہ ہے کہ کہی مرد بیوی سے مین اوس نکاح سے
جو تیرے درمیان عوض مین ہزار درہم کے تنہا اور عورت قبول کرے مبارات ہوگی مسئلہ خلع اور مبارات اسقاط کرتے ہین
حق کو مرد و عین کے دوسرے پر اوس ایشا سے جو نکاح سے متعلق ہین امام ابو حنیفہ کے نزدیک۔ شرح یعنے اوس نکاح سے جو قایم
حالت مبارات مین لیکن جو حقوق کہ قبل مبارات تھے نہین ساقط ہوتے مین اوسکے حقوق امام ابو یوسف مبارات مین قول ابو حنیفہ سے ہین

فصل در بیان ظہار

ظہار اوسکو کہتے ہین کہ تشبیہ دے مرد اپنی عورت کو اپنے تابیدی کے کسی اعضا سے مسئلہ اگر کہی مرد اپنی عورت سے کہ تو مجھ پر میری ماں کی
پیٹھ کے مانند ہے تو حرام ہو جائیگا اوس سے وطی کرنا اور حلال ہوگی او وقتیکہ ظہار کا کفارہ دے اگر قبل کفارہ وطی کرے تو
مستغفر طلب کرے اللہ سے اور اوسپر کوئی شی سوا کفارہ کے نہین اور نہ تو جبتک کہ کفارہ دے مسئلہ اگر کہی تو مجھ پر مانند میری
ماں کے پیٹ کے یا مانند پشت یا شرم گاہ کی مانند ہی مظاہر کہلائیگا مسئلہ اگر تشبیہ دے زوجہ کو اون عورتون سے جن سے نکاح تابیدی

حرام ہے مانند اوسکے بہن اور پھوپی یا رضاعی ان اور بہن کے مظاہر کہلائیگا۔ شرح شعبی نے فرمایا ہے کہ ظہار صحیح ہوگا
اگر اوسنے دے لیئے اور امام مالک کا قول اجنبیہ سے تشبیہ دینے میں بھی ظہار صحیح ہوتا ہے مسئلہ اگر کہے تو مجھ سے
میری ماں کی پیٹھ کے مانند یا تراچہرہ یا جسم یا شرمگاہ اوسکی مانند یا نصف حصہ یا ثلث حصہ یا دسواں حصہ ظاہر ہوگا۔
شرح اگر کہے کہ تری پیٹھ مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کے یا تراپیٹ میری ماں کی مانند پیٹ کے یا تراہاتھ مانند میرے ماں کی ہاتھ کے ہونے سے مظاہر
نہ ہوگا مسئلہ اگر کہے عورت سے تو میری ماں کی مانند ہے ایسی صورت میں اوسکی نیت دیکھی جائیگی۔ شرح۔ اگر اوس قول سے
بزرگی کا ارادہ کرے ابو حنیفہ کے نزدیک کوئی شئے واقع نہوگی اگر طلاق و ظہار کا ارادہ کرے اوسکی نیت پر موقوف ہوگا
مسئلہ اگر ظہار کا ارادہ کرے ظہار ہوگا اگر کہے طلاق کا ارادہ کیا طلاق بائن ہوگا اگر کوئی نیت نکرے تو کوئی شئے واقع نہوگی
شرح یہ شیخین کے نزدیک ہے لیکن امام محمد کا قول ہے کہ ظہار ہوگا مسئلہ ظہار نہیں ہوتا ہے مگر جب سے اگر اوسنے سے
ظہار کرے مظاہر نہیں کہلائیگا۔ مسئلہ اگر اپنی تمام عورتوں سے کہے کہ تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کے مانند ہیں سب کے جانب سے
مظاہر ہوگا اور ہر عورت کا کفارہ دینا ہوگا (کفارہ) غلام آزاد کرنا اگر غلام میسر نہ ہو متواتر دو ماہ کا روزے رکھنا اگر
اسکی بھی قدرت نہو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانا یہ کفارہ کی کل اشکال مساس کے پہلے میں مسئلہ کفارہ میں جائز ہے آزاد کرنا
مسلمان کا اور کافر ذمی کا مرد ہیں یا عورتیں چھوٹے ہوں یا بڑے شرح امام شافعی کا قول ہے کہ کافر غلام اور کافرہ کا شمار کفارہ میں
نہیں ہوسکتا مسئلہ نابینا یا دست و پا بریدہ کا کفارہ جائز نہیں مگر ہر ہ کا کفارہ جائز ہے شرح یہ قیاس مخفی ہے
اگر قیاس تو اوسکا مقتضی ہے کہ جائز نہو ان ایسا ہے جو کم سنتا ہوا ہے اور جو بالکل نہ سنتا ہو یا جائز نہیں کر شل اور بینی
اور ذکر بریدہ کفارہ میں جائز ہے مسئلہ ہاتھ کے انگوٹھے کٹا ہوا جائز نہیں۔ شرح پاؤں کی انگوٹھے کٹا ہوا اور ہنگام
جائز ہے۔ مسئلہ پاگل مجنون اور مدبر اور ام ولد جائز نہیں مکاتب جائز ہے۔ دوسرا اوس غلام کے جس میں جکا مالک اوس سے
کہے تو مرنیکے بعد آزاد ہے مسئلہ اگر ظہار کرکے مرد مظاہر عورت سے کفارہ کے درمیان ساٹھ دن میں عمداً یا سہواً صحبت
قول شیخین روزوں کو توڑ دیگا اگر قدرت رکھے مظاہر روزوں کی ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے ہر مسکین کو نصف صاع گندم ایک
صاع کھجور یا جو دیا اوسکی قیمت دے۔ صاع ایک پیمانہ کا نام ہے تمر مدینہ کے صاع کا ہوتا ہے اور یہ ساڑھے اور میر کا۔ اگر کھلائے ایک مسکین کو ساٹھ
دن تک پیٹ بھر کر جائز ہے اگر دے ایک مسکین کو ایک ہی روز ساٹھ مسکین کا کھانا جائز نہیں۔ مسئلہ جسکا ذمہ کفارہ ظہار
واجب ہیں دو غلام آزاد کرے کہ نہیں نیت کرتا ہے کسی ایک کی بعینہ جائز ہے دونوں کی جانب سے

فصل در بیان لعان

لعان بمعنی زنا کی تہمت لگانا۔ مسئلہ جب کہ تہمت لگائی مرد عورت پر زنا کی حالانکہ دونو اہل شہادت ہوں اور عورت اوس قید سے
ہو کہ حد لگائی جائے اوسکے قاذف کو یا نفی کرے اور عورت کی کہ کہ نسب کی مطالبہ کرے تو بموجب قذف مرد پر لعان ہوگا
شرح۔ قذف۔ اوسکو کہتے ہیں کہ کہ عورت کو زانیہ یا تو نے زنا کی اپنی مجھکو زنا کرتے دیکھا یا یہ لڑکا زنا کا ہے میرا نہیں۔ مرد پر
لعان ہوگی۔ مسئلہ اگر مرد لعان سے روک لے اوسکو حاکم یہاں تک لعان کرے یا اپنے نفس کو جھلائے حد قذف لگائی
جائیگی مرد پر اگر لعان کیا مرد عورت پر بھی لعان واجب ہوگا اگر کرجائے عورت لعان سے تو حاکم اوسکو روکے یہاں تک کہ لعان کرے
یا تصدیق کرے اوسکی جھوٹ زنا لگائی جائیگی مسئلہ وہ غلام یا کافر یا محدود فی القذف ہو اور اپنی عورت پر تہمت لگائے
اوسپر حد قذف ہے مسئلہ لعان کی شکل یہ ہے کہ شروع کرے قاضی زوج کی جانب سے اور چار گواہ حنفی لیکر اور سر مرتبہ میں قاضی
یہ کہے اشہد باللہ انی لمن الصادقین فی ما رمیتہا بہ من الزنا پھر گواہی دے عورت چار مرتبہ اللہ کے
نام سے اور ہر مرتبہ کہے یہ اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین فی ما رمانی بہ من الزنا اور عورت
پانچویں مرتبہ کہے ان غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین جب دونوں لعان کرلیں تو حاکم اونکے درمیان
علاحدگی سے تفریق کرادے نزدیک طرفین کے تطلیقہ بائنہ ہوگی اور امام ابو یوسف نے فرمایا ہے کہ حرمت ابدی رہیگی مسئلہ اگر
لڑکے کی نفی نسب کی تہمت ہو تو قاضی اوس سے نسب کی نفی کردیگا اور اوس لڑکے کو اوسکی ماں کی حوالہ کریگا اگر لعان زوج
اور جھوٹا قرار دے اپنے کو اس باب میں جسمیں زنا کی تہمت کیا تھا تو حد قذف لگائی جائیگی اور حلال ہوگا مرد کیلئے یہ کہ
نکاح کرے اوس عورت سے اگر تہمت لگائے غیر عورت کو تو حد قذف لگائی جائیگی مسئلہ اگر تہمت لگائی اپنی عورت صغیرہ یا مجنونہ
اونکی درمیان لعان نہیں واقع ہوگا کیونکہ وہ اہل شہادت سے نہیں ہیں مسئلہ اگر گونگا تہمت لگائی لعان واقع ہوگا شرح
کیونکہ گونگا زنا کا الفاظ صراحۃً ادا نہیں کرسکتا مسئلہ اگر کہے زوج عورت سے کہ تو زانی مجھے نہیں لعان واقع ہوگا شرح
یہ ابو حنیفہ اور امام زفر کا قول ہے مسئلہ اگر کہے مرد زنا کی تو اور یہ حمل زنا کا ہے دونو ملاعن ہونگے یعنے دونوں پر لعان
واقع ہوگا اور قاضی حمل کی نفی نہیں کریگا۔ شرح۔ کیونکہ زوج نے تہمت کی صریح زنا سے پس واجب ہوا سپر لعان لیکن
لڑکا اوسکے نسب کی نفی نہیں ہوسکتی اسلئے کہ بچہ پر احکام مرتب نہیں ہوسکتے مگر ولادت کے بعد مسئلہ اگر نفی کرے مرد اپنے
بچہ کی بعد ولادت ایسی حالت میں کہ اوسمیں تہنیت قبول کی جاتی ہے یا خرید جاتا ہے اور اوسکی ولادت کا سامان تو اوسکی نفی
صحیح ہوگی اور لعان ہوگا اور اسپر اگر نفی کرے بعد اوسکے تو لعان ہوگا اور نسب ثابت ہوگا امام ابو یوسف نے فرمایا ہے کہ زوج

پر لازم ہی کہ مدت نفاس مین ہی کی نفی کرے مسئلہ اگر لڑکے تو اسپیدا ہوا اور نفی کرے پہلی کی اور اعتراف کرے دوسرے لڑکے کا دونو کا نسب ثابت ہوگا اور زوج کو حد لگائی جائیگی - اور لعان نہ ہوگا اگر اعتراف کرے پہلے لڑکے کا اور نفی کرے ثانی کی دونو کا نسب ثابت ہوگا اور لعان نہ ہوگا مگر حد نہین آئیگی -

فصل در بیان عدت

عدت اصطلاح شرع مین اوس مدت کو کہتی ہین جسمین برات رحم کا انتظار کیا جائے مسئلہ اگر طلاق دے مرد اپنی عورت کو بائن یا رجعی یا مغلظہ یا دونو نہین بغیر طلاق مفارقت ہوجائے اور عورت کی میعاد تین حیض ہین بشرطیکہ حرہ مسلمہ یا فی الجملہ یہہ اوسوقت ہی کہ جب بعد دخول طلاق دے اگر قبل دخول طلاق دے عورت پر عدت نہی مسئلہ اگر عورت حیض نہین آتی ہے بسبب صغر سنی یا کبیر سنی کے اوسکی عدت تین ماہ ہی اگر حاملہ ہو وضع حمل اوسکی عدت ہی اگر باندی ہو اوسکی عدت دو حیض ہے اگر باندی حائضہ نہ ہو اوسکی عدت ڈیڑھ مہینا ہی اگر حرہ کا مرد مر جائے اوسکی عدت چار ماہ دس دن ہے اگر باندی ہی ہو اوسکی عدت دو ماہ پانچ روز ہے اگر حاملہ ہو اوسکی عدت وضع حمل ہے اور اگر وارث ہوے مطلقہ بیماری مین مرد کی اوسکی عدت ابعد الاجلین ہے یعنے عدد وفات ہی - کہ اوس مین تین حیض ہون - شرح صورت مسئلہ کی یہہ ہے کہ اگر طلاق دے مرد عورت کو مرض موت مین اور حالانکہ یہہ عورت مدخول بہا ہی طلاق بائن یا طلاق مغلظہ اور مر گیا در حالیکہ یہہ عدت مین ہے وہ عورت وارث ہوگی نزدیک ہمارے اگر طلاق رجعی دیا ہو اور بیوقتی عدت ہوگی اجماعاً مسئلہ اگر زوج نے آزاد کیا باندی کو عدت مین طلاق رجعی سے منتقل ہوگی اوسکی عدت عدت حر کے جانب اور اگر عورت آیسہ ہو عدت پوری کرے وہ مہینون سے پھر دیکھے خون کو وہ عدت جو گذرے لونڈی کی اور عورت پر لازم ہوگا از سر نو عدت حیض لوٹا لے اور منکوحہ نکاح اور موطوعہ بالشبہہ عدت اوسکی حیض ہے عدت موت مین اور اگر مر جائے زوج صغیر اور عورت کیلئے محل ظاہر ہے وضع حمل عدت ہوگی - شرح یہہ نزدیک طرفین کے ہے اور امام ابو یوسف فرمائے اوسکی عدت چار ماہ دس یوم ہوگی - مسئلہ اگر بعد موت حمل حادث ہوا اوسکی عدت چار ماہ دس یوم اور نہیں ثابت ہوگا نسب کے اوس سے - شرح - کیونکہ صغیر کیلئے نطفہ کی صلاحیت نہین مسئلہ اگر طلاق دے حالت حیض مین عدت بیٹھے اوس حیض سے جسمین کہ طلاق واقع ہوی ہو بلکہ علیحدہ تین حیض کامل کرے اگر وطی کیا گیا معتدہ بالشبہہ اور سر دوسری عدت ہوگی مسئلہ عدت مطلقہ بائنہ اور رجعی عدت کا زوج جہاں گیا ہو عورت بالغہ عاقلہ مسلمہ تو

اور نہ بیت پر سوگ کرنا واجب ہے۔ شرح۔ امام شافعی کے نزدیک مطلقہ بائنہ پر سوگ واجب نہیں۔ مسئلہ سوگ کی
عورت کو سب سے بہتر رنگ عورت خوشبو لگانا زینت کرنا اور سرمہ لگانا اور سر میں تیل ڈالنا اگر عذر سے جائز ہے اور نہ خضاب میں لگانی
نہ کپڑے ریشمی اور نہ زعفر اگلا گاڑھا کپڑا اور نہ کسم کا رنگا ہوا سوگ کرنا وہ عورت پر واجب ہے اور چھوٹی لڑکی پر واجب نہیں۔
شرح۔ امام شافعی فرماتے ہیں چھوٹی لڑکی پر واجب ہے مسئلہ اور ماندہ بھی سوگ لازم ہے اور عدت میں نکاح فاسد
اور وطی دلدی عدت میں سوگ نہیں اور نہیں لائق ہے یہ کہ پیام بھیجا جائے معتدہ عورت کو اور اگر کنایۃ پیام بھیجا جائے
جائز ہے اور مطلقہ رجعیہ اور مطلقہ بائنہ کیلئے اپنے گھر سے رات یا دن میں باہر نکلنا جائز نہیں مگر جس عورت کا
خروج جائز ہے اور وہ عورت باہر نکل سکتی ہے لیکن رات میں دوسری جگہ نہیں رہ سکتی مسئلہ اگر طلاق دے مرد اپنی عورت کو طلاق بائن یا
تین طلاق دے عدت میں نکاح کرے مرد طلاق دادہ سے وطی کرنے سے پہلے مہر کا مال ہوگا اور عورت پر معتقبہ عدت ہوگی مرد نیک شخص کے
اور امام محمد نے فرمایا ہے عورت کیلئے نصف مہر اور عدت اولی پوری کرے مسئلہ ثابت ہوتا ہے نسب مطلقہ رجعیہ کے لڑکے کا اگر پیدا ہو
دو سال میں اور اکثر اوس سے مدت کے اقرار کرے اپنے خاوند کا اگرچہ دو سال سے کم میں ثابت ہوگا نسب اور نکاح
اور بائنہ ہو جائیگی اگرچہ دو سال سے زیادہ میں ثابت ہوگا نسب بچے کا اوس سے اور ہوگی طلاق رجعی اور مطلقہ بائنہ ثابت ہے
اوس سے بچے کا نسب اگر دو سال کم چھ مہینے اور جتنے اگر کامل دو سال میں فرقت کی وقت سے تو ثابت ہوگا مسئلہ اگر اقرار کرے
عقد عدت کی پوری ہونیکی اور جنم اور دودھ چھڑانا نسب اوسکا ثابت ہوگا اگرچہ مہینے سے بہت کم میں جنم ثابت نہ ہوگا اگرچہ معتدہ
نہیں ثابت ہوگا نسب اوسکا ابوحنیفہ کے نزدیک جبکہ گواہی دے اوسکی مولات پر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں یا یہ کہ ہو اوس جگہ
حمل ظاہر یا اقرار زوج کی جاسکی ایسی عورتیں بغیر شہادت ثابت ہوگا۔ شرح مطلقہ معتدہ اور مطلقہ بائنہ اور مطلقہ رجعیہ یا عقد
وفات یہ سب میں مسئلہ صاحبین نے فرمایا کہ ثابت ہوتا ہے نسب جمیع احکام کا ثابت ہوتا ہے ایک عورت کی شہادت سے مسئلہ اگر نکاح کرے کوئی
عورت اور جنے چھ مہینے سے کم میں وقت نکاح سے نہیں ثابت ہوگا نسب اوسکا اگرچہ کامل چھ ماہ میں یا زیادہ میں ثابت ہوگا نسب اوسکا اگر
اقرار کرے اوس سے یا انکار کرے بچے کا ثابت ہوگا نسب اوسکا شہادت دے ایک عورت کی ایسی جو شہادت دے ولادت کی اور زیادہ مدت
حمل کی دو سال کی۔ شرح امام شافعی نے فرمایا ہے کہ مدت حمل چار سال ہے مسئلہ کمترین مدت حمل کی چھ ماہ ہے اگر خاوند مرد طلاق دے
اور عدت نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے دین میں سے ہے مسئلہ اگر نکاح کرے حاملہ سے جائز ہے۔ شرح۔ عورت کیلئے وضع حمل تک
نفقہ نہیں ہے نزدیک طرفین کے مسئلہ وضع حمل تک عورت سے وطی کرے۔

فصل در بیان نفقات

مسئلہ زوج پر زوجہ کیلئے نفقہ واجب ہے زوجہ مسلمہ ہو یا کتابیہ اگرچہ اوسکے گھر میں رہے زوج پر اوسکا نفقہ اور لباس درست ہے یعنے تو یہ معتبر ہوتا ہے نفقہ جمع حال میں دونوں کے زوج تونگر ہو یا مفلس شرح۔ اگر دونو غنی ہوں واجب ہوتا ہے کسیار پر اگر دونوں تنگ دست ہوں نفقہ متوسطی مسئلہ اگر عورت مرد کے گھر جانے سے انکار کرے حتیکہ مہر نہ ادا کرے نفقہ دینا ہوگا شرح یعنیکہ مہر معجل ہو لیکن اگر سوے مہر معجل کوئی حق نہیں ہے عورت کو مہر کے روکے اپنے نفس کو نزدیک طرفین کے مسئلہ اگر نکل جائے عورت گھر سے شوہر کے بغیر اجازت شوہر کے تو نفقہ ساقط ہوگی جبتک کہ پلٹ آئے شوہر کے مکان میں اگر رہے عورت صغیرہ جو نہیں نفع حاصل کیا جاتا ہے اوس سے تو کوئی نفقہ نہوگا اوس کیلئے اگرچہ تسلیم کرے اپنے نفس کو طرف شوہر کے اور اگر ہو عورت زوج بالغہ صغیر جو وطی پر قادر نہیں ہو سکتا اور بڑی ہو عورت تو عورت کیلئے نفقہ ہوگا مال سے اوسکے اگر طلاق دے مرد عورت کیلئے نفقہ ہے اور سکنی اوسکی عدت میں طلاق رجعی ہو یا مائن اوس عورت کیلئے نفقہ نہیں جبکہ خاوند مر جائے اگر سبب عورت کی طرف سے مفارقت ہو عورت کیلئے نفقہ نہوگا اگر عورت کو طلاق دے اور وہ مرتد ہو گئی نفقہ اوسکا ساقط ہوجائیگا اگر معتدہ ہو عورت غیر کی اوس پر یا غضب کرلے اوسکو کوئی شخص جبرا لے جائے اوسکو یا حج کی غیر محرم کے ہمراہ عورت کیلئے نفقہ نہوگا اگر اپنے زوج کے گھر سے اوسکی اجازت سے نکلے نفقہ ہے اور فرض کیا جائیگا زوج کیلئے اگر تونگر ہو عورت کے خادم کا نفقہ ایک خادم سے زیادہ کا نفقہ فرض نہیں ہے مرد پر لازم ہے کہ عورت کو علیحدہ مکان میں رکھے کہ اوسمیں اوسکے اہل سے کوئی نہ ہو اور مرد کیلئے حق ہے کہ روکے عورت کے والدین کو یا عورت سے غیر کے کہ کو عورت کے پاس آمد و رفت سے اور نہ منع کرے عورت کے والدین کو غیر کو عورت کیطرف دیکھنے اور بات کرنے سے جس وقت کے چاہیں مسئلہ اگر غائب ہو مرد اور اوسکا مال کسی کے قبضہ میں ہو وہ شخص قرار کرے مال کا تو فرض کرلے قاضی اوس مال میں نفقہ زوج غائب کا اور اوسکی جورو کا اور اوسکے اولاد کا اور اوسکے والدین کا اور پھر اونکو کفیل بنالے اور فیصلہ کرے نفقہ کا مال غائب میں مگر انکے لئے اور جب حکم کرے قاضی زوجہ کیلئے نفقہ اعتبار کا اور پھر تونگر ہو جائے پس خصومت کی عورت طرف قاضی کے تو تکمیل کرادے قاضی اوسکے لئے نفقہ موسر کا جب تک نہ بھاگے مدت اور زوج اوسمیں نفقہ نہ دے اور مطالبہ کرے نفقہ کا اوس سے کوئی شی نہیں ہے عورت کیلئے اگر ہو نفقہ جاضی اوسکے لئے مقدر کرکے دیا ہو اور صلح کرے زوجہ اوسکے مقدار پر جبرے کرے وہ نفقہ جو گذرا اگر مر جائے زوج بعد اوسکے جو حکم کیا گیا اوسپر نفقہ کا یا گذر جائیں چند مہینے نفقہ ساقط ہوگا شرح۔ ایسا ہی اگر مر جائے زوجہ نفقہ ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ نفقہ صلہ ہے اور صلہ موت سے باطل ہوتا ہے پہلے نفقہ کے۔ مسئلہ اگر جمع کیا تھا اوسکے لئے نفقہ ایک سال کا اور مر گئی زوجہ

پہلے گذرے ایک سال کے تو اوس نفقہ سے کوئی شئی نہ لوٹائے۔ شرح۔ یہہ نزدیک شخین کے ہی مسئلہ امام محمد نے فرمایا ہے زوجہ کیلئے نفقہ واجب ہوتا ہی جو گذری مدت سے اور جو ماتی ہے واسطے زوج کے مسئلہ اگر نکاح کرے غلام آزاد عورت سے اوسکا نفقہ اوسپر دین ہے نہیں جائیگا اوس نفقہ مین کوئی شریک نہین ہوتا ہی جیسا کہ نہین شریک ہو سکتا ہے زوجہ کے نفقہ مین کوئی مسئلہ اگر بچہ رضیع ہو نہین حق ہے ان پر کہ اوسکو دودہ پلائی اور باپ اجرت سے ایسی عورت مقرر کرے جو دودہ پلائی نزدیک اوسکی ماں کے اگر اجرت طلب کرے اوسکی زوجہ معتدہ تاکہ بچہ کو دودہ پلائے تو جائز نہین اگر معتدہ کی عدت نہ رہی ہو اور اجرت طلب کرے معتدہ دودہ پلانیکی تو جائز ہے۔ شرح۔ کیونکہ نکاح کلیتاً زایل ہو جاتا ہی اور معتدہ بیٹھ ہو جاتی لیکن بعض فقہائی کہا ہی اگر باپ بچہ کا دودہ پلانیکی عورت تلاش کرے اور ماں دودہ پلانا چاہے [illegible] کیونکہ بہ نسبت غیر کے ماں زیادہ محبت رکھتی ہی بچہ سے اگر ماں باوجود نکاح باقی رہنے کے اجرت لیکر دودہ پلائی جائز نہین مسئلہ چھوٹے بچہ کا نفقہ باپ پر واجب ہے اگرچہ دین مین مخالف ہو مسئلہ اگر زوجین مین مفارقت واقع ہو درمیان چھوٹا بچا ہو جبتک کہ دوسرا نکاح نکرے ماں زیادہ مستحق ہو گی بچہ کی اگر نہ ہوے اوسکی ماں یعنے دوسرا نکاح کرے ایسی حالت مین نانی اولی ہے دادی سے اگر نانی نہ ہو دادی اولی ہی ہوگی اگر دادی نہ ہو ایسی حالت مین بچہ کی ہمین اولی ہین بہنون اور خالہ سے مسئلہ جو عورت کے نکاح کرے غیر مرد سے ساقط ہوتا ہی اوس سے حق حضانت ہے مسئلہ اگر بچہ کیلئے اوسکے اہل کی طرف سے کوئی عورت نہو لوگ اوسمین مخاصمہ کرے پس اولی اون مین سے وہی ہوگا جو اقرب ازروے عصبہ ہی کے اور مان دادی زایدستحق نہین بچے کے جبتک کہ اکیلا کھانے پینے کپڑے پہنے طہارت کرے جسکی انتہا مقدار ساتھ سال ہے اور لڑکی پر حق حضانت بالغ ہونیتک ہے مسئلہ ولد اور باندی کو اگر مولا آزاد کردے بچہ کیلئے حق حضانت نہین مانند آزاد عورت کے ہے ۔ ۔ ۔

نہ خرچ کیا جائے غائب کا مال مگر ماں باپ اور زوجہ اور چھوٹے لڑکے پر مسئلہ اگر ماں باپ لڑکے کا مال بلا اپنے نفقہ کے خرچ کرے حنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ شرح۔ لیکن صاحبین نے فرمایا ماں باپ کے لڑکے کا مال بیچنا جائز نہیں کیونکہ بعد بلوغ باپ کا حق باقی نہیں مسئلہ مرد کا حق ہے کہ نفقہ کرے اپنے غلام اور باندی کا اگر رہ جائے نفقہ سے اور غلام باندی کا کچھ مال کسبو بھی ہو خرچ کرے وہ اپنی ذات پر اگر مال کسبو نہ ہو تو اوسکی نفقہ اور فروخت پر مولا مجبور کیا جائیگا۔

فصل در بیان مفقود

مسئلہ اگر مرد غائب ہو اور اوسکا موضع نہ معلوم ہو اور یہ بھی نہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا مقرر کرے قاضی اوس شخص کو جو اوسکے مال کی حفاظت کرے اور اگر اوسکے حقوق حفظ مال سے اور خرچ کرے اوسکی زوجہ اور اولاد پر اور نہ مفارقت کیجائے اوسکے اور اوسکی زوجہ کی درمیان جبتک کہ ایکسو بیس سال گذرے اوسکے وقت پیدائش سے جب کامل ہو جائے اتنے سال تو حکم ہوگا اوسکی موت پر اور عدت بیٹھے اوسکی عورت پھر دوسرا نکاح کرلے۔ شرح۔ یہہ روایت حسن ابن زیاد کی ہے ابو حنیفہ سے اور ظاہر روایت میں اندازہ کیا جائیگا اقران کی عمروں سے اور ابو یوسف سے سو سال مرد سے اور بعض فقہا نے اندازہ کیا ہے نود سال کا جب نود سال گذر جائیں مرد پر موت کا حکم لگایا جائیگا عورت عدت وفات پوری کرکے دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے یہی قول مفتی بہ ہے اور مالک نے فرمائے ہیں جب ستر سال گذر جائیں تو عورت وفات پوری کرے اور قاضی انکے درمیان تفریق کرادے پھر نکاح کرے عورت جسکو چاہے مسئلہ تقسیم کیا جائیگا مال اوسکے ورثہ میں جو اوقت موجود ہوں اور جو شخص اوسکے وارث قبل حکم موت مرجائے تو اوسکا وارث نہوگا اور نہ وارث ہوگا کوئی مفقود کا جو مرگیا ہے اوسکی گم ہونے کے وقت فقط رسالہ تمام ہوا بعون اللہ تعالیٰ بحسن خوبی اختتام پذیر رفت۔

تمت بالخیر

عثمان پریس

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۔ وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ

فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ ط بعد فاتحہ بخواند دعاء اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا

الیٰ آخرہٖ بخواند۔ تمام شد بحمد اللہ تعالیٰ

ضمیمہ

واضح ہو کہ اگر خطبۂ نکاح کھڑے رہکر پڑھا جاوے تو احسن و اولیٰ ہے۔

چونکہ قیام خطبہ کا ثبوت اکثر کتب سیر وغیرہ سے پایا جاتا ہے۔ کتاب

معارج النبوۃ مصنفہ ملا معین کاشفی الہروی کے رکن چہارم صفحہ ۳۵ مطبوعہ

نولکشور میں بحوالہ کتاب صفوۃ الصفا وہ مولفہ شیخ ابی الفرج عبد الرحمن محمد الجوزی

کے مندرج ہے۔ واقعہ سوم تزویج فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رضی اللہ عنہا با میر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

در سال دوم از ہجرت در ماہ رجب یا صفر بود کہ آں عقد مبارک میان آں دو بندۂ متبرک
منعقد گشت و زفاف ہم در آں ماہ بودہ۔ اثنا بیان قصۂ ہذا میں مصنف یہہ بھی تحریر
فرماتے ہیں کہ شاہ نبوت شعار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر منبر برآمدہ و قواعد حمد و ثنا خداوندی
بجا آوردہ فرمود بدانید اے معاشر مسلمانان کہ برادرم جبرئیل آمد و خبر آورد کہ خدائے تعالیٰ
ملائکہ را در بیت المعمور جمع گردانید کہ خود فاطمہ بنت محمد را بہ بندۂ خود علی ابن ابیطالب
عقد بست و مرا امر فرمود تا در میان یاراں تجدد آں عقد کنم و جہت نکاح را بحضور
شہود عدول مسجل گردانم پس خطاب بامیر فرمود کہ ای علی برخیز و قاعدۂ خطبہ بجا آر
حضرت سلطان الاولیا برخاست و در حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و انجمن اصفیا و
مجمع اتقیا بعد از ادائی حمد و ثنا و شکر آلاء و نعما و درود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بفرزند ارجمند سعادتمند خود فاطمہ صداق کابین آں مرحوم مقرر شد و من بیمغی رضا دادہ
پس یہہ روایت قابل اعتماد و احتجاج قیام خطبۂ نکاح کیلئے کافی اور وافی ہے۔

اللہ الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب

الحمد للہ کہ نسخہ قبرکہ جامع حقائق باطنیہ وکاشف اسرار علیہ لدنیہ فی مصطلحات الصوفیہ المسمی بہ

لطائف المعانی

۱۳۱۶

۱۸۹۸

از اہتمام احقر الانام محمد عبد الاحد عفا عنہ الصمد بماہ اگست سنہ ۱۸۹۸ع

در مطبع مجتبائی واقع دھلی بتہ مطبوع

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة على رسوله محمد وآله وصحبه اجمعين
اعلم ارشدك الله تعالى این رساله ایست در علم تصوف وسلوک تالیف کردم بر اصطلاح صوفیان
وسلوب اهل معرفت وارباب طریقت وحقیقت بیانی شافی آوردم تا هر که ازین اصطلاح حیثیت
عاری باشد بعد معرفت واداک اصطلاحات از علم وفن ایشان بهره مند گردد وبدین نعمت ابدی
ودولت سرمدی مشرف گردد کل متکلم یتکلم باصطلاحه وکلامه اذ لا مشاحة فی
الاصطلاح ولولا الحیثیات لبطل المباحات وچون اصطلاح حیثیات ایشان راند انداز
مرتبه بر تبه دیگر فهم نکند وفرق نه تواند کرد ودر عندیات وشطحیات واباحات افتد وخبط وغلط گردد
این رساله **الطائف المعانی** نام کردم **لطیفه اول** بدانکه وجود دو نوعست وجود حقیقی و
وجود مجازی وجود حقیقی واجب الوجودست وآن وجود خداوندست وجود وذات وجود عبارت
از هستی است ودوم وجود جائز الوجودست مجازی وآن موجودات ومخلوقات عالم است که ظل واثر
ذات واجب الوجودست وجود وقیام وبقاء او مبتنی بر وجود حقیقی ست آن نیز دو نوع است
موجودات ومخلوقات وآن موجودات دو نوعست یکی عالم امرست ودوم عالم خلق ست
قوله تعالی اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ اما عالم امر آنست که در کیفیت وکمیت در حد وغایت در نیاید

لطیفه اول

وقدر و مساحت نپذیرد و مالا مال خود ست و روح در عالم امر ست و از عالم معنے جبروت ست نه از عالم خلق و صورت قوله تعالی قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي پس امر بود نه مامور قادر بود نه مقدور قاهر بود نه مقهور و بسیط حقیقی ست و تعریف بسیط حقیقی نیز همین ست آما عالم خلق آن را گویند که در مینما یاد ازین جهت این طائفه را اهل وحدت میگویند که غیر وجود خداوند در نظر ایشان نمانده ست همین که خداوند را می بینند و خداوند را می داند چنانکه در شرح اثبات دو معبود شرک ست ایشان را اثبات دو موجود شرک ست ولیکن آن شرک منافی اصل توحید ست و این شرک منافی کمال توحید ست و معنی وحدت یگانگی ست و در وحدت کثرت نیست و دوئی نیست و این وحدت ست که مطلوب طالبان و مقصود سالکان ست چون سالک برین وحدت رسد که مقصود همه ست از شرک خلاص یابد و کثرت برخیزد و دوئی نماند و حلول و اتحاد باطل شود از تفرقه شرک ذاتی بگذرد و بتوحید اعظم رسد و چون بدین توحید رسید که آن را وحدت گویند و دید و دانست که هستی همین خدای ست پس اکنون سالک هم نماند از جهت آنکه اگر سالک باشد کثرت باقی دارد و گفته اند در وحدت کثرت نیست پس سالک برخاست و حلول و اتحاد برخاست و قرب و بعد برخاست فراق و وصال برخاست خدای عزوجل بماند پس خدای همیشه بود و باشد اما سالک در خیال و پندار همیشه بود و می پندارشت مگر خدای هستی دارد و غیر خدای هم هستی دارد اکنون این چنین خیال و پندار هم برون آمد و دانست که وجود بیش از یکی نیست و آن وجود خدای تعالی ست که وجود حقیقیست بیان وحدت این دو وحدت این را گویند بزرگے گفته ست - رباعے

معشوق و عیان بود دمی دانستم	با من بیان بود دمی دانستم	گفتم مطلب بگے بجائی نرسم	خود تفرقه آن بود دمی دانستم

شعر

تو در بین گم شو که توحید این بود	گم شدن گم کن که تفرید این بود

شعر

یک دو من بدین طریقے	یکیک بر گو اگر حریفے

فائده ذکر نماز شب برائے برآمدن حاجات

سخن درین افتاده بود که نماز شب برای برآمدن حاجات آمده است و پیغامبر صلی الله علیه وسلم را آرزو بود گویند برترین آرزوها آرزوی شفاعت امت بود خدای عزوجل تنبیه کرد به نماز کردن شب برای روا کردن حاجت و بگذاردن نماز شب بعد از ملازمت نمودن پنج نماز فریضه چنانکه پیغامبر صلی الله علیه وسلم را وعده کرده شد رسیدن بآرزوی خود همچنان هر که بگذارد امید باشد برآمدن حاجات او نماز شب خواجه خضر برای برآمدن حاجات آزموده اند - **نماز حاجت وقت شب** در رکعت اول فاتحه هفت بار قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ یک بار و در رکعت دوم فاتحه هفت بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ یک بار بعد از سلام ده بار بگوید سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ده ده بار یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا ده بار بگوید اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ پس حاجت بخواهد و بگوید خداوندا بدست نفس اماره درمانده ام مرا فریاد رس و از پیش من این حجاب بردار امید است هر حاجت که خواهد روا باشد

فائده بیان ربط قلبی

مرید را باید که ربط قلب با پیر بود معنی ربط قلب اینست که بداند که مرا بخدای تعالی نرساند مگر پیر من الشیخ فی قومه کالنبی فی امته اشاره در حق ایشان است و هر چه پیغمبر فرماید ازان تجاوز نکند اگرچه هزاران همعصر انجا باشند و دران وقت دیگران هم پیران و مرشدان باشند و گویند اگر مرید بداند که بهتر از پیر من دیگری هست در کار مریدی درست نیاید و غرض او حاصل نشود فائده سخن در ذکر افتاده بود فرمود چون مرید صادق بود چندان ذکر کوید که در گفتن و ذکر تشنی در دل او پدید آید و ذوق الله را جمله بسوزد و گاه بود که این مزه بذوق او رسد انواع روایح طیبه از مشک و کافور و عنبر از شرق و غرب بر مشام وی ظاهر گردد و این ذوق چشیدنی نیست نه گفتنی سوال نور سنبر چه حجاب است جواب نور سنبر حجابیست که بعد آن حجابی نیست یعنی بعد آن حجاب حجاب نفس نیست و چنانکه انوار نفس مختلف است وقتی از رق و وقتی خضر همچنین انوار دل نیز مختلف است وقتی سپید بود وقتی زرد وقتی سرخ فائده سخن در وفا ده کیفیت و کمیت در حد و غایت در آید و قدر و مساحت پذیرد و وجود مخلوقات از عالم خلق است نه از عالم امر و تعریف بسیط مجازی نیز همین است اما مخلوقات نیز دو نوع است باقی و

فانی لطیفۂ کثیف علوی وسفلی نورانی وظلمانی ملک وملکوت محمودات ومذمومات وجزآن۔
لطیفہ دوم بدانکہ عالم دوعالم است عالم کبیر وعالم صغیر عالم کبیر سہ نوع ست یکی ملک دوم ملکوت
سوم جبروت اما عالم ملک وناسوت ودنیا فانی کثیف محسوسات ظاہر راگویند از زمین وآسمان
ما بینہما وما فیہما اما عالم ملکوت عالم اخروی باقی ولطیف معقولی باطنی راگویند چنانچہ معلومات
ومعقولات ومستلذات وبہشت ودوزخ واحوال آخرت وجزآن اما عالم جبروت عالم معنی
است وجوہر اول راگویند کہ مسمی ہست بہ ابوالارواح ودر اصطلاح آن را احمدیز گویند اما عالم صغیر
فہو الانسان پس انسان را عالم صغیر گویند کہ جامع ست مر عالم کبیر راکہ ملک در دست وملکوت
در دست وجبروت در دست زیرا چہ ملک عبارت ست از عناصر اربع خاک وباد وآب وآتش
نور چون نزول کند وہبوط فرماید در عالم کثافت آید نار شود ونار چون نزول کند کثیف شود وہوا
گردد اگر بجنبد باد ست واگر نہ ہوا خوانند وہوا چون در وی کثافت آرد آب گردد وآب
کثیف شود خاک گردد وفرودتر از خاک ہیچ مرتبہ در نزول وہبوط نیست وعناصر اربعہ تعلق
بقالب شخص انسان دارد کہ مرکب ازین چہار ست اما ملکوت عبارت از طبایع اربعہ ست
کہ باد ست حرارت ورطوبت وجرودت ویبوست وخاصیت آتش حرارت ست وخاصیت
باد برودت ست وخاصیت آب رطوبت ست وخاصیت خاک یبوست ست وآن تعلق
بقلب انسان دارد وقلب دو قلب ست قلبیست کہ شکل لحم صنوبری است آن ملکی ست وآن
حیوانات را نیز باشد وقلبی ست کہ آن سر الٰہی ولطیفہ ربانی گویند کہ در وی موضع ست کہ
از وسط او ادراک تشخص افراد اشیا ومعرفت ماہیات عالم میکنند وخیر وشر جہان میدانند وآن علم
ومعرفت وی را عقل خوانند وآن در اصل فطرت وخلقت متفاوت ست اما جبروت عالم ارواح
ست وروح را در پارسی جان گویند وآن بابدن انسان ہست پس انسان نسخہ ونمونہ عالم کبیر ست
قال صلے اللہ علیہ وسلم حکایۃ عن اللہ الانسان سری وانا سرہ ونفخت فیہ من روحی
قال علیہ السلام ان اللہ خلق آدم علے صورتہ ای مثال اللہ وصفۃ اللہ
تمثل را مشائخ محقق وعلما رمدقق منکر ومخالف نیستند۔ نقل ست کہ روزی عزیزی بحضور مصطفی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طپانچہ بروی مردی زد فرمود علیہ السلام لا تضرب علی الوجہ فان اللہ خلق آدم علی صورۃ اللہ و مثال اللہ خواجہ فرید عطار میفرماید نظم

نیست بالائے تو مخلوقے دگر	نیست بیرون تو معشوقے دگر
ہر چہ در توحید مطلق آمد است	آن ہمہ در تو محقق آمدہ ست

بیت تو بگو ہر ورائے دو جہانی - چکنم قدر خود نمیدانی - لطیفہ سوم بدانکہ ہر شئی صورۃ و معنی ہر چیزی از اشیاے عالم صورت و معنی دارد و جبروت عالم معنی صرف است و ملک و ملکوت ہر دو صورت آن معنی است ملک صورت کثیف دنیا وی فانی و ملکوت صورت لطیف اخروی باقی پس بدانکہ ہیچ ذرۃ از ذرات عالم دنیا ملک نیست و بآن محیط نیست و ہیچ شئی از اشیاء ملکوتی نیست کہ معنی جبروتی بآن نیست و بدان محیط نیست و ہیچ شئی از عالم جبروتی نیست کہ خداے تعالی بآن نیست و بدان محیط نیست و ازان آگاہ نیست پس ملک باتست و ملکوت باتست و جبروت باتست و خداوند تعالی باتست قال اللہ تعالی وفی انفسکم افلا تبصرون ایضا و ہو معکم اینما کنتم اما لاہوت عبارت از ذات محض است کہ قابلیت ہیچ چیز دارد و ہیچ کس مداشت قولہ تعالی کان اللہ ولم یکن معہ شئی مصرع نیست حق را در حقیقت ہیچ نام + چون شاہد لاہوتی ملتبس شد بہ لباس جبروتی و موصوف شد بصفات جبروتی و نام موجودی یافت واز دریاے قوت و قدرت بصحراء فعل آمد ابو الارواح و جوہر اول نام یافت حکایۃ عن اللہ تعالی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق پس معنی جبروتی در صورت ظاہر شد ملک و ملکوت پس جوہر اول کہ مسمی است بجبروت بمنزلہ نطفہ و حب است مر ملک و ملکوت را پس معنی جبروتی موصوف بدو صفت شد طبائع اربعہ و عناصر اربعہ صفات حمیدہ و صفات ذمیمہ خیر و شر آسمان و زمین رعد و شب حق و باطل آدم و حوا نور و ظلمت دنیا و آخرت بہشت و دوزخ علوی و سفلی محمد و ابلیس خلق واو غیب و شہادت ملک و ملکوت روح و قالب عبودیت و ربوبیت قبض و بسط محبت و عداوت رحمت و محنت قرب و بعد حیات و ممات عجز و قدرت خود شناسی عقل و عشق ظاہر و باطن ہدایت و ضلالت ایمان و کفر نبوت و ولایت فقر و غنا رد و قبول امر و نہی جمال و جلال قہر و لطف نیست

لطیفه چهارم

وهست قدیم وحادث علم وجهل اقبال وادبار مرغوب ومکروه سرد وگرم حسن وقبح صورت ومعنی طیبت

در کائنات هرچه بصورت مقیداست از مخزن وجود بدین شکل آمداست

صورت را از معنی انفکاک نیست ومعنی را از صورت انفعال نیست - لطیفه چهارم بدانکه مفردات عالم از هشت چیز بیرون نیست که فردی از افراد بسیط حقیقی وبسیط مجازی این هشت چیز دارد وآن جمله سه اصول دارد وسه فروع که لازم ومقابل اوست یکی ذات است که صفت در مقابل اوست دوم وجه است سوم در مقابل اوست سوم نفس ست افعال در مقابل اوست ودیگر ملحقات دارد هفتم صورت جامع ست آن در طور ذات ونفس است بی کثرتی وتفصیلی هشتم صورت متفرق است واو در طور وجه است که محتاج بامتیاز است اما ذات عبارت از هستی چیزیست کالوجود وحقیقت عبارت از قابلیت ولطافت ذات است که در وموضوع ست ووجه عبارت از شمول واحاطه آن ذاتست مر اشیارا واسما علامت است برای امتیاز ونفس عبارت است از مجموع هر دو مرتبه بی کثرتی وتفصیل بخلاف وجه که در وکثرت تفصیل منظور ست وافعال نتیجه وثمره نفس است مثلاً آب بسیط مجازی ست نظر بهستی آب دیگر است ونظر بدانکه آب شامل ومحیط است تمام اجزاء نباتات راو دیگر ست ونظر بمجموع هر دو مرتبه دیگر ست اکنون ذات آب هستی آب است وشمول واحاطه آب مر جمله نباتات راوجه ست ومجموعه هر دو مرتبه نفس آب ست وصفت در مرتبه ذات است زیرا چه صفت آب لطافتی وقابلیتی دارد که در وموضوع است وتا در مرتبه آبست صفت خوانند وسما در مرتبه اند زیرا چه اسم علامت است وعلامت جائی باید که آنجا کثرت وتفصیل بود تا یکی از دیگری ممتاز گردد وبدان علامت وآن اینجا لغو است پس نبات را مرتبه گل وخار است ومرتبه بیخ ومیوه است هر مرتبه از مرتبه دیگر بدان علامت جدا گردد وهمان علامت را اسم حقیقی او خوانند وبهمان عین مسمی خود است وافعال در مرتبه نفس ست زیرا چه فعل بهر دو مرتبه تعلق دارد ومثل حب بادرخت همین نظیر ست که حب ذات درختست ومرتبه درخت وجه حب است ومجموع هر دو مرتبه نفس حب است وصورت جامع دارد وصورت متفرقه دارد پس بدانکه وجود خدای تعالی فوق وتحت ویمین ویسیار حدوث وقدم ندارد ونور یست نامحدود ونامتناهی و

بحرے است بے پایان و بے کران اول و آخر حد و غایت ندارد و قابل
تبدیل و تغییر و تبعیض و تجزے و تقسیم و فنا و عدم نیست احد حقیقے در ذات
او بہ ہیچ وجہ کثرت و شرکت نیست ذات و وجہ و نفس وار و نظر بمرتبہ
ہستے آن نور دیگر است و نظر و شمول و احاطہ او مرجملہ موجودات عالم را دیگر است
و نظر بہ مجموع ہر دو مرتبہ دیگر است اکنون بدانکہ وجود ہستے ذات این نور است
و شمول و احاطہ او مر موجودات عالم را وجہ آن نور است و مجموع ہر دو مرتبہ نفس این نور است
پس ہیچ ذرہ از ذرات عالم نیست کہ نور خدای تعالی بآن نیست و بدان محیط نیست و از ان
آگاہ نیست ان اللہ بکل شئ محیط و قابلیت صورت و اشکال و مثال کہ در مرتبہ وجہ اند
و عالم تفصیل و افعال او در مرتبہ نفس اند و صورت جامع در طور نفس است بے تفصیل پس
جملہ ہشت چیز است پس مفردات عالم بیرون ازین ہشت چیز نیست و علم اہل معرفت و
تصوف منحصر بہ معرفت این ہشت اصل است ہر کہ تعریفات این بر اصطلاح صوفیان فہم کند و
دریابد او معنی مراقبہ و حضور و خضوع و خشوع و عزلت و ذکر فہم کند از و این اعمال بے تکلف
درست آید و حاصل شود بندگی شیخ راست بہ بیت ذات و وجہ و نفس آنگہ با صفات و ہم و فعل
جامعہ با فارقہ از ابتدا آوردہ ام بدانکہ ہر کہ بوجہ خدا رسید خدای را دید خدای را دید پرستد اما مشرک
است قولہ تعالی - وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون کہ ہمہ روز با مردم بجنگ
و وحشت اند و مبتلا با نکار و اعتراض اند و ہر کہ از وجہ در گذشت بذات حق رسید و ذات خدا را
دید خدا را می پرستد اما موحد است کہ از اعتراض و انکار فارغ است و با خلق عالم بصلح است
ای عزیز بدین بحر محیط و نور نامحدود و نامتناہی باید رسید و این نور را باید دید و از بن نور در عالم
نظر باید کرد تا از شرک ہای خفی خلاص یابی و حلول و اتحاد در خیزد و اعتراض و انکار را مقام نماند و
با ہمہ جہان صلح پدید آید بیت چون ہستی ہر ذرہ نقشی ست ز صنع تو - ای مار شبت خوش
با ای سور سلام علیک ہا - بدانکہ تغیرات در عالم و جہ می آید و تفصیلات کہ ظاہر دیدہ میشود
دلیل بر کمال تنزیہ و تقدیس او میکند و شرح و بیان قابلیت و لطافت ذات میکند کہ بہ ہیچ رنگ

کہ خواہد شود و بہر شکلی و صورتی کہ خواہد شود چنانچہ موم مثلاً موم را صورت حقیقت کہ مومی موم
بدو قایم ست و دران تغیری نیست و صورت مقداری و مجازی ہست تا موم را صد نوع صورت
و شکل سازند تغیر در صورت حقیقی او لازم نیاید پس تغیرات در صورت مجازی و مقداریست نہ
صورت حقیقی و ہم حقیقی و ازان نقصان ذات نیست بلکہ اظہار کمال قابلیت و لطافت ذات
اوست کہ باو ست اجماع اہل سنت و جماعت و مشایخ طریقت و اصحاب حقیقت ست کہ
ذات و صفات خداوند تعالی از ہمہ سمات و نقصان و حوادث منزہ و مقدس است و ممایزۃ
مقابلہ و محاذات اجسام بر و جائز نیست و حرکت و سکون و انتقال و تغیر و تبعد را بذات
و صفات خداوند راہ نیست و ہر چہ بکہ وہم بدان رسد عقل از معرفت بندد و خیال آن را بگیرد و فہم آنرا ادراک کند ذات
و صفات خدای تعالی ازان منزہ و مقدس و متعال ست و با این ہمہ از جان بندہ بہ بندہ
نزدیک تر ست و از شنوائی گوش بگوش او نزدیک تر ست و از گویائی زبان تو بزبان تو نزدیک
تر ست و از دانائی دل بدل نزدیک تر ست زیرا کہ قرب مخلوقات یکدیگر چہ مجازی نہ تو ان بود
از انکہ بعد در دماغ مدخل دارد یا بصورت و یا بمعنی قرب حقیقی قرب خداوند ست کہ بہیچ وجہ
بعد در دماغ ندارد نہ بصورت و نہ بمعنی نہ بوہم نہ بخیال و فہم کردن قرب حقیقی و معیت حق با کمال
تنزیہ و تقدیس او از وہم سمات نقصان عروضی و صنعتی تمام دارد قولہ تعالی وھو معکم اینما کنتم
قولہ تعالی نحن اقرب الیہ من حبل الورید قولہ تعالی اذا سئلک عبادی عنی فانی قریب اجیب
و امثال و مثال کینونیت و معیت ذات احد حقیقی با ہر ذرہ از ذرات عالم ہمچون کینونیت و
معیت روح ست با قالب نہ بطریق حلول و اتحاد کہ ہیچ مخلوقی بذات او فرود نیاید و نہ ذات او
ہیچ مخلوقی فرود آید و روح با ہمہ ذرات قالب محیط ست و ہیچ ذرہ از ذرات قالب نیست کہ روح
بان نیست و محیط نیست با ہر عضوی از اعضای قالب بذات موجود ست بی حلول و اتحاد
زیرا کہ حلول تقاضا کند کہ از خارج چیزی داخل شود و روح نہ درون قالب ست نہ برون قالب
ست و نہ متصل قالب و نہ منفصل قالبست و با این ہمہ با قالب معیت بذات دارد و
بدان معیت مضرت و عیبی و شناعتی بدو لازم نیاید و لوثی بدو لاحق نشود بلکہ اگر ہزار سال روح

باقالب صحبت کند همچنین پاک و مطهر مقدس باشد چنانکه پیش از صحبت بقالب بود و مثال دیگر آفتاب است
که بر پاک و پلید یکتا بدو در هر یک مطلع خاصیت پیدا می آرد و او را از بوی گندهٔ نقصانی و عیبی نیست
همچنین از بوی مشک و عنبر او را پاکی و کمالیت نیست و در روح اختلاف بسیار ست فقها آن را
جسم خوانند و متحیز گویند و بدخول و خروج نسبت و صفت کنند بعضی متکلمان محقق چون امام محمد غزالی و
امام فخر الدین رازی و جمهور طبقات مشایخ بر آن اند که روح جسم نیست و او را به دخول و خروج نسبت
نکنند که وی از عالم امر ست و بسیط حقیقی ست و مشایخ طریقت رحمهم الله میگویند که حق تعالی با هر
ذره از ذرات عالم معیت و احاطه تام دارد و قرب حقیقی تمام دارد و این را معیت رابعه میخوانند
آخر آن سه معیت که مفهوم متکلمان ست بسبب کمال تنزیه و تقدیس و بجهت اضطراب عقل
عوام بسه معیت قائل اند معیت جسم با جسم و معیت جسم با جوهر و معیت عرض با جسم و جوهر و چون
معیت رابع را فهم نکردند از راه تنزیه و تقدیس الاجرم در تاویل افتادند دیگران آن را عقاید بستند
و مذهب ساختند و تقلید کردند بیت مقلد را درین ره جایگه نیست ۔ ره خاصه سپر اندازان سپیدست

لطیفهٔ ششم بدان که هر شی از اشیاء عالم مظهر صفتی ست از صفات خداوند تعالی الا که انسان مظهر ذات
با جمیع صفات ست و خلاصه موجودات و زبده کائنات هر چه دارد بشتر دارد و دیگر همه نقش و دیوار ست بیت
پیش رویت دگران نقش به دیوار آمدند چنین صورت معنی که تو داری دارند بیت بصورت
بشرم هان و هان غلط نکنی ۔ که عقل سخت ضعیف ست و عشق سخت غیور ۔ و انسان
مشرف ست بانواع فضائل و مکرم ست بخلعت یحبهم و یحبونه ظفر او رضی الله عنهم و
رضوا عنه بر وست و او را ملک را باقدس و طهارت و عدم خلاف و معصیت بل عباد مکرمون
خلعت شد و بمقام معلوم مخصوص گشت از یجا لازم که مطلق بشر فضل بود بر مطلق ملک باعتبار
اصل الفطرة و اسرار الجلیل المودعة فیه بالقوة لا باعتبار الخلقة البشریة الحیوانیة الظاهریة فیه بالفعل
بیت اینکه تو بینی که همه مردم اند بیشتر از گاو و خرے بے دم اند ۔ لطیفهٔ هفتم
مقامات سلوک و درجات و ترقیات سالک را پنج درجه قسمت نهاده اند اول درجه نفس است
و او همه اوصاف ذمیمه دارد چون سالک این درجه ترقی و عبور کند و در درجه دوم که دل ست بسد

اهل دل گردد و موصوف بصفات حمیده شود و آن مقام آدم ست صلوة الله علیه وسلم چون ازانجا ترقی و عبور کند در درجه سوم روحی رسد و آن مقام عیسی ست علیه السلام و چون از آنجا ترقی و عبور کند در درجه چهارم سری رسد و آن مقام موسی علیه السلام ست و تا این درجه ظهور و تجلیات صفاتی ست و شیطان را با آن مقام و درجه نهاده اند و دست رس و مهلت داده اند قوله تعالی انک من المنظرین بیت معشوق مرا گفت نشین بر در من + نگذارد در دون هر که ندارد سر من + چون از مقام سری ترقی و عبور کند از تجلیات صفاتی فارغ آید در پنجم درجه عالی خفی رسد و وصول بذات حاصل آید بیت اینجاست نهایت طریقت + اینست خلاصهٔ حقیقت + چون سالک درین مقام رسد و اصل ذات شود و خفی عبارت از ذات محض ست آنرا لاهوت خوانند بسیار سالکان در وندگان راه درین مقام بقطع طریق چندین ترقیات کرده چون در مقام سری رسد راه او زده شود بیت ای بادشاه حسن تو قلب شکستگان + از لشکر غم تو شبخون زدن گرفت + و آن از برکت صحبت و خدمت پیری و مرشدی که درین راه رفته نشیب و فراز و آفات راه دانسته و راهزن را شناخته باشد حاصل شود چنانکه سلطان العارفین بایزید را از برکت خدمت و صحبت خواجه حاصل شد که بایزید این هر چهار مقامات را از دولت و خدمت و صحبت پیران حاصل کرده بود و در مقام سری رسیده آخر چون بفرزندخاندان مصطفی صلی الله علیه وآله وسلم پیوسته و صحبت کرده مدت خواجه او را ازان مقام ترقی و عبور کنانیده بذات خفی رسانیده از تجلیات صفات فارغ گردانید از ینجا معلوم شد که شرک دو نوع ست جلی و خفی اما شرک جلی مومن ازان پاک و آزاد است و اعراض و احتراز دارد اما بنیاء بر علیه السلام فرمود که شرک خفی جاری ست در میان امت من برمانند مورچه بر آسیای سیاه در شب سیاه که در عین روش و گردش باشد و نظر نیاید و معلوم نشود شرک خفی همچنین جاری شده ست در میان امت من قیل یا رسول الله ما الشرک الخفی فقال دیدن منفعت و مضرت که از غیر خدا ست هو الضار والنافع **لطیفه هشتم**

بدانکه چون سالک و طالب خواهد که ازین مقامات ترقی و عبور کند نخست او را شاید که احتیاط و اهتمام در کار را مقدم و شکم کند و للطالب شرطان یکی خلو معده دایم مگر بضرورت برای قیام صلب و خوف

لطیفه هشتم

قوت عبادت و بران شکستی قرار داده اند قال النبی صلی الله علیه و آله وسلم یا عائشة رح علی فرع باب الجنة فقالت هم یا رسول الله تعالی فقال بجوع شدید و عطش مفرط وسهر دائم و فکر لازم و دوم انکه همیشه دربان دل شود پاسبان خاطر خود گردد لمحه ازان غافل نشود آن را نصب العین ساز و بندگی مخدوم راست ابیات

نقل از پیر منیری النوری	این سخن از ما مگفت از سروری
اے برادر گر بخواهی اصل کار	این سخن را در دل خود پاس دار
آن ریاضت نی که خود رنجی بری	کم بگوئی کم بخسپی کم خوری
بچگان طفل و هم بیوه زنان	این ریاضت میکنند از آب و نان
این ریاضت باشد اے عالی مقام	گوش کن اسرار این را الکلام
هر خیال غیر حق را در دو دان	این ریاضت سالکان را فرض دان
پاسبان دل شو اندر کل حال	تا نیابد هیچ در انجا مجال

چون این دو شرط بجا آورده بطفیل و تبع وی دیگر نیز حاصل شود چون درین استحکام دهد سلامت یابد بسی نه بگذرد که بمقصود رسد۔

لطیفه نهم بدانکه نور دیده نشود مگر بمثال و تمثل و معنی ظاهر نگردد مگر بصورت و مثال و دیدن بمثال و تمثل و معنی ظاهر نگردد مگر بصورت و مثال و دیدن بی تمثل ممکن نیست چه درین جهان و چه در آن جهان زیرا که احد حقیقی آفتاب حقیقت هست و عالم و آدم ظل پرتو آفتاب ست آفتاب چون برتبه بر سایه خود تا بد سایه ضمحل گردد و او را بخود و خودی نماند و شاخ غزال هم ازینجا منشعب شده هست بزرگ قوم ایشان در مقام رسیده دیگران آنرا مذهب ساخته اند و تقلید کرده اند پس خدای را بے تمثل و بی ردای کبریائی نه توان دید قوله تعالی وله الکبریاء فی السموات والارض فی الدنیا والاخرة و فی العلویات والسفلیات پیغمبر فرمود صلی الله علیه وآله وسلم ما بین القوم و بین ان ینظروا الی ربهم الا رداء الکبریاء علی وجهه فی جنة عدن ورداى کبریائی عبارت از صورت و مثال ست نه آن صورت که مفهوم خلق ست چون رداے

لطیفہ

کبریا برخاستن نیست نه درینجهان نه درآن جهان پس چرا نظاره مثال او درین جهان نکنی من
کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی والدنیا مزرعة الآخرة کما تعیشون تموتون
بیت سعدی از عشق بناز دچه کند ملک وجود + حیف باشد که همه عمر بباطل برود +++
آنرا که نه صورت ست و نه شکل نه محدود نه محسوس نه زمانی نه مکانی از همه چیز منزه و مقدس
است و برتر است از انکه در چشم ما در آید یا در یافت ما گنجد معرفت را بدو راه نیست هیچکس از
کنه حقیقت او آگاه نه آن خداوندست اما چون خواهد که بجنبان خود جلوه دهد و جمال باکمال خویش
نماید جز بوسطه ردای کبریایی نه نماید و تجلی خاص او بر دوستان خویش به احسن صورت است و آن
صورت آدم ست که به ایجاد این ثنای خود کرد فتبارک الله احسن الخالقین شیخ
پانی پتی راست بیت وحدت ورای کنگرهٔ کبریا کشد + کو عارفی که منظر او عرش اکبرست +
وعرش اکبر صورت آدم ست وچون دوستان حق از مشاهده صورت وجمال او عبارت کنند
بزلف وخال وناز دلالت کنند هزار کفر و اسلام خرج راه او کنند سالکان در آرزوی آن جمال
باکمال مستغرق شوند از خود واز شعور خود واز اختیار خود و مراد خود بری گردند فانی از خود باقی بحق گردند
ومظهر و متجلای حق شوند بیت هر کو ز عشق بخورد او مردم خام باشد + عشقش خورد چو جمله اکنون
تمام باشد + بینی که حضرت مصطفے صلے الله علیه وسلم او در شب معراج برو ندیافت آنچه یافت و
بر تجلیات جبروتی وملکوتی مطلع شد و معاینه دید وچون از انجا باز گذشت بحجره آمدن عاشق
زینب شد زن مبتنی رسول علیه السلام همین بود که خداوند لایزالی تمثل و بی مثال دیدن ممکن نیست
ولی ردای کبریائی دیدن محال است تا آنکه مصطفے صلی الله علیه وآله وسلم نعره بزد و کمر بگرفت و به
زمین شست و گفت یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک و آنکه در
حدیث در آمده که ابو بکر و ابن عباس رضی الله عنهما مصطفے صلی الله علیه وسلم را پرسید ند هل
رایت ربک یا رسول الله فقال رایت ربی فی احسن صورة
عائشه رضی الله عنها باری دیگر پرسید ند رایت ربک یا رسول الله فقال نورانی اراه
میان هر دو حدیث بظاهر تناقض ملمحی جواب آنست که ابو بکر و ابن عباس مریدان کامل

بودند واز مصطفی علیہ السلام معرفت مراتب و درجات و اطوار تربیت یافتہ و در ہر طورے داد مقامات دادہ و کامل الحال گشتہ و میدانند کہ سوال از محض ذات نور نشاید کردن کہ پیغامبر علیہ السلام فرمودہ اند تفکروا فی الاء اللہ و لا تفکروا فی ذات اللہ پس ایشان از تمثل و مثال و از ردای کبریائی کردند لاجرم جواب ہمچنان یافتند فرمان مثل رایت ربی فی احسن صورۃ کہ جواب مطابق سوال باید و عائشہ رض و یاران دیگر پرسیدند ھل رایت ربک یا رسول اللہ فرمود نور انی اراہ ایشان سوال از صرف نور محض ذات بی ردای کبریائی و بے تمثل و مثال کردند فرمان شد نور انی اراہ کہ نور ہرگز دیدہ نشود و معرفت و علم ایشان و درجات و مقامات ایشان فائق و عالی تر آمد نزدیک آن پس تناقض لازم نیاید کہ ذات محض ہرگز دیدہ نشود مصرع معدود چند جانے افتادہ دام عشق اند ✤ چنانچہ اصحاب صفہ و عشرہ و امثال آن۔

لطیفہ دوم بدانکہ بنیاد این کار تصرف ازین اصل است و مبتنی بر تذہیب صفات ذمیمہ و تبدیل اخلاق رذیہ ست و تا آنکہ این اصل دست ندہد مستقیم نشود و بہیچ درجہ و مقامی نرسد و ترقی درجات و عبور مقامات روی نہ نماید سبب اوصاف ذمیمہ چون بدل شد ✤ ہر عقدہ کہ در تو بود حل شد ✤ اوصاف ذمیمہ و اخلاق رذیہ را نیز تفصیل کردند چنانچہ حقد و حسد و بغض و غضب و ایذا و بخل و غیبت و سخن چینی و نقل مجلس و القار خصومت و عداوت میان دو کس و خوش شدن بمضرت کسی و دوغا و خداع و کذب و نفاق و آفر او تہمت و عیب کسی ظاہر کردن و خاطر وی را شکستن و بر سائل و حاجت مند سخن بدرشتی گفتن چون سالک مطالب حق صفات ذمیمہ را بصفات حمیدہ بدل گرداند و یک یک صفات را از نہاد خود تزکیہ و تصفیہ دہد و گردش یابد و بہ گردش صفات گردش نہادی حاصل آید زیرا کہ ذات معتبر بصفات ست ذات بذات خود محکم بچیزے نیست بہ اضافت صفات محکوم و چون تبدیل و تہذیب صفات ذمیمہ حاصل شود آنگاہ تبدیل صفات حمیدہ باخلاق اللہ تعالی نیز حاصل شود و از برکت ولایت پیر و مرشد متخلق باخلاق اللہ شود و متجلی بصفات

الله گردد و ترقی درجات و عبور مقامات همارین تبدیل اوصاف و اخلاق روی نماید و حاصل شود و این را در اصطلاح صوفیان توبهٔ حقیقی می خوانند و ایمان حقیقی میگویند هر که را این حاصل شد او از اهل الله است و او از صوفی و قلندر است و عارف و عاشق است و او شیخ و مقتدا است و در ذات او سکهٔ خدای صورت و معنی مسلم و موجود است و او مظهر و مجرا رخدا و ند تعالے است پس مایه درویشی و خلاص سخن همین تبدیل صفات حمیده بصفات کمال خدای تعالے و اخلاق کریمه اوست والله الموفق بیت چون نیستی تو شد محقق ✻ خیز و همه نعره انا الحق ✻ منطق الطیر

در بیان هفت وادی مثنوی

هست وادی طلب آغاز کار	وادیٔ عشق است زان پس کنار
پس سوم وادی ست آن معرفت	هست چارم وادی استغنا صفت
هست پنجم وادیٔ توحید پاک	پس ششم وادیِ حیرت صعبناک
هفتمی وادی فقر است و فنا	بعد ازانے روے روشن شد ترا
و ز پس آنی روشنی گم گردت	گر بود یک قطره قلزم گردد ت

تمت

خاتمة الطبع

الحمد لله والمنة که نسخهٔ متبرکه جامع علم و معانی الملقب به **لطائف المعانی** من ملفوظات شیخ الشیوخ مولانا و مقتدانا حضرت مخدوم شیخ **شرف الدین احمد بن یحیی المنیری** البهاری قدس الله اسرارهما که درین روزگار همچون معانیش ندرت الفاظ داشت و از نظر عاشقان و طالبان چون عروس باجمال در حجلهٔ انتجاب مختفی بود پس بحسن اهتمام احقر انام **محمد عبد الاحد** عفا عنه الصمد مطبع مجتبائی واقع دهلی مطبوع گشته برسد شهود جلوه بخش عالم و عالمیان گردید

فقط

ماه اگست سنه ۹۸ء

اشتہار

درمکنون ترجمہ انوار العیون مؤلفہ حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی رح در حالات و ملفوظات شاہ عبدالحق صاحب ردولوی معہ تتمہ احوال مصنف رح مطبوعہ مجتبائی۔

لطائف قدوسی مشتمل بر حالات حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی رح مطبوعہ مجتبائی مؤلفہ حضرت مولانا رکن الدین سجادہ نشین و صاحبزادہ حضرت شیخ المشائخ عبدالقدوس گنگوہی رح۔ اس مین حضرت کے مفصل حالات اول سے آخر تک بطور سوانح عمری کے لکھے گئے ہین اور ہر ایک بیان اور واقعات اور حالات کو ایک لطیفہ سے تعبیر کیا ہے اسی سبب سے اسکا نام لطائف قدوسی ہے اور کتاب کے آخر مین جو آپ نے شعار وغیرہ لکھے ہین وہ بھی مندرج ہین یہ نہایت عمدہ کتاب ہے جو آجتک طبع نہین ہوئی تھی۔

منتخب مکتوبات قدوسی از حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی رح بظاہر گو انتخاب ہے مگر کل کا لب لباب ہے اسمین چون ۵۴ مکتوب ہین جو ۱۹۳ مکاتیب سے انتخاب کیے گئے ہین یہ وہ مکاتیب ہین جو شیخ عبدالکریم سہارنپوری اور خواجہ نصراللہ دیبالپوری اور شیخ الہداد دانشمند سہرمدی اور شیخ العالم شیخ احمد و سید جلال تہانیسری و بایزید صوفی و قاضی عبدالرحمن صوفی و محب اللہ سنڈھوری و سید احمد ملتانی و شیخ احمد شاہ آبادی اور دیگر اولیاء کرام کے نام آپ نے روانہ فرمائے ہین جو سراسر اسرار معرفت و حقیقت سے پر اور نکات صوفیانہ اور رموز محققانہ اہل سلوک سے مملو ہین جسکے مطالعہ سے طالب حق کو ایک خاص طرح کی روحانی لذت حاصل ہوتی ہے اور اُسکے ذوق و شوق کو یوماً فیوماً بے نہایت ترقی پیدا ہوتی ہے۔ یہ انتخاب بھی آپ ہی کی خاندان عالیہ قدوسیہ کے کسی بزرگ نے ۱۱۵۹ھ مین نہایت ہوشمندی سے کیا ہے۔ مطبوعہ مجتبائی۔

دلائل الخیرات منقح مجتبائی ارباب وظائف اور اہل اوراد کے لیے بشارت تازہ ہے کہ یہ گنجینہ حسنات خزینہ برکات یعنی نسخہ صحیحہ دلائل الخیرات جو ایک عرصہ سے اس مطبع مین چھپ رہی تھی نہایت آب تاب کے ساتھ جو اپنی خوشخطی اور صفائی طبع اور عمدگی کاغذ مین بے مثل ہے چھپکر تیار ہوگئی ہے۔ خوبی یہ ہے کہ اسکا بامحاورہ ترجمہ اردو زبان مین حاشیہ پر لکھوایا گیا ہے اور روایت سید علی حریری کو متن مین رکھا ہے اور روایت مغربی کو مابین حاشیہ و متن بیان کیا ہے تاکہ ہر طالب خیر اس سے مستفید ہو اور صاحب سلسلہ حریری یا مغربی جس طرح کا مجاز ہو اُس سے فائدہ اٹھائے۔ نفائس جلد اس گوہر خوبی کو طلب فرماکر اپنے دل و دیدہ کو منور فرمائین اور سعادت دوجہانی حاصل کرین۔

محمد عبدالاحد عفا عنہ پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۹۸ء

ماشاء الله لا قوة الا بالله

حسب فرمایش جناب اخوی حاجی محمد عبد القیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ قریب سہ عالیہ نمبر ۱۶۱

شرح مائۃ عامل النحو

شرح

مائۃ عامل النحو

بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام از اہتمام کمترین انام مسکین محمد فخر الدین مالک مطبع

مطبع فخر الطابع و الناشر و الهنوشند

کارخانہ سے جملہ علوم و فنون کی کتابیں تاجر موصوف کی بکفایت خریداروں کو بر عایت روانہ ہوتی ہیں المشتہر حاجی محمد عبد القیوم تاجر کتب کلکتہ قریب سہ عالیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي صرّف قلوبنا نحو الهداية بكلمة الاسلام + وشرح صدورنا لادراك قواعد علم الاعراب لاصلاح الكلام + وزيّن عقولنا بافاضة علم الاصول والفروع بجزائل النوال وبدائع الانعام + وامدّنا على وفق حكمه بالقدرة الى صونه بصفة الكمال والاحكام + نحمده باعظم اسمه ونشكره بجزيل فعله ونسئله ان يبيّنا حرف الابهام الذي تفرّد بانشاء اشكال في الارحام + وتوحّد بابداع الارواح في الاجسام + وتقدّس عن ادراك الابصار والاوهام + وتنزّه عن اشباه الاشباح والاجسام + ثم افضل الصلوات واكمل التحيّات على نبيّه محمد الذي يتلى معجزاته الى يوم القيمة وعلى اله واصحابه مصابيح الظلام اما بعد فلمّا كان المختصر الموسوم بالهداية في النحو منطويًا على قواعد كافية + ومقاصد عالية + محتويًا على فوائد وافية + وفرائد باهية + مفتقرًا الى الدلائل لما فيه من المسائل + والى الانحلال + لما فيه من الاشكال حاولت ان اذكر له شرحًا يبيّن مراداته + ويكشف مكنوناته + ويحل تركيباته + ويتعالى ببعارة رائقة + والفاظ شائقة + وبدلائل واسعة + وعلل باهرة + ويتحاشى عن شيمة التكلف والاعتساف ويتشاءب عن سيرة العدل والانصاف + خاويًا عن الايجاز المخل بالمراد + سالكًا مسلك الاقتصاد + هاديًا للعباد + الى سبيل الرشاد جانيًا بالمراد بالاهداد قاضيًا بالحرمان على اهل العناد + وسميته بداية الهداية ومن الله نسأل ان يرزقنا الفهم والدراية + ويعصمنا من الجهل والغواية + ويهدينا طريق الصواب ويجنبنا عن الوقوع في الاضطراب انه على ذلك قدير + وبالاجابة جدير + وهو حسبي ونعم النصير + واليه المرجع واليه المصير +

قال الشيخ رحمه الله تعالى بسم الله الرحمن الرحيم صدّر مختصره بالبسملة تيمّنًا باسم الله تعالى في بداية امره وتفويضًا ليوفقه طريق الرشاد + ويسلكه سنن السداد + واقتداءً بكلام الله المستغنى بها وابتداءً بما يحدث نبيّه عليه الصلوة والسلام وهو كل امر ذي بال لا يبدأ فيه ببسم الله الرحمن الرحيم فهو اقطع رواه ابو داود وابن ماجة وعملًا بما روي عن علي رضي الله تعالى عنه كانت بسم الله في آنفة للمرتوق وسهلة للوعور + ومجنّة للشرور +

وشفاءً لما في الصدور وامانٌ يوم النشور واقتفاءً بما وقع عليه وفاق السلف والخلف رحمهم الله تعالى فانهم افتتحوا كتبهم كذلك ثم الباء متعلقة بمحذوف وهو الفعل وهو الاولى لاصالته في العمل أو شبهه اى بسم الله اشرع وهو المناسب ههنا وكذا من سافر يقول عند ارادة السفر والحلول منه بسم الله ارتحل وبسم الله احل ومن قرأ يقول عند قصد القراءة بسم الله اقرأ ومن اكل يقول عند الاخذ في الاكل بسم الله اكل وكذلك كل فاعل يشرع في اول فعله بالبسملة وانما اضمر المحذوف متأخرا ورُوِيَ للاختصاص اذ كل ما كان حقه ان يؤخر اذا قُدِّم فتقديمه يقتضي الاختصاص الا ترى الى قوله تعالى إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ وامّا تقديم الفعل في قوله تعالى اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ فانه اول ما انزل على النبي صلى الله عليه واله وسلم وكان الامر بالقراءة اهمّ لتبليغ الرسالة وانما حُذِفَ الهمزة في العبارة والكتابة لكثرة الاستعمال ولم تحذف في اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ في الكتابة لقلته وامّا حذفها فيهما في قوله تعالى وَإِنَّهُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فلموافقة المصحف وانما لم تحذف في باسم ربك لعدم الموافقة لان المراد بالموافقة ان تكون البسملة تامة وما وقع في قوله تعالى بِسْمِ اللهِ مَجْرِيهَا وَمُرْسٰهَا من حذفها معها غير تامة فلما ذكرنا من الكثرة لان الذين يركبون في الفلك يقولونه في كل مجرى ويكتبونه في كل متاع وانما ادرج لفظ الاسم لدفع الالتباس بالله للقسم ولتنبيه على ان التبرك يصلح لكل اسم وانما اختير تقديم الجلالة لانه اسم الذات الا ترى انك تصفه ولا تصف به وما عدا الاصفات ثم اختير تقديم الرحمن على الرحيم وان كان فيه من مبالغة ما ليس في الرحيم لانّ فعلان ابلغ من الفعيل والفعيل ابلغ من الفاعل لان راحما يقال لمن رحم مرة والرحيم لمن يكثر هذا منه والرحمن لمن لانهاية في ذلك منه ولذلك قالوا يا رحمن الدنيا والاخرة ويا رحيم الدنيا والقياس الترقي من الادنى الى الاعلى على انه كاسم الذات حيث لا يطلق الا على الله تعالى بخلاف الرحيم وهما اسمان مشتقان من الرحمة وهي ارادة الخير في حق الغير وبرادف الاحسان والانعام والافضال وما يشبهها ثم قوله بسم الله مجرورٌ بالباء وهو منصوب المحل على انه مفعول او حال ويجوز ان يكون مرفوع المحل على انه خبر مبتدأ محذوف اى ابتدائي حاصل بسم الله ولفظ الله مجرورٌ بالاضافة والرحمن والرحيم مجروران بالوصفية الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ هو جزء من قرآن الحكيم جاء به في تفتيح مختصره لوجوه الاول تفوّلا به ليتيمن به في اول امره اذ ليس شيء مما يُتَيَمَّنُ به

فيكون اعرف
لدلالته على الله سبحانه
وتقديم الاعرف
اولى من تقديم
غير الاعرف والترقي
انما يتصور حيث لم
يكن الموصوف في غاية
الكمال اما في كل
فلا اهـ مولوي محمد
فيض الحسن ظاهر
فانه يطلق على
غير الباقي ۱۲

افضل من القرآن والثانی عملاً بکتاب اللہ العزیز فانہ یستفتح اولاً بالتسمیۃ و ثانیاً بالتحمید والثالث امتثالاً بحدیث نبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھو کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ بالحمد للہ فھو اقطع رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ وابو عوانۃ وما قیل من ان ھذا وحدیث التسمیۃ متعارضان ظاھراً لان حدیث التسمیۃ یقتضی البدایۃ بھا وھذا الحدیث یقتضی البدایۃ بالحمد والبدایۃ بالشیئین مستحیل فجوابہ بان المراد بالبدایۃ بکل منھما قصد تقدیر المقصود وھو لیس بمستحیل وانما المستحیل التلفظ بکل منھما ابتداءً من غیر ان یتقدم کلام علیہ علی ان الامام النووی رحمہ اللہ تعالیٰ ذکر ان المراد بالحمد للہ الذی فی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یبدأ فیہ بالحمد للہ ذکر اللہ تعالیٰ بدلیل ما جاء فی روایۃ اخری کل امر ذی بال لم یبدأ فیہ بذکر اللہ تعالیٰ الحدیث وحینئذٍ لا تعارض من ھذا ظھر جواب ما قیل ایضاً من ان کل واحد من التسمیۃ والحمد امر ذو بال کذلک فوجب ان یبدأ التسمیۃ بتسمیۃ اخری والحمد بحمد اخر ثم فثم وذلک لان المراد بالامر فی الحدیث ھو الامر المقصود والشروع فیہ من قول وفعل قطعاً للتسلسل وثالثھا تحرزاً عن مخالفۃ المصنفین فانھم صدروا مصنفاتھم اولاً بالتسمیۃ وثانیاً بالتحمید والخامس ان ذلک اقتباس وھو من صنعۃ البدیع وھو ان یورد شیء من القرآن او الحدیث او من کلام البلغاء لا علی انہ منہ والسادس ان ھذا الجزء الشریف مشتمل علی الحمد للہ الذی ھو رأس الشکر والسابع جواب عن سؤال یسأل لم اثر الحمد علی المدح والشکر والثامن توجھاً الی جناب قدسہ والتاسع اظھاراً لعظمتہ وکبریائہ والعاشر ایضاً حاملاً ما وصل الیہ من نعمائہ والحادی عشر استبقاءً لما وھب لہ من الآلاء اذ الحمد رأس الشکر وبالشکر تزید النعمۃ والثانی عشر ابتغاءً لمرضاتہ ومودتہ

ثم الحمد ھو الوصف بالجمیل علی جھۃ التفضیل لا علی جھۃ الاستھزاء والالف واللام فیہ للاستغراق ای کل فرد من افراد الحمد ثابت للہ ولیست ھی کما زعمت المعتزلۃ والحمد مرفوع بالابتداء وخبرہ للہ والعدول عن الجملۃ الفعلیۃ الی الاسمیۃ للدلالۃ علی دوام الحمد وثباتہ وقد مر ذکر الحمد علی ذکر اللہ لکونہ اھم لان المقام مقام الحمد وان کان ذکر اللہ اھم نظراً الی ذاتہ تعالیٰ لا یقال ھذا الاھتمام عارضی بواسطۃ المقام والاھتمام باسم اللہ ذاتی والذاتی ینبغی ان یقدم فی الاعتبار وان لم یتقدم فینبغی ان لا یؤخر لانا نقول معنی البلاغۃ مطابقۃ الکلام لمقتضی المقام لا رعایۃ الامور الذاتیۃ فرجح العارض واللہ اسم للذات الواجب الوجود المستجمع لصفات الکمال ولھذا خص الحمد بھذا

الاسم ولانه اعظم اسمائه تعالی حیث لم یطلق علی غیرہ اصلا بخلاف ما سواہ ولانه لو ذکر غیرہ من الصفات لاوهم ان الحمد لله تعالی انما هو باعتبار هذه الصفة دون اخری ولانه اراد التنبیه علی الاستحقاقین الاستحقاق بحسب الذات والاستحقاق بحسب الانعام ولانه اراد ذکر الصفة وهو قوله رب العلمین فذکر اسم الذات حینئذ اولی ولانه الموافق لکلامه تعالی وحدیث نبیه علیه الصلوٰة والسلام وهو غیر مشتق علی الاصح والذین ذهبوا الی اشتقاقه بعضهم قالوا انه من اله یاله بکسر العین فی الماضی وفتحها فی الغابر ای سکن وبعضهم قالوا عن وله یوله ای تحیر وبعضهم قالوا من تأله یتأله ای تضرع وبعضهم قالوا من لاه یلوه ای احتجب و مراعاة هذه المعانی ظاهرة فی لفظ الله اما الاول فلسکون الخلق الیه واما الثانی فلتحیرهم فی کنه عظمته واما الثالث فلتضرعهم الیه واما الرابع فلانه یحتجب عن ادراک الابصار واحاطة الافکار ثم الرب المالک یقال رب یرب فهو رب کما یقال نم ینم فهو نم ذهب جمهور شارحی الکشاف الی ان الرب صفة مشبهة بعد نقله الی اللازم کما هو القاعدة وقال بعضهم ترک مفعوله دلیل علیه ورد بان الاصل عدم النقل الا اذا قامت قرینة تدل علی النقل وقد انتفت هنا فان قلت صیغته مخصوصة بالصفة المشبهة مثل الصعب ونحوه قلت بعد التسلیم اصل رب رب علی وزن فخذ وهو من اوزان اسم الفاعل الموضوع للمبالغة مثل احذر ونحوه ادغم ومن تأمل فی قوله فهو رات بالالف بعد قوله رب یرب جزم بما ذکرنا ولان المعنی فی قولنا تعالی رب العلمین علی الاضافة الی المفعول ولهذا قال صاحب الکشاف من کونه مالکا للعلمین لا یخرج منهم شیء من ملکوته وربوبیته فالقول بانه صفة مشبهة فاسد وفی الکشاف یجوز ان یکون وصفا بالمصدر للمبالغة کما وصف بالعدل فی رجل عدل وقد تبعه جمهور المفسرین وذکره المتأخرون فی تصانیفهم ورد ایضا بان اطلاق المصدر علی اسم الفاعل والمفعول مجازا اتفاقا وعندهم قاعدة مقررة هی ان المصیر الی المجاز دون قرینة مانعة عن الحقیقة لا یجوز وقد امکن حمله علی الحقیقة وقد اعترفوا به ایضا فالقول بالمجاز ههنا فاسد وقال بعض العلماء الرب هو الخالق ابتداء والمربی غذاء والغافر انتهاء واسم الله الاعظم وقیل الرب المصلح من رب لاديم ای اصلح وقیل الدائم من ربیت السحابة ای دامت المطر فهو مصلح امورنا والدائم بافاضة النعم علینا ولا یجوز اطلاقه علی غیر الله تعالی الا عند الاضافة

کما یقال ربّ الدار وربّ السلعۃ وربّ الناقۃ الی غیر ذلک والعالم اسم لما یُعلم بہ کالخاتم اسم لما یُختم بہ والطابع لما یُطبع بہ ثم غلب فیما یُعلم بہ الصانع وھو کل ما سواہ من الجواھر والاعراض فلما جمع بالواو والنون لان فیہ معنی الوصفیۃ وھی الدلالۃ علی معنی العلم وغلب الواو علی غیرھم وقیل اسم لذوی العلم من الثقلین فلا اشکال فی جمعہ حینئذ بالعاقبۃ للمتقین وھو جمع مُتَّقٍ وھو فی اللغۃ اسم فاعل من قولھم وقاہ فاتّقی فقلبوا الواو الفا ولامھا یاءً فاذا بنیت منہ افتعل قلبت الواو تاءً وادغمت فی التاء الاخری ففلت اتقی فاریٰ فرط الصیانۃ وفی الشریعۃ من یقی نفسہ من تعاطی ما یستحق بہ العقوبۃ من فعل او ترک فان قلت ھذہ الجملۃ معطوفۃ علی جملۃ الحمد فما وجہ التناسب بین الجملتین قیل ھذہ الواو لیست بعاطفۃ بل اعتراضیۃ یعنی لما توھم من قولہ الحمد للہ رب العالمین انہ تعالی معطی لجمیع العالم کما ھو رحیم وقد فعہ بقولہ والعاقبۃ للمتقین ای خیر العاقبۃ حاصل للمتقین والصلوۃ علی رسولہ محمدٍ اردف التحمید بالصلوۃ لقولہ تعالی قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ولانہ علیہ السلام قال ان اللہ تعالی خصّنی بکرامات احدھا اذا ذُکِرْتُ ذُکِرْتُ معہ وبھذا فُسِّر قولہ تعالی وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ولانہ علیہ السلام سفیر بینہ وبین عبادہ فی تبلیغ احکامہ فھو وسیلۃ الوصول الی سعادۃ الدارین فحین حمدہ تعالی صلّی علیہ ولان اداء تکمیل الثناء علیہ تعالی فانّ الثناء علی نبیہ ثناءٌ علیہ فی الحقیقۃ واستمدادٌ منہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فی ھذا الامر تنبیھا علی انّ ھذا التالیف من تالیفات اھل الاسلام لان الصلوۃ علیہ علیہ الصلوۃ والسلام من خواصّ المؤمنین دون الحمد للہ تعالی قالوا الصلوۃ من اللہ تعالی رحمۃ ومن الملائکۃ استغفار ومن المومنین دعاء ومن الوحوش والطیور تسبیح قیل اراد ھھنا المعنی العامّ وھو ایصال الخیر الی الغیر فان قلت الصلوۃ بمعنی الدعاء واستعمالہ بکلمۃ علی یفید الدعاء بمعنی الشر ولا یجوز ذلک ھھنا قلنا ذلک اذا کان لفظ الدعاء صریحا وکذلک ھھنا وانما قدّم اسم الذات فی الحمد واخرہ فی الصلوۃ للدلالۃ علی انّ المختصّ بالاستحقاق الذاتی ھو اللہ تعالی علی انّ سلوک طریق الاجمال والتفصیل من شعب البلاغۃ والالف فی لفظ الصلوۃ منقلبۃ عن الواو وحقھا ان یکتب الصلاۃ بالالف لکنھا تکتب بالواو تفخیما وانما کتب قولہ تعالی ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ بالالف فی بعض المصاحف تبعا للمصاحف السلف والرسول بمعنی المرسل لان فعول بمعنی المفعول وھو من الانبیاء من جمع المعجزات والکتاب المنزل علیہ

والنبی من اوحی الیہ سواء نزل علیہ الکتاب اولم ینزل والانبیاء مختصون بالصلوۃ والعلماء مختصون بالرحمۃ والرضوان ومحمد عطف بیان للرسول ومعناہ اللغوی ھو البلیغ فی کونہ محمودا قیل یجوز ان یکون سبب تسمیۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثبوت ھذا المعنی فی ذاتہ وآلہ آل الرجل ذریتہ واھل بیتہ وقیل قومہ وآل النبی علیہ السلام متبعوہ فی التقوی کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کل مؤمن تقی وھذا لم یتعرض بذکر الاصحاب لدخولھم فی الآل بھذا المعنی وعلی ھذا لو ذکر الاصحاب بعد الآل لکان ذکرھم تخصیصا بعد التعمیم والآل یجیء بمعنی النفس نحو آل موسی وآل ھارون ای نفسیھما وانما ذکر الآل فی الصلوۃ لقولہ علیہ السلام اذا صلیتم علی فعمموا اراد بالتعمیم الصلوۃ علی الآل وخص استعمال الآل بالاشراف کالملوک ونظائرھم امعین جاء بالتاکید ردا علی الروافض حیث خصوا بعض الصحابۃ بالصلوۃ دون بعض اولئک اوھم فی محبۃ الآل وعلی الخوارج فانھم کانوا معاندین بالآل فلم یصلوا علیہ امابعد کلمۃ اما تضمنت معنی الشرط حتی قیل ان الاصل فی قولہ اما زید فمنطلق مھما یکن من شیء فزید منطلق اسقط الجملۃ الشرطیۃ ونابت منابھا اما کما نابت کلمۃ نعم منابَ افعل فی جواب من قال لک افعل کذا ولتضمنھا معنی الشرط لزمتھا الفاء ولتضمنھا معنی الابتداء (ای لکونھا بمعنی مھما یکن من شیء) لم یلیھا الا الاسم ویتوجہ علیہ قولہ تعالیٰ وَاَمَّا اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَاجیب بان المبتدا ھھنا محذوف ای اما المتوفی وقال الرضی اللازم فاء جزء من الجزاء مقام الشرط سواء کان اسما نحو اما زید فمنطلق او لا کالآیۃ المذکورۃ وایستعمل اما فی الکلام لتفصیل الاجمال وھی لا تکثر کقولک جاءنی القوم اما زید فاکرمتہ واما عمرو فاھنتہ واما بشر فاعرضت عنہ وقد یستعمل للاستیناف من غیر ان یسبقہ اجمال کاما المذکورۃ فی اوائل الکتب وقیل اول من تکلم بھذہ الکلمۃ وفصل بھا بین الکلامین داود علیہ السلام وھو المراد بفصل الخطاب بقولہ تعالیٰ وَاٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ عند شریح والشعبی وبعد من الظروف الزمانیۃ المنقطعۃ عن الاضافۃ المبنیۃ علی الضم ولھا احوال ثلث اضافتھا وترکھا مع جعلھا مبنیۃ فھی معربۃ فیھا وترکھا مع جعلھا منویۃ وھی مبنیۃ فیھا والعامل فی بعد ھھنا کلمۃ اما فانھا لما نابت عن الفعل تعمل فی الظروف فھذا المختصر ای ھذا الکتاب الذی صنفہ کتاب مختصر وھذا التقدیر اذا کانت الخطبۃ بعد الشروع من التصنیف

وان کانت فی اول شروع تکون الاشارۃ حینئذ الی ما فی خاطرہ لانہ تصوّر فی خاطرہ
ان یصنّف کتابًا بصفتہ کذا وکذا مثل قولہ تعالی وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ
ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا فانہ علیہ السلام اشار الی الکعبۃ قبل بنائھا لانہ عم تصوّرھا فی قلبہ
وامن شانھا ان یکون کذا وکذا والمختصر ھو کلام قلیل المبانی کثیر المعانی والرسالۃ انما
تطلق علی الموجزات من المتون ھو موصوف بقولہ مضبوط ای محفوظ من الحشو
والتطویل فی النحو ظرف مستقر محلّہ الرفع علی الوصفیۃ لقولہ مختصر وسیاتی تفسیر
النحو من حیث اللغۃ والعرف جمعت فیہ ای فی المختصر وھو صفۃ ثالثۃ لہ مھمّات
النحو ولم یقل مھمّاتہ مع انہ اخصر لان فی اقامۃ المظہر مقام المضمر زیادۃ التمکن فی الذھن
والمھمّات المقاصد وھو مفعول بہ لجمعتُ والنصب فیہ تابع للجرّ کما فی مسلمات
علی ترتیب الکافیۃ متعلق بقولہ جمعتُ والکافیۃ اسم کتابٍ للشیخ ابن الحاجب فی
النحو وانما اثر ترتیب الکافیۃ بجمع مختصرہ لاشتمالہ علی ترتیب یقتضیہ الطبع السلیم
والذوق المستقیم واقعًا علی منہاج التعلیم وآردًا علی سوال الارشاد ھادیًا الی سبیل
الرشاد لاھل الاسترشاد آتیًا بالمراد لاھل الارتیاد حاویًا علی فوائد جلیلۃ جامعًا
لنکات غریبۃ نفیسۃ حاویًا عن ایرادات واسولۃ وبہ یحصل الحظ للمبتدی فی الفضل
المنتھی واراد ان یکون کتابہ ککتاب الکافیۃ فی الترتیب رجاء ان یجعلہ اللہ تعالی
مشرّفًا بالقبول کما جعل کتاب الکافیۃ کذلک حتی اشتھر فیما بین المشارق والمغارب
اذ کثیرًا ما یعتبر الشبہ فی الاحکام والی ھذا اشیر فی قولہ علیہ السلام من تشبّہ بقوم
فھو منھم او تیسیرًا علی کل من یھتمّ بشان الکافیۃ من اصحاب التحصیل حتی یکون لہ عدّۃ
وقوّۃ حیث لم یعسر تحصیل ھذا المختصر ما فی الکافیۃ لاشتمالہ علی ما فیھا من القواعد و
الترتیب مع وضوح عبارتہ وذکر مثالٍ لکل قاعدۃ فیہ حتی رأیتُ بعض المحصّلین بعد
ان یحصل ھذا المختصر مستغنیًا عن متن الکافیۃ بل رجع الی شرح من شروحھا
او ترغیبًا بہ للمبتدئین المتعلمین اذ کزحبّ الکافیۃ فی قلوبھم فکلھم یرتاد الی ھذا
المختصر المشتمل علی ترتیبھا جلّا لکتاب الکافیۃ او اجابۃً للسئول فانی قد سمعت عن
بعض المشائخ انہ قد سأل بعض الواردین علی ابی حیان النحوی مصنّف ھذا الکتاب
ان یجمع مختصرا علی ترتیب الکافیۃ بعبارۃ واضحۃ وذکر امثلۃ فی جمیع قواعدہ وبیان
الدلائل ثم جمع ھذا المختصر علی ترتیب الکافیۃ انما وقع فی اکثر المواضع واغلبھا وللاکثر
حکم الکل فلا یرد ما یقال کیف وقع ھذا المختصر علی ترتیب الکافیۃ وقد وجد فی بعض

الواضع غير واقع عليه ولا يبعد ان يجعل الكافية ههنا اسما موصوفا محذوف الموصوف
مصدرا على زنة اسم الفاعل كالكاذبة والباقية وقوله تعالى ليس لوقعتها كاذبة
وهل ترى لهم من باقية وحينئذ يحتمل ان يكون قوله ههنا ترتيب الكافية منصوبا
المحل على انه حال من مضمرات النحو والمعنى جمعت النحو حال كونه مشتملا على
ترتيب فصول الكافية اى وضعها ويحتمل ان يكون ترتيب الكافية مختصرا المعنى فهذا مختصر
محفوظ ثابت في النحو مجموع فيه مقاصده موضوع في القواعد الكافية او الكفاية
والى هذا اشير في تسمية المختصر بالهداية ثم شرع فيما كان عبارة الاستثناء عن قوله
على ترتيب الكافية عند حملها على اسم الكتاب كما هو المشهور وقوله مبوبا ومفصلا
آن كانا بكسر الواو والصاد على صيغة اسم الفاعل يكونا حالين من تاء المتكلم في قوله
جمعت وآن كانا بفتحهما على صيغة اسم المفعول يكونا حالين من الضمير المجرور في فيه فانما
جعل مختصره مبوبا ومفصلا لان ارباب التدوين رحمهم الله تعالى قد اتبعوا في
جميع المسائل طريق النظم المحرز تيمنا وتبركا حيث جعلوا تصانيفهم كتبا وابوابا
وفصولا كما جاء سورا وآيات وقد جرت عادتهم بجعل الكتب اشمل من الابواب و
الابواب اشمل على الفصول ومع ذلك التيمن والتبرك فيه مما لا يخفى عن مصلحة التعليم
والتعلم في طي كل كتاب نشاط وفي شروع كل باب وفصل انبساط ولهذه المصلحة
جعلت المسافة البعيدة منقسمة الى مراحل وفراسخ واميال بعبارة متعلق بقوله
جمعت والعبارة في اللغة تفسير الرؤيا يقال عبرتها عبارة اى فسرتها وكذا عبرتها
وعبرت عن فلان اذا تكلمت عنه ويسمى الالفاظ الدالة على المعاني عبارات لانها
تفسير عما في الضمير الذي هو مستور كما ان المعبر مفسر ما هو مستور وهو علة
الرؤيا لانها تكلم عما في الضمير واضحة صفة عبارة اى لا عبارة معقدة لا يفهم المعنى منها
الا بصعوبة مع ايراد الامثلة من اضافة المصدر الى المفعول والامثلة جمع مثال
كالائمة جمع امام وهو ما يذكر لايضاح القاعدة والشاهد ما يذكر لاثبات القاعدة
وهو اخص من المثال لان كل ما يصلح شاهدا يصلح مثالا من غير عكس لان الاثبات
لا يتيسر بكل كلام بل لا بد من كونه مقدسا بان يكون من التنزيل او من الحديث
او كلام من يوثق بعربيته بخلاف المثال فانه لا يحتاج الى ذلك في جميع مسائلها
متعلق بالايراد وللمسائل جمع مسألة اصلها مسئلة بسكون السين وفتح الهمزة
حذفت حركة الهمزة فاجتمع الساكنان ثم حذفت الهمزة ونقل حركتها الى ما قبلها كما

الشاهد يذكر لاثبات القاعدة لا معتل

ان الملائكة جمع ملك اصله مَلأَكٌ من الالوكة وهي الرسالة فاعل كما في مسئلة وزيدت التاء في الملائكة لتاكيد تانيث الجمع والمراد من المسائل القواعد والضمير المجرور في مسائلها راجع الى المختصر وتانيثه مبني على تاويل الرسالة وادّعاء ايراد الامثلة في جميع المسائل محمول على الاغلب والا فلم يُورَد امثلة بعض المسائل فلا ينتقم ذلك من غير تعرض للادلة جمع دليل كالاحِبّة جمع حَبِيب ودليل الشئ ما يعرف به ذلك الشئ والقياس ان يذكر لفظ الدلائل لان الموضع موضع الكثرة لا القلة وجوابه انه يجوز استعارة احد اللفظين مكان الاخر كما في قوله تعالى ثلثة قُرُوءٍ مكان اَقْرَاءٍ والعلل جمع علة كالهموم جمع همة والدليل والعلة لفظان مترادفان وايراد الالفاظ المترادفة في الخطبة غير عزيز فانها مما يطلب فيه التوكيد والتحسين الالفاظ فان قلت كيف يستقيم هذا فانه قد تعرض الشيخ رحمة الله تعالى للادلة في بعض المواضع كما ستقف عليه بعد قلنا هذا ايضا محمول على الاعم الاغلب فلا يرد ما ذكرت لئلا يشوش اى المختصر ذهن المبتدى عن فهم المسائل ان كان يشوش على الصيغة المبنى للفاعل فذهن المبتدى منصوب على انه مفعول به وان كان على الصيغة المبنى للمفعول فذهن المبتدى مرفوع على انه مفعول ما لم يسم فاعله واللام في قوله لئلا يشوش متعلقة بقوله جمعت باعتبار الامور المتعلقة به وتعليل الجمع نظرا الى تلبسه بتلك الامور يعني انما جمعت في هذا المختصر مقاصد النحو على وجه يتيسر به على المتكلم المبتدى ولا يشوش على فهمه مسائله لقصور فهمه وقد اعتنيت بان جعلته ذا ابواب وفصول وذكرت فيه عبارة واضحة واوردت فيه امثلة لمسائله وتركت فيه ادلة لئلا يشوش ذهن المبتدى عن فهم المسائل الذي هو المقصود الاصلي لان هذه الامور مزيدة للتشويش موجبة لتغير النشاط والانبساط ثم الذهن هو قوة مُعِدّة لاكتساب التصورات والتصديقات وانما سمي قارئ هذا المختصر مبتديا لان هذا المختصر لا يقرأه الا من هو مبتدئ في علم النحو وشارع فيه

وسميته اى المختصر بهداية النحو قال سميته كذا وسميته بكذا رجاء ان يهدي الله تعالى به الطالبين تعليل لقوله وسميته الهداية اى رجاء ان يوجد الله تعالى مناسبة بين المسمى واسمه تصلح وجها لرضة التسمية بان يجعله سببا للهداية للذين يطلبون النحو فانه على كل شئ قدير وبالاجابة جدير لا يرد راجيه ولا يخيب آمله فيكون تسمية المختصر بالهداية من باب تسمية السبب باسم المسبب والهداية بمعنى الى المفعول بنفسه واما

تعدیتہا الی المفعول الثانی فقد جاءت بنفسہا کقولہ تعالی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ وقد جاءت باللام کقولہ تعالی هَدَانَا لِهٰذَا أو بالی کقولہ تعالی هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ والہدایۃ ہی الدلالۃ الموصلۃ الی البغیۃ بدلیل وقوع الضلالۃ فی مقابلتہا فی قولہ تعالی أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ ورتبتہ ای المختصر والترتیب فی اللغۃ جعل کل شیء فی مرتبتہ وفی الصناعۃ جعل الاشیاء الکثیرۃ بحیث یطلق علیہا اسم واحد علی مقدمۃ وثلثۃ اقسام بتوفیق الملک العزیز العلام یحتمل ان یکون الباء متعلقۃ بقولہ جمعت ویحتمل ان تکون متعلقۃ بقولہ رتبت والتوفیق جعل فعل العبد موافقا لما ہو الخیر فی حقہ ویتعدی باللام وتعدیتہ بالباء امّا لتساوہما او تضمین بمعنی التشریف والملک المالک والعزیز الغالب الذی لا یغلب علیہ والعلام مبالغ فی العالم ولمّا کان دأب المصنفین ان یذکروا قبل الشروع فی المقصود تعریف النحو لیکون الطالب علی بصیرۃ فی طلبہ ویکون بحیث ینتفع بہذا التعریف عند ما یرد علیہ من مسائل الفن فیطلبہ وما یرد علیہ مما لیس من مسائلہ فیعرض عنہ ولا یبعد عن مطلوبہ بالاشتغال بہ وان یذکروا الغرض من تحصیل النحو لیزداد رغبۃ الطالب فی تحصیلہ ولا ینفر عنہ بما یعرضہ عن مشقۃ التحصیل وان یذکروا الکلمۃ والکلام لکونہما موضوعی النحو ویسمون ہذہ الامور مقدمۃ ذکرہا المصنف رح للاقتداء بہم

اما المقدمۃ ففی المبادی التی یجب تقدیمہا ای تقدیم تلک المبادی علی المقصود وہو مسائل الفن لتوقف المسائل ای لتوقف الشروع فی المسائل علی بصیرۃ علیہا ای علی تلک المبادی فانہ لابد للطالب ان یکون علی بصیرۃ فی طلبہ وله خبرۃ فی شروعہ اذا تصورہا کمن اراد سلوک طریق لم یشاہدہ لکن عرف اماراتہ فہو علی بصیرۃ فی سلوکہ ومن لم یتصور ہذہ الامور کلہا او بعضہا فلہ یکون فی الشروع راجلا وعلی العشراء راکبا ثم المقدمۃ ماخوذۃ من مقدمۃ الجیش للجماعۃ المتقدمۃ منہا من قدم بمعنی تقدم ومقدمۃ العلم انما تطلق علی مجان مخصوصۃ وہی معرفۃ حد العلم وغایتہ وموضوعہ لان الشروع فی المسائل انما یتوقف علیہا حقیقۃ واما علی الفاظ دالۃ علیہا فلا وما تری من التوقف علیہا فانما ہو بحکم العادۃ لا بحسب الحقیقۃ حتی لو تیسر فہم المعانی من غیر الالفاظ لم یحتج الیہا اصلا ومقدمۃ الکتاب یطلق علی الفاظ مخصوصۃ وہی التی قدمت

اما م للمقصود لارتباط بینہما وانتفاع بہا فیہ فیکون بینہما تباین فلا یصدق
احدہما علی الاخری واذا عرفت ذلک فالمراد بالمقدمۃ فی قولہ اما المقدمۃ اما
المعانی المخصوصۃ وبالبادی الفاظ مخصوصۃ او علی العکس ویحمل التوقف فی
قولہ لتوقف المسائل علیہ اما علی التوقف العادی علی التقدیر الاول وعلی التوقف
الحقیقی علی التقدیر الثانی وما ذکرنا اندفع ما یقال من انہ یلزم اتحاد الظرف و
المظروف ہہنا وذا غیر جائز قال العلامۃ التفتازانی فی شرح الشمسیۃ واما ما ذہب
الیہ الشارحون من ان المراد بالمقدمۃ ما یتوقف علیہ الشروع فی العلم ففیہ نظر لامکان
الشروع بدون ہذہ الامور وما ذکروا من البصیرۃ فلیس امرا مضبوطا یقتضی الاقتصار
علی ما ذکروا وفیہا ای فی المقدمۃ فصول جمع فصل کالاصول جمع اصل وسیاتی
معناہ بعید ہذہ ثلثۃ مرفوع بانہ صفۃ فصول فان قلت این التطابق بین
الموصوف والصفۃ ہہنا لان الموصوف جمع والصفۃ مفرد قلت التطابق بینہما ثابت
معنی وذا منزل منزلۃ التطابق اللفظی والمعنوی ونظیرہ من وجہ قولہ تعالی اَوِ الطِّفْلِ
الَّذِیْنَ لَمْ یَظْہَرُوْا ثم الفصل الاول من تلک الفصول الثلثۃ فی بیان تعریف النحو و
الغرض منہ والثانی والثالث فی بیان موضوعیہ وہما الکلمۃ والکلام وما تفرع عن
تعداد الفصول شرع فی تفصیل کل واحد منہا فقال **فصل** ہو فی اللغۃ القطع
یقال فصلت الثیاب اذا قطعتہا وفی الاصطلاح ہو الحاجز بین الحکمین ثم الفصل
مما یُوصَل لا ینوّن ومما یُوصَل ینوّن لان الاعراب بعد العقد والترکیب النحو ہو
فی اللغۃ القصد یقال نحوتہ ونحیتہ وہہنا ہو قصد سمت کلام العرب لیلحق
من لیس من اہل اللغۃ باہلہا فی الفصاحۃ فینطق بہا وفی الاصطلاح ما اشار الیہ الشیخ
رحمہ اللہ تعالی بقولہ علم باصول الاصول جمع الاصل کالفصول جمع الفصل والاصل
فی اللغۃ ما یبتنی علیہ غیرہ ویسند تحقق ذلک الغیر الیہ کما ان الفرع ما یبتنی علی غیرہ و
یسند تحقق الفرع الیہ وفی الصناعۃ عبارۃ عن امور کلیۃ منطبقۃ علی ما تحتہا من الجزئیات
ویراد فہا القاعدۃ والقانون والضابطۃ وما شاکلہا وانما قید العلم بالاصول لان
لا یمکن حد کل نوع من العلوم الا باعتبار متعلقاتہ التی یبحث ذلک العلم عنہا ولما کان
قولہ علم باصول شاملا للمقصود وغیرہ اردفہ بما یخرج سوی المحدود فخرج بقولہ
یعرف بہا ای بتلک الاصول احوال اواخر الکلم الثلث من الاسم والفعل والحرف
ما عدا النحو والصرف وبقولہ من حیث الاعراب والبناء خرج العلم بہا لما کان عادتہم

فینطق

نحن

علم الصرف

جادیۃ علی استعمال العلم فی الکلیات والمعرفۃ فی الجزئیات ذکر لفظ العلم فی الاصول لانہا امور کلیۃ کما عرفت ولفظ المعرفۃ فی الاحوال لان المراد بالاحوال المواد الجزئیۃ التی تستعمل تلک الاصول فیہا واتی بالباء فی قولہ علم باصول لانہ یقال علم وعلم بہ قال اللہ تعالی فَاِنَّمَا یُعْلَمُ بِعِلْمِ اللّٰہِ وَمَا یَعْلَمُ اِلَّا اللّٰہُ یروی اوضمنہ معنی الاحاطۃ فاتی بصلتہا فالانتقال الی الصلۃ للتضمین وقولہ من الاعراب والبناء بیان للاحوال وکیفیۃ ترکیب بعضہا ای بعض الکلام مع بعض اخر وہی مرفوعۃ بانہا معطوفۃ علی الاصول والمراد بکیفیۃ التراکیب تقدیر بعض الکلام علی بعض ورعایۃ ما یکون من الہیئات واعترض علی ہذا التعریف بانہ لا یخلو اما ان یکون المراد بمعرفۃ الاحوال معرفۃ جمیعہا فیلزم ان لا یکون شخص نحویا لانہ لم یتیسر لاحد معرفۃ جمیع الاحوال وان لا یکون المدونۃ نحویۃ لان بعضہا او معرفۃ بعضہا فیلزم ان یکون العالم بعشرۃ مسائل نحویا لانہ حصل لہ معرفۃ بعض احوال الکلام مع انہ لیس نحویا فی العرف وان اردت معرفۃ جمیع الاحوال المدونۃ یلزمہ انہ اذا حدث نحوی اخر ودون احوالا اخر ان لا یکون النحوی السابق نحویا لانہ لم یکن واقفا من جمیع الاحوال المدونۃ فان قلت نحوی کل زمان یجب علیہ المعرفۃ بالاحوال المدونۃ فی زمانہ فحینئذ لا یقدح فی کونہ نحویا ان یجیء نحوی اخر ویدون احوالا اخر قلت یلزم ان لا یکون النحوی السابق نحویا فی ہذا الزمان مع انہ نحوی فیہ علی انہ لو دون شخص احوالا فی زمانہ یلزم ان لا یبقی ذلک نحویا ما لم یعلم تلک الاحوال ولم یجب عنہا والجواب ان المراد بمعرفۃ الاحوال معرفۃ جمیعہا والمراد بمعرفۃ جمیع الاحوال ان یحصل لہ ملکۃ یقتدر بہا علی معرفۃ جمیع الاحوال او یراد بالاستغراق العرفی جمیع الاحوال التی وقع الفراغ من تعریف علم النحو شرع فی الفائدۃ المقصودۃ منہ فقال والغرض منہ ای من علم النحو وتدوینہ والغرض ما یصدر الفعل عن الفاعل لاجلہ صیانۃ الذہن ای وقایتہ وہو من اضافۃ المصدر الی المفعول وقد عرفت معنی الذہن عن الخطأ اللفظی الواقع فی کلام العرب وفی تقیید الخطأ باللفظی احتراز عن الخطأ الصرفی والمعنوی والفکری فان الصیانۃ عن الاول غرض علم التصریف وعن الثانی غرض علی المعانی والبیان وعن الثالث غرض علم المیزان واذا کان الغرض من النحو والفائدۃ منہ ہو العصمۃ عن الخطأ فی کلام العرب والاعتماد منہ علی فہم نظم القرآن والحدیث والفقہ وبہ یتیسر الارتقاء الی علم البیان ویحصل الاقتدار علی البلغاء والتقوی علی التأویلات فکان اشرف العلوم لان

امور الصناعۃ

شرف العلم بشرف المعلوم منه وغايته واقرب العربية فائدة واربحها عائدة
واربحها معيارا واسناها عظمة ومقدارا وكان تعلمه وتعليمه من الواجبات لانهم
مكلفون بمعرفة الشرائع الواردة بلغة العرب ولا سبيل الى معرفة دقائقها من الكتاب
والسنة الا بها ولا يتم الواجب الا به وما كان مقدورا للمكلف فهو واجب لانه لو لم يكن
واجبا لكان واجب الترك وتجويز ترك الشرط تجويز ترك المشروط ورتبة النحو بعد اللغة و
التصريف وقبل الفقه والحديث والتفسير واول من اسس النحو امير المؤمنين علي بن
ابي طالب رضي الله تعالى عنه وهو لا يعمل شيئا الا وهو يقرب به الى الله تعالى لما روى عن
ابي الاسود الدؤلي وهو استاذ امير المؤمنين الحسن والحسين رضي الله تعالى عنهما
انه سمع رجلا يقرأ ان الله بريء من المشركين ورسوله بالكسر وانكر ذلك عليه فقال
له هذا كفر ثم رجع الى امير المؤمنين علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه وقال نحوا ان اضع
ميزانا للعرب ليقوموا به السنتهم فقال له علي رضي الله تعالى عنه اقصد نحوه ومن هذا
سمي هذا العلم بالنحو وسمي بعلم الاعراب ايضا لان له تعلقا بالاعراب دخولا ومعنى
فيتناول المعرب والمبني وقال ابو القاسم الزجاجي في اماليه حدثنا ابو جعفر محمد بن
رستم الطبري حدثنا ابو حاتم السجستاني حدثني يعقوب بن اسحاق الحضرمي
سعيد بن سلم الباهلي حدثنا ابي عن جدي عن ابي الاسود الدؤلي وقال عن جدي
ابي الاسود وقال دخلت على امير المؤمنين علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه فرأيته
مطرقا مفكرا فقلت فيم تفكر يا امير المؤمنين قال اني سمعت ببلدكم هذا لحنا فاردت
ان اصنع كتابا في اصول العربية فقلت ان فعلت هذا احييتنا وبقيت فينا هذه اللغة
ثم اتيته بعد ثلث فألقى الي صحيفة فيها بسم الله الرحمن الرحيم الكلام كله ثلثة
اسم وفعل وحرف فالاسم ما انبأ عن المسمى والفعل ما انبأ عن الفاعل والحرف ما انبأ عن
معنى ليس باسم ولا فعل ثم قال هذا ما تبتعته ووزد فيه ما وقعك واعلم يا ابا الاسود ان
الاشياء ثلثة ظاهر ومضمر وشيء ليس بظاهر ولا مضمر انما يتفاضل العلماء في معرفة
ما ليس بظاهر ولا مضمر وقال ابو الاسود فجمعت منه شيئا وعرضته عليه وكان من
ذلك حروف النصب فذكرت منها ان وان وليت ولعل وكان ولم اذكر لكن فقال لم تركتها
فقلت لم احسبها منها فقال بل هي منها فردها فيها فلهذا عدها منها وحكي عن امرأة دخلت
على معاوية في زمن عثمان رضي الله تعالى عنه وقالت ابي مات وترك لي مالا فاستقبح
معاوية ذلك فبلغ الخبر عليا رضي الله تعالى عنه فامر ابا الاسود بوضع النحو

قال ابن الكمال الذي روى في صحيفة ... الذي يدل عليه ... فاول من اسس النحو علي ... دخل ... جعل رأسه ... من كلامه ... فقابلته ... اخبرت ... فاستقبح ... عنه

فصنف باب الاضافة ثم قالت له ابنته يا ابت ما احسن السماء بالضم على لفظ الاستفهام
فقال لها ما نحوت بها قالت انما التعجب عن حسنها فقال لها ما احسن السماء بالفتح
فصنف باب التعجب والاستفهام فاخذ منه النحو ابناؤه واخذ منهم ابو اسحق
الحضرمي وعيسى الثقفي وابو عمرو بن العلاء فاخذ منه سيبويه وعلي بن حمزة
الكسائي فرصار اهل الادب كوفيا وبصريا فالكسائي اخذ منه الفراء ومنه ابو العباس
ومحمد الانباري كلهم كوفي وسيبويه واخذ منه الاخفش وقطرب ومنه محمد بن
الملقب بالمبرد ومنه ابو اسحق الزجاج وابو بكر السراج ومحمد بن الكسائي منهم
ابو علي الفسفي وابو سعيد السيرافي وعلي الرماني ومنه ابو علي الفارسي ومنه
ابو الفتح بن احسن ومنه عبد القاهر الجرجاني كلهم بصريون ثم قبل لم يأت بعده
من يعبأ به ولما فرغ الشيخ رحمه الله تعالى عن الفصل الاول في بيان تعريف النحو

والغرض منه اخذ في الفصل الثاني والثالث في بيان موضوعه وهو الكلمة والكلام
لان النحوي يبحث عن احوالهما من حيث الاعراب والبناء وما يتعلق بهما وهذه الاحوال
عوارض ذاتية لهما وما يبحث في علم عن عوارضه الذاتية فهو موضوع ذلك العلم فيكون
الكلمة والكلام موضوعي هذا العلم ويجوز ان يكون الموضوع متعددا عند اشتراكه في امر
يلاحظ في جميع ما يطلق عليه لفظ الموضوع كالاصول الشرعية الاربعة فانها موضوعات علم
اصول الفقه لانها تشترك في كون كل واحد منها اصلا شرعيا مظهرا لكل شرعي في ذلك
الكلمة والكلام لاشتراكهما في كون كل واحد منهما موضوعة للمعنى على ان الموضوع
في الحقيقة هو اللفظ الموضوع للمعنى وهو واحد بالنظر الى ذاته واما التعدد بالنظر الى
تسميته ثم لما كانت الكلمة جزء الكلام من حيث انه مركب من كلمتين وقد يحمل
الجزء على الكل ثابت في الطبع جاء بيان الكل مقدما على بيان الكلام قصدا لحصول
الموافقة بين الذكر والطبع فقال فصل الكلمة الالف فيها للتعريف اما لجنسي للتعيين
الماهية لا لتعريف جميع الاجزاء من حيث الافراد ولا لتعريف فرد من افراد ماهيته
المرادة فلا يكون للاستغراق ولا للعهد ولا يلزم اذا حملت الكلمة على المصطلحة كونها
للعهد باعتبار تعيين فرد معهود مما اطلق عليه لفظ الكلمة لان الماهية المعتبرة
لها هي المذكورة في الكتاب ولا يكون لها معنى يقيد في هذا الفن سوى هذه الماهية
حتى يجعل فردا من افرادها والتاء فيه للوحدة ولا منافاة بينهما لان المقصود من تعريف
الجنس هو بيان الماهية وهي واحدة وان كان لفظ الكلمة اسم للعموم فهو

عارض ولا بینا فیہ تاء الوحدۃ ثم اعلم ان النحویین اختلفوا فی الکلم بدون التاء اھو جنس او جمع فذھب بعضھم الی انہ جنس لا جمع کتمر وتمرۃ مستدلا بان احکام المفرد تجری علیہ من تذکیر وصفۃ کقولہ تعالی الیہ یصعد الکلم الطیب ولو کان جمعا لوجب تانیث الطیب بناء علی ان کل جمع مؤنث قلت ما کان التاء فارقۃ بینہ وبین واحدہ یجوز ان یذکر ویؤنث فلا یکون تذکیر وصف الکلم دلیلا علی کونہ جنسا والحال انہ من الاسماء التی لا فارق بینہ وبین واحدھا الا التاء فثبت ان ھذہ الضابطۃ ثابتۃ فی الجنس لا فی الجمع الحقیقی وما ذکر فی بعض الکتب من قولھم کل جمع یفرق بینہ وبین واحدہ بالتاء یذکر ویؤنث فالمراد بالجمع ھناک الجنس المستعمل فی معنی الجمع بدلیل تمثیلھم بنحو النخل والتمر لیس جمع حقیقی وکل شیء تصغیرہ علی کلیم ولو کان جمعا لوجب رده الی واحدہ فی التصغیر فقیل کلیمۃ لان التصغیر یرد الاشیاء الی اصولھا غالبا وممن جعلہ تمیز النحو خمسۃ عشر کلما ولو کان جمعا لما جعل تمیز النحو ذلک کان تمیزہ لا یکون الا مفردا فعلم انہ جنس لا جمع وانما لم یقع الکلم علی الکلمۃ والکلمتین بحسب الاستعمال لا بحسب الوضع وذھب بعضھم الی انہ جمع مستدلا بان الکلم لا یقع فی الاستعمال الا علی الثلث فصاعدا والآیۃ محمولۃ علی حذف المضاف بالتقدیر الیہ یصعد بعض الکلم الطیب اذ الصاعد الی الحضرۃ الالھیۃ ھو المقبول من الکلم لا کل کلمۃ والقول بمجیء تصغیرہ علی کلیم وجعلہ تمیز النحو خمسۃ عشر ممنوع عند ھذا البعض بل یقال عندہ فی التصغیر کلیمۃ وفی التمیز خمسۃ عشر کلمۃ لفظ ذکرہ مجردا عن التاء عنایۃ الی ان الجنس فیتناول المعدد وغیرہ من المرکبات مطلقا لا الی المفرد حتی لو ذکرہ بالتاء لکان التاء مجردۃ عن معنی الوحدۃ المطابقۃ غیر جائزۃ ھھنا لکون اللفظ مصدرا وھو لا یطابق المذکر والمشتق والمجموع ولو صح بہ معنی الوصفیۃ علی انہ اختصر مما ھو بالتاء نحو اللقاط فی الاصل مصدر بمعنی الرمی مطلقا یقال لفظت الرجل الدقیق او بمعنی الرمی من الفم یقال لفظت الکلام ولفظ بالکلام واختلف عباراتھم فی المعنی الاصطلاحی علیہ اللفظ ما یقبل الصوت یعتمد علی مخارج من حروف فصاعدا وقیل ما یتلفظ بہ سواء کان مستقلا بافادۃ الحکم او لا مہملا کان او موضوعا مفردا کان او مرکبا اقا الالفاظ الحقیقیۃ نحو زید قام ومن وفی وما اشبہ ذلک واما الالفاظ الحکمیۃ فنحو الضمائر المستترۃ لا وضع لہا الا لفاظ مخترعۃ عنہا الالفاظ ملاحظۃ مستدعاۃ لہا من نحو ھو وانت وایا یجری علیہا

احکام الالفاظ الحقیقیۃ من وقوعہا محکوما علیہا ومحکوما بہا وکذا ومبدلا منہا فکانت ما یتلفظ
بہ الانسان حکما واما الحروف فہو من جملۃ الالفاظ الحقیقیۃ فانہ ربما یتلفظ
بہ الانسان فی بعض الصور والمراد بما یتلفظ بہ الانسان ما یمکن ان یتلفظ
بہ فیصدق ہذا الحد علی کلمات اللہ تعالی وکلمات الملائکۃ والجن واصوات
الحیوانات لانہا مما یمکن ان یتلفظ بہ الانسان وضع الوضع فی اللغۃ جعل الشیء
فی حیز فکان الواضع بتعیینہ یجعل المعنی فی حیز الشیء وفی الاصطلاح تعیین
الشیء لشیء اخر متی اطلق المختص او احس بہ فہم المخصص لہ سواء کان
من الکلام او غیرہ لعقد الاصابع وامثالہ ولما کان الوضع متضمنا للمعنی
فذکرہ بعد الوضع لا یفید الا بتجریدہ عنہ لمعنی الجار والمجرور المفعول بہ
باللام وانما وصف اللفظ بہذہ الجملۃ الفعلیۃ احترازا عن الحرکات والاصوات
والمہملات وما یدرک بالعقل فانہا ما وضعت لمعنی وکذا عن حروف التہجی فانہا
لم توضع الا لغرض التراکیب والغرض من الشیء غیر معنی ذلک الشیء لان المعنی ما یفہم
عن اللفظ او یفہم بہ لا ما لاجلہ اللفظ وغرض التراکیب لا یصح ان یعنی بحروف
التہجی او یفہم بہ فلا معنی لہا اذا عرفت ذلک فنقول المعنی لغۃ اما مخفف معنی
بالتشدید اسم مفعول من عنی یعنی اذا قصد ثم خفف بحذف احدی الیائین
وتبدیل الکسرۃ بالفتحۃ التی ہی اخف الحرکات وقلب الیاء الاخری الفا لتحرکہا وانفتاح
ما قبلہا ثم حذف الالف لالتقاء الساکنین وہو التنوین او اسم مکان علی زنۃ مفعل
ای المقصد فانہ اذا وضع لفظ للمعنی کان ذلک المعنی موضع القصد واما مصدر وضع موضع المفعول کما وضع لفظ موضع
الملفوظ ونظیرہ ہذا الدرہم ضرب الامیر ای مضروبہ واصطلاحا ما یقصد من اللفظ
مفردا والمراد بالمعنی المفرد ما لا ینقسم لفظہ علیہ بان لا یکون بجزء لفظ دالا علی جزئہ
ولا یحمل المفرد ہہنا علی البسیط ای ما لیس بمرکب حتی یخرج الفعل من حیث ان دلالتہ
مرکب من الحدث والزمان فان قیل کون المضارع کلمۃ بناء علی انہ فعل وہو من اقسام
الکلمۃ والحال ان جزء لفظہ یدل علی جزء معناہ اذ حروف المضارعۃ دالۃ علی
الحال او الاستقبال والباقی علی الحدث قلنا حروف المضارعۃ خارجۃ عن المضارع
غیر داخلۃ فیہ لما ان بعضہم جعلہا عاملۃ فی المضارع والعامل فی الشیء یکون مباینا
عنہ ولئن سلمنا فالفعل الذی من اقسام الکلمۃ انما ہو الفعل المفرد لا الفعل المطلق
کما ان الاسم معرب ومبنی مع ان کلا معرب ومبنی لیس من اقسام الاسم بل العرب لذا

هو اسم والمبنى الذى هو اسم ثم قوله مفرد احتراز به عن نحو قائمة فانه مركب على الصحيح لدلالة قائم على ذات من له القيام ودلالة التاء على التانيث وهو امّا مجرور على انه صفة معنى وامّا مرفوع على انه صفة لفظ وامّا منصوب على انه حال من ضمير وضع واعترض على كل واحد من هذه الوجوه الثلثة امّا على الاوّل فلانه يفيد انّ اللفظ موضوع للمعنى الذى يتّصف بالافراد قبل الوضع بناء على انّه اذا علّق فعل او شبهه بصفة يستفاد منه ان ما تعلق به هذا المعلّق كان متصفا بمفهوم الصفة قبل تعلق ذلك المعلّق ولا يستفاد خلاف ذلك الّا بضرب من التجوز والمصير ليس كذلك لان اتصاف المعنى بالافراد والتركيب بعد الوضع وامّا على الثانى فلانه لو كان مرفوعا على الوصفية للّفظ يجب ان يذكر مقدّما على ذكر وصف اللفظ الذى هو الجملة اعنى وُضِعَ لِمَا تقرر من وجوب تقديم المفرد على الجملة اذا وقعا وصفين لشئ واحد وامّا على الثالث فلانه لو كان منصوبا على الحالية من ضمير وُضِعَ يجب ذكره بجنبه لما عرف من انّ الشئ اذا كان صاحبا للحالية من الفاعل والمفعول جميعا وانت تريد ان تجعله حالا من الفاعل وجب عليك ان تذكره بجنبه دفعا للاشتباه فمفرد يكون صالحا لان يقع حالا عن المعنى اذ له صلاحية الوصفية للمعنى وماله صلاحية الوصفية له صلاحية الحالية فعند وقوعه حالا من ضمير وُضِعَ يجب ذكره بجنبه واجيب عن الاول بان يصار هنالك الى المجاز كما يصار اليه فى قوله تعالى اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا اذ نظم القران يستدعى ان يقول عنبا الّا انه سمّاه خمرا باعتبار ما يؤل اليه وعن الثانى بانّ ذلك انما هو مذهب البعض والجمهور على انه ليس بواجب وعن الثالث بانّ صاحب الكشّاف قد اجاز ذكر الحال من الفاعل بجنب المفعول مع صلاحيته لكونه حالا من المفعول ايضا فيجب ذكر هذه الحال بجنب الفاعل وانما قلنا لوجوبه فذلك عند عدم قرينة معينة لجعله حالا عن الفاعل فقد وجدت القرينة لان الافراد والتركيب من اوصاف اللفظ لا يتصف بهما المعنى الّا مجازا والحقيقة احقّ وايضا ان الحال عن المجرور الذى هو نكرة محضة ممتنع لاستلزامه اقامة تقديم الحال على المجرور او تأخّر الحال عن النكرة المحضة وكل ذلك ممتنع فيمتنع جعل مفرد حالا لقوله معنى فتعيّن كونه حالا عن ضمير وُضِعَ وعند التعيين يجب ذكره بجنب الفاعل ثم لما كان الوضع مستلزما للدلالة اذ هى عبارة عن كون الشئ بحالة يلزم من العلم به العلم بشئ اخر فتى وجد الوضع وجد الدلالة لا حاجة الى

ذکرھا بعد ذکر الوضع کما وقع فی ھذا المختصر واما الدلالۃ فھی غیر مستلزمۃ
للوضع لجواز کونھما بالعقل او بالطبع فبعد ذکر الدلالۃ یحتاج الی ذکر الوضع کما
وقع فی بعض کتب القوم ویمکن ان یقال لو بین کر الدلالۃ ھھنا اکتفاء بذکرھا
فی تعریف کل نوع الکلمۃ وھی ای الکلمۃ بحسب مفھومھا منحصرۃ فی ثلثۃ اقسام
فلا یرد ما یقال ضمیر ھی ان کان عائدا الی الکلمۃ باعتبار لفظھا لا یستقیم لانھا
اسم بدخول الدال علیھا فیلزم انقسام الشیء الی نفسہ والی قسیمہ وان کان عائدا
الیھا باعتبار مفھومھا فیجب تذکیر الضمیر ولا یجوز تانیثہ اسم اقام مجرور بانہ
بدل او مرفوع بانہ خبر مبتدأ محذوف والاولی اولی لعدم احتیاجہ الی الحذف بخلاف
الاخر وفعل معطوف علی اسم وحرف کذلک انما قدم الاسم علی الفعل لکونہ مستغنیا عن
الفعل فی الافادۃ لاحتیاجہ الیہ فیھا واشتقاقہ عنہ علی الاصح فیکون الاسم اصلا
والاصل مقدم علی الفرع وانما قلنا فی الافادۃ لعدم استغناء الاسم عن الفعل مطلقا
لافتقارہ الیہ فی العمل ثم قدم الفعل علی الحرف لکونہ مستقلا فی افادۃ المعنی بنفسہ
غیر مفتقر الی شیء بخلاف الحرف فانہ غیر مستقل بنفسہ فی افادۃ معناہ بل
مفتقر الی ضم کلمۃ اخری الیہ وکان ما لا یفتقر اصلا وما یفتقر فرعا والاصل مقدم
علی الفرع کما تلونا علیک وانما کانت الکلمۃ منحصرۃ فی الاقسام الثلثۃ
لانھا ای الکلمۃ اما ان لا تدل فان قلت الضمیر فی قولہ لانھا عائد الی الکلمۃ
وھو اسم ان وقولہ ان لا تدل بتاویل المصدر فیصیر معنی الکلام لان عدم دلالتھا اما
عدم دلالتھا وھو لیس بمستقیم لانہ مصدر وحمل المصدر علی الذات لا یصح اذ
ھو حمل الوصف علی الذات ولذا لا یقال زید ضرب قلنا الکلام محمول علی الحذف فالمضاف
اما من الاسم ای لان حالھا اما عدم دلالتھا او دلالتھا او من الخبر ای لانھا اما ذات
عدم دلالتھا او دلالتھا علی معنی مجرد تقدیرا کفتی فی نفسھا صفۃ معنی یعنی
اما ان لا تدل علی معنی حاصل فی نفس الکلمۃ ویمکن ان یکون فی نفسھا متعلقا
بقولہ ان لا تدل وکلمۃ فی بمعنی الباء ای ان لا تدل علی معنی بنفسھا الا بضم ضمیمۃ
وھو ای القسم الذی لا یدل علی معنی فی نفسہ الحرف قدم فی وجہ الحصر مع انہ
اخرہ فی التقسیم لانہ فی اللغۃ الطرف کما سیاتی فذکرہ مرۃ فی طرف الانتھاء واخری
فی طرف الابتداء وخص ذکرہ فی التقسیم بالانتھاء لیشیر الی تاخیرہ فی المرتبۃ وقدمہ
فی وجہ الحصر احترازا فی البیان عن القریب اولانہ عدمی والعدم مقدم

علی الوجود اولان وجود الممکنات مسبوق بالعدم اولان هذا القسم من الکلمۃ غیر منقسم وتدل ای الکلمۃ علی معنی فی نفسها والحال انه قد یقترن معناها ای معنی الکلمۃ بحسب الوضع باحد الازمنۃ الثلثۃ ای الماضی والحال والاستقبال وهو ای القسم الذی یدل علی معنی فی نفسه واقترن معناها باحد الازمنۃ الثلثۃ الفعل قدم الفعل علی الاسم ههنا وان کان اخره عنه فی التقسیم لان تعریف الفعل وجودی وتعریف الاسم عدمی والامر الوجودی یعرف بملکاتها او تدل ای الکلمۃ علی معنی فی نفسها والحال انه لم یقترن معناه ای معنی الکلمۃ بحسب الوضع باحد الازمنۃ الثلثۃ وهو ای القسم الذی یدل علی معنی فی نفسه ولم یقترن معناه به الاسم وانما قیدنا اقتران المعنی وعدمه اقترانه بقولنا بحسب الوضع لما سیجیء واعترض ههنا بان هذا الدلیل لا یخلو من ان یکون عقلیا او نقلیا ان کان عقلیا لا سبیل الیه لان العقل لا یحکم بالحصر لان القسم الاول یحتمل التقسیم عقلا اذ العقل لا یابی ان ینقسم غیر الحال الی المقترن باحد الازمنۃ الثلثۃ والی غیر المقترن باحدها وکذا کل قسم من قسمی القسم الثانی یحتمل التقسیم عقلا اذ العقل لا یابی ان ینقسم المقترن بالزمان الی الزمان الماضی والحال والاستقبال ثم المقترن بالماضی ان ینقسم الی الماضی القریب والبعید وکذا المقترن بالاستقبال ان ینقسم الی المستقبل فی الدنیا والاخرۃ وکذا غیر المقترن لا یمنع العقل ان ینقسم الی مشتق وغیر مشتق الی ما لا یتناهی وان کان نقلیا لا سبیل الیه ایضا لان الدلیل النقلی ما یکون منقولا من واحد من العرب وهذا الدلیل غیر منقول من احد من العرب حتی یکون حجۃ واجیب بان هذا الدلیل عقلی ومقدماته اصطلاحیۃ ونقلیۃ وبیان ذلک انا وجدنا فی اصطلاح النحاۃ ان الکلمۃ منحصرۃ فی قسمین احدهما ما دل علی معنی فی نفسه وثانیهما ما لا یدل علی معنی فی نفسه منحصرۃ فی قسمین احدهما ما یقترن باحد الازمنۃ الثلثۃ وثانیهما ما لا یقترن باحدها فهذه المقدمات منقولۃ عن اهل الاصطلاح واذا ثبت هذه المقدمات حکم العقل لما ذکرنا ان هذه قسمۃ دائرۃ بین النفی والاثبات فیقتضی الحصر ولا لزوم لارتفاع النقیضین واجتماعهما او کل منهما متعذر عقلا والدلیل العقلی لا یلزم ان یکون مقدماته عقلیۃ بل قد یکون عقلیۃ وقد یکون نقلیۃ حسیۃ وقد یکون تجربیۃ علی ما عرف فی علم المیزان فحد الاسم الفاعی فی جواب شرط محذوف ای اذا بینا دلیل الحصر

فجنس الاسم وهو في اللغة المنع سمي به لانه يمنع دخول الغير والمراد بالحد ههنا المعرف الجامع المانع وهو بعد الحد والرسم فان قيل قد علمت حد و ثلاثة اقسام الثلثة بدليل الحصر فاعادتها يوجب التكرار قيل ذلك على وجه الالتزام وهذا على المطابقة كلمة موصوف بقوله تدل على معنى جنس يشمل الحد و غيره وخرج بقوله في نفسها وهو صفة معنى اى معنى حاصل في نفس الكلمة والمراد بحصول المعنى في الكلمة ان يكون مدلولا لها ومعنى الكلمة وان لم يكن حاصلا ومتحققا فيها فهو ربما يكون مدلولا لها ويجوز ان يكون في نفسها متعلقا بقوله تدل و في بمعنى الباء اى تدل بنفسها مستقلة من غير ذكر متعلق لها بخلاف الحرف فانها لا تدل الا بذكر متعلق لها كما مر وخرج بقوله غير مقترن باحد الازمنة الثلثة الفعل وكلمة غير اما مجرور بانه صفة معنى او مرفوع بانه خبر مبتدأ محذوف او منصوب بانه حال من معنى والمراد بعدم اقتران المعنى بالزمان انما هو بحسب الوضع لئلا يتوجه عليه النقض باسمي الفاعل والمفعول في قولنا زيد ضارب عمرا الان او غدا وزيد مضروب غلامه الان او غدا لان اقترانهما بالزمان ليس بحسب الوضع وانما هو لعارض الاستعمال واما نحو الصبوح والغبوق فانه مقترن بمطلق الزمان لا بزمان معين فلا يكون الا اسما اعني للماضي والحال والاستقبال بيان الازمنة الثلثة والحال ما انت فيه في زمان التكلم والدال على الزمان وللماضي ما انقضى عليه والاستقبال ما تأخر عنه كرجل علم خبر مبتدأ محذوف اى هو كرجل علم وانما ذكر المثالين للاسم ايضا لان الاول من الاعيان والجنث والثاني من المعاني والاحداث ولذا قال كرجل علم ولم يقل كعلم ورجل وانما كان حد الاسم لا ينفع كثيرا من المبتدئين المتعلمين ولا يرجى فهمهم منهم يكون غامضا غاية الغموض لتوقفه على معرفة المعنى في نفس الكلمة وعلى تعقل استقلاله ارادان يبين بعض علامات الاسم ليفيد معرفة الاسم وامتيازه عن نحو ليت لمن لا يرجى منه فهم الحد وزيادة معرفتهم لمن يرجى منه فهم فان الشئ كما يعرف بحده كذلك يعرف ببعض خاصته فقال وعلامته اى علامة الاسم حقيقة او حكما فلا يرد نحو قوله تعالى واذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض ونحو اعجبني ان ضربت زيدا وزعموا مطية الكذب وجسق مهمل فان الخبر عنه لا مثلة الثلثة الا ول ان كان فعلا حقيقة وفي المثال الرابع ليس بكلمة حقيقة لكنه في تأويل الاسم فان الاول ما ول بهذا القول والثاني يضربك زيد او الثالث بلفظ

بخرج

عن

صواب ہو جو بالفتح ضمیر الکلمۃ کما مر خلاف غبوقا

صواب ہے غبوق الفہشرہ شراب کالھو وزنا ومعنی وضوابطہ دیکھو آن ۱۲ صراح

زعموا والرابع بهذا اللفظ وانما المدلول وخاصته لنكتة موجودة في لفظ علامته ومفقودة في لفظ خاصته وهي ان الدلالة على وجود الشيء ماخوذة في مفهوم العلامة دون الخاصة وان كان احدهما مستلزما للاخر وانما اكتفى بلفظ الواحد مع كثرة العلامات لان العلامة اسم جنس يشمل جميع انواعها وافرادها فلا حاجة الى لفظ الجمع صحة الاخبار عنه وبأي صحة كون الشيء مخبرا عنه وصحة كون الشيء مخبرا به مع صحة كونه مخبرا عنه واما صحة كون الشيء مخبرا به مع عدم صحة كونه مخبرا عنه فهي ليست علامة الاسم كما سيأتي نحو زيد قائم وانما اختص هذا المعنى بالاسم لانه لا يخبر الا عن لفظ دال على الذات في نفسه مطابقة والفعل والحرف ليس كذلك وقد ذكر في بعض شروح الكافية من انه انما اختص الاسناد اليه بالاسم لان الفعل قد وضع لان يكون ابدا مسندا فقط فلو جعل مسندا اليه لزم خلاف وضعه ففيه نوع تامل لان الاختصاص عبارة عن وجوده في الاسم وانتفائه في غيره من الفعل والحرف فهو لا يقتضي ليلا على انتفاء الاسناد اليه في الحرف فلا يكون دليلا على الاختصاص فانه دليل على بعض المدلول على الاضافة تعلام زيد المراد بالاضافة ههنا كون الشيء مضافا بتقدير حرف الجر ووجه اختصاصها بالاسم انها اما للتعريف او التخصيص او للتخفيف فلا يجوز اضافة الفعل للتعريف والتخصيص لانه لا يحتاج الى هذه الزوائد لافادة تبدونها ولا يجوز اضافته للتخفيف ايضا لانها انما هي بحذف التنوين او ما يقوم مقامه ولا يوجد في الفعل التنوين او ما يقوم مقامه فلم يتصف للتخفيف انما قيدنا الاضافة بقولنا بتقدير حرف الجر لئلا يشكل بقولنا مررت بزيد فان مررت مضاف الى زيد بواسطة حرف الجر لفظا لا تقديرا ثم المصنف اطلق الاضافة ولم يقيدها بتقدير حرف الجر مع ان القيد مما لا بد منه لان الاضافة على الاطلاق تقع على ما كان بتقدير حرف الجر فلا حاجة الى القيد ودخول لام التعريف وانما لم يدخل لام التعريف على الفعل لعدم حاجته الى التعريف لكونه خبرا وحقه ان يكون نكرة ليفيد المخاطب فان قيل حصول الفائدة مبني على كون النسبة مجهولة سواء كان الخبر معرفة او نكرة قلنا نعم لكن النسبة داخلة في مفهوم المسند فلذلك لا يفرقون بينهما ويقولون احدهما حكم الاخر واما الحرف فليس له معنى مستقل يصلح للاشارة اليه بالتعيين والتعريف وانما قال دخول لام التعريف احترازا عن سائر اللامات كلام الابتداء ولام الجواب ولام الامر وحينئذ حملت على لام التعريف اللام الزائدة للتحسين وفيه نظر لان الحرف والزائدة لم يرد بها مجرد الفاظها بل المعاني التي يراد معها ارادة معانيها الافرادية الزائدة على التركيب فكان

العلامة
الخاصة
المراد منه غاية التحقيق بصرف النظر عن تقييده غلام رسول

الاضافة

اللام الزائدة معرفة فلا يحتاج الى حمل بل يكون ذلك حمل الشيء على نفسه **وجوابه** ان ما ذكرت من ان الحروف تزاد معاني ارادة معانيها الافرادية فلذلك اختاره البعض واشار الى انها عند الزيادة تجرد عن معانيها فالحمل على المذهب الثاني **واعلم** ان النحاة اختلفوا في اداة التعريف ذهب سيبويه الى انها اللام وحدها زيدت عليها همزة الوصل لتعذر الابتداء بالساكن وذهب الخليل الى انها ال مثل هل وذهب البرد الى انها هي الهمزة المفتوحة وحدها زيدت اللام للفصل بينها وبين همزة الاستفهام ولما كان المختار عند المصنف ما ذهب اليه سيبويه اثر اللام والجر بالرفع عطف على الدخول وبالجر على اللام ويراد بالدخول اعم منه ومن اللحوق و هو الاتصال لان الجر والتنوين لاحقان بالآخر وليسا داخلين على الاول وانما اختص الجر بالاسم لكونه علما المضاف اليه المختص به وفيه نظر لان الرفع والنصب ايضا علما الفاعلية والمفعولية المختصين بالاسم مع انهما ليسا مختصين به ولانا لا نسلم اختصاص المضاف اليه بالاسم الا ترى ان الجملة تقع مضافا اليه وهي ليست باسم **والجواب** عن الاول ان الرفع والنصب علما الفاعلية والمفعولية في الاسماء لا مطلقا بخلاف الجر فان علم المضاف اليه مطلقا وعن الثاني بان الجملة اذا وقعت مضافا اليها نحو يوم ينفخ في الصور فهي مأولة بالمفرد فالمضاف اليه لا يكون الا اسما حقيقة او حكما وقيل انما اختص الجر بالاسم لكونه اثر حرف الجر المختص به وفيه ايضا نظر لان اختصاص المؤثر لا يوجب اختصاص الاثر لان ان المصدرية ولن تختصا بالفعل مع ان اثرهما وهو النصب غير مختص واجيب بان ذلك فيما اذا كان للاثر مؤثرات شتى كالنصب فانه اذا كان له مؤثر خاص فلا وههنا كذلك اذ ليس للجر مؤثر سوى حرف الجر والتنوين اراد بها ما عدا تنوين الترنم لانه صرح باختصاصه به في آخر الكتاب وهو اربعة اقسام تنوين التمكن وتنوين العوض وتنوين التنكير وتنوين المقابلة ويعلم من ذلك ان تنوين الترنم مشتركة بين الاسم والفعل والحرف كما سيجيء امثلتها في فصل التنوين وانما اختص غير تنوين الترنم من التنوينات بالاسم لاقتضائها الانفصال عما بعدها واقتضاء الفعل الاتصال بالفاعل فتكونان متنافيين فان قلت نون التاكيد ايضا تقتضي الانفصال مع انها تدخل على الفعل قلت انها لتاكيد الفعل ان كانت من متممات فلا يعتد الفعل به انفصالا ولا يخفى ان التعليل المذكور لا يقتضي الاختصاص لان المراد ان يلحق بالاسم ما لا يلحق غيره من الفعل والحرف وذلك لا يصلح تعليم ان معناه حرف لحق

الوف فكأنه تعليل لبعض المدّعى فالاولى ان يقال انما اختص التنوين بالاسم لانه اما للتمكن أو للعوض عن المضاف اليه وللفرق بين المعرفة والنكرة في الاسماء والافعال وللمقابلة بنون جمع المذكر وكل ذلك لا يتحقق الا في الاسم لا يقال ان التنوين قد يلحق بالصوت نحو سيبويه وهو ليس باسم فكيف يكون مختصا بالاسم لانا نقول ان الاصوات اجريت مجرى الاسماء فالتنوين الاحقه به بالاسم لاحقة حكما والتثنية والجمع والتصغير انما اختصت هذه المعاني بالاسم لان الفعل يدل على الماهية الخالية عن القلة والكثرة ومقتضى التصغير القلة ومقتضى التثنية والجمع الكثرة ولهذا اذا وقع المصدر تاكيدا للفعل لا يثنى ولا يجمع لانه حينئذ مدلول الفعل فكما ان الفعل لا يثنى ولا يجمع فكذا مدلوله فان قيل فعلى هذا ينبغي ان لا يصح الاسناد الى المصدر كما لا يصح الى الفعل وايضا مدلول المصدر هو الحدث فقط ومدلول الفعل الحدث مع الزمان فيكون مدلول الفعل زائدا على مدلول المصدر قلنا ان مدلول المصدر يخالف مدلول الفعل حقيقة ويتحد معه مدلولا باعتبار من حيث ان الحدث هو الاصل في مدلول الفعل والزمان كالقيد له فباعتبار بالقيد له اعتبارا بالحقيقة يصح الاسناد اليه باعتبار الاتحاد ولا يثنى ولا يجمع عملا باعتبارين والنداء انما اختص لنداء بالاسم لكونه اثر حرف النداء وهو مختص بالاسم فكذا النداء والا لزم تخلف المؤثر عن المؤثر وهو ممتنع فان كل هذه خواص الاسم القاء في جواب الشرط المحذوف اي اذا علمت ان المعدودات علامات الاسم فقد علمت ان جميع هذه المعدودات خواص الاسم بناء على ان كلا من العلامة والخاصة مستلزم للاخر فيكون هذا تصريحا بما علم من قوله وعلامته كذا وكذا بطريق الاستلزام فلا يلزم التكرار وفيه تيسير للطالب المبتدي وتنبيه على قصور فهمه وقلة بضاعته فانه ربما لم يفهم شيئا مما لا يصرح به او نقول اتى بهذا الكلام مؤكدا بان وبجملة اسمية ردا على من قال ان هذه العلامات ذاتية للاسم حتى عرف بها وانكر كونها خواص الاسم اذ لا يليق ان تجعل خواص الاسم من غير ان يجعل الاسم معرفا بها ولما كان من هذه العلامات ما هو اشهرها استعمالا ومنها ما ليس كذلك قد يتوهم في عد اختصاصه بالاسم سيما في التثنية والجمع والاخبار بحسب الظاهر فذكر هذا الكلام مؤكدا بكلمة كل مجموعة دفعا لذلك الايهام ثم الخواص جمع خاصة والظاهر ان المراد بالخاصة ههنا هو الخاصة النحوية وهي ما يختص بالشيء ولا يوجد في غيره ولم يقل فان كل هذه خصائص الاسم تحريا للفظ المصطلح فيما بينهم ولما كان اختصاص الفاعلية باسم مطلقا سواء كانت في

ما لم

الاخبارات او فی الانشاءات واختصاص الاخبار عنه وبه یختص اختصاص
الفاعلیه لا فی الانشاءات احتیاج الی حمل المخبر عنه او بعمة الفاعلیة مطلقا واختصاصا
یتضمن اختصاصها کذالك لتضمن اختصاص المسند الیه اباه لان الفاعل فی الانشاءات
ان یکون محکوما علیه ولا یکون مخبرا عنه ومعنی الاخبار عنه ان یکون محکوما علیه لکونه
فاعلا او مفعولا او مبتدأ فیکون اختصاص المحکوم علیه یتضمن اختصاص
الفاعلیة مطلقا والمفعولیة والمبتدائیة وکونه موصوفا وذا حال وتمیزا ونحو ذلك
ولو قال وعلامته صحة کونه محکوما علیه او صحة الاسناد الیه لم یحتج الی حمل الاخبار
عنه علی هذا المعنی ولا یبعد ان یقال لما توهم من قوله وعلامته صحة الاخبار
عنه وبیان المراد بالاخبار عنه کونه مبتدأ الاغیر او قوع ما یعلم به خبریته فی جنسه
وهو دفع ببیان المعنی الذی کان حقیقة الامر علیه ولهذا ضمر المبتدأ فی الذکر
واما النصب یکونه فاعلا او مفعولا او مبتدأ فی ما بعد فهو لا ینفع ههنا لانه وقع
هناك من حیث انها من المرفوعات لمقابلة المنصوبات والمجرورات وههنا من حیث
انها من الخواص والعلامات ثم قولنا او مفعولا اراد به مفعول ما لم یسم وانما
فالمفاعیل الخمسة لیس شئ منها محکوما علیه وانما ذکر بجنب الفاعل لشدة الاتصال به
حتی توهم بعضهم فاعلا ولیسمی ای الاسم بالسُّمُوّ ای علوّه علی قسیمیه یشیر الی ان
المختار عنده ما ذهب الیه البصریون من ان اصل الاسم هو السُّمُوّ بکسر الفاء وسکون
العین ومعناه العلوّ والارتفاع ویدل علی هذا الاصل امثلة اشتقاقه من نحو سمّی یُسَمِّی
واَسماءٍ وسَمِیّ ثم حذفت الواو التی هی لام الکلمة الاصلی ونقلت حرکة العین الی ما قبلها
ثم اُتی بهمزة الوصل عما فی لفظ الاسم فسمی به لذلك حیث یُسْمُو ای یعلو علی قسیمیه
وهما الفعل والحرف لانه یترکب منه الکلام ولا یترکب ولانه یرفع المسمّی بخلاف قسیمیه
وذهب الکوفیون الی ان اصل الاسم وسْم بکسر الفاء وسکون العین ومعناه لغة العلامة
وسمی به لانه علامة علی مسماه ثم حذفت الواو التی هی فاء الکلمة وجعلت همزة الوصل
عوضا عنها وامثلة اشتقاقه عندهم محمولة علی القلب فاصل سَمِیَ یَسْمَی وَسَمَ یَسِمُ
واصل اَسْماءٍ اَوْسَامٌ واصل سَمِیٌّ وسِیْمٌ ثم قلبت وهذا کما ترکی خلاف ظاهر
ولهذا اعرض المصنف عنه وقال ردّا علیه لانکونه وسما علی المعنی ای لا یسمی الاسم
لکونه علامة علی المسمّی وفارغ عن بیان حد الاسم وعلامته شرع فی بیان حد الفعل
وعلامته فقال وهو الفعل کلمة موصوفة بقوله تدل علی معنی وهو

کما

جنس يشمل المحدود وغيره وقوله في نفسها اى في نفس الكلمة يخرج الحرف وقوله دلالة مقترنة بزمان ذلك المعنى يخرج الاسم فان قلت يخرج المضارع عن الحد على قول من قال انه مشترك بين الحال والاستقبال لانه مقترن بالزمانين قلت ان ما اقترن بزمانين صدق عليه انه مقترن باحدهما لوجود الاحد في المثنى ولانه مقترن بواحد في كل وضع وان الاشتراك لغلبة الوضع او بتعدده والمراد بالاقتران ههنا انما هو بحسب الوضع فلا ينتقض الحد بالافعال التي لم يقترن معناها بزمان مثل نعم وعسى لان عدم اقترانها بزمان انما هو بعارض الاستعمال لا بحسب الوضع كضرب مثال للفعل الماضي ويضرب مثال للحال واضرب مثال للاستقبال وعلامته اى علامة الفعل ان يصح الاخبار به اى كون الشيء مخبرا به عنه اى لا يصح الاخبار عنه او كون الشيء مخبرا عنه وانما قال ذلك لان عدم صحة الاخبار عنه شرط لكون صحة الاخبار به علامة للفعل كما ان صحة الاخبار عنه شرط لكون صحة الاخبار به علامة للاسم فالحاصل ان صحة الاخبار به على قسمين احدهما ما يكون مع صحة الاخبار عنه وثانيهما ما يكون مع عدمه فالاول من علامات الاسم والثاني من علامات الفعل كما سبقت الاشارة اليه وجه اختصاص هذا الاخبار به مع الفعل ان حق الاخبار به التنكير لانه محكوم به وقد وضع الفعل على التنكير ودخول قد وانما اختصت بالفعل لانها انما تستعمل لتقريب الماضي الى الحال نحو قد قامت الصلوة او لتقليل المضارع نحو ان الكذوب قد يصدق او لتحقيقه نحو قد يعلم الله المعوقين وكل ذلك لا يتصور الا في الفعل والسين وسوف وانما اختصتا بالفعل لانهما وضعتا للدلالة على الاستقبال الوضعي وذا لا يكون الا في الفعل وانما قيدنا الاستقبال بالوضع احترازا عن زيد ضارب غدا وانما ذكر السينين معرفا بانه لان المراد سين معهود وهي سين الاستقبال لا سين نحو استغفر الله ولا سين التحقيق نحو سأطلب ولا سين التحول نحو استجر الطين ولا سين اصابة الشيء على صفة نحو استحجر وهو الوقف بها دائما والمؤقت ويسمى هذا السين سين السكتة نحو الرمتكس وانما قيده السين على سوف لدلالته على الاستقبال القريب وهذه على الاستقبال البعيد والجزم هو ان ينفعل ولما يفعل وليفعل ولا يفعل ان تفعل افعل وانما اختص الجزم بالفعل لاختصاص مؤثره به وهو الجازم فلكل الاثر وذلك لان الجازم انما وضع لنفي الفعل كلم ولما او لطلب الفعل كلام الامر او النهي عن الفعل كلا النهي او لتعليق شيء بالفعل كادوات الشرط وكل من هذه المعاني

لا یتصور الا فی الفعل والتصرف ای تصرف الفعل فاللام بدل عن المضاف الیہ
الی الماضی ای الی صیغ الماضی والمضارع وکونہ امرا ونہیا ولم یقل والامر والنہی لانہما
یستخرجان من المضارع فلا یکون التصرف الیہما بل یکون التصرف الی المضارع ثم
یستخرجان منہ واتصال الضمائر البارزۃ المرفوعۃ نحو ضربت وضربنا وانما اختصت
الضمائر البارزۃ المرفوعۃ بالفعل لانہا ضمائر الفاعلین فلا تلحق الا بما لہ فاعل والفاعل
انما یکون للفعل او لفروعہ وحطت فروعہ بمنع احد نوعی الضمیر وہو البارز تحرزا
عن لزوم تساوی الفرع والاصل وخص البارز بالمنع لان المستکن اخف واخصر
فہو بالتعمیم لیق واجدر واتصال التاء الساکنۃ نحو ضربت قید التاء بالساکنۃ لتحترز
عن التاء المتحرکۃ فانہا مختصۃ بالاسم وانما اختصت ہذہ التاء بالفعل لانہا تدل علی
تانیث الفاعل فلا تلحق الا بما لہ فاعل وہو الفعل وما الحقت بالصفات لانہا مستغنیۃ
عن ہذہ التاء بما الحقہا من تاء التانیث المتحرکۃ للدلالۃ علی تانیثہا وتانیث فاعلہا
لامکان الاتحاد بینہا وبین فاعلہا فیما صدقت علیہ فلا جرم اختصت تاء التانیث
الساکنۃ بالفعل وانہا انما اسکنت للفرق بینہا وبین التاء اللاحقۃ بالاسم فکانت
الساکنۃ بالفعل اولی من الاسم لخفۃ الاسم وثقل الفعل واتصال نونی التاکید وہما
الخفیفۃ والثقیلۃ سمیتا بہ لانہما تفید ان تاکید حصول الفعل المطلوب واختصاصہما
بالفعل انہما وضعتا لتاکید الامر والمضارع اذا کان فیہ طلب فان کل ہذہ خواص
الفعل قد مر البحث فی حد الاسم عما یماثل ہذا الکلام فلا نعید ہا فی ہذا المقام ثم لما کان
من الافعال ما لا یصح الاخبار بہ فلم یصح کونہ علامۃ لہ کالامر والنہی والاستفہام والشرط
والجزاء احتاج الی بیان معناہ بما یعمہا فقال ومعنی الاخبار بان یکون محکوما بہ
لان تلک الافعال تکون محکوما بہا وتکون مخبرا بہا ولو قال وعلامتہ ان یصح
کونہ محکوما بہ او یصح اسنادہ الی شیء ولا یسند الیہ لکان اولی ولم یحتج الی حمل
الاخبار بہ علی ہذا المعنی ویسمی ای الفعل الاصطلاحی فعلا باسم اصلہ وہو
المصدر وانما کان الفعل اسما للمصدر لان المصدر ہو فعل الفاعل حقیقۃ فیکون تسمیتہ
بہ من حیث الحقیقۃ والاصالۃ وانما سمی بہ الفعل الاصطلاحی علی سبیل المجاز لتضمنہ
الفعل الحقیقی وہو المصدر تسمیۃ للکل باسم جزء مدلولہ فان اعترض ہہنا بان ما
تضمن الفعل الاصطلاحی من المصدر ہو الفَعْل بفتح الفاء لا الفِعل بکسرہا لانہ اسم
بمعنی الشان لا مصدر فمن حیث التضمن یستدعی ان یسمی فَعْلا بفتح الفاء

لا الفعل بکسرہا والحاصل ان ما یسمّی بضَرْب ومَنَع من الفعل بکسر الفاء فہو لا یکون مصدرا لتضمنہ ذلک وانما تضمنہ من المصدر وہو الفَعْل بفتح الفاء لا بکسرہا فلا یکون تسمیتہ بہ واجیب بان الفعل بکسر الفاء قد جاء اطلاقہ علی المصدر علی الحاصل ایضا کذا ذکر فی التوضیح فی بحث الحسن والقبیح عند بیان المقدمات الاربع وقولہ یسمّی فعلا باسم اصلہ یشیر الی ان المختار عندہ ما ذہب الیہ البصریون من ان اصل الفعل ہو المصدر فی الاشتقاق وقد فرغ عن بیان حد الفعل وعلاماتہ شرع فی بیان حد الحرف وعلاماتہ فقال وحد الحرف کلمۃ موصوفہ بقولہ لا تدل علی معنی فی نفسہا ای فی نفس الکلمۃ بل الحرف کلمۃ تدل علی معنی یسمل المحدود وغیرہ وخرج بقولہ فی غیرہا الاسم والفعل ای معنی حاصل فی غیرہا وامراد بقولہ الحرف لا تدل علی معنی فی نفسہا بل فی غیرہا ان الحرف لہ معنی وذلک المعنی متعلق لا بد من ذکر المتعلق عند ذکر الحرف کما مثّل بقولہ نحو من فان معناہا الابتداء وہی ای کلمۃ من تدل علیہ ای علی الابتداء لا بعد ذکر ما منہ الابتداء کالبصرۃ والکوفۃ مثلا کما تقول سرت من البصرۃ الی الکوفۃ فتدل فیہ علی معناہا بعد ذکر البصرۃ التی یکون منہا الابتداء واعترض علیہ بالاسماء اللازمۃ الاضافۃ فانہا لا تدل علی معانیہا الا بعد ذکر متعلقاتہا واجیب عنہ بان الواضع شرط عند وضع الحرف ذکر متعلقہ لیدل علی معناہ الافرادی ولم یشترط عند وضع تلک الاسماء ذکر متعلقاتہا فیکون ذکر المتعلق شرطا فی اصل وضع الحرف بخلاف تلک الاسماء وکذا الایرد الموصولات واسماء الاشارات وضمیر الغائب حیث تحتاج فی الدلالۃ علی معانیہا الی الصلۃ والمشار الیہ والمعاد لانہا تدل علی معانیہا بحسب الوضع وان خرجت عن الاستقلال بحسب الاستعمال وعلامۃ ای علامۃ الحرف ان لا یصح الاخبار عنہ ولا بہ وان لا تقبل علامات الاسماء ولا علامات الافعال تعمیم بعد تخصیص ولما کان الکلام السابق یفید ان وضع الحرف لم یکن ہو المطلوب الاصلی والمقصود بالذات ہو المعنی المستقل وان الاستقلال لا یورث فائدۃ لانہ لم یوجد فیہ شیء مما یترتب علیہ الفوائد من العلامات المذکورۃ ووضع الالفاظ الا قصد الاستقلال بہا علی الفوائد توہم منہ لا یجوز الاستقلال بالحرف ولا البحث عنہ فی الکلام فان الاشتغال بما لا یفید عبث ولا حاجۃ عنہ اجیب فعد بقولہ والحرف الکلا فوائد ولذلک اتی بتقدیم الخبر اعنی للحرف للاہتمام بذکرہ لان ہذا مقام بیان الحرف ویجوز ان یکون وللحرف مبتدأ کما قال صاحب الکشاف فی قولہ تعالی ومن الناس من یقول آمنا باللہ وحدہ الیہ

ذلک

الاستقلال

جواب ۱۲

فى الكلام صفة للحرف اى والحرف المكائن فى الكلام فوائد جمع فائدة كقواعد جمع قاعدة والفائدة ما استفيد من علم او مال او جاه فاوله المال وبقيد اى ثبت المال فلا ان تريد بالفوائد الثوابت يعنى الحرف فى الكلام امور ثابتة بعيدة عن الشك وفى ذكر الفوائد بصيغة جمع الكثرة ايماء الى كثرة فوائد الحرف ثم اشار الى بيان بعض تلك الفوائد بقوله كالربط بين الاسمين زيد فى الدار او الربط بين الفعلين نحو اريد ان تضرب او الربط بين اسم وفعل كضربت بالخشبة او الربط بين الجملتين نحو ان جاء زيد اكرمته وغير ذلك اى الربط المذكور من الفوائد التى تعرفها فى القسم الثالث وهو الحرف انشاء الله تعالى احال امره الى مشية الله قائلا فى عدة مثله انشاء الله تعالى مراعاة لادب ربه واتباعا لسنة نبيه عليه الصلوة والسلام لما ورد فى كلام الله تعالى حكاية قول رسوله لاصحاب وقصته عليهم من قوله تعالى ان شاء الله امنين محلقين رؤسكم او تعليما لعباده ان يقولوا فى عاداتهم مثل ذلك متأدبين بادب الله تعالى متبعين لسنة رسوله وليسمى اى الحرف حرفا لوقوعه فى الكلام حال كونه حرفا اى طرفا فسر الحرف بالطرف لان الحرف فى اللغة الطرف يقال حرف لوادى اى لوقوع الحرف فى الكلام طرفا اى جانبا للاسم والفعل ليس اى الحرف مقصودا بالذات وهو بيان لوقوع الحرف طرفا مثل المسند والمسند اليه تمثيل للمقصود بالذات المثال مرفوع بالخبرية لمبتدأ محذوف اى و يرجع الى المقصود بالذات والما قدم المسند على المسند اليه فى التمثيل حثا على كونه مقصودا بالذات ومزيدا هتماما به لانه ادنى درجة من المسند اليه ولاخفاء فى كون المسند اليه مقصودا بالذات لانه اعلى درجة من المسند وايضا ان المسند يكون اسما وفعلا اما المسند اليه لا يكون الا اسما والتعميم فضيلة ثم الاولى فى بيان طرفية الحرف ان يقول بدل قوله ليس مقصودا بالذات حيث لا يدل على معنى فى نفسه بخلاف الاسم والفعل فاذا عرفت ذلك فاعلم ان طرفا فى قوله اى طرفا منصوب لانه تفسير لقوله حرفا وهو منصوب على الحالية ويعرب المفسر باعراب المفسر لانه تابع له ثم لما وقع الفراغ من تعريف احد موضوعى النحو وهو الكلمة وبيان انحصاره فى الاقسام الثلثة مع دليل وبيان حدودها وعلاماتها ووجوه تسميتها شرع فى تعريف موضوعه الاخر وهو الكلام وقال

فصل الكلام هو فى الاصل ما وضع لما يتكلم به سواء كان كلمة على حرف او اكثر وكان اكثر من كلمة واحدة وسواء كان مهملا او موضوعا لم يوضع مصدر فى الصحيح اذ لم يكن على صيغة مصادر الافعال التى تنتصبها على المصدرية الا ان قد يستعمل استعمال

الاصل يقال كلمنه كلاما كما يقال اعطيته عطاء مع انه في الاصل لما يعطى
وفي الاصطلاح ما اشار اليه بقوله لفظ جنس يتناول المهمل ودوغره من المهملات
والمفردات والمركبات الغير الكلامية وقوله تضمن كلمتين فصل يخرج المفردات
وقوله بالاسناد يخرج المركبات الغير الكلامية وانما اختار الاسناد على الاخبار لان
الاسناد اعم من الاخبار لتناوله الاخبار والانشاء والباء في قوله بالاسناد للسببية
اى تضمنا حاصلا بسبب الاسناد ويجوز ان يكون للالصاق اى تضمنا ملصقا
بالاسناد وانما عدل عن لفظ تركب مع انه المشهور المصطلح عليه في حد الكلام
الى لفظ تضمن لامرين احدهما انه لو قال تركب لم يدخل في حد الكلام الذى
احد كلمتيه ملفوظة واخرى مستترة غير ملفوظة مثل اكرم فان الستر
لا يتصور تركيبه مع الملفوظة واذا قال تضمن دخل فيه وانما قلنا ان الكلام يتركب
من كلمات كثيرة فوق اثنين فلو قال تركب لم يدخل فيه هذا الكلام الا بتأويل المركب اثنتين
ما هو مركب من كلمتين لفظا بخلاف المتضمن لكلمتين فانه يتناول ما فيه كلمتان او اكثر
وأجيب عن الاول بان المستتر عندهم في حكم الملفوظ حقيقة فيصور التركيب بينهما منهما
وعن الثاني بان الكلام انما يتحقق بالاسناد الذى يتحقق بالمسند اليه والمسند
اما كلمتان او ما يجرى مجريهما واعدادهما من الكلمات التي ذكرت في كلامه خارجة
عن حقيقة الكلام عارضة له فيصدق على مثل هذا الكلام انه مركب من كلمتين
وذكر في بعض الحواشي ان تضمن على تركب لانه اخص للاستغناء عن صلة من
واحتياج تركب اليها وعورض بان المصطلح عليه فيما بينهم لفظا الافراد والتركيب
والاولى التلفظ بالمصطلح عليه واجيب بان المصطلح عليه هو لفظ التركيب بمقابلة الافراد
فيقال هذا مفرد وهذا مركب والتضمن هنا لم يقع بمقابلة الافراد حتى يكون المصطلح
عليه لفظ التركيب واعلم ان النحاة اختلفوا في ان الكلام هو مترادف الجملة ام لا
فذهب صاحب المفصل واللباب الى انهما مترادفان وكلام المفتاح والشيخ ابن الحاجب
يميل الى ذلك وافاهما قد اكتفيا في تعريف الكلام بذكر الاسناد مطلقا ولم يقيداه
بكونه مقصودا بذاته وذهب بعضهم الى ان الكلام اخص من الجملة فيقبل الاسناد فقيد
في تعريف الكلام بكونه مقصودا بذاته فحينئذ يصدق الجملة على الجمل الخبرية
الواقعة اخبارا او اوصافا بخلاف الكلام ووقع في بعض شروح الكافية ان المراد
بالاسناد هو الاسناد المقصود بذاته وحينئذ يكون الكلام عند المصرح وعند

الشیخ ابن الحاجب اخص من الجملۃ ثم لما فرغ من تعریف الکلام شرع فی تعریف الاسناد لاحتیاج معرفۃ الکلام الیہ والاسناد نسبۃ احدی الکلمتین ای ضم احدی الکلمتین او نسبۃ مدلول احدی الکلمتین حقیقۃ وحکما الی الاخری بحیث تفید ای النسبۃ المخاطب فائدۃ تامۃ تصح السکوت ای سکوت المتکلم علیہا ای علی تلک الفائدۃ ای من شانہا ان یقصد بہ افادۃ المخاطب فائدۃ تصح السکوت علیہا ای یوسکت المتکلم علیہا لم یکن لاہل العرف مجال تخطیتہ ونسبتہ الی المقصود فی باب الفائدۃ فدخل فیہا اسناد الجملۃ الواقعۃ خبرا او صفۃ ودخل فیہ اسناد الجملۃ التی یسکت علی مضمونہ المخاطب وقیل الاسناد ہو حکم المقید باحد جزئی المرکب علی الاخر نحو قام زید فانک اذا قلت ذلک افدت المخاطب فائدۃ یصح سکوتک علیہا بحیث لا ینتظر المخاطب لفظا اخر واذا قلت غلام زید منطلقا لم یکن الا احد جزئی الکلام ویبقی المخاطب منتظرا للمسند الیہ والمسند حتی یستفید فان قلت فعلی ہذا یلزم ان لا یکون مثل ضرب زید کلاما لان المخاطب ینتظر ان یبین المضروب ویقال عمرا الی غیر ذلک من المقصود کالزمان والمکان قلت المراد ان لا ینتظر المخاطب للفظ اخر مثل انتظار المسند الیہ والمسند عند ذکر المسند الیہ فقط او بالعکس ولیس الانتظار الذی فی مثل ضرب زید مثل ہذا الانتظار فعلم ان الفاء فی جواب شرط محذوف ای اذا کان الاسناد ماخوذا فی تعریف الکلام فعلم بذلک ان الکلام لا یحصل من ترکیب الا من احد ہذین الترکیبین من اسمین اتی بکلمۃ من دون فی کما اتی بہ غیرہ لانہ الاظہر لانسبۃ المتکلم وقد ہذا الترکیب علی ترکیب الفعل والاسم لان جزئیہ یستحقان التقدیم نحو زید قائم ویسمی ہذہ الجملۃ جملۃ اسمیۃ ایضا لکونہا مصدرۃ بالاسم ومن فعل واسم قدم الفعل علی الاسم لان تقدیم الفعل انسب لانہ بصدد بیان الجملۃ الفعلیۃ نحو قام زید ویسمی ہذہ الجملۃ جملۃ فعلیۃ لکونہا مصدرۃ بالفعل وینبغی ان یعلم ان الکلام لا یحصل من کل اسمین لانہ لا یحصل من اسم الفعل وکل من کل فعل واسم لانہ لا یحصل من فعل کان واسمہ الا علی قول من جعل اسماء الافعال الناقصۃ فواعل لہا لکن التحقیق ہو الاول وانما صرح المصنف بالحصر فی تقسیم الکلام فی تقسیم الکلمۃ ردا علی من ذہب الی ان الکلام یحصل من ثلثۃ تراکیب کما ستقف علیہ فی نحو یا زید وقیل لان تعریف الکلام یرشد الی اقسام ستۃ فی بادی الرأی بخلاف تعریف الکلمۃ وانما یحصل الکلام من ہذین الترکیبین اذ لا یوجد المسند

والمسند الیہ معا ای جمیعا قال فی القاموس تقول کذ معا ای جمیعا وھو منصوب
علی الظرفیۃ والتنوین فیہ عوض عن المضاف الیہ ویتعلق بما وقعا لا من مفعول
ما لم یسم فاعلہ اذ لا یوجد المسند والمسند الیہ کائنا کل واحد منھما مع صاحبہ ای
عندہ فی غیرھما ای فی غیر ھذین الترکیبین لان الحرف لا یقع مسندا الیہ ولا بد لا کلا
منھما ای من المسند والمسند الیہ لان الاسناد ماخوذ فی تعریفہ وھو یقتضی المسند
والمسند الیہ وقولہ لا بد ای لا افراق الکلام منھما من قولھم ربد الامر یربد ربدا ای فرقہ
والتبدید التفریق وتبدد ای تفرق او لا عوض للکلام منھما من السد وھو العوض
ثم الجار والمجرور اعنی للکلام متعلق بالمعنی اعنی بد قول البغدادیین حیث جاز
لا طالعا جبلا بترک تنوین الاسم المطول اجراءہ مجری المضاف کما اجری مجراہ فی
الاعراب وخرجوا علی ذلک قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا مانع لما اعطیت ولا معطی
لما منعت والبصریون اوجبوا فی مثلہ تنوین الاسم لکونہ مضارعا للمضاف مثل
لا خیرا من زید وجعلوا متعلق الظرف فیما یبنی الاسم فیہ علی الفتح کما فیما نحن فیہ
محذوفا وھو الخبر للمبتدا ای لا بد ثابت للکلام وقولہ منھما خبر مبتدا محذوف ای الیہ
للنفی منھما وھذہ الجملۃ للسببیۃ البتۃ لا محل لھا من الاعراب لانھا مستانفۃ تفظا
ویجوز ان یکون منھما متعلقا بما دل علیہ لا بد ای لا یبد منھما اذا کان الکلام منحصرا
فی الترکیبین المذکورین فان قیل قد نقض ما ذکر من انحصار الکلام فیھما بالنداء
ای یا زید فانہ یحصل من غیر الترکیبین المذکورین وھو الحرف والاسم
مع انہ قسم من الکلام فینتقض الحصر والنقض اذا اضیف الی الاجسام یراد ابطال
تالیفھا واذا اضیف الی غیرھا یراد باخراجہ ما ھو المطلوب فالمطلوب ھھنا ھو حصر
الکلام فی الترکیبین قلنا فی جوابہ ان حرف النداء التی فی نحو یا زید قائم مقام
ادعو او اطلب لان تقدیر یا زید ادعو زیدا او اطلب وھو ای کل واحد من ادعو
اطلب الفعل واذا کان کذلک فلا نقض علیہ للحصر المذکور بالنداء ویستقیم ذلک الحصر
لانہ لا یحصل من ترکیب الفعل والاسم الذی ھو المنوی ولم یحصل من ترکیب الحرف
والاسم کما ذھب الیہ المبرد فان قیل علی ھذا یلزم ان یتم الکلام بمجرد کلمۃ یا دون
زید قلنا ان الکلام یتم بدون زید وذکر زید کذکر سائر المفاعیل نحو ضربت زیدا
ورویدک زیدا واذ فرغنا من المقدمۃ فلنشرع فی الاقسام الثلثۃ وھی الاسم والفعل
والحرف ان قلت کلمۃ اذا للزمان المستقبل وقد دخلت علی الماضی وغیرہ فکیف یستقیم

لعلہ عاد وھو ۱۲ صحراء

للماضی ههنا قلت ذلك على الغالب وقد يجئ للماضی ايضاً فلا يرد ما ذكرت
والله الموفق لاتمام امور خلقه والمعين على اصلاح شيونهم فهو يوفقنا لاتمام هذا
الامر الذی نشرع فيه ويعيننا على اصلاحه وانما ذكر الخبر معرفا باللام ليفيد حصر
المسند فی المسند اليه يعنی ان الله تعالی هو الموفق والمعين لا موفق ولا معين سواه
كما جاء فی التنزيل حكاية عن شعيب عليه السلام وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ القسم الاول فی الاسم وقد مر تعريفه اى تعريف الاسم وكذا
بعض علاماته فی المقدمة فلا نعيده وهو اى الاسم ينقسم انقسام الكلی الی الجزئيات
الی المعرب وهو ما خوذ من الاعراب وجاء بالمعنيين الاول الابانة والاظهار ومنه
قوله عليه الصلوٰة والسلام الثيب تعرب عن نفسها اى تفصح وقول الشاعر

واُعرب احيانا انافاصارح	واني لاكنو عن قذور بغيرها (بالتاء المثلثة)

والثانی ازالة الفساد والالتباس من قولهم عربت معدتة اذا فسدت فيكون الهمزة
للسلب فالمعرب بالمعنی الاول ظرف اى محل اظهار المعانی وبالثانی اسم مفعول اى
مزال فسادُه والتباسُه باظهار المعانی المعتورة عليه لان فی خفائها فسادا والتباسا
والمبنی هو ما خوذ من البناء وانما سمی به لان المطلوب من البناء هو القرار وعدم
الاختلاف والمبنی كذلك واصله مَبْنُوْیٌ علی صيغة اسم المفعول من بنی يَبْنِیْ
فاجتمعت الواو والياء والسابقة منهما ساكنة فابدلت ياءً ثم ادغمت الياء فی الياء
فابدلت الضمة بالكسرة لمناسبة الياء كما فی مَرْمِیٌّ وانما كان الاسم منحصرا فی
هذين القسمين لانه لا يخلو من ان يكون مركبا مع غيره اولا فان كان مركبا مع غيره
لا يخلو من ان يكون مشبها بالمبنی الاصل اولا فان كان هذا فهو معرب وان كان غيره
فهو مبنی ويحتمل ان يكون المعرب والمبنی قيدين للاسم وليسا قسمين له لانهما يشتملان
الاسم والفعل والحرف واذا كان الاسم منقسما الی معرب ومبنی فلنذكر احكامه
اى احكام الاسم فی بابين الباب الاول فی بيان الاسم المعرب والباب الثانی فی بيان
الاسم المبنی وخاتمة فی بيان سائر احكام الاسم ولواحقه غير الاعراب والبناء

الباب الاول فی الاسم المعرب

وفيه اى فی هذا الباب مقدمة وهی مشتملة علی اربعة فصول الفصل الاول فی تعريف
الاسم المعرب والثانی فی بيان حكم الاسم المعرب والثالث فی بيان اصناف الاعراب والرابع
فی تقسيم الاسم المعرب الی منصرف وغيره وثلثة مقاصد المقصد الاول فی بيان الموضوعات والثانی

فی بیان المنسوبات والثالث فی بیان المجردات وخاتمة فی بیان التوابع اما المقدمة
ففیها اصول اربعة **فصل** فی تعریف الاسم المعرب قدمه علی المبنی لکونه اصلا
اذ المقصود وضع الالفاظ اظهار ما هو فی الضمیر وما هو الا بالاعراب اذ به یعلم
ان هذا فاعل وذلک مفعول فان قیل کیف حکم ان الاصل فی الاسماء الاعراب
واصلها الافراد وهی فی الافراد لا تستحق الاعراب قیل انما حکم بذلک
لانها لم توضع الا بان تستعمل فی الکلام ترکیبة واستعمالها مفردة مخالف لغرض لان
الواضع فبناء المفردات وان کان اصل المرکبات فهو عارض لها لکون استعمالها
مفردا عارضیا وهو ای الاسم المعرب کل اسم ذکر کلمة کل فی التعریف وان کان ذکره
فی التعریفات مستنکرا فی اصطلاح اهل المنطق لانها لاحاطة الافراد والتعریف
الحقیقة الا للافراد ولهذا قالوا من شرط الحد ان یستقیم علی کل افراد المحدود
لوجود الحقیقة فیه فانک اذا قلت الانسان حیوان ناطق یصدق هذا الحد
علی کل فرد من افراد الانسان فلو قلت الانسان کل حیوان ناطق لا یستقیم علی زید
اطلاقه مثلا فانه لیس کل حیوان ناطق الا ان الصنفین رحمهما الله تعالی
لم یلتفتوا الی اصطلاحاتهم فی الحدود وذکروا التعریفات فی تصانیفهم وقد
دل علی المراد ومعنی الفاظ کما هو اللائق ترکا منهم للتکلیف احترازا عما لا یفهم
لحصول مرامهم بدونها ثم قوله کل اسم جنس یتناول المنصوب وغیره وقوله
رکب مع غیره فصل احترز به عما لم یرکب مع غیره کالاصوات والاعداد
واحد واثنان وثلث وکالاسماء المعدودة من نحو الف وبا وتا وزید
وعمرو وبکر ثم اختلفوا فی التراکیب ههنا فقال بعضهم المراد بالترکیب
هو الترکیب الاسنادی لانه هو العلة للاعراب یتولد منه المعانی المقتضیة
للاعراب فردا بانه اذا کان المراد بالترکیب ذلک لم یدخل فی التعریف سوی
المسند الیه والمسند لکونهما مرکبین ترکیبا اسنادیا وعند ذلک یخرج المضاف الیه
وغیره من المعمولات کالمفاعیل الخمسة وما شاکلها عنه فالاولی ان یقال المراد
بالترکیب الترکیب مع العامل فیرد علیه المبتدأ والخبر الا علی قول من یجعل کلا
منهما عاملا فی الاخر وقیل المراد بالترکیب ترکیب یتحقق معه العامل وحینئذ
فلا اشکال وقوله ولا یشبه مبنی الاصل احترازعما رکب مع غیره ویشبه مبنی
الاصل کهؤلاء فی قام هؤلاء فان قلت صدق هذا التعریف علی ما تضمن مبنی الاصل

کأین وعلی ما وقعہ موقعہ کذا الی وعلی ما اضیف الیہ کیومئذ فان کل واحد منہما رکب مع غیرہ ولا یشبہ مبنی الاصل قلت ارید بقولہ ولا یشبہ ولا یناسب والمناسبۃ تعم المشابہۃ والتضمن والوقوع موقعہ وما اضیف الیہ ثم اضافۃ المبنی الی الاصل بیانیۃ ای لا یشبہ مبنیا ہو اصل المبنیات ولیست من اضافۃ اسم المفعول الی المفعول ما لم یسم فاعلہ ای مبنیا اصلہ ولا من باب اضافۃ الظرف ای مبنیا فی اصلہ ولا یحمل الاصل ہہنا علی القانون لان فی کل ذلک فسادا ظاہرا اما فی الاول فلانہ یستدعی ان لا یکون الامور الثلثۃ مبنیۃ بل اصلہا مبنی والامر لیس کذلک اذ الحرف لا اصل لہا والماضی والامر وان ثبت لہما اصل ہو المصدر والمضارع فہو معرب ولیس بمبنی واما فی الثانی فلانہ یستدعی ان لا یکون الامور الثلثۃ مبنیۃ بعد ای الان واما فی الثالث فلان الامور الثلثۃ لا یکون مبنیۃ القانون لانہا لم تبن علی القاعدۃ وعلی تقدیر التسلیم فلیس شئ من المبنی الا وبناؤہ مبنی علی الفائدۃ فلا وجہ لتخصیص ہذہ الامور الثلثۃ بالمبنی الاصل واجیب عن الثانی بان الاصل ہہنا بمعنی الوضع ای مبنی فی وضعہ یعنی بالنسبۃ الی وضعہ بمعنی انہ وضع لان یستعمل مبنیا وہذا معنی صحیح لا ریب فیہ قطعا وعن الثالث بان بناءہ لیس بمبنی علی القاعدۃ غیر مسلم بل ہی مبنی علیہا وہی ما تقرر عندہم من ان کل ما لم یوجد فیہ موجب الاعراب فہو مبنی فعدم الفعل الماضی والامر من غیر اللام والحرف بناؤہا مبنی علی ہذہ القاعدۃ فیکون مبنی لقانون وہذا اللفظ کان عاما فی الاصل ثم غلب علی الفعل الماضی والامر من غیر اللام والحرف والاطراد فی وجہ التسمیۃ غیر لازم اعنی الحرف والماضی والامر الحاضر ہو بیان مبنی الاصل وقید الامر بالحاضر لاحتراز من الامر الغائب فانہ معرب بالاجماع واختلفوا فی الامر اہو مبنی او معرب والاصح انہ مبنی والحق بعضہم الجملۃ بمعنی الاصل لان الجملۃ من حیث انہا جملۃ ای من حیث لم تقع موضع المفرد مبنیۃ لا محل لہا من الاعراب اصلا ومنہم من جعلہا من مبنیات اشرعا مبنی الاصل لا یکون لہ اعراب لفظا ولا تقدیرا ولا محلا والجملۃ معرب محلا فلا یکون من مبنیات الاصل وقال الشیخ الرضی الجملۃ قبل العاملۃ لا توصف بالاعراب لا بالبناء لانہما عوارض الکلمۃ لا الکلام وذکر المصنف الا لاسم المعرب بقولہ نحو زید فی قام زید فقولہ نحو خبر مبتدا محذوف اعنی ہو وہو عائد الی الاسم المعرب

والجار والمجرور صفة تزيد تقديره هواى الاسم المعرب نحو زيد الكائن فى قولك زيدٌ لا زيدٌ المذكور حال كونه وحدة اى غير مركب مع غيره فهو حالٌ بتاويل النكرة والتقدير متوحدا اى منفردا او مصدر اقيم مقام الحال اى منفردًا ويكون قوله لا زيد وحده معطوفا على النحو الواقع خبر مبتدأ محذوف لعدم التركيب تعليل لمعلل محذوف اى لا يكون زيدٌ وحدهُ اسمًا معربًا لعدم التركيب اى لعدم كونها مركبًا مع غيره وجود التركيب شرط لحصول المعرب ولذا اخذه فى تعريفه فاذا انعدم الشرط انعدم المشروط لان المشروط ينتفى بانتفاء الشرط ولا هؤلاء الكائن فى نام هؤلاء لوجود الشبه اى المشابهة على ما سيجئ فى بحث المبنى اى لكون هؤلاء مشابها لمبنى الاصل وعدم المشابهة شرط لحصول المعرب ولذا اخذه فى تعريفه فاذا فقد الشرط فقد المشروط لان المشروط يفقد بفقد الشرط وذلك لا يحصل الا بشرطين احدهما وجودى وهو وجود التركيب فتعرف له بقوله كل اسم ركب مع غيره والثانى عدمى وهو عدم المشابهة بمبنى الاصل فتعرف له بقوله ولا يشبه مبنى الاصل ويسمى اى الاسم المعرب متمكنا قال السيد قدس سره فى حاشية المتوسط المتمكن هو الاسم المعرب فى الاسمية من حيث الاعراب والامكن هو الاسم المعرب المنصرف والمبنى يسمى غير متمكن ثم لما فرغ من تعريف الاسم المعرب شرع فى بيان حكمه فقال

فصل وحكمه اى حكم الاسم المعرب والاضافة ههنا بمعنى فى نظيره ضرب اليوم اى حكم فيه ولا ريب ان الاختلاف حكم فى المعرب او بمعنى اللام والاضافة بادنى ملابسة ونظيره كوكب الخرقاء اى حكم له اختصاص بالمعرب بملابسة الوقوع فيه فلا يرد يقال حكم الشئ هو الاثر الثابت بذلك الشئ واختلاف آخر المعرب اثر العامل دون اثر المعرب فكيف يكون الاختلاف حكم المعرب ان يختلف آخره اى صفة آخره بتقلب المضاف والا فالحرف الاخير لا يكون مختلفا محالا ومعنى اختلاف آخره اتصافه بصفة لم توجد قبلها وصرح باختلاف آخره فى بيان حكم المعرب احترازا عن اختلاف غير آخره فانه ليس حكم المعرب كاختلاف الراء فى امرأ والنون فى ابنم تقول جاءنى امرؤٌ وابنمٌ ورأيت امرأً وابنمًا ومررت بامرئٍ وابنمٍ باختلاف العوامل الباء للسببية متعلقة بقوله يختلف اى بسبب اختلاف العوامل وفى احترازه عن اختلاف آخره لا بسبب اختلاف العوامل فانه ليس من احكام المعرب كاختلاف آخر من لا ستفهامية فى نحو من امتك ومن الرجل ومن زيد والمراد باختلاف آخره بسبب اختلاف العوامل

صلاحیۃ ترتب اختلاف الاخر علی حصول اختلاف العوامل فیصدق علی جاءنی زید
واذا قیل فی اوّل الامر انہ معرب ولم یوجد فیہ اختلاف العوامل لانہ لا یصح
اختلاف اخرہ عند حصول اختلاف العوامل والمراد بالاختلاف الثانی لوجود العلاقۃ
الملازمۃ بینہما لان اختلاف العوامل یستلزم وجودہ لاستحالۃ اختلاف بلا وجودہ
فکان من قبیل ذکر الملزوم وارادۃ اللازم وانما اختار لفظ الاختلاف علی لفظ الوجود
لمشاکلۃ قولہ ان یختلف فی صفۃ المشاکلۃ من محسنات الکلام وھو ان یذکر لفظ بصورۃ
غیرہ لوقوعہ فی جنبہ فیکون المعنی ان یختلف صفۃ اخرہ بوجود جنس العوامل
ثم العوامل جمع عامل وسیاتی تفسیرہ وانما جمع العامل علی عوامل لان صیغۃ الفاعل
ان کان صفۃ یجمع علی فاعلون کناصرون وان کان اسما یجمع علی فواعل ککواھل
ولما صار العوامل ھھنا ولم یکن لہ معنی الصفۃ مرادا جمع علی فواعل واللام فی العوامل
للجنس لانہ اذا اتی علی الجمع فلا یکون ھھنا معہودا یحمل علی الجنس ویبطل معنی الجمعیۃ
وبھذا اندفع ما یقال کون العوامل جمعا وادناہ ثلثۃ یقتضی ان لا یتحقق المعرب
الا باختلاف ثلثۃ عوامل ولیس الامر کذلک اختلافا منصوب علی انہ مفعول
مطلق لفظیا صفۃ اختلافا ای یختلف اخرہ اختلافا لفظیا وھو اعم من ان یکون
حقیقۃ نحو جاءنی زیدٌ ورأیت زیدًا ومررت بزیدٍ وحکما نحو رایت احمدَ ومررت
باحمدَ فانہ اختلف فیہ اخر المعرب اختلافا حکمیا لان الفتحۃ فی حالۃ الجر غیر الفتحۃ
فی حالۃ النصب لکونہا نائبۃ عن الکسرۃ او یختلف اخرہ اختلافا تقدیریا وھو اعم
من ان یکون حقیقۃ نحو ھذا عصًا واخذتُ عصًا وضربت بعصًا او حکما نحو
جاءنی موسی ورایت موسی ومررت بموسی وھذا الاقسام الاربعۃ فیما اذا کان
الاعراب بالحروف فالاقسام ایضا اربعۃ فان الاختلاف اللفظی حینئذٍ اما ان یکون
حقیقۃ نحو جاءنی ابوک ورأیتُ اباکَ ومررت بابیک او حکما نحو رایت مؤمنین
ومررت بمؤمنین فانہ اختلف فیہ اخر المعرب اختلافا لفظیا حکما فان الیاء فی
حالۃ الجر غیر الیاء فی حالۃ النصب لکونہ نائبا عن الکسرۃ وکذا الاختلاف التقدیری
حینئذ اما ان یکون حقیقۃ نحو جاءنی ابو القاسم ورأیت ابا القاسم ومررت
بابی القاسم مما حذف فیہ الحرف لالتقاء الساکنین فان الاعراب فیہ
بالحروف مقدر وقد اختلف اخرہ اختلافا تقدیریا حقیقۃ او حکما نحو رأیتُ
مؤمنی البلدِ ومررتُ بمؤمنی البلد فانہ قد اختلف فیہ اخر المعرب اختلافا

تقدیرًا لحکمًا واذا عرفت ذلک فاعلم ان جمہور النحاۃ عرفوا المعرب بما اختلف اٰخرہ باختلاف العوامل وعرفہ الشیخ ابن الحاجب بانہ المرکب الذی لم یشبہ مبنیّ الاصل وجعل ما عرّفوہ بہ حکمہ وتابعہ المصنف واستدل الشیخ علی ذلک بما ذکر فی شرحہ لکتابہ الکافیۃ حیث قال وانما لم اعرف المعرب بما عرفہ جمہور النحاۃ لانہ یلزم منہ تعریف الشیء بما ہو اخفی منہ لان الغرض من تعریف المعرب ان یثبت لہ ہذا الحکم وہو اختلاف اٰخرہ باختلاف العوامل واثبات ہذا الحکم انما یکون بعد العلم بکون ہذا الحکم اخفی من المعرب فلو عرّف بہ لزم تعریف الشیء بما ہو اخفی منہ وانہ غیر جائز قال صاحب المتوسط یمکن ان یجاب عنہ نصرۃً للنحاۃ بان یقال لا نسلم ان الغرض من تعریف المعرب ان یثبت لہ ہذا الحکم لجواز ان یعرف ہذا الحکم باستعمال العرب بل الغرض من تعریفہ ان یعرف ان المعرب علی ای نوع من انواع الاسم یطلق بعد ان یعرف احد نوعیہ ما یختلف اٰخرہ باختلاف العوامل باستعمال العرب ثم لما فرغ عن بیان تعریف المعرب وحکمہ اراد ان یبیّن ما ہو وصف لازم لہ وہو الاعراب وللنحاۃ خلاف فی تعریف الاعراب فمنہم من ذہب الی ان الاعراب عبارۃ عما یحصل بہ الاختلاف من الحرکات والحروف واختارہ الشیخ ابن الحاجب واستدلّ بانہم اتفقوا علی ان الاعراب الرفع والنصب والجر وانما یحصل بہا الاختلاف لا نفس الاختلاف ومنہم من ذہب الی ان الاعراب عبارۃ عن نفس الاختلاف واستدلّ بان الاعراب ضد البناء والبناء لا یقع علی الحرکات بل الحرکات ما بہ الاعراب ولمّا کان المختار عند المصنف ما ذہب الیہ الشیخ ابن الحاجب عرّف الاعراب بما عرّف بہ فقال الاعراب ما ای شیء بہ الباء للسببیۃ والضمیر المجرور راجع الی الاعراب ای الاعراب شیء بسبب ذلک الشیء یختلف اٰخر المعرب وہذا السبب محمول علی السبب القریب کما ہو المتبادر وہو ما یکون سببًا واسطۃً فلا یدخل فیہ العوامل المقتضیۃ للاسناد لکون ہذا الامر اسبابا بعیدۃً للاختلاف لان العامل سبب قریب للمقتضی وہو سبب قریب للاعراب وہو سبب قریب للاختلاف فیکون العامل سببًا للاعراب ساقطًا والاسناد سببًا لہ بواسطتین والمقتضی سببًا لہ بواسطۃ والاعراب سببًا لہ بلا واسطۃ فکان ہذا قریبًا وقال الفاضل الہندی فی تفسیرہ ای حرکات وحروف فلا یرد العامل والمقتضی للاسناد واعترض علیہ بعض الفضلاء بانا نرید بکلمۃ ما الحرکۃ فیخرج الحروف فان اردنا الحروف یخرج الحرکۃ وان اردنا جمیعًا

ساقط

لزم ان يراد بالعامل افراد مختلفة الماهية وهو غير جائز وايضا يلزم ان يكون الحرف العامل بتعميم الحرف المرادة بكلمة ما الا ان يراد حرف يصلح للاعراب او حرف علة ساكنة وهذا هو الاصوب اذ التقدير الاول يوجب اخذ الاعراب في حده واخذ المحدود في الحد يوجب الدور والتوقف معرفة المحدود على معرفة الحد وذلك باطل لا يقال اختلاف اخر المعرب لا يتاتى الا بحركتين فهو يقتضي ان لا يكون الحركة الاولى اعرابا لانا نقول المراد بالسبب المذكور ما ليس بتام اى ما يكون له شئ من التاثير في المسبب ولا يكون له تاثير تام فيه فيندرج الحركة الاولى في الاعراب لان لها شيئا من التاثير اذ الحركة الثانية غير موجبة للاختلاف عند فقد الحركة الاولى وانما يكون موجبة له حين وجدانها ويمكن ان يقال الحركة الاولى بعد السكون فتكون مما يتم به علة الاختلاف فصدق عليها انها يختلف بها اخر المعرب لان الاسم حينئذ معرب اى مركب لا يشبه مبنى الاصل اختلف اخره بها من السكون الى الحركة وان لم يكن في حال الاعراب ونظيره ما يقال ارضعت هذه المراة هذا الشاب فان هذا الكلام صادق وان لم يكن الرضيع المشار اليه شابا في حالة الرضاع فكذا ههنا يصدق على الحركة الاولى انها اختلف بها اخر المعرب من السكون الى الحركة وان لم يكن الاسم معربا في حالة السكون ثم قوله يختلف اخر المعرب خرج به حركة نحو غلامي لانه اختلف باخر المبنى لا اخر المعرب لان المضاف الى ياء المتكلم مبنى قبل دخول العامل وانما يكون معربا بعد تركيبه مع العامل واخره انما يكون معربا بعد تركيبه مع العامل واخره انما يكون مختلفا عند الاضافة وهي سابقة على التركيب مع العامل بظهور انك تخبر في جاءني غلام زيد عن المضاف لا عن المعرب ثم تضيفه فكان المختلف هذه الحركة هو اخر المبنى البتة واعترض على هذا التعريف بان الاعراب والمعرب يستويان في المعرفة والجهالة وتعريف الشئ بما يساويه باطل وانما جعل الاعراب في اخر الاسم لانه دال على الوصف من كونه عمدة او فضلة والدال على الوصف متاخر من الموصوف كالضمة والفتحة والكسرة تمثيل للاعراب وهذه الاسماء الثلثة ان كانت بالتاء يطلق على الحركات سواء كانت بنائية او غيرها اعرابية كانت او غيرها كضمة وعد لانها اذا اطلقت بدون قرينة يراد بها غير الاعرابية وان كانت مجردة عن التاء فلا تكون الا القاب البناء واما الرفع والجر فلا تطلق الا على الحركات والحروف الاعرابية لا تطلق على الحركات البنائية ولا على غيرها

بها بكلمة ما

بظهور

من غير الآخر واعراب الاسم اى الاسم المعرب ثلثة انواع وذلك لان المعانى التى
وضع الاعراب للدلالة عليها ثلثة الفاعلية والمفعولية والاضافة فيكون الاعراب
الدال عليها ايضا ثلثة لكون الدال على حسب المدلول اى على قدره والا لزم
الاشتراك لو كان الدال اقل من المدلول والترادف لو كان الدال اكثر من المدلول
وكلاهما خلاف الاصل فانما سمى اعراب المعرب انواعا واعراب المبنى القابا لان كل واحد
من الرفع والنصب والجر دال على نوع من انواع المعانى فلما كانت المدلولات انواعا
كانت الدال عليها انواعا ايضا بخلاف اعراب المبنى كالضم الفتح والكسر فان كل واحد
منها يدل على امر واحد هو البناء فيكون القابا رفع مجرور على البدلية ومرفوع على الخبرية
لمبتدأ محذوف ونصب عطف عليه وجر كذلك وانما سمى الرفع رفعا لارتفاع الشفة
السفلى عند التلفظ به ورفعة مرتبته من اخويه لكونه علما لما هو عمدة الكلام وانما
سمى النصب نصبا لانتصاب الشفتين على حالهما عند التلفظ به لانه نيط بالفضلة
اى يفتحهما فى الكلام من غير ان يحتاج اليها الكلام وانما سمى الجر جرا لان عامل يجر الفعل
الى الاسم لان الشفة السفلى ينجر الى اسفل عند التلفظ به ثم لما فرغ من بيان الاعراب
اراد ان يبين العامل لاحتياج معرفة المعرب الى بيان العامل لانه معتبر فى مفهومه
كما عرف فى جريان ذكره فى حكمه وانما اخره عن بيان الاعراب لتوقف تعريفه على
حصول الاعراب وعلى المعنى المقتضى للاعراب فقال العامل ما به رفع ونصب وجر
اعلم ان النحويين اختلفوا فى تعريف العامل فمنهم من ذهب الى ما اختاره المصنف ومنهم
من ذهب الى ان العامل ما به يتقوم المعنى المقتضى للاعراب واختاره الشيخ ابن الحاجب
فى الكافية واعترض على هذا التعريف بانه ليس بجامع اذ لا يصدق على عامل
الفعل وليس بمانع اذ يدخل فيه الاسناد فانه ايضا يقوم به المعنى المقتضى للاعراب
واجيب عن الاول بان المراد من هذا التعريف تعريف عامل الاسم فلا ينتقض
بخروج عامل الفعل وعن الثانى بان الباء للسببية فلا يدخل الاسناد لانه ليس بسبب
بل هو شرط او لانه سبب قريب لحصول المعنى المقتضى للاعراب بخلاف العامل
فانه سبب بعيد لذلك لانه سبب قريب لحصول المقتضى فيكون العامل سببا
بعيدا لان السبب البعيد مجاز ولا يكون ارادة المجاز فى التعريفات لا يرانه
المسئلة فى التعريف حيث يسبق الفهم عند الاطلاق الى المعنى الحقيقى لا المجازى
قد ان هذه المجازات تشتهر فى الاصطلاحيين كوسبب بعيد اههنا ومنهم من

الدال

ذهب الى ان العامل ما يوجب كون آخر الكلمة على وجه مخصوص وهذا حد شامل
لعامل الاسم والفعل وأورد عليه بانه أن اطلق الوجه المخصوص يرد حروف النداء
في نحو يا زيد وياء الاضافة في يا غلامي لانهما توجبان كون آخر الكلمة على وجه
مخصوص مع انهما ليسا بعاملين وان اريد وجه مخصوص من الاعراب يلزم الدور
على قول من اخذ العامل في حد الاعراب قائلا بان الاعراب ان يختلف آخر الكلمة
باختلاف العوامل وأن اريد وجه مخصوص من المقتضى يابا لآخر الكلمة اذ المقتضى صفة تمت
بتمام كلمة لا بآخرها وايضا يخرج عامل الفعل لانعدام المقتضى فيه فيكون تعريف نوع
من العوامل والمفروض انه تعريف مطلق العامل فاجيب بارادة وجه مخصوص مما
اقتضاه المقتضى والشبه التام بالاسم فلا يلزم الدور لان ما اقتضاه المقتضى امر
من الاعراب مفهوما وان لم يصدق الا عليه فلا يخرج عامل الفعل لانه يصدق عليه
انه يوجب كون آخر الكلمة على وجه مخصوص مما اقتضاه الشبه التام وهو الشبه لفظا
ومعنى واستعمالا على ما عرف فان قيل الشبه امر واحد فكيف يترتب عليه الامور المختلفة
من الرفع والنصب والجزم قلنا للشبه ثلثة احوال اقواها ان يقع المضارع موقع
الاسم بنفسه واوسطها ان يقع موقعه بتاويل وادناها ان لم يقع موقعه بوجه ففي
اقوى الاحوال يقتضي الرفع الذي هو اقوى الحركات وفي اوسطها يقتضي النصب الذي
هو اوسط الحركات وفي ادناها يقتضي ما هو اخف وهو الجزم فالشبه وان كان واحدا
لكن له احوال مختلفة يقتضي كل منها ما هو انسب بتلك الحال ومحل الاعراب لفظيا
كان او تقديريا من اسم اي المحل الكائن من الاسم المعرب هو الحرف الاخير انما يقال
الاخيرة لان لفظ الاخير يذكر ويؤنث وتخصيص المحل بالاسم لانه يبحث عن احوال
الاسم والا فمحل الاعراب من الفعل المضارع ايضا هو الحرف الاخير ثم ضمير الفصل هذه
للحصر اي هو الحرف الاخير لا غير جاء به دفعا لتوهم من يتوهم ان محل اعراب التثنية والجمع
المذكر السالم هو ما قبل النون فلا يكون حرفا اخيرا لان هذا النون عوض عن الحركة
والتنوين اللتين كانتا في الواحد فهو ليس بحرف اخير بل الحرف الاخير هو ما قبل
النون ولما بين المعرب والاعراب والعامل ومحل الاعراب ذكر لجميع ذلك مثالا قصدا ايضا
الامر فقال مثال الكل اي كل ما ذكرنا من هذه الامور نحو قام زيد فقام للفاء للتفسير
والذي يسوغ دخول الفاء التي وضعت للتعقيب على المفسر كون ذكر المفسر عقيب
ذكر المفسر وقام وقام مبتدأ بتأويل اللفظ وقوله عامل خبره وزيد معرب والضمة اعراب

من غیرہا آخر واعراب الاسم ای الاسم المعرب ثلثۃ انواع وذلک لان المعانی التی وضع الاعراب للدلالۃ علیہا ثلثۃ الفاعلیۃ والمفعولیۃ والاضافۃ فیکون الاعراب الدال علیہا ایضا ثلثۃ لیکون الدال علی حسب المدلول ای علی قدرہ والا لزم الاشتراک لو کان الدال اقل من المدلول والترادف لو کان الدال اکثر من المدلول وکلاہما خلاف الاصل وانما سمی اعراب المعرب انواعا واعراب المبنی القابا لان کل واحد من الرفع والنصب والجر دال علی نوع من انواع المعانی فلما کانت المدلولات انواعا کانت الدال علیہا انواعا ایضا بخلاف اعراب المبنی کالضم والفتح والکسر فان کل واحد منہا یدل علی امر واحد وہو البناء فیکون القابا رفع مجرور علی البدلیۃ ومرفوع علی الخبریۃ لمبتدأ محذوف ونصب عطف علیہ وجر کذلک وانما سمی الرفع رفعا لارتفاع الشفۃ السفلی عند التلفظ بہ لرفعۃ مرتبتہ من اخویہ لکونہ علما لما ہو عمدۃ الکلام وانما سمی النصب نصبا لانتصاب الشفتین علی حالہما عند التلفظ بہ لانہ ینطلب الفضلۃ ای یفتقرہا فی الکلام من غیران یحتاج الیہا الکلام وانما سمی الجر جرا لان عامل الجر الفعل الی الاسم ولان الشفۃ السفلی ینجر الی اسفل عند التلفظ بہ ثم لما فرغ من بیان الاعراب اراد ان یبین العامل لاحتیاج معرفۃ المعرب الی بیان العامل لانہ معتبر فی مفہومہ کما عرف فی جریان ذکرہ فی حکمہ وانما اخرہ عن بیان الاعراب لتوقف تعریفہ علی حصول الاعراب وعلی المعنی المقتضی للاعراب فقال العامل ما بہ رفع ونصب وجر اعلم ان النحویین اختلفوا فی تعریف العامل فمنہم من ذہب الی ما اختارہ المصنف ومنہم من ذہب الی ان العامل ما بہ یتقوم المعنی المقتضی للاعراب اختارہ الشیخ ابن الحاجب فی الکافیۃ واعترض علی ہذا التعریف بانہ لیس بجامع اذ لا یصدق علی عامل الفعل ولیس بمانع اذ یدخل فیہ الاسناد فانہ ایضا یقوم بہ المعنی المقتضی للاعراب واجیب عن الاول بان المراد من ہذا التعریف تعریف عامل الاسم فلا ینتقض بخروج عامل الفعل وعن الثانی بان الباء للسببیۃ فلا یدخل الاسناد لانہ لیس بسبب بل ہو وشروط لانہ سبب قریب لحصول المعنی المقتضی للاعراب بخلاف العامل فانہ سبب بعید لذلک لا لانہ سبب قریب لحصول المقتضی فیکون العامل سببا بعیدا له فان السبب البعید مجاز ولا یکون ارادۃ المجاز فی التعریفات لا یراثہ المخالۃ فی التعریف حیث یسبق الفہم عند الاطلاق الی المعنی الحقیقی لا المجازی قد ان ہذا المجاز شتہر فی الاصطلاحیین کونہ سببا بعیدا ہہنا ومنہم من

الله وآل

ذهب الى ان العامل ما يوجب كون آخر الكلمة على وجه مخصوص وهذا حد شامل لعامل الاسم والفعل واورد عليه بانه ان اطلق الوجه المخصوص يرد حرف النداء في نحو يا زيد وياء الاضافة في يا غلامي لانهما توجبان كون آخر الكلمة على وجه مخصوص مع انهما ليسا بعاملين وان اريد وجه مخصوص من الاعراب يلزم الدور على قول من اخذ العامل في حد الاعراب قائلا بان الاعراب ان يختلف آخر الكلمة باختلاف العوامل وان اريد وجه مخصوص من المقتضى يا بان آخر الكلمة اذ المقتضى صفة تتم بتمام كلمة لا بآخرها وايضا يخرج عامل الفعل لانعدام المقتضى فيه فيكون تعريف نوع من العوامل والمفروض انه تعريف مطلق العامل واجيب بارادة وجه مخصوص مما اقتضاه المقتضى والشبه التام بالاسم فلا يلزم الدور لان ما اقتضاه المقتضى اعم من الاعراب مفهوما وان لم يصدق الا عليه لا يخرج عامل الفعل لانه يصدق عليه انه يوجب كون آخر الكلمة على وجه مخصوص مما اقتضاه الشبه التام وهو الشبه لفظا ومعنى واستعمالا على ما عرف فان قيل الشبه امر واحد فكيف يترتب عليه الامور المختلفة من الرفع والنصب والجر قلنا للشبه ثلثة احوال اقواها ان يقع المضارع موقع الاسم بنفسه واوسطها ان يقع موقعه بتاويل وادناها ان لم يقع موقعه بوجه ففي اقوى الاحوال يقتضي الرفع الذي هو اقوى الحركات وفي اوسطها يقتضي النصب الذي هو اوسط الحركات وفي ادناها يقتضي ما هو اخف وهو الجزم فالشبه وان كان واحدا لكن له احوال مختلفة يقتضي كل منها ما هو انسب بتلك الحال ومحل الاعراب لفظيا كان او تقديريا من اسماء المحل الكائن من الاسم المعرب هو الحرف الاخير او ما قبل الاخيرة لان لفظ الاخير يذكر ويؤنث وتخصيص المحل بالاسم لانه يبحث عن احوال الاسم والا فمحل الاعراب من الفعل المضارع ايضا هو الحرف الاخير ثم ضمير الفصل هذه للحصر اى هو الحرف الاخير لا غير جاء به دفعا لتوهم من يتوهم ان محل اعراب التثنية وجمع المذكر السالم هو ما قبل النون فلا يكون حرفا اخيرا لان هذا النون عوض عن الحركة والتنوين اللتين كانتا في الواحد فهو ليس بحرف اخير بل الحرف الاخير هو ما قبل النون ثم ما يتين المعرب والاعراب والعامل ومحل الاعراب ذكر لجميع ذلك مثالا قصدا لايضاح الامر فقال مثال الكل اى كل ما ذكرنا من هذه الامور نحو قام زيد فقام الفاء للتفسير والذي يستوعب دخول الفاء التي وضعت للتعقيب على المفسر كون ذكر المفسر عقيب ذكر المفسر وقام وقع مبتدأ بتاويل اللفظ وقوله عامل خبره وزيد بعزو الضمة اعزا

والدلیل علی ان الاعراب لا یلزم ان یقوم الدلیل محل الاعراب ثم لما کان ما ھو معرب من کلام العرب مقتصرا علی قسمین الاسم المتمکن والفعل المضارع شرع فی بیان ذلک بقولہ واعلم وھی کلمۃ تذکر فی اوّل الکلام لتشویق السامع او اصغائہ الی الجانب الکلام ولا ریب ان الکلام بعد الطلب والتشویق الیہ اوقع فی الذھن وکلا استعداد العالم فی الکلیات والمعرفۃ فی الجزئیات امر بالعلم لا بالمعرفۃ لان المتعلق بہ من المفعول امر کلی لا جزئی ولما کان الفھم متعلقا بسابق الکلام لم یکن الامر بہ مناسبا ھذا المقام ولم یقل اقرء لان المقصود ھو الدرایۃ لا القراءۃ انتہ ای الشان لا یعرب شیء فی کلام العرب الا الاسم المتمکن قدمہ لاصالتہ فی الاعراب وقید الاسم بالمتمکن لان من الاسم ما لم یکن متمکنا لم یکن معربا والفعل المضارع وصف الفعل بالمضارع لان من الفعل ما لم یکن مضارعا لم یکن معربا ھذا اذا لم یتصل بہ نون التاکید ولا نون جمع المؤنث وانما لم یذکر ھذا القید ھھنا اکتفاء بذکرہ فی بحث الفعل وسیجیء حکمہ ای حکم الفعل المضارع فی القسم الثانی وھو الفعل انشاء اللہ تعالی ثم لما فرغ عن بیان حکم الاسم المعرب شرع فی بیان اصناف اعرابہ فقال **فصل فی اصناف اعراب الاسم** وھی تسعۃ اصناف جمع صنف وھو اخص من النوع مطلقا ولما کان الرفع قد یحصل بالضمۃ لفظا او تقدیرا وقد یحصل بالواو وقد یحصل بالالف کذلک وکذا النصب تارۃ یکون بالفتح لفظا او تقدیرا وتارۃ یکون بالکسرۃ وتارۃ یکون بالالف کذلک وکذا الجر ربما یوجد بالکسرۃ لفظا او تقدیرا وربما یوجد بالیاء کذلک والاسماء تختلف فی استحقاق اقسام الرفع فبعضھا تستحق الرفع بالفتحۃ وبعضھا تستحقہ بالواو وبعضھا تستحقہ بالالف وکذا الاسماء تختلف فی استحقاق اقسام النصب والجر تسمی المصروف باعتبار الاستحقاق اصناف الاعراب لیتضح احوالہا فی الاصناف بالاعراب ولما کان الاعراب اللفظی ھو الاصل والاکثر قدم علی التقدیری فقال الاول من تلک الاصناف وانما جعل ھذا الصنف اول الاصناف لکونہ اشرفہا لانہ اصل من وجھین احدھما کونہ بالحرکات واصل الاعراب ان یکون بالحرکات والاعراب بالحروف خلاف الاصل والثانی کونہ بالحرکات الثلث واصل الاعراب ان یکون بالحرکات الثلث والاعراب بالحرکتین خلاف الاصل ولذا قدم المفرد المنصرف والجمع المکسر المنصرف علی جمع المؤنث السالم لکون اعرابہ الاول بالحرکات الثلث وھو اصل وکون اعراب الثانی بالحرکتین وھو

لا اعراب عبارۃ عن ان لم یتغیر اواخر الکلمۃ عن حالۃ عند عزلہ

خلاف الاصل وانما قدم المفرد المنصرف على جمع المكسر المنصرف فى الوضع لان المفرد مقدم على الجمع طبعا فقدمه فى الوضع ليوافق الوضع الطبع ان يكون الرفع بالضمة والنصب بالفتحة والجر بالكسرة ويختص اى هذا الصنف بالمفرد وقد يذكر ويراد به ما يقابل الجملة كما سيأتى فى بحث التمييز وقد يذكر ويراد به ما يقابل المضاف والمضارع له كما سيجئ فى باب المنادى نحو يا زيد فانه مقابل للمضاف والمشبه به مثل يا عبد الله ويا طالعا جبلا وقد يذكر ويراد به ما يقابل المثنى والجمع وهو المراد به ههنا واورد عليه بان كلا والاسماء الستة مفردات مع انها ليست بمعربة بالحركات الثلث التامة واجيب عنه بان المراد بالمفرد المفرد من كل وجه يعنى ما لا يكون مثنى ولا مجموعا ولا ملحقا بهما وكلا والاسماء الستة ملحقة بالمثنى لشابهتهما اياه فى الدلالة على الامرين مع وجود حرف يصلح للاعراب فى اخرهما وليس المراد فى المفرد من كل وجه ان يكون مفردا لفظا ومعنى حتى يرد عليه ما يقال من ان الاسماء الاضافية كالابن مثلا ليس بمفرد من كل وجه لدلالتها على امرين فى معنى المثنى فلو اريد بالمفرد ذلك لزم ان يكون الاضافيات معربة بالحركات الثلث لما ان التنصيص على الشئ فى الروايات يوجب نفى الحكم عما عداه والامر بخلافه المنصرف قيد المفرد بالمنصرف احترازا عن المفرد الغير المنصرف فانه جره بالفتحة كما سيجئ الصحيح فيه احترازا عن المفرد المنصرف المعتل فان اعرابه ليس كذلك وهو اى الصحيح عند النحاة جمع ناح كالقضاة جمع قاض وهو الذى يتكلم فى علم النحو وانما قال هذا احترازا عن الصحيح عند الصرفيين وهو ما لا يكون فى مقابلة فائه وعينه ولامه حرف علة وتضعيف وهمزة مثل الضرب واختلفوا فى السالم فمنهم من قال لا فرق بينه وبين الصحيح ومنهم من قال بينهما عموم وخصوص مطلقا اذ السالم عند هذا القائل ما عرف الصحيح به والصحيح ما ليس بمقابلة فائه وعينه ولامه حرف علة فحسب فكل سالم صحيح من غير عكس وانما شرط خلوه من تضعيف والهمزة لترتب احكام حروف العلة من الابدال والحذف وغيرهما فيها وقوله وهو ما لا يكون فى مقابلة فائه وعينه ولامه الخ يدل على ان حروف العلة لو لم يكن فى مقابلتها لاينافى الصحيح نحو ضارب ومضروب وقيل انما اختص الفاء والعين واللام للميزان حتى يكون فيه شئ من حروف الشفة والوسط والحلق وقيل فى وجهه الاختصاص ان لفظ الفعل فرد من افراد الاسم شامل لجميع الافعال لان نصر مثلا

قد يذكر المفرد

ليست بصغيرة

مطلق

معناہ فعل النصر وضرب معناہ فعل الضرب الی غیر ذلک ولا شئ غیرہ من الکلمات کذلک وھذا الوجہ اولی لئلا یرد علیہ بمثل عمل وسمع ومنع فان قلت ما وجہ اختصاص المیزان بالثلاثی ولم لم یکن رباعیا او خماسیا قلت انہ لو کان رباعیا او خماسیا لم یکن وزن الثلاثی بہ الا بحذف حرف واحد او اکثر ولو کان ثلاثیا لم یکن وزن الرباعی والخماسی بہ الا بزیادۃ اللام مرۃ او مرتین والزیادۃ عندھم اسھل من الحذف ولھذا قیل ادعاء زیادۃ الھاء فی امھات احسن من ادعاء حذفھا فی اُمّات فان قلت لم قدّمت الفاء ثم العین ولم لم یعکس قلت النکتۃ فیہ ان الفاء اخف من الشفۃ وھی مقدمۃ علی اخویھا ثم اوخر العین عن اللام لزم ان یکون الخفیف فی طرف الثقیل فی طرف فلم یکن معتدلا فتعین ان یکون العین فی الوسط والخفیف فی طرفھا لحصول الاعتدال فی الوزن مالا یکون فی اٰخرہ ھذا یدل علی انہ لو کان فی اولہ او وسطہ حرف علۃ لا ینافی الصحیح عند النحاۃ وانما عرفوا الصحیح بذلک لان بحثھم یقع عن اٰخر الکلمۃ حرف علۃ وھی الواو والیاء والالف التی اصلھا واو او یاء لانی الاسماء اللازم بناؤھا ویجمعھا لفظ وای انما سمیت ھذہ الحروف بحروف العلۃ لکثرۃ تغیرھا من حال الی حال مثل العلیل المتغیر المزاج وبحروف المدۃ لتولدھا بعد الحرکۃ فان الواو متولدۃ بعد الضمۃ والیاء بعد الکسرۃ والالف بعد الفتحۃ ولذا کانت الواو اخت الضمۃ والیاء اخت الکسرۃ والالف اخت الفتحۃ ای مناسبات لھن وبحروف لین لکونھا ضعیفۃ لانھا بمنزلۃ النفس ولذا لا یحتمل الحرکۃ الثقیلۃ ثم اعلم ان ھذہ الثلثۃ اصلیۃ کانت او زائدۃ ان کانت ساکنۃ تسمی حروف اللین فان کانت حرکۃ ما قبلھا موافقۃ لھا تسمی حروف المدۃ ایضا فالالف لدوامہ سکونھا وانفتاح ما قبلھا حرف مدۃ ولین دائما واما الواو والیاء فتکونان تارۃ حرفی مدۃ ولین وتکونان تارۃ حرفی لین لا مدۃ واما ان کانتا متحرکتین فلا یکونان حرفی لین ولا مدۃ بل ھما بمنزلۃ الحرف الصحیح نحو یسر ووعد کزید مثال للمفرد المنصرف الصحیح والجاری مجری الصحیح معطوف علی قولہ الصحیح وھو ما یکون فی اٰخرہ واو او یاء ما قبلھا ساکن کدلو وظبی مثالان للجاری مجری الصحیح وانما کان ھذا جاریا مجری الصحیح وملحقا بھما لان حرف العلۃ بعد السکون لا یثقل علیھا الحرکۃ لمعارضۃ خفۃ السکون ثقل الحرکۃ ولان حرف العلۃ بعد السکون مثلھا بعد السکون فی الوقوع بعد استراحۃ اللسان ولا یثقل علیہ الحرکۃ بعد السکون یعنی فی ابتداء التلفظ اٰیۃ حرکۃ کانت لقوۃ المتکلم فی الابتداء لان ھذہ الحرکۃ

النقش
المدلة
مدة
مد

تقع علیها بعد استراحة اللسان فیحتمل کل حرکة نحو وصول ویسیر ووقایة ونحو ذلك و
بعد السکون لا یثقل علیه الحرکة ای حرکة کانت ویختص هذا الصنف ایضاً بالجمع المکسر
وصف الجمع بالمکسر احتراز عن الجمع السالم بالالف والتاء والواو والنون وبالیاء
والنون المنصرف صفة ثانیة للجمع واحترز به عن الجمع المکسر الغیر المنصرف
کرجال مثال للجمع المکسر المنصرف ثم اورد مثالاً للکل وقال تقول جاءنی زیدٌ ودلوٌ
ظبیٌ ورجالٌ فی الرفع ورایت زیداً ودلواً وظبیاً ورجالاً فی النصب ومررت بزیدٍ ودلوٍ
ظبیٍ ورجالٍ فی الجر ولما فرغ عن بیان ما یعرب بالحرکات الثلث شرع فی بیان ما یعرب
بحرکتین ویحمل فیها الفتحة علی الکسرة فقال الثانی ای الصنف الثانی من تلك الاصناف
ان یکون الرفع بالضمة والنصب والجر بالکسرة ویختص ای هذا الصنف بجمع المؤنث السالم
قدمه علی غیر المنصرف لانه اوضح اذ معرفة غیر المنصرف یحتاج الی التطویل لان اعرابه
یزول عنه ثم قوله السالم یجر علی انه صفة الجمع لا صفة المؤنث کما یتبادر من کون السلامة
صفةً للمفرد لان الاصطلاح جری علی وصف الجمع بالسلامة وان کانت السلامة
حال مفرده وما هو یعرف من الموصوف لان المضاف الی ذی اللام وغیره من
المعارف له حکم المضاف الیه وتعریفه مثل تعریف المضاف الیه وهذا عند سیبویه
واما عند المبرد فتعریف المضاف انقص من تعریف المضاف الیه لانه یکتسب
التعریف من المضاف الیه فنحو الظریف فی قولك رایت غلام الرجل الظریف بدل
عند المبرد وصفة عند سیبویه فکذا السالم علی مذهب سیبویه لا المبرد وانما وصف جمع
المؤنث بالسالم احتراز عن الجمع المکسر تکسیر فی جمع تمراء فان اعرابه بالحرکات
الثلث وینبغی ان یضم الی جمع المؤنث السالم اولات جمع ذات من غیر لفظه
کما ضم اولو الی جمع المذکر السالم ثم اعترض علیه بانه یدخل فیه نحو سنین
وثبین وقلین وارضین لکونه جمع المؤنث السالم مع انه معرب بالحروف ویخرج
عنه سبحلات وسفرجلات من جموع المذکر واجیب عنه بان المراد به صیغة
جمع المؤنث علی حذف المضاف فیتناول نحو سبحلات وسفرجلات لانه علی صیغة
جمع المؤنث السالم ویخرج عنه نحو سنین وثبین لانه علی صیغة جمع المذکر السالم
اصطلاحاً او بان المراد جمع المؤنث وما علی صیغته بحذف المعطوف وحذف مع واو
العطف غیر غریب فی کلامهم وانما النادر حذف حرف عطف فقط ویمکن ان
یجاب بان المراد بجمع المؤنث السالم ما جمع بالالف والتاء الجمع علی عمومه المجاز فیه

فیه

صفة

لفظ

لجمع مذکر وغیر لفظه ۱۲

فیہ نحو سبعلات ویخرج عنہ نحو سنین وانما لم یقل بالجمع بالالف والتاء الجمع یشیر الی ان الاصل فی ہذا الحکم ہو جمع المؤنث السالم دون غیرہ من الجموع وانما جعلت الفتحۃ تابعۃ للکسرۃ فی جمع المؤنث السالم لکونہ فرعا لجمع المذکر السالم وقد جعلنا الفتحہ فیہ تابعۃ للکسرۃ فجعل فی الفرع ایضا کذلک لئلا یلزم مزیۃ للفرع علی الاصل والمزیۃ بکون الاعراب بالحرکات محتملۃ ضرورۃ لعدم ما یصلح للاعراب فی آخرہ من الحروف وکان الاعراب بالحروف فی الجموع صار اصلا ای معتبرا مستقلا فصار الاعراب بالحرکۃ فیہا کأنہ فرع فیہا فان قیل الدلیل الذی یدل علی اصالۃ الاعراب ہو کونہ حقیقیا دالا علی المعانی المعتورۃ علی الاسم من الفاعلیۃ والمفعولیۃ والاضافۃ التی وضع الاعراب للدلالۃ علیہا بلا واسطۃ بخلاف الحروف فانہا مع کونہا ثقیلۃ بالنسبۃ الی الحرکات لا تدل علی المعانی الا بواسطۃ الدلالۃ علی الحرکات قالوا وتدل علی الضمۃ لکونہا اخت الضمۃ من حیث انہا تحصل باشباع الضمۃ والالف تدل علی الفتحۃ لکونہا اخت الفتحۃ من حیث انہا تحصل باشباع الفتحۃ والیاء تدل علی الکسرۃ لکونہ اخت الکسرۃ من حیث انہا تحصل باشباع الکسرۃ ثم ہذہ الحرکات تدل علی المعانی والدلالۃ علی ما ہو المقصود بلا واسطۃ اظہر منہ بالواسطۃ فان قلت فلا فرق بین ہذا المفرد وغیرہ من التثنیۃ والجمع فکیف یکون اصلا فی المفرد وفرعا فی غیرہ قلنا ان ہذا الدلیل فی الجمع متروک بدلیل اخر اقوی منہ وہو ان الجمع فرع والاعراب بالحرکۃ اصل وجعل الاصل للفرع غیر ممکن لتعلیق الدر علی عنق الخنزیر فکانت الفرعیۃ فی الجمع الممکنۃ الاعراب بالحروف دلیلا ماخوذا والدلیل المذکور الدال علی اصالۃ الاعراب بالحرکات متروک والمتروک کالمعدوم فکان مقتضی الدلیل فی الجمع ہو الاعراب بالحروف فالاصل ہو الذی اقتضاہ الدلیل المعنوی الذی لم یعارض لما ہو اقوی منہ وما لم یکن کذلک فہو خلاف الاصل والاعراب بالحروف فی الجمع مقتضی الدلیل فکان اصلا بخلاف الاعراب بالحرکات فکان فرعا وعطاء الحرکۃ التی اقتضی فیہ الدلیل الحرف حظا المرتبۃ الارفع عن منزلۃ تعلیق الدر علی عنق الخنزیر الذی غیر ممکن بحریۃ بلا تکریم تقول من مسلمات فی الرفع ورایت مسلمات فی النصب ومررت بمسلمات فی الجر ثم لما وقع الفراغ عما یعرب بحرکتین وحمل فیہ الفتحۃ علی الکسرۃ اخذ فی بیان ما یعرب بالحرکتین وحمل فیہ الکسرۃ علی الفتحۃ فقال الثالث ای الصنف الثالث من تلک الاصناف ان یکون الرفع بالضمۃ والنصب والجر بالفتحۃ

ويختص اى هذا الصنف بغير المنصرف اى غير الجارى عليه حكما الاصراف والكتفى فيه بالفتحة فى حالة النصب والجر لما سيأتى عند بيان حكمه كما تقول جاءنى احمدُ فى الرفع ورايت احمدَ فى النصب ومررت باحمدَ فى الجرّ ولما فرغ من بيان ما يعرب بالحركات لفظا سرع فى بيان ما يعرب بالحروف لفظا فقال الرابع اى الصنف الرابع من تلك الاصناف ان يكون الرفع بالواو والنصب بالالف والجر بالياء ويختص اى هذا الصنف بالاسماء الستة حال كونها مكبرة لانها اذا كانت مصغرة كان اعرابها بالحركات نحو جاءنى اُخَيُّكَ ورايتُ اُخَيَّكَ ومررتُ باخَيِّكَ مضافة حال بعد حال لانها اذا كانت مفردة كان اعرابها ايضا بالحركات نحو جاءنى اخ ورايت اخا ومررت باخٍ الى غير ياء المتكلم لانها اذا كانت مضافة الى ياء المتكلم كانت مبنية او معربة اعرابا تقديريا نحو جاءنى اخى ورايت اخى ومررت باخى واعترض بعض الفضلاء هنا بان قوله مضافة الى غير ياء المتكلم مغن عن قوله مكبرة لانه انما احترز بقيد الاضافة عن حالة الافراد وبقيد الاضافة الى غير ياء المتكلم عن حالة الاضافة الى ياء المتكلم لعدم حروف صالحة للاعراب فى اواخرها تين الحالتين وهذه علة موجودة فى حالة كونها مكبرة فكان هذا القيد احترازا عن حالة التصغير ايضا وكان ذكره كذكر قيد كونها مكبرة وهى اى الاسماء الستة ابوك واخوك وهنوك وهَنٌ عبارة عن الشئ المستنكر الذى يستشنع ذكره من العورة والفعل بفيه وحمو لغة بكسر الكاف لانه خطاب للمؤنث لان الحمو اما الزوج او عصبته على حسب الاختلاف فلا يجوز اضافته الا الى المراة وهذه الاربعة منقوصات واويات يدل عليها ابَوَانِ واخَوَانِ وهَنَوَانِ وحَمَوَانِ واصلها ابوو اخوو هنو وحمو وفوك اصله فوهٌ على وزن فَعْل بفتح الفاء وسكون العين وفوك اجوف واوى لامه هاء اذ اصله فوه بدليل الهاء نسيا ثم قلبت الواو ميما لانه لو لم يقلب لدار الاعراب على العين كما فى يدود مر فيجب قلبها الفا لتحركها وانفتاح ما قبلها فيبقى المعرب على حرف واحد عند التقاء الساكنين ثم اذا اضيف الى ياء المتكلم وغيرها يزول علة قلبه مما هو حوف لسقوط عند اجتماع الساكنين فيعود الى اصله فيقال فوه وذو مال وهو لفيف مقرون بالواوين اذ اصله ذَوَوٌ واضافه الى اسم الجنس لان اضافته الى غيره لا يجوز الا على الشذوذ وانما اعربت هذه الاسماء بالحروف لشابهتها بالمثنى فى الدلالة على الامرين وان كان العمل بالشبه

لوجود ما یصلح للاعراب فی اواخرھا واعترض بان اعراب ھذہ الاسماء الستۃ بھذہ الحروف الثلثۃ جائز امواجب فان کان جائز الاسبیل الیہ لانہ ینقض بدؤ وفان اعرابہ بالحروف واجب وان کان واجبا لاسبیل الیہ ایضا لان الاعراب فیما عداہ من الاسماء الخمسۃ جائز لا واجب لانہا قد تعرب بالحرکات المثلث لفظا کما تقول ھذا ابک ورایت ابک ومررت بابک والجواب عنہ ان ھذہ القضیۃ ممکنۃ بالامکان العام ای نعرھذہ الاسماء الستۃ بالواو ونصبہا بالالف وجرھا بالیاء بالامکان العام ای عدم اعرابہا بھذہ الحروف غیر لازم واما اعرابہا فیحتمل اللزوم کما فی ذو ویحتمل عدمہ کما فی غیرہ تقول جاءنی اخوک فی الرفع ورأیت اخاک فی النصب ومررت باخیک فی الجر کذا البواقی ای مثل مثال الاخ المذکور امثلۃ البواقی من الاسماء الخمسۃ ثم لما فرغ عن بیان الاسماء التی تعرب بالحروف الثلثۃ شرع فی بیان الاسماء التی تعرب بحرفین ورفعہا بالالف فقال الخامس ای الصنف الخامس من تلک الاصناف ان یکون الرفع بالالف والنصب والجر بالیاء المفتوح ما قبلہا ویختص ای ھذا الصنف بالمثنی وکلا وکذا کلتا ولم یذکرہ اکتفاء بذکر الاصل فکان ذکرہ مغنیا عن ذکرھا واورد علیہ بانہ ذکر اثنتان مع انہ فرع اثنا واجیب بان الاصل ھو ان یذکر الفرع لکن لما کان الفرعیۃ یجوز الاکتفاء عنہ بالاصل فالفرعیۃ وجہ لجواز الترک لانہ یوجب ذلک وایضا ذکر اثنتان فیدل علی ان حکم المؤنث کحکم المذکر وایضا لما کان اثنان واثنتان علی صورۃ المثنی ولیسا بتثنیتین حقیقۃ ذکرھما علی حدۃ لدفع توھم انھما تثنیتان حقیقۃ قال الکوفیون الالف فی کلا وکلتا للتثنیۃ ولزم حذف نونہما للزوم الاضافۃ قالوا اصلہما کل المفید للاحاطۃ فی الواحد ورجع الضمیر الی الواحد وبقاء الالف عند الاضافۃ الی الظاھر نصبا وجرا دلیل ظاھر علی انہ مفرد ولیس بتثنیۃ مضافا حال من کلا الی مضمر اتی مضمر کان وفیہ احتراز عما اذا کان مضافا الی مظھر فان حکمہ حکم عصا نحو جاء نی کلا الرجلین رایت کلا الرجلین ومررت بکلا الرجلین وکانوا یعربونہ مضافا الی مظھر ایضا اعراب المثنی وذکر صاحب المغنی ان بعض العرب یثبت الالف فی کلا وکلتا مضافین الی المظھر وقیل انما یعرب کلا بالحروف حال کونہ مضافا الی مضمر لانہ باعتبار لفظہ مفرد وباعتبار معناہ مثنی فلفظہ یقتضی الاعراب بالحرکات ومعناہ یقتضی الاعراب بالحروف

فروعی فیہ کلا الاعتبارین فاذا اضیف الی المظہر الذی ہو الاصل وعی جانب اللفظ الذی ہو الاصل واعرب بالحرکات التی ہی الاصل لکن یکون اعرابہ تقدیریا لان اٰخرہ الالف یسقط لالتقاء الساکنین واذا اضیف الی المضمر الذی ہو الفرع روعی جانب معناہ الذی ہو الفرع واعرب بالحروف التی ہی الفرع نحو جاءنی کلاہما ورایت کلیہما ومررت بکلیہما فلہذا قیدنا کون اعرابہ بالحروف باضافتہ الی المضمر وفیہ بحث لان الاسماء الستۃ مفرد اللفظ مثنی للمعنی لانہا کونہا من الاضافیات تدل علی امرین کالمثنی ولم یعمل فیہا الاعتبارین فی حالۃ الاضافۃ الی المظہر والمضمر فلم تکونہ مثنی المعنی لا یکفی لکون اعرابہ بالحروف المثلثۃ فی الاحوال کلہا واثنان واثنتان مرفوعان لانہما معطوفان علی قولہ کلا فانہ مرفوع بانہ خبر مبتدأ محذوف اذ التقدیر ویختص بالمثنی وما الحق بہ وہو کلا واثنان واثنتان وہذا التاویل یتاتی فی قولہ وعشرون مع اخواتہا فانہ مرفوع لانہ معطوف علی قولہ والو بالرفع بانہ خبر مبتدأ محذوف التقدیر ہناک ویختص بجمع المذکر السالم وما الحق بہ وہو الو وعشرون تقول جاءنی الرجلان کلاہما واثنان واثنتان فی الرفع ورایت الرجلین کلیہما واثنین واثنتین فی النصف ومررت بالرجلین کلیہما واثنین واثنتین فی الجر ثم لما فرغ عن بیان الاسماء التی تعرب بالحرفین ورفعہا بالالف اخذ فی بیان الاسماء التی تعرب بالحرفین ورفعہا بالواو فقال السادس ای الصنف السادس من تلک الاصناف ان یکون الرفع بالواو والمضموم ما قبلہا والنصب والجر بالیاء المکسور ما قبلہا ویختص ای ہذا الصنف بجمع المذکر السالم احترز بہ عن الجمع المکسر نحو رجال ولا بد ہہنا من تقدیر مضاف ای صیغۃ جمع المذکر لیدخل فیہ نحو سنین وثبین وقلین لانہا جموع المؤنثات ویخرج عنہ نحو سجلات وسفرجلات او من تقدیر معطوف ای جمع المذکر السالم وما علی صیغتہ فیدخل فیہ نحو سنین ویخرج عنہ نحو سجلات ویمکن ان یقال المراد بما جمع بالواو والیاء والنون علی عموم المجاز فیندرج فیہ نحو سنین ویخرج عنہ نحو سجلات الا انہ لم یقل کذلک لیشیر الی ان العرف فی ہذا الحکم ہو جمع المذکر السالم والو ہو جمع ذو ومن غیر لفظہ فان قلت ہذا اسم قد وجد فی اٰخرہ او قبلہا ضمۃ ولم یوجد فی کلامہم مثل ذلک قلت الواو فیہ فی معرض التغیر فلم یعبأ بہ او نقول لما کان الواو فیہ مقام الضمۃ صارت کأنہا ضمۃ لا واو وکذا الا یرد مثل کفو فانہ اسم فی اٰخرہ واو قبلہا ضمۃ لان واوہ غیر اصلیۃ

بل هي منقلبة عن الهمزة اذ اصل كفو كفؤ والمضموم كون الواو اصلية قبلها ضمة
وعشرون مع اخواتها اى مع اخوات كلمة عشرون وهي امثالها السبع من الثلثين
الى تسعين اذ المراد بالاخت المثال وبهذا فسر الاخت في قوله تعالى كلما
دخلت امة لعنت اختها وانما افرد الواو وعشرون من اخواته بالذكر لانها ليسا
بداخلين في الجمع المذكر السالم لان المراد بجمع المذكر السالم اسم مفرد الحق باخره
واو وياء ونون مفتوحة وظاهر ان الواو وعشرون ليس كذلك ولا يجوز ان يكون جمع
عشرة والدليل على ذلك انه لو كان كذلك لوجب اطلاق عشرين على ثلثين لوجوب
اطلاق الجمع على ثلثة مقادير الواحد الا انه ليس كذلك ولوجب ان يقال عشرون بفتح
العين والشين وايضا يدل على عدد معين ولا تعين في الجموع فلا يكون عشرون جمعا
وانما عدل في المثنى وجمع المذكر السالم وملحقاتهما عن الحركات الى الحروف مع كون
الحركات اخف لتكثيرهما لان المثنى يدل على الواحد مع الزيادة وكذا الجمع وكذا تكثير
الحروف يدل على الزيادة لانهم لا تخلوا عن الحركات الثلث فيكون الحروف اكثر من الحركات
فاعطى للكثير للكثير ومعادلة وعدل عن الالف في نصبهما للبس بينهما عند الاضافة
فحمل على الجر لكونهما اعرابي الفضلات وقيل جر الما حمل على النصب في غير المنصرف وجعلت الالف
رفع المثنى لخفتها سبقت على الجمع تقول جاءني مسلمون وعشرون والومال في الرفع
ورايت مسلمين وعشرين واولي مالٍ في النصب ومررت بمسلمين وعشرين واولي مالٍ
في الجر واعلم خطاب عام لكل من يصلح ان يخاطب به قاريا كان او سامعا او ناظرا من عنه
نفسه حاضرا كان او غائبا زمانا او مكانا على سبيل البدل ولهذا اثر صيغة المفرد على صيغة
الجمع ان نون التثنية مكسورة ابدا النصب على الظرفي في الاحوال الثلث لانها السابقة عن الجمع
اخذا الاصل لان الاصل فيما حرك عن الساكنين ان يحرك بالكسر ونون جمع السلامة مفتوحة ابدا
اى في الاحوال الثلث للفرق بينهما وبين نون التثنية واما اختيار الفتح على الضم فلانه
اخف منه وانما قال ونون جمع السلامة احترازا عن نون جمع التكسير فانه ليس كذلك
بل يكون مضموما ومكسورا ايضا فخرج شياطين وهما اى نون التثنية ونون جمع السلامة
تسقطان عند الاضافة لا عند الالف واللام لان النون فيهما انما زيدت عوضا عن
الحركة والتنوين كما اختاره صاحب المفصل وهو مذهب سيبويه فلما كان النون
عوضا عن الحركة تثبت في موضع وهو في الالف واللام نحو الزيدان والزيدون نظرا
الى انها عوض عن الحركة وتسقط في موضع وهو في الاضافة نظرا الى انها عوض

جرهما

البدل

عن التنوين نحو جاءني غلاما زيد نظير لسقوط نون التثنية عند الاضافة ومسلمو مصر نظير لسقوط نون الجمع عندها ولما فرغ عن بيان الاعراب اللفظي شرع في بيان الاعراب التقديري ومواضع تقدير الاعراب على ما ذكر في هذا المختصر والكافية اربعة مواضع منها ما تعذر تلفظ الاعراب فيه احدهما الاسم المقصور والثاني الاسم المضاف الى ياء المتكلم وموضعان منها ما استثقل تلفظ الاعراب فيه احدهما الاسم المنقوص والثاني جمع المذكر السالم المضاف الى ياء المتكلم ويعرب غير المنصرف بالفتحة في حالة الجر وجمع المؤنث السالم بالكسر في حالة النصب لفظا لا تقديرا غاية الامر ان اعرابهما جار على خلاف الاصل فقال السابع اي الصنف السابع من تلك الاصناف ان يكون الرفع بتقدير الضمة والنصب بتقدير الفتحة والجر بتقدير الكسرة ويختص اي هذا الصنف بالمقصور وهو اي المقصور ما اي اسم معرب في اخره الف مقصورة اي لا ممدودة سواء كانت موجودة في اللفظ كالعصا بلام التعريف او محذوفة لاجتماع الساكنين كعصا بالتنوين وانما تعذر الاعراب في الاسم المقصور لفظا لوجود الالف في اخره وهو لا يحتمل شيئا من الحركات لانها لو احتملت الحركة صارت همزة ولا يكون الفا ولقائل ان يقول لا نسلم وجود الالف في عصا لوجوب سقوطه باجتماع الساكنين واجيب بان وجوده في حالة الامر والاضافة ظاهر واما في حالة التنكير فمقدر ومن ثم لم يجز الاعراب ما قبلها حتى لا يضم ما قبلها في حالة الرفع ولم يفتح في حالة النصب ولم يكسر في حالة الجر كما في يدعو بالمضاف الى ياء المتكلم معطوف على قوله بالمقصور اي ويختص هذا الصنف ايضا بالاسم المضاف الى ياء المتكلم مفردا كان او جمعا مكسرا او جمع مؤنث سالما وانما تعذر الاعراب في الاسم المضاف الى ياء المتكلم لفظا لان ما قبل الياء استحق الكسر قبل مجيء الاعراب لتوافق الياء لان الاضافة سابقة على دخول العوامل اذ المفرد قبل المركب فلما جاء الاعراب بالتركيب مع العامل وجد في محله ما يناسبه وجوده فوجب تقديره اذ لو اعرب حينئذ بالحركة لفظا لتعذر تحريك الحرف الواحد بحركتين مختلفتين في حالة الرفع والنصب متماثلتين في حالة الجر وهو محال فاعرب بالحركة تقديرا في جميع الاحوال وهو مذهب المبرد والشيخ ابن الحاجب وذهب ابن مالك ومن تابعه الى انه معرب في حالة الجر لفظا لانه يمكن ان يجعل الكسرة جزأ كما جعل الف التثنية وواو الجمع رفعا دالا على الفاعلية واجيب بانه يلزم

لا ينبغي

لم يجز

تورد المؤثرین اللفظیین وھما الیاء والعامل علی اثر واحد بخلاف الف التثنیۃ
وواو الجمع حیث یلزم فیہ توارد المؤثرین احدھما لفظی وھو العامل والآخر معنوی
وھو التثنیۃ والجمع وذھب الجرجانی ومن تابعہ الی انہ مبنی فی الاحوال کلھا لغایۃ
امتزاجہ بالمبنی لاضافتہ الی المبنی واتصال الضمیر وسکون حرف العلۃ وما اجیب
عن ھذا ففیہ کلام طویل مذکور فی المطولات لایلیق ذکرہ بھذا المختصر وذھب
بعضھم الی ان مثل غلامی لیس بمعرب ولا مبنی لتوسط الحرف الاخر بالامتزاج والاعراب
والبناء من صفات الاخر والجواب عنہ ان توسط الاخر یوجب انتفاء الاعراب و
البناء بالحرف الاخر المتوسط ولا یوجب انتفاءھما فی اللفظ بل یجوز ان یکون الاعراب
فی اللفظ بالحرکۃ تقدیرا فالقول بعدم اعرابہ وبنائہ غلط تقول جاءنی عصا و
غلامی فی الرفع ورایت عصا وغلامی فی النصب ومررت بعصا وغلامی فی الجر ولما فرغ
عن بیان ما یعرب بالحرکات الثلث تقدیرا شرع فی بیان ما یعرب بالحرکتین تقدیرا
فقال الثامن ای الصنف الثامن من تلک الاصناف ان یکون الرفع بتقدیر الضمۃ
والنصب بالفتحۃ لفظا والجر بتقدیر الکسرۃ ویختص ای ھذا الصنف بالمقصور وھو ای
المقصور ما ای اسم معرب یکون فی اخرہ یاء ما قبلھا مکسور کقاض اتما استثقل
الاعراب فی الاسم المقصور لفظا فی حالۃ الرفع والجر لثقلھما علی الیاء بخلاف حالۃ النصب
فانہ یظھر لان الاعراب اللفظی اصل ولا مانع للنصب لخفتہ تقول جاءنی قاض
فی الرفع ورایت قاضیا فی النصب ومررت بقاض فی الجر ثم لما فرغ عن بیان ما
یعرب بالحرکات تقدیرا شرع فی بیان ما یعرب بالحروف تقدیرا فقال التاسع
ای الصنف التاسع من تلک الاصناف ان یکون الرفع بتقدیر الواو والنصب والجر
بالیاء لفظا ویختص ای ھذا الصنف بجمع المذکر السالم حال کونہ مضافا الی یاء المتکلم
تقول جاءنی مسلمی تقدیرہ مسلموی اجتمعت الواو والیاء والاولی منھما ساکنۃ
فقلبت الواو یاء فادغمت الیاء فی الیاء وابدلت الضمۃ بالکسرۃ لمناسبۃ الیاء
فصار مسلمی ورایت مسلمی فی النصب ومررت بمسلمی فی الجر وانما استثقل
الاعراب فی جمع المذکر السالم المضاف الی یاء المتکلم لفظا فی حالۃ الرفع لان علامۃ الرفع
الواو وقد جعلت حالۃ الرفع لقاعدۃ النسبۃ المذکورۃ فی المتن وانما لم یبق الواو
لفظا لقدر ضرورۃ واتما نصبہ وجرہ فلفظی لان علامتھما الیاء وھی ثابتۃ وبالادغام لم یخرج
الحرف عن حقیقتہ اذ المدغم فیہ حرفان فی اللفظ وحرف واحد فی الکتابۃ

ثم اعترض ھھنا بان تلفظ اعراب نحو مسلمیّ قبل الاعلال مستثقل بعدہ متعذر وکذلک عصاً فان اعرابہ قبل الاعلال مستثقل بعدہ متعذر وھذا ظاھر فلم یجعل عصاً من المتعذر ومسلمیّ من المستثقل واجیب بان اعراب عصاً قبل الاعلال بالحرکۃ وثقلھا یوجب ابدال حرف فلما قلبت الواو الفاً تعذر لان الالف لا یحتمل شیئاً من الحرکات فالتقدیر فی عصاً للتعذر لا للاستثقال لان ثقلھا لا یوجب تقدیرھا بل ابدال حرفھا بحرف اخر فجعل عصاً متعذر الاعراب فیہ واما نحو مسلمیّ فاعرابہ قبل الاعلال بالحروف وثقلہ یوجب تقدیرہ فالتقدیر فی مثلہ للاستثقال لا للتعذر فاتضح الفرق بینھما فان قیل ثقل الحرکۃ فی نحو قاض یوجب الاسکان وتقدیر الحرکۃ فلا یجوز قولک وثقلھا یوجب ابدال الحرف لا الاسکان قلنا کانہ اردید بالثقل الثقل المعھود وھو الثقل الحاصل بتجرّی حروف العلۃ وانفتاح ما قبلھا او کسر ما قبلھا فلا یلزم ذلک قال بعض النحویین قد یکون الاعراب بالحروف تقدیراً فی الاحوال الثلث کما فی جمع المذکر السالم المضاف الی المعرف باللام وفی الاسماء الستۃ المضافۃ الی المعرف باللام نحو جاءنی مسلمو القوم ورایت مسلمی القوم ومررت بمسلمی القوم ونحو جاءنی ابو القاسم ورایت ابا القاسم ومررت بابی القاسم وقد یکون الرفع بتقدیر الالف کما فی المثنی المضاف الی المعرف باللام نحو جاءنی غلاما الرجل وقد ذکر العلامۃ التفتازانی رحمہ ھذین الصنفین فی کتابہ الموسوم بالارشاد والمصرح لم یلتفت الیھا لکونہ امرا عارضیا بواسطۃ کلمۃ مستقلۃ بخلاف یاء المتکلم لعدم استقلالہ بمنزلۃ اللازم ثم لما جری ذکر المنصرف وغیر المنصرف فی فصل اصناف الاعراب اراد ان یعرف کل واحد منھما وان یبیّن حکمہ لتبین من الاسم المعرب ما یعرب بالتنوین وما یعرب بدون التنوین وقال فصل الاسم المعرب علی ضربین فقال ای نوعین منصرف اما مجرور علی انہ بدل وھو الاولی لعدم حاجتہ الی المحذوف او مرفوع علی انہ خبر مبتدأ محذوف وھو مشتق من الصرف فان تاثیرہ بالصرف عن حالتہ الاصلیۃ بالترکیب اکثر من تاثیر غیر المنصرف حتی کانہ بالنسبۃ الیہ لا ینصرف لانہ ینصرف بالتنوین والکسرۃ بخلاف غیر المنصرف وقیل جاء الصرف بمعنی الزیادۃ والمنصرف یشتمل علی الزیادۃ من الکسرۃ والتنوین او زیادۃ التمکن وانما قدم المنصرف علی غیرہ لکثرتہ وکثرتہ وھو ای المنصرف ما ای اسم معرب لیس فیہ سببان ولا واحد یقوم مقامھما من الاسباب التسعۃ التی

یاتی ذکرھا عن قریب واعترض علی ھذا التعریف بانہ عدمی ومن حق التعریف
ان یکون وجودیا لانہ معرف لابد لہ من ان یکون وجودیا لان المعدوم
لا یصلح ان یکون معرفا لان الذی لا یکون موجودا بنفسہ کیف یعرف غیرہ اذ
وجودہ سبب لوجود المعرف من حیث المعرفۃ واجیب بان المقصود من التعریف
التمییز وھو بالعدمی وممکن وبیعنی ای الاسم المعرب المنصرف المتمکن لما قدنا وحکمہ
حکم الاسم المعرب المنصرف ان یدخلہ الحرکات الثلث ھی الرفع والنصب والجر الکائنۃ
مع التنوین لعدم شبہہ بالفعل وغیر منصرف معطوف علی قولہ منصرف ھو ای غیر
المنصرف ما ای اسم معرب فیہ سببان کائنان منہا ای من تلک الاسباب التسعۃ او
واحد کائن منہا یقوم مقامہما ای مقام السببین وھو الجمع والتانیث بالالف المقصورۃ
والممدودۃ والمراد بوجود السببین او واحد یقوم مقامہما من الاسباب التسعۃ اعم
من ان یکون حقیقۃ او حکما فلا یرد ما ھو غیر منصرف للموازنۃ کسراویل فان الجمعیۃ
فیہ قائمۃ مقام السببین موجودۃ حکما ولقائل ان یقول ان جعل مسبب
السببین الفرعیۃ یشکل بان الفرعیۃ تحصل بسبب واحد فکان السبب الاخر
زائدا الا ما ئل تحتہ وان جعل مسببہا منع الصرف یشکل بان منع الصرف امر واحد
وتوارد السببین علی مسبب واحد باطل واجیب بان احد السببین یکفی لحصول الفرعیۃ
بجہۃ واحدۃ والمطلوب ھو ثبوت الفرعیۃ بجہتین حتی یتحقق الشبہ بالفعل الفرعیۃ
بجہتین لا یتحقق الا بسببین یوجب احدھما الفرعیۃ بجہۃ والاخر بجہۃ اخری ویصح
ان یجعل المسبب منع الصرف اما بتقدیر مضاف ای جزء السبب او بتقدیر صفۃ
ای سببان ناقصان وانما المنوع ھو توارد السببین التامین لا ناقصین الذین
یکون کل واحد منہما جزء السبب تعم لو کان التقدیر بسببان لمنع الصرف یلزم تعریف
الشیء بما یساویہ وھو محال الا ان یجعل التعریف لفظیا ثم اعترض علی ھذا الحد بنحو ھند
وسلاسل مسلمات حال کونہا علما للمؤنث فانہا منصرفات مع وجود السببین
او واحد یقوم مقامہما فیہما والجواب عنہ ان المراد سببان معتبران ولا یعتبر
السببان او واحد یقوم مقامہما فیہما ولا بد من بیان وجہ عدم اعتبار السببین
او واحد یقوم مقامہما فیما ذکر اما الاول فنقول لم یعتبر فی نحو ھند احد السببین
لمکان المعارضۃ لثقل احد السببین علی ما سیاتی وکذلک الجمعیۃ فی سلاسل
لم یعتبر رعایۃ للتناسب المقصود فی الکلام واما نحو مسلمات فقد قیل ان التانیث

فیہ غیر معتبر لخلوہ عن التاء لفظاً وتقدیراً اما خلوہ عن التاء لفظاً فلان تاءہا لیست للتانیث لان التاء التی کانت لمحض التانیث سقطت والتاء فیہ لجمع المؤنث لا للتانیث ولذلک لا تنقلب فی حالۃ الوقف ھاءً واما خلوہ عن التاء تقدیراً فلان اختصاص ھذہ التاء بجمع المؤنث یأبی تقدیر التاء فیہا لکونہا مخصوصۃً بجمع المؤنث ومایکون مخصوصاً بجمع المونث لا یمکن تقدیر التاء فیہ فسقط اعتبار التانیث اصلاً والاولی ان یقال انما لم یعتبر السببان فی نحو مسلمات حال کونہ علماً نعایۃً للحالۃ الاصلیۃ التی کانت فی المنقول عنہ وانما عدل المصرّح عما یعرف بہ المتقدمون غیر المنصرف وھو ما یعتزل عنہ الجرّ والتنوین لان الحکم باعتزال الجر والتنوین یتوقف علی منع الصرف فلو عرّف غیر المنصرف بہ لزم الدّور کما عرفت فی المعرب انت خبیر بانہ یمکن ان یجاب عن ھذا نصرۃً للنحاۃ کما نصرتھم ھناک بان یقال ان اعتزال الجر والتنوین امر یعرف باستعمالات العرب قبل ان یعرف غیر المنصرف فلا یلزم الدّور قال الاندلسی ظاھر کلام النحویین ان ھذہ القسمۃ منحصرۃ فی ان الاسم اما منصرف واما غیر منصرف وتفسیر کلّ واحد من القسمین مما ینفی الحصر وذلک لانھم فسّروا المنصرف بانہ الذی یدخلہ الحرکات الثلث والتنوین لعدم شبہہ الفعل وفسّروا غیر المنصرف بانہ الذی یعتزل عنہ الجرّ والتنوین لشبہہ الفعل ویحرّک بالفتح موا الجرّ وعلی ھذا انتفی اسماء کثیرۃ لا تدخل تحتہ واحد منھا نحو جمع المذکر لانہ لا تدخلہ الحرکات فلا یکون منصرفا ولا یعتزل عنہ الجر ولا یحرّک بالفتح فلا یکون غیر منصرف ھکذا جمیع ما اعرب بالحروف وجمع المؤنث لا یدخل فیہما فی کلامھم علی انھم لم یریدوا الحصر وانما اوردھا من الاسماء ما ھو حکمہ کذلک ومنہا ما لیس کذلک غیر معرف بن الحصر ھذا کلامہ وقال ابو البقاء ابو البقاء ینبغی ان یحمل قول النحویین المعرب علی نوعین منصرف وغیر منصرف علی المعرب بالحرکات لفظاً او تقدیراً وھو بعض اقسام المعرب لیخرج عنہ المعرب بالحروف والذی باحدھا ثم لما ذکر الاسباب التسعۃ فی تعریف المنصرف وغیرہ تفصیلۃً والتعریف الاجمالی یخل بالغرض اراد ان یبینہا مفصلۃً فقال والاسباب التسعۃ اللام للعھد ای الاسباب التسعۃ التی سبق ذکرھا ھذا المجموع العدل والوصف والتانیث والمعرفۃ والعجمۃ والجمع والترکیب والالف والنون الزائدتان ووزن الفعل قد الحق بعضھم بھذہ الاسباب التسعۃ ما شابہ بالف التانیث المقصورۃ وھو کل الف زائدۃ فی آخر الاسم سواء کانت للالحاق او لغیرہ کالف ارطی وقبعثری فان الالف

فی ارطی زیدت للالحاق ولیست للتانیث والدلیل علیہ مجیء ارطاۃ فلو کانت للتانیث کالف حبلی لم یجز ارطاۃ کما لم یجز حبلات لاجتماع علامتی التانیث والالف فی تبعثری لیست للتانیث لقولھم قبعثرات فلو کانت للتانیث لما لحقتہ تانیث اخری کما ذکر ولا للالحاق لزیادتھا علی الغایۃ وھو الخماسی اذ لیس لھا اصل سداسی فیلحق بہ فھو لتکثیر الکلمۃ وانما بنیا ما فعل ھذا یکون الاسباب عشرۃ وقال بعضھم ھی احد عشر وزاد علی العشرۃ المذکورۃ مراعاۃ الاصل فی احمر وقال بعضھم ھی ثلثۃ عشر وزاد لزوم التانیث وتکرار الجمع وعلمی حکم غیر المنصرف فالاضافۃ بمعنی فی او بدلہ ملابستہ اذ المراد حکم وجود سببین او واحد یقوم مقامھما ان لا یدخلہ الکسرۃ والتنوین کلمۃ ان مخففۃ من المثقلۃ وضمیر الشان اسمھا وخبرہ ما بعدہ ویکون ای غیر المنصرف فی موضع الجر مفتوحا انما اتی بمنع الکسرۃ ھھنا مع انہ سبق فی اصناف الاعراب لیجمع بین الحکمین فانما قرب ضبطا وانما یقال ان لا یدخلہ الجر لان غیر المنصرف مجرور وان کان جرہ بالفتحۃ انما قدم الکسرۃ علی التنوین فی المنع اشارۃ الی ان منع الکسرۃ قصدی لا تبعی والظاھر انہ تبعی کما ھو مذھب الاکثرین لان المنع لمشابھۃ الفعل ومراعاۃ الشبہ یحصل بمنع التنوین غیر ان الجر تمنع ایضا لتکمیل رعایۃ الشبہ والتکمیل تابع والدلیل علیہ عودہ حالۃ الضرورۃ منع التنوین مع ان الضرورۃ ترفع وجودھا فقط فلو کان منعہ قصدیا لعاد فی قولہ لشعرٍ ثم فتوی زفر بعدہ + وما ھو قول الشافعی رحمہ + لقد للضرورۃ الیہ وقد استدل علی تبعیۃ الکسرۃ فی السقوط لانہا لم یکن مع اللام والاضافۃ تنوین حتی یحذف لمنع الصرف لم یسقط وانما منع التنوین لرعایۃ اصل الشبہ وجعل منع الکسرۃ مکملا للشبہ لان التنوین التمکن ممنوع من الفعل نوعا وجنسا اما الکسرۃ فھو ان کان نوعہ ممنوعا عن الفعل فجنسہ اعنی الحرکۃ غیر ممنوع عنہ وکذا صورۃ الکسر یدخل علی الفعل مثل قُلِ الحقَّ بخلاف صورۃ التنوین واما تنوین الترنم فمع قلتھما یدخلان الفعل علی غیر القیاس فلا یعتبر بہ اما النون الخفیفۃ وان کان جنس التنوین فھو لا یدخل فی جمیع الافعال بخلاف الحرکۃ فان شیئا من الافعال لا یخلو عنہ ثم اعلم ان المراد من التنوین الممنوعۃ تنوین التمکن فلا یلزم مثل جوارٍ عند من جعلہ غیر منصرف لبقاء التنوین تقدیرا لان تنوینہ لم یکن للتمکن بل عوض عن الحرکۃ والحرف وانما منع الکسرۃ والتنوین عن غیر المنصرف لحصول الشبہ بالفرعیتین الحاصلتین بالسببین للفعل من جھۃ انہ فرع الاسم

وکذا

بجہتین لافتقارہ الی الفاعل واشتقاقہ عن المصدر فاعتبر الشبہ لمنع الاعراب المختص بالاسم وھو الجر ومنع علامۃ التمکن وھی التنوین فان قیل ما وجہ اختصاص ھذین بالمنع من بین سائر ما یمنع کالاسناد الیہ ونحوہ قلنا وجہ ذلک ان الاسم قلما یخلو عن التنوین والجر فاختیر المنع لیظھر اثر الشبہ فی عامۃ الاسماء ولو اختیر غیرھما لم یظھر اثر الشبہ کما یظھر بمنعھما واعلم ان قولہ وحکمہ ان لا یدخلہ الکسرۃ والتنوین لیس علی اطلاقہ بل اذا اردت دخل علیہ ما یقوی جہۃ الاسمیۃ ایضاً مع انہ لیس بمانع لعدم دخول التنوین والجر واجیب بان اللام والاضافۃ کل واحد منھما یؤثر فی اللفظ باسقاط التنوین وفی المعنی بافادۃ التعریف فیکون لھما من القوۃ ما لیس فی غیرھما من خواص الاسم فلذا یعتبران مقویین لجہۃ الاسمیۃ لا غیرھما ثم لما بین الاسباب التسعۃ مجملۃً ولم یتعرض لحدودھا وشرائط تاثیرھا شرع فی بیان ذلک فقال امّا العدل کلمۃ اما التفصیل فاجل وقدم تحقیقھا فی صدر الکتاب وانما قدم العدل علی سائر الاسباب لانہ مؤثر فی منع الصرف بدون الشرط ولم یعرف من الاسباب التسعۃ الا العدل دون غیرہ لانہ اما معروف فی ھذا المختصر فی موضعہ واما مستغنٍ عن التعریف لاشتھارہ بین المتعلمین او خص العدل بالتعریف لعدولہ فیہ عن تعریف المتقدمین بخلاف سائر الاسباب حیث لم یعدل فیھا فھو تغییر اللفظ ای الاسم واخراجہ من صیغتہ الاصلیۃ الی صیغۃ اخری لا من مادتہ فانھا باقیۃ کما ھو المتبادر من ھذہ العبارۃ والتغییر انما وقع فی الصورۃ فقط فلا یرد ما حذف عنہ او اخر الحروف من الاسماء کید ودم فان المادۃ فیھما غیر باقیۃ وذکر فی بعض الحواشی ان الترخیم لیس باخراج الاسم من صیغۃ الی صیغۃ اخری اذ قولنا یا حارُ لیس بصیغۃ اخری للحارث بل ھو بعض الصیغۃ فالصیغۃ واحدۃ غیر انہ حذف بعضھا للتخفیف ولا بد للمعدول من صیغتین ولذا لا یصدق ھذا التعریف علی المصغر اذ لیس للاسم المصغر صیغتان خرج من احدھما الی الاخری حتی یصدق علیہ انہ خرج من صیغتہ الاصلیۃ الی صیغۃ اخری وامّا صیغۃ المکبر فلیست بصیغۃ اصلیۃ للمصغر من حیث ان التصغیر یستفاد منھا وان کانت اصل صیغۃ المصغر من حیث ان صیغۃ المصغر متفرعۃ علیھا کصیغۃ المضارع فانھا اصل صیغۃ الامر ولیست بصیغۃ اصلیۃ لصیغۃ الامر لانہ یستفاد معناہ منھا وصیغۃ الشیٔ

ما یستفاد ھو منھا ولیست صیغۃ المضارع بالنسبۃ الی الامر ولا صیغۃ
المکبر بالنسبۃ الی المصغر کذلک فصیغۃ المکبر وان کانت اصل صیغۃ المصغر بناءً فلیست
بصیغۃ اصلیۃ للمصغر فلا یصدق علیہ انہ خرج من صیغتہ الاصلیۃ فان قلت
یصدق ھذا التعریف علی التغیرات التصریفیۃ مطلقا سواء کانت قیاسیۃ او غیر قیاسیۃ
قلنا المراد من اخراج الاسم عن صیغتہ الاصلیۃ اخراج غیر تصریفی وھو ما یبحث عنہ
فی النحو بقرینۃ ان المتکلم نحوی وکل متکلم یتکلم باصطلاحہ فیخرج عنہ التغیرات
التصریفیۃ مطلقا تحقیقا امّا مفعول مطلق وحذف عاملہ خفۃ لدلالۃ علیہ
اذ کل مصدر یدل علی فعلہ او مضاف الیہ تقدیرا والمضاف محذوف ای تغیر
تحقیق فحذف المضاف واقیم المضاف الیہ مقامہ واعرب باعرابہ او صفۃ مصدر
محذوف ای تغیرا محققا ای لم یقدر لضرورۃ منع الصرف او لضرورۃ البناء او
لتبع الاخوات او تقدیرا عطف علی قولہ تحقیقا وھو ما قدر لضرورۃ منع الصرف
کما فی عمر او لتحقق البناء کما فی حضار وقطام او لتبع الاخوات کما فی قطام ولا یجتمع
معروزن الفعل باعتبار خلاف اوزانھما لان اوزان العدل محصورۃ بالاستقراء فی
ستۃ وھی فعال کثلث ومفعل کمثلث وفعل کعمر واخر وفعل کامس وفعل
کسحر وفعال کقطام ولیس شیء من ھذہ الاوزان علی وزن الفعل فثبت ان العدل
لا یجتمع مع وزن الفعل اصلا ای تحقیقا کان العدل او تقدیرا وقولہ اصلا منصوب علی
التمیز او علی المصدریۃ ویجتمع مع العلمیۃ کعمر وزفر فانھما غیر منصرفین للعلمیۃ
والعدل التقدیری فانھم لما وجدوھما غیر منصرفین فی کلامھم ولم یکن فیھما سبب
ظاھر سوی العلمیۃ ومن قاعدتھم ان الاسم لا یمنع من الصرف الا بسببین قدروا فیھا
العدل صیانۃ لقاعدتھم وانما اشاروا الی تقدیر العدل لا الی تقدیر غیرہ من الاسباب
لامکان تقدیر العدل وامتناع تقدیر غیرہ کما بین فی المطولات ویجتمع مع الوصف
کثلث ومثلث فانھما معدولان عن ثلثۃ ثلثۃ بدلیل انا وجدنا فی کل واحد من
ثلث ومثلث معنی ثلثۃ ثلثۃ وفائدتھما تقسیم امر ذی اجزاء علی ھذا العدد المعین
ویکون اسم المقسوم علیہ مکررا علی الاطراد نحو جاء فی القوم رجلا رجلا او رجلین
رجلین وجماعۃ جماعۃ وکان القیاس فی باب العدد ایضا التکریر فلما وجد کل واحد
من ثلث ومثلث غیر مکرر علم ان اصلہ مکرر فقیل ھو معدول عن ثلثۃ ثلثۃ وکذا
احاد وموحد معدول عن واحد واحد ومثنی عن اثنین اثنین ورباع وسداس

معدولان

عن اربعة اربعة لاغير وقيل جاء الى عُشَار ومَعْشَر فثلث ممتنع عن الصرف للعدل و
الوصف وهذا الوصف وان كان فى اصله عارضًا فلا يعدّ سببًا كما يجئ بعد فهو ههنا
غير عارض لعدّ استعمال هذه الاعداد للعدولة فيه صفاتٍ فان سمّى به مذكر صرف
لزوال الوصف والعدل وأُخَر على وزن فُعَل بضم الفاء وفتح العين فانه جمع أُخْرَى
تأنيث آخَر معدول عن اخرمن بفتح الهمزة مع مودة او عن الآخر بضم الهمزة وفتح العين
لانه افعل التفضيل فكان معنى جاءنى زيد ورجل آخر اشدّ تأخيرا من زيد فى معنى
من المعانى ثم صار بمعنى غير وافعل التفضيل مما لابدّ له من احد الامور الثلثة لاضافة او اللام او
من ولا يجوز تقدير الاضافة لان المضاف اليه لا يحذف الا اذا جاز اظهاره والاظهار ههنا
ممتنع وما يقال ان تقدير الاضافة يوجب التنوين او البناء او اضافة اخرى الى مثلها
فهو ضعيف فانه قال الاخفش فى اجمع واخواته انها معارف بتقدير الاضافة
مع خروجها عن هذه الوجوه فاذا كان تقدير الاضافة ممتنعًا ثبت انه معدول
عن احد الامرين فقيل انه معدول عن الآخر فان قيل لا يجوز ان يكون أُخَر معدولًا
عما فيه اللام لانه يكون نكرة لوقوعه صفة النكرة فى قوله تعالى مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ولو كان
معدولًا عما فيه اللام لوجب ان يكون معرفة اذ القاعدة ان المعدول عنه
اذا كان معرفة يوجب ان المعدول ايضا معرفة فلا يجوز ان يكون معدولًا عما فيه
اللام وقيل من أُخَرَ مِنْ وتعريفه غير لازم كما فى سَحَر وامْسِ المعدولين عنهما لان
تعريف امْسِ ليس لتضمنه لام التعريف ولهذا بُنِيَ وسَحَر للعلمية ولذلك امتنع من
الصرف وامتنع كل واحد منهما فى أُخَر للاعراب والوصفية وجُمَع فانه معدول عن
جُمَّع بضم الجيم وسكون الميم او عن جَمْعَاءَ او جَمْعَاوَاتٍ لانه جمع جَمْعَاءَ وجَمْعَاءُ ان كانت
صفة كان حقها ان يجمع على فُعْل كحَمْرَاءَ على حُمْر وان كانت اسما محضا كان حقها ان
يجمع فى التكسير على فَعَالَى وفى الصحيح على فَعْلَاوَاتٍ كصحراء على صَحَارَى او صحراوات
ولما جُعِل على فُعَل بضم الفاء وفتح العين ثبت انه معدول عن احد ما ذكرنا ويلزم
عليه جمع الجموع الشاذة كأنيُب وأَقوُس لان القياس فيهما أَنْيَاب وأَقْوَاس كما عرف
ان الاجوف مطلقا واويًا كان او يائيًا لا يجمع على أَفْعُل فينبغى ان يكونا معدولين
عما هو القياس فيهما واجيب بانهما ليسا على اوزان مشهورة فيحملان على الشذوذ ولا العدول
اما الوصف اردف العدل بذكر الوصف لانه مؤثر فى بعض الاسماء المعدولة
من نحو ثُلَث ومَثْلَث ثم اردف الوصف بذكر التانيث لانهما مشتركان

١ الآخر من الخاء
٢
نكون
لم
مجمع

الانقسام الى وضعى وعارضى والتأثير للوضعى منهما دون العارضى فان الوصف
انما كان مؤثرا اذا كان وضعيا وكذا التأنيث انما يؤثر بالعلمية التى هى وضع ثانٍ
ثم اردف التأنيث بذكر المعرفة لكونه شرطها ثم اردف المعرفة بذكر العجمة لان من
شروطها التعريف العلمى وايضا لما كان التأنيث بالعلمية مطلقا والعجمة فى
ساكن الوسط ذكر المعرفة والعجمة بعد ذكر التأنيث تتميما للتأنيث بذكره مع شرائطه
ثم لما فرغ عن ذكر التأنيث مع شرائطه فيه عن العجمة والمعرفة شرع فى الجمع
لمشابهته بالتأنيث فى القيام مقام السببين ثم اردف الجمع بذكر التركيب لاشتراكهما
فى كونهما فرعين للمفرد ثم اردف التركيب بذكر الالف والنون لان ما فيه الالف والنون
الزائدتان يشبه المركب لما فيه من التركيب بين الزيادة المذكورة وبين المزيد عليه
ثم لما لم يبق من الاسباب الا وزن الفعل اخره بالذكر ضرورة واذا عرفت ذلك فنقول
الوصف فى عرف النحاة جاء بمعنى تابع يدل على معنى فى متبوعه وجاء بمعنى كون الاسم
دالا على ذات باعتبار معنى هو المقصود هنا هو المعنى به ههنا فلا يجتمع مع العلمية اصلا
وضعيا كان الوصف او عارضيا لكونهما متضادين لما ان الوصف يقتضى العموم
والعلمية يقتضى الخصوص وشرط اى شرط تاثير الوصف فى منع الصرف وهو فى
اللغة العلامة وفى الاصطلاح ما يتوقف عليه الشئ ولا يكون منه والركن ما يقوم به
الشئ ويفيد بدونه والغرض اعم منهما يطلق على الشرط والركن جميعا ان يكون وصفا
فى اصل الوضع اى الاصل الذى هو الوضع فالاضافة بيانية لا يطرى عليه الوصفية
بعد الوضع استعمالا سواء كان ذلك الوصف الوضعى باقيا فيه او زائلا عنه
وينبغى ان يشترط ايضا بان لا يكون وضعا فى العلم عند سيبويه وان يكون زائلا
بالعلمية عند الاخفش واذا كان شرط الوصف ان يكون فى اصل الوضع فاسود وارقم
كل واحد منهما غير منصرف ان صار اى الاسود والارقم اسمين للحية فى الاستعمال
اذ الاسود اسم للحية المتصفة بالسواد لا للحية مطلقا فمفهومه خرج عن الوصفية
لكن لم يخرج عنها بالكلية لانه قد اعتبر فى مفهومها الاتصاف وكذلك حال ارقم فانه
اسم للحية التى فيها سواد وبياض لا للحية مطلقا كما يشعر به عبارة الكتاب لاصالتهما
فى الوصفية تعليل لقوله غير منصرف يعنى انما كان اسود وارقم غير منصرفين
لكونهما اصليين فى الوصفية لانهما موضوعان للصفة فى الاصل ثم صارا علمين
بعد الوضع فكانا غالبين فى الاسمية فلا يخرجهما غلبة الاسمية العارضية فى الاستعمال

عن الوصفية الاصلية فهما غير منصرفين لوزن الفعل والوصف الاصلي فان قلت كيف يعتبر وزن الفعل في اسود وهو مشروط بعدم قبول التاء واسود قابل للتاء حيث جاء في الانثى الحية الاسودة قلنا لا عبرة بقبوله التاء اذ المراد بعدم قبوله التاء عدمه بالاعتبار الذي به امتنع من الصرف واسود ممتنع من الصرف باعتبار الوصف الاصلي وهو بهذا الاعتبار لا يقبل التاء اصلا حيث جاء مؤنثه بذلك الاعتبار على وزن سوداء وايضا يقبل التاء باعتبار غلبة الاسمية العارضية وهو بهذا الاعتبار غير ممتنع من الصرف واربع كائن في مررت بنسوة اربع منصرف مع انه صفة للنسوة ووزن الفعل لعدم الاصالة في الوصفية تعليل لقوله منصرف يعني انما كان اربع ههنا منصرفا لعدم اصالته في الوصفية كما انه من اسماء العدد وهي موضوعة بغير الوصفية في الاصل والتاء التي في اربعة ليست للتانيث بل هي علامة التذكير والمراد بالتاء تاء التانيث فلا يرد ان شرط وزن الفعل المانع من الصرف مفقود في اربع هو عدم قبول التاء وهذا يقبلها اما التانيث الحاصل بالتاء الملفوظة بدليل قوله وكذلك المعنوي او اعم وصف به التانيث احترازا عن التانيث بالالف فانه مؤثر في منع الصرف بلا شرط العلمية لان اشتراطها للزومها وهو في صدد الزوال كما ياتي والتانيث بالف لازمة لوضع الكلمة معها فلا حاجة الى اشتراطها فشرطها شرط تاثير التانيث في منع الصرف ان يكون علما انما اشترط ذلك في التانيث ليلزم بالعلمية التي هي ضع ثان مانع عن التغيير فان قلت اشترطوا اللزوم في سبب منع الصرف ولم لم يشترطوا في سبب البناء الذي هو اقوى من منع الصرف في كونه غير الاصل لان سلب الاعراب بالكلية اشد من سلب الجر والتنوين قيل يكون سبب البناء قويا حتى يكون مؤثرا حال انفراده بخلاف منع الصرف لضعفه حتى لم يكن مؤثرا بدون معاضدة ومعاونة ولو تاملت في هذا الوجه لوجدت فيه نوع قلق وذلك لان الكلام يؤول الى اشتراط المعاضدة في سبب منع الصرف والبناء مع كونه اقوى منه في انه غير الاصل ولذا قال بعض الفضلاء في وجهه الاظهر ان يقال البناء هو الاصل في الالفاظ والاعراب عارض عليه بعد التركيب فيؤول اللفظ الى اصله ولو بسبب ضعيف بخلاف منع الصرف فانه عارض في الاسماء فلا يخرج عن اصله وهو الصرف الا بسبب قوي لان العود الى الاصل اسهل من الخروج عنه فيشترط قوة السبب للخروج دون العود فان قلت كيف يشترط العلمية للزوم التانيث مطلقا فالتانيث قد يكون لازمة كحمارة وشقاوة وعيابة ولهذا لم يقلب الف شقاوة وعيابة همزة فلو لم يكن لازمة لقالوا

التانيث

شقاءۃ وحیاءۃ بقلب الواو والیاء ھمزۃ قیل التاء فی اصل وضعھا للفرق بین المذکر والمؤنث ولا یجوز لھذا المعنی الا غیر لازمۃ فلزومھا لغیر ھذا المعنی غیر معتبر فلا بدّ من اشتراط العلمیۃ لئلا یلزم التاء التی فی اصل وضعھا غیر لازمۃ اعتبر من علمیۃ من لزومھا لاجل العلمیۃ ایضاً لزوم لغیر ھذا المعنی فیجب ان لا یعتبر فالاولی ان یبدل لزوم التانیث بھمزۃ کطلحۃ فانہ غیر منصرف للعلمیۃ والتانیث اللفظی وکذلک ای ومثل التانیث بالتاء فی اشتراط العلمیۃ التانیث المعنوی الا ان العلمیۃ فی التانیث بالتاء یشترط لوجوب منع الصرف وفی التانیث المعنوی یشترط لجوازہ ولا بدّ لوجوبہ من شرط اخر کما اشار الیہ فی المتن ثم المعنوی ان کان ثلاثیا ساکن الاوسط غیر اعجمی یجوز صرفہ ای صرف ذلک المعنوی وترکہ ای ترک صرفہ کھند فانہ یجوز صرفہ لاجل الخفۃ ای لاجل معارضۃ الخفۃ احد السببین الذین ھما فی ھند فیمتنع تاثیرہ ویجوز ترکہ لوجود السببین فیہ وھما العلمیۃ والتانیث المعنوی ولم یجب لانعدام شرط وجوب تاثیرہ وکذلک کل ثلاثی ساکن الاوسط بالوضع او بالاعلال وذلک لان الکلمۃ اذا کانت موصوفۃ بھذہ الامور تکون فی غایۃ الخفۃ وھو تقاوم احد السببین الذین فیھا فلم یبق الا سبب واحد فیھا والسبب الواحد لا یمنع من الصرف فلم یجب منع صرفہ ولھذا یشترط لوجوب تاثیر المعنوی فی منع الصرف وجود احد ھذہ الامور الثلثۃ وھی الزیادۃ علی الثلثۃ وتحرک الاوسط والعجمۃ لیخرج الکلمۃ بثقل ھذہ الامور الثلثۃ عن الخفۃ المذکورۃ اما ثقل الزیادۃ والتحرک فواضح واما ثقل العجمۃ فلان لسان العجمۃ ثقیل علی العرب والا ای وان لم یکن المعنوی ثلاثیا ساکن الاوسط غیر اعجمی یجب منعہ ای منع المعنوی عن الصرف لان انتفاء ھذہ الامور الثلثۃ یستلزم وجودما ھو شرط لوجوب تاثیر المعنوی فی منع الصرف فیہ وھو الامور الثلثۃ اعنی الزیادۃ علی الثلثۃ وتحرک الاوسط والعجمۃ فیجب منعہ لوجود السببین مع وجود شرط وجوب التاثیر فیہ ثم اشتراط احد ھذہ الامور انما ھو مذھب البعض فذھب سیبویہ والمبرد والزجاج الی عدم اشتراطہ وجزموا بامتناع الثلاثی الساکن الاوسط عن الصرف وان سمی بہ مذکر کزینب فانہ غیر منصرف للعلمیۃ لمؤنث والتانیث المعنوی مع وجود شرط وجوب تاثیرہ وھو الزیادۃ علی الثلثۃ وسقر فانہ غیر منصرف لعلمیتہ لطبقۃ من طبقات النار والتانیث المعنوی مع وجود شرط وجوب تاثیرہ وھو تحرک الاوسط وذھب ابن الانباری الی عدم

العجم

اعتبار التحرک وجعل سقر کھند فی جواز صرفہ وترکہ ومآہ وجوز فانہما غیر منصرفین للعلمیۃ لقریبتین والتانیث المعنوی مع وجود شرط وجوب تاثیرہ وھو العجمۃ و التانیث الحاصل بالالف المقصورۃ کحبلی وبالالف الممدودۃ کحمراء ممتنع صرفہما البتۃ اتی بالبتۃ دفعا لتوھم من توھم فی امتناع التانیث بالالف عن الصرف لانتفاء السببین ظاھرا وھو منصوب علی المصدر ثم علل امتناعہ عن الصرف وحدہ بقولہ لان الالف تقوم مقام السببین الاصوب ان یقول لان التانیث بالالف لان السبب القائم مقام السببین ھو التانیث لا الف التانیث ولزومہ ای ولزوم التانیث بالالف فان ھذا التانیث لازم للکلمۃ لزوما لا ینفک عنہا بحال فکانہما تانیثان فللزومہ یقوم مقام السببین واما التاء فانہا فی الاصل عارضۃ فلا تقوم مقام السببین فان صارت لازمۃ بالعلمیۃ فلعروضہا فی الاصل لا یبلغ حد الالف التی وضعہا علی اللزوم ولفظا اشیاء لا ینصرف بالاتفاق لانہ فی الاصل اشییاء بالیائین علی وزن انصباء فحذفت احدی الیائین تخفیفا اذ اصل شیء الشیء وھذا اعدل ما قیل فیہ اما المعرفۃ ای التعریف ولم یرد ما یقابل النکرۃ لان السبب ھو التعریف دون المعرفۃ بمعنی الاسم الذی وضع لشیء بعینہ لانہ لما جری فی الاجمال ذکر المعرفۃ ذکر فی التفصیل لفظ المعرفۃ ایضا فلا یعتبر منہا ای من المعرفۃ فی منع الصرف ویجتمع مع غیر الوصف فی سببیتہ الا العلمیۃ انما لم یعتبر غیر العلمیۃ من المعارف فی منع الصرف لانہا خمسۃ وھی العلم والمضمر والمبہم والمعرف بلام التعریف و المضاف الی احدھا معنی وما سوی العلمیۃ غیر مانع من الصرف اما تعریف المضمر والمبہم فلان المضمر والمبہم لا یمنعان الصرف لانہما مبنیان وباب غیر المنصرف من المعربات واما تعریف المعرف بلام التعریف والمضاف الی احدھا فلانہما یجعلان غیر المنصرف منصرفا او فی حکم المنصرف علی اختلاف القولین فبالحری ان لا یجعلا المنصرف غیر منصرف واذا بطل ھذہ الاقسام تعین ان التعریف المانع من الصرف ھو العلمیۃ لا غیر کما ذھب الیہ جمہور النحاۃ وذھب بعضہم الی ان تعریف المبہم المقطوع عن الاضافۃ کاٰیۃ تانیث ای معتبر فی منع الصرف قائلا بان اٰیۃ ممتنع من الصرف للتانیث والتعریف الابہامی وعند البعض ھی نکرۃ منصرفۃ وذھب بعضہم الی ان تعریف التوکید کما فی اجمع معتبر فی منع الصرف قائلا بانہ غیر منصرف لوزن الفعل والتعریف التوکیدی لانہ وضع تاکید المعارف بالاعلان

التعریف ولم یلتفت المصرح الی ھذین التعریفین حیث اعتبر العلمیۃ فی التعریف المعتبر فی منع الصرف لان المختار عندہ ما ھو مذھب الجمھور وتجمع مع غیر الوصف

العجمۃ

اما العجمۃ ھی کل لغۃ خالفت العرب من الروم ویونان وفارس وغیرھا واختلف فی وزن الاسماء الاعجمیۃ فذھب قوم الی انھا لا توزن لتوقف الوزن علی معرفۃ الاصل والزائد وانما یعلم ذلک باشتقاق وھو منتف فیھا وذھب قوم الی انھا توزن ولا یخفی ضعفہ فلا یمکن معرفتھا بالاوزان بل تعرف بامور منھا مخالفۃ ابنیۃ کلام العرب ومنھا ترک الصرف فی اعلامھا ومنھا جعل اشتقاقھا ومنھا اجتماع الصاد والجیم فی کلمۃ کصیرورۃ وھو ما یجتمع فیہ الماء والجص ومنھا تبع الراء للنون نحو نرجس ومنھا اجتماع القاف والجیم فانھما لم یجتمعا فی العربیۃ الا فی القبیح وھو الجھل ومنھا تبع الراء المعجمۃ للدال المھملۃ نحو مبدر ومنھا ان یکون فیھا حرف من الحروف التی لا تجتمع فی کلمۃ عربیۃ کالکاف والجیم والباء والجیم والزاء ثم اعتبر ابو علی شبہ العجمۃ ایضا کمساجد علما فانہ غیر منصرف عندہ للعلمیۃ وشبہ العجمۃ لانھا یشابہ الاعجمی من حیث انہ لم یکن لہ فی الاحاد نظیر کما ان الاعجمی لا یشبہ العربی فشرطہ ای شرط تاثیر العجمۃ فی منع الصرف وذھب الزمخشری الی انہ شرط تحتم تاثیرہ فی الثلاثی الساکن الاوسط کنوح عندہ مثل ھند فی جواز الامرین ان یکون علما فی العجمۃ لانہ لو نقل الی العرب من غیر کونہ علما فی العجمۃ لاعتوروہ العرب علیہ احکامھم کما اعتوروھا علی لغتھم من ادخال اللام والاضافۃ والتنوین فتضعف العجمۃ عند ذلک فتصیر من جنس لغتھم ولم یکن مانعا من الصرف والا عتراض ھھنا بان ھذا لیس شرط العجمۃ بل شرطہ ھو ان لا یستعمل فی العرب الا علما سواء وجد علما فی العرب اولم یوجد علما قبل النقل الیھم الا تری الی ان قالون غیر منصرف مع انہ لم یوجد علما فی العجم بل ھو اسم جنس بمعنی الجید ثم صار علما فی لغۃ العرب بعد النقل قبل استعمالہ جنسا بدفوع بان المراد بکونہ علما فی العجمۃ اعم من ان یکون علما فیھا حقیقۃ او حکما وما یکون علما بعد النقل قبل الاستعمال بمعنی الجنس الجید فھو علم فیھا حکما وزائدا علی ثلثۃ احرف کابراھیم فانہ غیر منصرف للعجمۃ والعلمیۃ مع وجود الزیادۃ فیہ وکذا ابرھام وابرھم من لغات ابراھیم لا ینصرفان لوجود الشرطین فیھما او ثلاثیا متحرک الاوسط کشتر بفتح الشین المعجمۃ والتاء اسم قلعۃ فانہ غیر منصرف للعجمۃ والعلمیۃ مع وجود تحرک الاوسط فیہ وانما اشترط الزیادۃ علی ثلثۃ احرف او تحرک الاوسط مع العلمیۃ فی العجمۃ لان الاسم اذا کان ثلاثیا ساکن الاوسط یکون فی غایۃ الخفۃ ومن شانھا ان تعارض احد السببین فتمانعہ تاثیرہ لا یقال قد اعتبرت

العجمة مع فقدان هذا الشرط في ماه وجود كما عرفت فلم لم يكن معتبرة ههنا بدون هذا الشرط لانا نقول اعتبار العجمة فيما عرفت انما هو لترجيح سببين آخرين وتقويتهما ليندفع معارضة صفتا السكون ولا يلزم من ذلك اعتبارها سببا مستقلا فلجام اذا سمي به رجل منصرف هذا تفريع على الشرط الاول فيكون لجام منصرفا لعدم العلمية في العجمة اى لعدم كونها علما في العجمة ونوح منصرف هذا تفريع على الشرط الثاني فيكون نوح منصرفا لسكون الاوسط اى لعدم كونه متحرك الاوسط ثم تحرك الاوسط انما يؤثر في العجمة عند بعض النحاة وهو اختيار المصنف والشيخ ابن الحاجب واليه مال الجوهري حيث قال ولوط اسم نبي منصرف مع العجمة والتعريف وذهب سيبويه والكوفيون والباقون من النحاة الى ان تحرك الاوسط غير مؤثر في التأنيث لقيامه مقام السادس مسد علامت ولا علامة العجمي حتى يسد مسدها اعلم ان جميع اسماء الملائكة وكذا جميع اسماء الانبياء عليهم السلام لا ينصرف الا سبعة ثلث منها عربية وهو محمد صلى الله عليه وسلم وصالح وشعيب وادبعة اعجمية وهي نوح ولوط وهود وشيث لكونها سابقة على العرب واما موسى فان كان اسما للنبي عليه السلام فغير منصرف للتعريف والعجمة وان كان للحديدة التي يحلق بها فان سمي بها لم ينصرف للتعريف وشبه التي التأنيث وان نكرت صرفت وزنها فعلى من اوسيت راسه اذا حلقته بالموسى وقال السكاكي هي مفعل من ماس يماس اذا تبختر وعيسى في العربية فعلى من عيس وهو البياض فيكون الفه التأنيث فلا ينصرف معرفة ونكرة او للالحاق فينصرف نكرة ولا ينصرف معرفة ويحتمل ان يكون اعجميا فلا ينصرف للتعريف والعجمة قال الجوهري عيسى بن مريم عبراني او سرياني والجمع العيسون بفتح السين ورايت العيسين ومررت بالعيسين واجاز الكوفيون ضم السين قبل الواو وكسرها قبل الياء ولم يجوزه البصريون وياجوج ان اخذ من اجت النار اى التهبت صرف ومن لم يشتقه لم يصرفه وزكريا ان جعل اعجميا فظاهر ومن يشتقه من ذكرت بطن الصبي اذا امتلأ فهو زنه للتأنيث ولا ينصرف معرفة ونكرة اما الجمع المراد به ههنا معناه الوصفي لا معناه الاسمي الذي يقابل المفرد والمثنى فانه قد جاء كالمعرفة مشتركا بين الاسم والصفة وهو اعم من ان يكون جمعا في الحال او في الاصل ومن ان يكون جمعا حقيقة او تقديرا وقانعون مثلا فليس بجمع لا في الحال ولا في الاصل بل هو مفرد محض دائما واما الجمع هو دائن وهو لفظ الخر فلا يحتاج الى الاحتراز عنه فشرطه اى شرط تاثير

الجمع

الجمع فی منع الصرف وھو الاظھر وما قیل ان شرطہ قیامہ مقام السببین فبعید
عن القصد ان یکون ای الجمع علی صیغۃ منتہی الجموع ای علی صیغۃ انتہاء الجموع
فان المنتہی مصدر میمی وقد اضیف الی فاعلہ ای عنی الجموع والصیغۃ ھی الھیئۃ
الحاصلۃ من مجموع الحروف والحرکات والسکنات وھو ای الجمع الذی یسمی صیغۃ
منتہی الجموع وما ذکر من صیغۃ منتہی الجموع ان یکون فیہ بعد الف الجمع حرفان
متحرکان کمساجد او حرف مشدد اولھا مدغم فی الثانی کدواب او ثلثۃ احرف
اوسطھا ساکن کمصابیح سواء جمع مرۃ کالامثلۃ المذکورۃ او مرتین کاکالب جمع اکلب
جمع کلب وانا عیم جمع انعام جمع نعم غیر قابل للھاء ھو منصوب علی انہ خبر اخر لیکون
الاول او علی انہ حال من ضمیرہ او مرفوع علی انہ خبر مبتدء محذوف والجملۃ حالیۃ
ای وذلک الجمع غیر قابل للھاء والمراد بالھاء تاء التانیث ای غیر قابل لتاء التانیث
وانما اطلق علیھا الھاء لانھا تصیر فی حالۃ الوقف ھاء فلا یشکل بنحو قوارہ واحدھا
فارھۃ ثم فرع علی الشرط الثانی قولہ فصیاقلۃ وفرازنۃ وما شبھھما مما کان علی صیغۃ
منتہی الجموع قابلا للھاء کل واحد منھما منصرف لقبولھم الھاء لان ھذا الجمع عند
قبولھا الھاء یصیر مشابھا بالمفرد فی الزنۃ فان صیاقلۃ وفرازنۃ یشبھان الکراھیۃ
الطواعیۃ فی الزنۃ فیدخل فی قوۃ جمعیتہ فتور فلا یقوم مقام السببین ولذا اشترط
کونہ غیر قابل للھاء فان قیل ھذہ التاء زائدۃ فلا یعتد بھا قلنا نعم لکن لھا اثر فی تغییر
الاوزان وانما لم یورد مثالا لانتفاء الشرط الاول من نحو رجال وحمر الکفاء
باشتھا رامثلتہ وھو ای ھذا الجمع ایضا منصوب علی انہ مصدر یقال راض ایضا ای رجع
رجوعا والمعنی جمع الکلام رجوعا الی ان الجمع کالتانیث بالالف قائم مقام السببین الجمعیۃ
ولزومھا وامتناع ان یجمع ذلک الجمع مرۃ اخری جمع التکسیر یعنی ان کونہ جمعا بمنزلہ سبب
واحد وکونہ علی صیغۃ منتہی الجموع ای علی صیغۃ لم یکن صیغۃ جمع السلامۃ فیمتنع
ان یجمع جمع التکسیر مرۃ اخری بمنزلۃ سبب اخری فکان فیہ سببان فقام مقامھما
بذلک عند المصنف کما انہ اختار ما ذھب الیہ بعض النحاۃ من انہ لما امتنع جمعہ جمع
التکسیر مرۃ اخری صار بمنزلۃ ما جمع مرتین یعنی انک لا تراہ تجمع الی ان ینتہی الی
ھذا المثال فاما انتہی جمع التکسیر الذی ھو مغیر للصیغۃ عند سمی بصیغۃ منتہی
الجموع ویجوز ان یجمع جمع السلامۃ کما تجمع ضواحب جمع صاحبۃ علی صواحبات فانہ
لا یغیر الصیغۃ ومن ثم جعلت شرطا لتکون صیغتہ موصوفۃ بالمزوم والصیانۃ

النعم

ای غیر قابل لتاء التانیث

عن قبول التغیر من التکسیر والتصغیر لتوغل وقیل انما قام الجمع مقام السببین لقوته حیث لا نظیر له فی الاحاد والیه مال الزمخشری حیث قال فی المفصل ونزلت الزنة التی لا واحد لها منزلة جمع ثان وقیل لعدم احتمال الجمع مرة اخری جمع التکسیر اسبه الاعجمی فی انه لا یجمع فلا ینصرف للجمع وشبه الاعجمی وقیل لما لم یبق له نظیر فی الاحاد تشبه الاعجمی فلا ینصرف للجمع وشبه الاعجمی ما التکسیب هو ان یجعل کلمتان او اکثر کلمة واحدة بدون حرفیة احد الجزئین فلا یلزم التجم وبصری وضاربة اذا سمی بها فان کل واحد منهما مرکب من اسم وحرف سواء کانت الکلمتان اسمین او اسما وفعلا نحو بخت نصر فشرطه ای شرط تاثیر التکسیب فی منع الصرف ان یکون علما لانه لو لم یکن علما لکان ذلک التکسیب فی معرض الزوال والتکسیب انما یکون موثرا لمنع الصرف اذا کان لازما ولا یتحقق کونه لازما الا بکونه علما فوجب ان یکون علما وقیل لیتحقق السبب الاخر وفیه نظر لانه یرد علیه انه لا فرق بین التانیث والعجمة والتکسیب والالف والنون فی الاسم فی الاشتراط فجعل اشتراط العلمیة فی التکسیب هذا دون اخواته تحکم علی انه اذا سمی مؤنث ببعلبک لزم ان لا یکون السبب الاخر فیه العلمیة مع ان السبب الثانی یصح ان یکون التانیث بلا اضافة انما اشترط عدم رکونه باضافة لانها تصیر غیر المنصرف منصرفا او فی حکمه علی اختلاف القولین کما اشرنا الیه من قبل واسناد انما اشترط عدم کونه باسناد لان الاعلام التی یکون فیه الاسناد محکیة لا یستقیم فیها الاعراب ومنع الصرف مما یتفرع علیه ولم یحترز صریحا عن ترکیب یکون الجزء الثانی فیه موتا کسیبویه او منضما للحرف کخمسة عشر لان الاحتراز عن الاسنادی احتراز عنهما من حیث الدلیل او اشارة الی الاختلاف وهو ان هذا التکسیب عند جعله علما مبنی علی حاله فی الاصح ومعرب غیر منصرف فی غیر الاصح ولا یبعد ان یقال قولنا کلمتان فی تفسیر التکسیب یخرج به مثل سیبویه لانه مرکب من کلمة وصوت والصوت لیس بکلمة وقولنا بدون حرفیة احد الجزئین خرج به مثل خمسة عشر لان حرف العطف جزء له بحسب الحال وقد یجاب عن نحو سیبویه وخمسة عشر علما بانه قد اکتفی فیه بما صرح به فیما بعده من ان ذلک من باب المبنیات فیعلم به خروجه عن التکسیب المؤثر فی منع الصرف بخلاف الاعلام التی یکون فیها الاسناد فانه لم یصرح بکونها مبنیة اصلا فاحتاج الی الاحتراز عنها کبعلبک فانه غیر منصرف

للعلمیۃ والترکیب لانہ مرکب من بعل وبک والبعل اسم صنم والبک اسم کسری ثم جعلا علما للبلدۃ بالشام من غیر ان یراد بینہما نسبۃ اضافیۃ او اسنادیۃ او غیرہما لا فی الحال ولا فی الاصل بخلاف عبد اللہ علما فانہ قد ارید بین جزئیہ نسبۃ فی الاصل واذا کان شرط التراکیب التی لا تمنع من الصرف ان لا یکون باضافۃ ولا اسناد فعبد اللہ منصرف لکون ترکیبہ باضافۃ ومعدیکرب غیر منصرف لوجود التراکیب فیہ بلا اضافۃ ولا اسناد مع العلمیۃ وشاب قرناہا مبنی لکون ترکیبہ بلا اسناد وہو لقب امرأۃ یقال للمرأۃ ونان ای ضفیرتان ویقال شاب قرناہا ای ابیضت ضفیرتاہا سمیت بہ لانہما کانت کذلک اما الالف والنون الزائدتان فاختلف النحاۃ فی انہما ہل یؤثران فی منع الصرف بمثابۃ الفی التانیث ام بالمشابہۃ فذہب البصریون الی انہما یؤثران فی منع الصرف بمشابہۃ الفی التانیث فی مثل حمراء من حیث کونہما زیدتا معا وبمجیئہما بعد استیفاء الحرف الاصلیۃ وعدم دخول تاء التانیث علیہما واستوائہما فی الزنۃ وبقائہما فی التصغیر واختلاف صیغتی المذکر والمؤنث فیہما وکون الاول منہما الفا وہی العلۃ للامتناع علی الاصح ولہذا سمیتا مضارعین وسمیتا زائدتین لانہما من الحروف الزوائد وہی حروف ہویت السمان ولانہما زائدتان فی الکلمۃ ولیستا اصلیتین فیہما وذہب الکوفیون الی انہما یؤثران فی منع الصرف بالذات من غیر نظر الی شیء آخر لان المزید فرع علی المزید علیہ ثم اختلفوا فی انہما ہل یقومان مقام السببین کالفی التانیث ام لا فمنہم من قال نعم ومنہم من قال لان المشبہ دون المشبہ بان کانتا ای الالف والنون الزائدتان فی اسم لا اسم قد یقع علی ما یقابل الفعل والحرف وقد یقع علی ما یقابل اللقب والکنیۃ وقد یقع علی ما یقابل المہمل وقد یقع علی ما یقابل الصفۃ وہو المراد بہ ہہنا فشرطہ ای شرط تاثیر الالف والنون فی الصرف شرط الالف والنون فیہ فتوحید الکنایۃ باعتبار انہما سبب واحد ان یکون علما لیتحقق مشابہتہما بالفی التانیث حینئذ من حیث امتناع دخول التاء علیہما نحو سعدان وسعدانۃ ومرجان ومرجانۃ کعمران وعثمان فانہما اسمان علمان غیر منصرفین للعلمیۃ والالف والنون الزائدتین وانما اورد مثالین لیعلم وزانہما مختلفۃ فعمران ملفوظ الفاء وعثمان مضموم الفاء وینبغی ان یورد مثالا ثالثا مفتوح الفاء کسلمان لوجوہ فی الاسماء واذا کان شرط الالف والنون الزائدتین الکائنتین فی الاسم ان یکون علما فسعدان اسم بنت فی البادیۃ منصرف لعدم ترکبہ علما بل ہو اسم جنس ثم قولہ فسعدان مبتدأ وقولہ اسم بنت مرفوع علی انہ بدل من المبتدأ وخبر منصرف خبرہ الاول ومنصرف خبر المبتدأ ومرفوع علی انہ خبر مبتدأ محذوف وجوبا معترضۃ ویجوز ان یکون اسم بنت منصوبا

الالف والنون الزائدتان

ان والنون الزائدتان

على انه حال من المبتدأ وقد صرح بجوازه ابن مالك ولا غبار عليه لفظا ومعنى وعلى انه حال من ضمير منصرف وامّا نصبه على ان يجعل خبرًا لكان المحذوف فغير صحيح لِمَا انّ حذفه في ما لم يكثر وقوعه نادر وكذا نصبه بتقدير اعني لاختصاصه بمقام المدح والذم والترحم وشيء منها لا يتصوّر ههنا وان كانتا اى الالف والنون الزائدتان في صفة فشرطه في منع الصرف ان لا يكون مؤنثه اى مؤنث ذلك الوصف فعلانة ليتحقق مشابهتهما المذكورة بالفي التانيث كسكران بفتح الفاء اسم صفة غير منصرف الوصف والالف و النون الزائدتين مع انتفاء سكرانة ولم يورد في الصفة الّا مثالا واحدًا وهو مفتوح الفاء لانّ مضموم الفاء من الصفات كحريان مؤنثه عريانة بالتاء فيكون منصرفا قطعًا ومكسور الفاء لم يوجد في الصفات واذا كان شرط الالف والنون الزائدتين في الصفة بان لا يكون مؤنثه فعلانة فندمان منصرف لوجود ذلك فيه هذا اذا كان المراد بالندمان النديم وهو المعاشر واما اذا كان المراد به النادم وهو المضطرب فمؤنثه ندمى لا ندمانة فيكون غير منصرف اتفاقا وكذا حسّان اى جعل من الحُسن بمعنى خوبى ينصرف لانه على وزن فعّال واما ان جعل من الحِسّ لا ينصرف لانه على وزن فعلان واما وزن الفعل اضافة الوزن الى الفعل ههنا من اضافة العام الى الخاص بمعنى اللام المجرد الاختصاص بل يراد بها مجرد النسبة فلا يرد ما يقال لا فائدة في حمل الخبر وهو قوله فشرطه اى شرط تاثير وزن الفعل في منع الصرف ان يختص بالفعل لان الاضافة في قوله وزن الفعل بمعنى اللام فيكون المعنى واما الوزن المختص بالفعل فشرطه اختصاص ذلك الوزن بالفعل نحو ضُرِبَ بالتخفيف والتشديد على صيغة الماضي المجهول وشَمَّرَ على صيغة الماضي المعروف ومن التشمير فانهما وزنان مختصان بالفعل اذا سمّي بهما رجل فهما غير منصرفين للتعريف ووزن الفعل واذا سمّي بهما امرأة فلا حاجة لهما الى اعتبار وزن الفعل وينبغي ان يكونا مجردين عن الضمير المستكن ولا لكانا جملتين وانما قلنا ضُرِبَ على صيغة الماضي المجهول لانه لو سمّي بنحو ضرب معروفا كان منصرفا عند اكثر النحاة خلافا لعيسى بن عمر والثقفي ولا يوجد شيء من اوزان الافعال في الاسماء الّا منقولا عن الفعل الى الاسم في اللغة العربية كما عن العجمة الى العربي كشَلَمَ وهو اسم لبيت المقدس وبَقَمَ وهو اسم جنس للنبت الذي يُصبغ به لو سمّي بهما امتنعا من الصرف للتعريف ووزن الفعل لا للتعريف والعجمة لان شرط العجمة ان يكون علما في العجمة وهما اسم جنس فيها وان لم يختص اى وزن الفعل باى بناء ذلك الفعل فيجب ان يكون في اوّله اى في اوّل وزن

فصل في وزن الفعل

الفعل احد حروف المضارعة ای الحروف التی صار الماضی بزیادتها مضارعا وهی حروف اتین فان قلت ظرفیة الاول لاحد حروف المضارعة کیف یستقیم لان اوّل احد عین حرف المضارعة فیلزم اتحاد الظرف والمظروف قلت لا یلزم ذلک کان بینهما عموم وخصوص من وجه فان احد حروف المضارعة قد یکون فی الاول وقد لا یکون فیه وکذا الاول قد یکون ذلک الحرف وقد لا یکون والاعم یجوز ان یکون ظرفا للاخص وانما اشترط فی وزن الفعل المؤثر فی منع الصرف اختصاصه به او وجود حرف من حروف المضارعة فی اوله اذا لم یکن مختصا به لیحصل جهة الفرعیة فان قلت ما الحکمة فی جعل وزن الفعل المطلق سببا لمنع الصرف وبیان شرط تاثیره وکان الاظهر ان یجعل الوزن الخاص سببا له لئلا یفتقر الی شرط تاثیر مع ان الفرعیة لا تظهر الا فیما له زیادة نسبة الی الفعل لان الاصل فی کل قسم ان لا یوجد فیه ما له مزید نسبة بالقسم الاخر قلنا انما فعل ذلک قصدا الی رعایة المناسبة بین الاسباب فی کون کل منها مؤثرا بالشرط وکما ان الاصل فی کل قسم ان لا یوجد فیه ما له مزید نسبة بالاخر کذلک الاصل فیه ان لا یوجد ما له مزید نسبة فی القسم الاخر لان التمایز بین اقسام اللفظ مقصود جدا التمییز للمعانی غایة التمییز ولا یدخلها ای هذه الصیغة لوزن الفعل الهاء ای التاء بالوضع فلا یرد نحو اسود حیا معتبار دخول التاء فی تانیثه اذ دخول التاء فیه انما هو لاجل غلبة الاسمیة لا بالوضع وقیاس وضعه ان یکون مؤنثه علی سوداء والی هذا سبقت الاشارة فی بحث الوصف وانما اشترط عدم دخول التاء فی هذه الصورة لوزن الفعل لانها لو دخلت فیها یلزم خروج وزن الفعل عن کونه وزن الفعل لاختصاص التاء بالاسم فلم یتحقق مشابهته بالفعل کاحمد ویشکر وتغلب ونرجس واما قولهم نرجسة بدخول الهاء فی نرجس فلا یشکل به لانه غیر علم حینئذ فان قلت ان نرجس لفظ اعجمی فای شئ یعلم زیادة النون فیه قلنا ان النحاة یجعلون اللفظ المنقول الی لغتهم فی زیادة حرف من حروف المضارعة بمنزلة اللفظ العربی ولذا قالوا النون فی نرجس زائدة قصدا بذلک انه لو اخذ الفعل منه لقیل نرجس بخلاف ما سمی رجل بنشکل فانه لم یمنع من الصرف لانه یوجد فی الاسم فلعله مثل جعفر فلا یکون نونه زائدة واذا لم یمنع عدم دخول الهاء شرطا فی الصورة الاخیرة لوزن الفعل فیَعْمَلُ هو الحمل القوی علی العمل والسیر منصرف مع وزن الفعل والوصف الاصلی لدخول الهاء فی انثاه کقولهم ای العرب للناقة القوی علی العمل والسیر ناقة یَعْمَلَة

الا اذا سمی رجل بفعل کان غیر منصرف لانہ غیر قابل للھاء حینئذ واعلم ان الاوزان علی اربعۃ اقسام احدھا مختص بالاسم کقدس وقفل وصرد وابل وعنق وضلع وجمل والرباعی ماعدا فعلل والخماسی باجمعہ والتسمیۃ بہ لا یؤثر والثانی ان یکون مشترکا بین الاسم والفعل من غیر ترجیح احدھما علی الاخر نحو ضرب وعلم وطفق ودحرج وضارب امر وھذا القسم ایضا لا یؤثر التسمیۃ بہ الا عند عیسی بن عمر والثقفی والثالث المختص بالفعل کشتر وضرب وجورب وانطلق واحمر واحمار واقطع واخشوشن واجلوذ واسلنقی واحرنجم وارفشعر ولا عبرۃ بدخول لدویۃ مشبہۃ بابن عرس لشذوذہ والرابع ما فی اولہ احد الزوائد الاربع نحو احمد واعصر ویزید ویغلب وحکم ھذا القسم حکم المختص بالفعل فی منع الصرف ثم لما فرغ عن بیان اسباب منع الصرف احد فی بیان ما یزول تاثیر ھذہ الاسباب بزوالہ فقال واعلم ان کل ما ای اسم غیر منصرف شرط فیہ العلمیۃ وھو المؤنث بالتاء والمعنوی والعجمۃ والترکیب والاسم الذی فیہ الالف والنون الزائدتان او کل ما لم یشترط فیہ ذلک ای التعریف العلمی واجتمع سببا مؤثرا مع سبب احد ای مع سبب اخر فقط ھو من اسماء الافعال بمعنی ائتہ وتنزل تاصہ ربالفاء تزیینا للفظ کانہ جزاء شرط محذوف ای اذا لم یشترط العلمیۃ فی الاسم الغیر المنصرف واجتمعت مع سبب اخر فیہ بالسببیۃ فقط ای فائتہ من ان تشترطھا لہ وھو ای ذلک الاسم الغیر المنصرف الذی لم یشترط فیہ العلمیۃ اجتمعت مع سبب اخر فقط ھو العلم المعدول ووزن الفعل بان العلمیۃ اجتمعت معھما مؤثرۃ حیث امتنع عمر للعدل والعلمیۃ واحمد لوزن الفعل والعلمیۃ مع انھما لیست بشرط فیھما حیث امتنع ثلث واحمر بدون العلمیۃ ثم احترز بما ذکرہ عن مثل مساجد وحمراء وحبلی اذا سمی بھا فان العلمیۃ فیھا لیست بشرط ولا سبب لان امتناعھا من الصرف انما ھو لاجل الجمع الاقصی والتانیث لان الدال علی الجمعیۃ والتانیث امر لفظی یتحقق بعد العلمیۃ وقبلھا واختلف النحاۃ فی تاثیر العلمیۃ مع العدل فی اسم کان غیر منصرف قبل العلمیۃ کثلث ومثلث فذھب اکثر النحاۃ الی انصرافہ لان العدل تابع للوصف وقد زال الوصف بالعلمیۃ وذھب جماعۃ الی اعتبار العدل الاصلی واختارہ الشیخ الرضی رح واختار سیبویہ منع صرف اخر وجمع واخواتہا اعلاما والکوفیون صرفوھا ولا خلاف فی تاثیر العلمیۃ مع العدل وانما الخلاف فی زوال العدل بزوال الوصف اذا نکر بان یؤول العلم بالمسمی بہ او بالصفۃ المشتھر مسماہ بھا فیدخل علیہ ما یختص بالنکرات

مثل رُبَّ ويجب ان يُعلم ان المراد بالتنكير ههنا التنكير الابهامي اذ بالتأويل لا بصير نكرة حقيقية اذ النكرة الحقيقية ما وضع لغير معين لا يراد به غير معين مجازاً صرف ذلك الاسم الذي شرط فيه العلمية اذا اجتمعت فيه سبب اخر عند تنكيره وهذا الاطلاق اما ان يكون مختار المصنف رح والشيخ ابن الحاجب وإلّا فالنحاة اتفقوا على امتناع افعل التفضيل المستعمل بمن اذا نكر بعد التسمية وخلاف سيبويه والاخفش في مثل احمر بعد التنكير مشهور اما في القسم الاول اي اما حصول الصرف عند التنكير في الاسم الذي يشترط فيه العلمية فلبقاء الاسم اي ذلك الاسم بلا سبب اي بلا سبب مؤثر لانعدام المشروط عند عدم الشرط فلا يبقى فيه سبب واما في القسم الثاني اي اما حصول الصرف عند التنكير في الاسم الذي لم يشترط فيه العلمية ويكون فيه سبباً محضاً فلبقائه اي ذلك الاسم على سبب واحد هو العدل ووزن الفعل والسبب الواحد لا يمنع الصرف ثم اشار الى امثلة القسمين تعريفاً وتنكيراً بقوله تقول في مثال المؤنث بالتاء جاءني طلحةُ بالتنوين وعند صرفه بالتنكير طلحةٌ اخرُ بالتنوين اي واحد مسمى بطلحة وقس على هذا امثلة التأنيث المعنوي والعجمة والتركيب والالف والنون الزائدتين في الاسم تقول في مثال العلم المعدول جاءني عمرُ بالتنوين وعند صرفه بالتنكير عمرٌ اخرُ بالتنوين اي واحد مسمى بعمر وفي العلم معدول وزن الفعل احمدُ بالتنوين وعند صرفه بالتنكير احمدُ اخرُ اي واحد مسمى باحمد هذا في العلم المأول بالمسمى به ومثال العلم المأول بالصفة المشتهرة متمماً بها نحو رُبَّ حائرٍ لقيتُه اي رُبَّ جوادٍ لقيتُه وكل ما لا ينصرف هو منصوب بالعطف على الكل السابق لانه منصوب على انه اسم ان او مرفوع بالابتداء اذا اضيف ذلك الاسم الغير المنصرف الى اسم اخر ودخله الالف واللام دخله الكسرة كمررت باحمدكم مثال لغير المنصرف الذي اضيف فدخله الكسرة ومررت بالاحمد مثال لغير المنصرف الذي دخله الالف واللام فدخله الكسرة وانما دخلت الكسرة على غير المنصرف بالاضافة او بدخول الالف واللام عليه لانهما من معظمات خواص الاسم لكونهما يقويان جهة الاسمية ويُبعدانه عن مشابهة الفعل فيضعف تأثير شبهه بالفعل كذا قالوا واورد عليه بان الاسناد ودخول حرف الجر من معظمات علامات الاسم ايضاً كما صرحوا فما وجه اختصاص هذين العلامتين بذلك واجيب بان الاضافة واللام انما يكونان من معظمات العلامات لكونهما مؤثرين في اللفظ والمعنى كما مر فيكونان اقوى معظمات خواص الاسم بخلاف سائر

علامات الاسم المعظمة فانها ليست بهذه المثابة وقال بعضهم ان كان غير المنصرف مكسورا حينئذ لان الكسر انما يسقط تبعا للتنوين الساقط لمنع الصرف والتنوين ههنا ساقط باللام والاضافة لا لمنع الصرف فلا يتبعه الكسر في السقوط وفيه نظر لان منع الصرف مقدم على الاضافة واللام الا ترى انهم جعلوا الاضافة في نحو هذا بيت الله معاقبة للتنوين المقدر لمنع الصرف دون التنوين الملفوظ فلو كانت الاضافة سابقة على منع الصرف لكانت معاقبة للتنوين الملفوظ فعلم ان منع الصرف انما يكون هو الموجب لحذف التنوين دون غيره من اللام والاضافة فاذا كان سقوط التنوين لمنع الصرف باعتبار تقدمه ينبغي ان يتبع الكسرة في السقوط ايضا تمت المقدمة المشتملة على فصول اربعة والان يشرع في بيان ثلثة مقاصد هي المرفوعات والمنصوبات والمجرورات وقد سبقت الاشارة في قوله في المقدمة عند فصل الحكم واعراب ثلثة انواع رفع ونصب وجر الى ان الاسماء المعربة مرفوعة ومنصوبة ومجرورة الا انه اراد ان يبين كل مقصد من المقاصد الثلثة باستيفاء فقال

المقصد الاول في المرفوعات

قدمها على المنصوبات لكونها اصلا ومقصودة في التركيب الاسنادي لتحقق الجملة بها وكون ما سواها فضلة وانما اتى بصيغة الجمع ولم يات بصيغة المفرد لان حد المرفوع وهو سنتلو عليك وحد الرفع وهو علم الفاعلية يوهمان ان المرفوع لا يكون الا واحدا وهو الفاعل فدفع ذلك الوهم بصيغة الجمع الدالة على التعدد لكنها في المجرورات تجيء للمشاكلة وفي المنصوبات مستعارة للكثرة وههنا في موقعها اذ كل واحد من المرفوعات مرفوع لانه صفة الاسم وهو مذكر لا يعقل وكما يجمع المؤنث بالالف والتاء يجمع صفة المذكر الذي لا يعقل بهما ايضا نحو الجبال الراسخات والكواكب الطالعات والمرفوع في عرف النحاة ما اشتمل على علم الفاعلية اي علامتها وهي الرفع والواو والالف نحو جاء زيد اما بوه او زيدان سواء كانت تلك العلامة لفظا او تقديرا فيتناول الاعراب اللفظي والتقديري لان اللفظ يشتمل عليهما دون المحلي اذ الاعراب المحلي لا يشتمل عليه اللفظ فلا يكون نحو جاء في هؤلاء مرفوعا ومعنى الرفع المحلي انه في محل لو كان هناك معرب لكان مرفوعا الاسماء المرفوعة فان قلت قوله المرفوعة صفة الاسماء وهو مفرد والاسماء جمع وقد جبت المطابقة بين الموصوف والصفة فيجب ان يجمع المرفوعة ولم يجمعها قلت المرفوعة مسند الى ضمير الاسماء والصفة المشبهة اذا اسندت الى غير الجمع جاز جمعها وتوحيدها بالتاء كقولك الايام الخاليات والخالية وكالافعال لانهم يقولون

الرجال فعلوا وفعلت والمسلمات فعلن وفعلت ثمانية اقسام الفاعل ومفعول لم يسم فاعله والمبتدأ والخبر وخبران واخواتها واسم كان واخواتها واسمًا ولا المشبهتين بليس وخبرًا لنفي الجنس ثم لما فرغ من تعداد المرفوعات ولم يتعرض لتعريفاتها شرع في بيان ذلك وتفصيل كل منها قال **فصل الفاعل قدمه** على سائر المرفوعات لان المختار عنده ما ذهب اليه اكثر النحاة من ان اصل المرفوعات الفاعل لكونه جزء الجملة الفعلية التي هي اصل الجمل ولكونه اشد في باب الركنية حيث لا يسوغ حذفه الا بسد شيء مسده ولان رفعه لا ينسخ بالنواسخ بخلاف المبتدأ ولان عامله قوي بخلاف عامل المبتدأ فانه ضعيف لكونه معنويًا وذهب سيبويه ومن تابعه الى ان اصل المرفوعات المبتدأ لانه يأتي على ما هو الاصل في المسند اليه بخلاف الفاعل للزوم تاخيره عن الفعل ولانه يحكم عليه بكل حكم جامدًا كان او مشتقًا ولانه يحكم عليه باحكام متعددة وحكم الفاعل واحد ليس الا كل اسم حقيقة او حكمًا يتناول مثل سترني ان تقوم قبله اي قبل ذلك الاسم فعل اراد به الفعل الحقيقي الذي هو المصدر غير الصفة لا الاصطلاحي الذي هو لفظ قام فيدخل فيه فاعل المصدر وينفع قولنا وصفة ثم احترز بقوله قبله فعل عن نحو زيد في زيد قام لان الفعل يكون بعده وان اسند اليه فهو مبتدأ لا فاعل فذهب الكوفيون الى انه لا فرق في الاسناد بين قولهم قام زيد وزيد قام فجعلوا زيدًا في المثالين فاعلًا فلا حاجة عندهم في تعريف الفاعل الى قيد تقديم الفعل عليه بل يجب عليهم تركه فذهب البصريون الى ان الفعل عند تقديم الاسم عليه يكون مسندًا الى ضمير الاسم وهو وضميره جميعًا مسندان الى الاسم فالفعل لم يكن مسندًا الى الاسم فالاسم ليس بفاعله بل هو مبتدأ فهم لا حاجة الى الاحتراز عنه في تعريف الفاعل بفيد التقديم ايضًا لانه خرج عند بقيد اسناد الفعل اليه الا انه لما توهم دخوله في تعريف الفاعل لاسناد الفعل اليه ظاهرًا كما توهمه الكوفيون ولان اسناد الفعل الى ضمير الشيء اسناد الى ذلك الشيء حقيقة احتيج الى قيد تقديم الفعل في تعريف الفاعل احترازًا عنه او صفة كاسمي الفاعل والمفعول والصفة المشبهة وافعل التفضيل ولم يقل او معنى فعل ليدخل فيه الظرف المرتفع بعد الضمير في نحو زيد في الدار والظاهر في نحو خلفك ابوه لان الرافع في الحقيقة هو الفعل المقدر او اسم الفاعل المقدر لا الظرف لانه جامد فان قلت التعريف للتبيين والتحقيق وكلمة او للترديد والتشكيك فلا يليق ذكرها فيه قلت هي ههنا

للتنویع اشارۃ الی ان الفاعل المعروف نوعان یصدق علی احدھما ما یکون قبلہ فعل
اسند الیہ و علی الثانی ما یکون قبلہ صفۃ اسندت الیہ اُسْنِدَ ای الفعل او الصفۃ الیہ
ای الی ذلک الاسم لا تبعیۃ فیخرج عنہ توابع الفاعل التی فیھا اسناد من المعطوف بالحرف
والبدل بخلاف النعت والتاکید وعطف البیان فانہ لا اسناد فیھا فلا حاجۃ الی
اخراجھا وھو المقصود فی تعریف المرفوعات والمنصوبات والمجرورات بقرینۃ ذکر
التوابع بعد ذکر ھذہ المعربات ویجب ان یعلم ان الاسناد ھھنا بمعنی النسبۃ والربط
فیجمع ثبوت شیء لشیء یحصل ھذا المعنی سواء تعلق بہ ادراک وقوع النسبۃ او ادراک
عدم وقوعھا بطریق الاخبار او بطریق الانشاء تحقیقا او تقدیرا ففی قولنا لم یقم زید
سلب الوقوع لا سلب الاسناد وفی قولنا ان قام زید قمت تقدیر الوقوع لا تقدیر الاسناد
فلا یخرج تناول الحد فاعل النفی والشرط الی ارتکاب التکلف الذی اشتھر ھوات
المراد بالاسناد اعم من ان یکون بالایجاب او بالسلب وبالتحقیق او بالتقدیر
وتعلقت باُسْنِدَ کلمۃ علی فی قولہ علی معنی انہ ای الفعل او الصفۃ قام بہ ای بذلک
الاسم لا علی معنی انہ وقع علیہ ای علی ذلک الاسم واحترز بہ عن مثل زید فی
ضُرِبَ زیدٌ علی صیغۃ المبنی للمفعول عن مثل زید فی زید مضروب غلامہ لان زیدا
اسم قبلہ فعل فی المثال الاول وصفۃ فی المثال الثانی اسند الیہ لکن علی معنی انہ واقع علیہ
لا قائم بہ فیکون مفعول ما لم یسم فاعلہ لا یکون فاعلا وانما احتاج الی ھذا التقیید
من جعل مفعول ما لم یسم فاعلہ خارجا عن الفاعل کالمصنف والشیخ ابن الحاجب ومن
جعلہ داخلا فیہ فلا یحتاج الیہ بل یجب علیہ ترکہ کالزمخشری وشیخ عبد القاھر فیدخل
فیہ نحو مات زید وطال عمرو لان الموت والطول قائم بفاعلہ وان لم یکن صادرا عنہ
لانہ عرض وکل عرض قائم بمعروضہ نحو قام زید مثال للفاعل الذی قبلہ فعل
اسند الیہ وزید ضارب ابوہ عمرا مثال للفاعل الذی قبلہ صفۃ اسندت الیہ
وما ضرب زید عمرا مثال للفاعل الذی قبلہ فعل اسند الیہ بسبب الوقوع وکل فعل
لازما کان او متعدیا لا بد لہ ای لذلک الفعل من فاعل الذی صدر عنہ وقام بہ
مرفوع صفۃ فاعل وانما وصفہ بہ مع انہ لیکون الامر مرفوعا لزیادۃ التقریر مظھر صفۃ ثانیۃ
للفاعل کذھب زید او مضمر عطف علی قولہ مظھر کضربت زیدا او مستتر کزید
ذھب وان کان ای الفعل متعدیا کان لہ مفعول بہ ایضا نحو ضرب زید عمرا فان کان
الفاعل ای فاعل الفعل مظھرا وحد الفعل ابدا ای سواء کان الفاعل مثنی

اعم سواء نحو ضرب الزیدان وضرب الزیدون وان کان ای الفاعل مضمرا وحد الفعل للفاعل الواحد نحو زید ضرب وضربا ثنی ای الفعل للمثنی ای لمثنی فاعلہ المضمر نحو الزیدان ضربا ویجمع ای الفعل للجمع ای جمع فاعلہ المضمر نحو الزیدون ضربوا وان کان ای الفاعل مؤنثا حقیقیا احترز بہ عما اذا کان الفاعل مؤنثا غیر حقیقی فانہ لیس کالمؤنث الحقیقی علی الاطلاق وھو ای المؤنث الحقیقی ما ای مؤنث اذ کلمۃ ما عبارۃ عنہ بالتاء ای بتاء کقولہ ذکر من الحیوان الجار والمجرور ظرف مستقر واقع صفۃ لذکر ای ذکر کائن فی جنس الحیوان سواء کان فیہ علامۃ التانیث لفظا او لم یکن وانما قال من الحیوان احترازا عن الانثی من النخل لان بازائہ ذکرا منہا وتانیثہ غیر حقیقی والمراد بالذکر ھھنا خلاف الانثی لا قبل الرجال کامرأۃ فی الاناس وناقۃ فی الابل اذ بازائہما رجل وبعیر وکذا التفساء والحبلی واتان وعناق انث الفعل جزاء الشرط ابدا ای مظہرا کان الفاعل او مضمرا وقولہ ان لم یفصل بشیء بین الفاعل والفعل متعلق بقولہ انث الفعل نحو قامت ھند فی المظہر وھند قامت فی المضمر وانما انث الفعل ابدا عند کون الفاعل مؤنثا حقیقیا لان تانیث الفاعل یسری الی تانیث الفعل اتی فی المضمر مطلقا ای سواء کان مؤنثا حقیقیا او غیرہ فلشدۃ الامتزاج واتی فی المظہر للمؤنث الحقیقی فلقوۃ التانیث بخلاف المظہر الغیر الحقیقی لقصورہ فی الامتزاج وقصورہ فی التانیث لانہ لیس بحقیقی فبالاولی ان لا یلزم فیہ السرایۃ بل یجوز بناء علی قصور الامتزاج من حیث الفاعلیۃ والتانیث من وجہ دون وجہ لانہ یکون تانیثا من حیث اللفظ ولا یکون تانیثا من حیث المعنی ثم اعلم ان تانیث الفعل انما یجب بثلثۃ شروط الاول ان یکون الفعل متصرفا والثانی ان یکون المؤنث الحقیقی من الاناسی والثالث ان لا یقع الفصل بین الفاعل والمفعول حتی لو کان الفعل جامدا نحو نعم الھند وکان المؤنث الحقیقی من البہائم نحو انی النجیبۃ او وقع فصل بینہما نحو جاء الیوم ھند لم یلزم ان یسری تانیث الفاعل الی تانیث الفعل لکون الفعل جامدا فی الاول وکون التانیث الحقیقی من البہائم فی الثانی ولوقوع الفصل فی الثالث فلا یجب تانیث الفعل ابدا والشیخ رح انما تعرض للشروط الاخر ولم یتعرض للشرطین الاولین وکان من الواجب ان یتعرض لہما ایضا وان فصلت علی صیغۃ الماضی المعلوم للمخاطب لغیر معین ای وان فصلت بشیء بین الفاعل والفعل فی المؤنث الحقیقی فلک الخیار ای فیجوز لک الاختیار فی التذکیر ای تذکیر الفعل والتانیث ای فی تانیثہ اذ لو قوع

الفصل لا یلزم سرایۃ تانیث الفاعل الی الفعل بل یجوز فی از تذکیر الفعل وتانیثہ
کما عرفت نحو ضرب الیوم ھند بدون التاء وان شئت قلت ضربت الیوم ھند
بالتاء وکذا یجوز تذکیر الفعل وتانیثہ فی الحقیقی للضرورۃ قال جریر لَقَدْ وَلِیَ
الْاَحْیَطِلُ ثُمَّ سُوْءٍ ۔ وفی ھذا الخیار خلاف للمبرد فانہ لا یجوز ترک تانیث الفعل اذا
کان الفاعل مؤنثا حقیقیا وان کان بین الفاعل والفعل فصل ثم اعلم ان ھذا الخیار
ثابت فی المؤنث الحقیقی عند غیر المبرد اذ لم یسم الحقیقی بمثل زید واما اذا سمی بہ امرأۃ
فھذا الخیار غیر ثابت فیہ عند الفصل عند غیر المبرد ایضا بل یجب تانیث فعلہ دفعا
للالتباس بالمذکر نحو قامت الیوم فی الدار زید وکذلک ای ومثل الخیار فی المؤنث
الحقیقی فی التذکیر والتانیث الخیار فی المؤنث الغیر الحقیقی وھو ما لا یکون بازائہ
ذکر فی الحیوان لکن الخیار فیہ مطلقا ای سواء فصلت اولم تفصل الا ان التذکیر
بالفصل فیہ حسن لانہ جائز فی المؤنث الحقیقی بالفصل ففی غیر الحقیقی اولی نحو طلع
الیوم شمس نحو طلعت الشمس بالتاء وان شئت قلت طلع الشمس بدون التاء
وانما ثبت ھذا الخیار فی المؤنث الغیر الحقیقی لو کان الفعل مقدما علی الفاعل یعنی اذا
کان الفاعل مظھرا المذکرنا من قصور الامتزاج فی مظھر المؤنث الغیر الحقیقی مرجحا لفاعلیۃ
وقصور التانیث لعدم کونہ حقیقیا اذ ھو تانیث باعتبار اللفظ وعدم تانیث باعتبار المعنی
فلا یلزم فیہ سرایۃ الفاعل الی الفعل بل یجوز فی از ان یذکر فعلہ وان یؤنث عملا
بالاعتبارین وان کان ای الفعل متاخرا عن الفاعل یعنی اذا کان الفاعل مضمرا انث
ای الفعل لما قلنا من ان تانیث الفاعل یسری الی تانیث الفعل فی المضمر مطلقا لشدۃ
الامتزاج فیجب ان یؤنث فعلہ ولا یجوز ان یذکر نحو الشمس طلعت بالتاء قیل علیہ
ان عبارتہ ھذہ غیر صحیحۃ اذ الفعل لا یکون متاخرا عن الفاعل کما صرح بہ وایضا
حیث قال فی تعریف الفاعل کل اسم قبلہ فعل قلنا عبارتہ صحیحۃ والقول بعدم صحتہ
غیر صحیح لان ما صرح بہ ھو فی تعریف الفاعل مستقیم بجوازان یختار ھھنا ما ذھب
الیہ الکوفیون من انھم لم یقروا فی الاسنادین قولھم طلع الشمس والشمس طلعت
وجعلوا فی المثالین فاعلا وان کان المختار عندہ فی تعریف الفاعل ما ذھب الیہ
البصریون وجمع التکسیر ای فظاھر جمع التکسیر وکذا ظاھر جمع السالم بالالف والتاء
مطلقا سواء کان جمع مذکر یعقل کرجال او جمع مذکر لا یعقل کجمال وایام او جمع مؤنث
کنسوۃ ومؤمنات کالمؤنث ای کظاھر المؤنث الغیر الحقیقی فی جواز تذکیر الفعل

قولہ ولہ ای حق او اذا ذکر الفعل الخ و تسمیۃ الجمل اسم امرأۃ واوجبہ صفۃ نحو ھند لھا والله اعلم

اذا

وتانیثہ تقول قام الرجال بدون التاء وان شئت قلت قامت الرجال قال اللہ تعالیٰ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ وقال نِسْوَةٌ وقالت الاعراب وانما جاء جوازالامرین فی ھذا الجمع لانہ فی تاویل الجماعۃ وتانیثہ من حیث اللفظ وعدم تانیثہ من حیث المعنی فجاء جواز الامرین ھھنا عملا بالحیثیتین وانما لم یجز ھذا التاویل فی جمع المذکر السالم کراھیۃ اعتبار التانیث مع بقاء صیغۃ المذکر لانہ نحویین فان حکمہ حکم المبناء وان کان صیغتہ صیغۃ جمع المذکر السالم لعدم بقاء واحدہ وھو ابن قال اللہ تعالیٰ اٰمَنَّتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وکذا الجمع بالواو والنون الذی واحدہ مؤنث کسنین وارضین وقلین وثبین فان حکمہ حکم الجمع بالالف والتاء فیقال مضت سنون لان حق ھذا الجمع ان یجمع بالالف والتاء اذا لواو والنون فیہ عوض عن الالف والتاء وانما قلنا وظاھر جمع التکسیر وقیدنا بہ لان مضمرہ لیس کمضمر المؤنث لان مضمر ھذا یستلزم التاء فقط نحو الشمس طلعت ومضمر ذلک یستلزم التاء او الواو فی الذکور العقلاء نحو الرجال جاءت او جاء ویستلزم التاء والنون فی غیر العقلاء نحو اللیالی والایام مضت او مضین فیکون مضمر ذلک کمضمر المؤنث الغیر الحقیقی فی لحاق العلامۃ لا فی لحوق التاء ثم اعلم ان الاصل فی الفاعل ان یتقدم علی المفعول لکونہ اقوی الارکان ویجب تقدیمہ علیہ فی بعض المواضع منھا ما اشار الیہ بقولہ ویجب تقدیم الفاعل علی المفعول بمعنی انہ یجوز ان یتقدم المفعول علی محل الفاعل ویجوز ان یتقدم علی الفعل والفاعل معا نحو موسی ضرب عیسی علی ان یکون عیسی فاعلا لانہ لا یلتبس المفعول حینئذ بالفاعل لعدم جواز تقدیم الفاعل علی المفعول صرح بہ الفاضل الھندی اذا کانا ای الفاعل والمفعول اسمین مقصورین وخفت اللبس ای التباس الفاعل بالمفعول لفقدان الاعراب فیھما لفظا والقرینۃ الدالۃ علی فاعلیۃ احدھما ومفعولیۃ الاخر فیجب تقدیم الفاعل علی المفعول دفعا للالتباس نحو ضرب موسی عیسی وکذا اشتمت سعدی سلمی واکرم ھؤلاء ھؤلاء وضرب من فی الدار من علی الباب ویجوز تقدیم المفعول علی الفاعل ان لم تخف اللبس ای التباس الفاعل بالمفعول نحو اکل الکمثری یحیی لوجود القرینۃ المعنویۃ فیہ وھی عدم صلاحیۃ الکمثری للفاعلیۃ وضرب عمرا زید وکذا ضرب موسی العالم عیسی العالم بنصب العالم فی الاول ورفع العالم فی الثانی واکرم موسی سلمی وھوت موسی سعدی لوجود القرینۃ اللفظیۃ فیھما وھی نصب عمرو فی الاول ونصب العالم فی الثانی وتذکیر الفعل فی الثالث وتانیثہ فی الرابع فحینئذ عن

یجوز تقدیم المفعول علی الفاعل ولا یجب تقدیم الفاعل علی المفعول لعدم الالتباس
ویجوز حذف الفعل ای الرافع للفاعل حیث کانت ای وجدت قرینۃ دالۃ علی
تعیین الفعل المحذوف اذ القرینۃ ھو ما یدل علی تعیین المراد بالفظ او علی
تعیین المحذوف نحو زیدٌ النحو خبر مبتدأ محذوف مضاف الی زید ای ھو نحو زید
ورفع زید علی الحکایۃ مقول فی جواب من قال من ضَرَبَ کلمۃ مَنْ استفھامیۃ مبتدأ
وضَرَبَ خبرہ والجملۃ الاستفھامیۃ مقولُ قَالَ وزَیْدٌ الواقع فی الجواب فاعل الفعل المحذوف
ای ضَرَبَ زیدٌ فحذف لوجود القرینۃ وھی ضَرَبَ المذکور فی السوال وانما لم یجعل
ھذا من باب تقدیر الخبر لیکون الجملۃ اسمیۃً فیوافق السؤال وھو مَن ضَرَبَ
لکونہ جملۃً اسمیۃً لان بتقدیر الخبر یلزم حذف الجملۃ وبتقدیر الفعل یلزم حذف
شرطھا والتقلیل بالحذف اولی تم وجود القرینۃ شرط للمحذوف لا علۃ لہ وانما
العلۃ ھو الایجاز والاختصار والاصل ھو الاظھار ویجوز حذف الفعل والفاعل معاً
ای جمیعاً وانما قال کذلک احترازا عن حذف الفاعل وحدہ فانہ لا یجوز فی غیر
باب التنازع اجماعاً وفیہ ایضاً عند اکثر النحاۃ الا اذا سد شیء مسدہ ولن لک
اوّل کلّ فعل لا یظھر فاعلہ بانہ مسند الی مصدرہ نحو قولہ تعالی ثُمَّ بَدَا لَھُمْ
مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ فانہ اوّل بان التقدیر بدا لھم بداء ای ظھر لھم رأیٌ ومنہ
ما ھو من موضوعات المؤلفین دَارَ وَتَسَلْسَلَ بمعنی دار الدور والتسلسل
التسلسل ای وقعا ثم اعلم ان ھذا الحذف غیر مختص بالفعل والفاعل بل یوجد فی
کل کلام اسمیاً کان او فعلیاً قصیراً کان او طویلاً مرکباً من الفعل والفاعل او من الفعل
او جمیع متعلقاتہ واذا عرفت ھذا فنقول معنی کلام المصنف ویجوز حذف الفعل والفاعل
معاً انہ یجوز ذلک حیث کانت قرینۃ الا انہ لم یصرح بہ لظھور انہ لا معنی للحذف
بدون القرینۃ وکثیراً ما لا یصرح بہ بھذا کنعم لمن قال اقَامَ زیدٌ تقدیرہ نعم قام زیدٌ
فیجوز حذف الفعل والفاعل ویجوز اظھارھما وانما جعل من باب تقدیر الجملۃ
الفعلیۃ وھو الفعل والفاعل ولم یجعل من باب تقدیر الجملۃ الاسمیۃ
وھو المبتدأ والخبر لیکون الجواب موافقاً للسؤال وقد یحذف الفاعل
ویقام المفعول مقامہ ای مقام الفاعل فی اسناد الفعل الیہ اذا کان
الفعل المسند الیہ مجھولاً نحو ضُرِبَ زَیْدٌ وھو ای المفعول الذی یقام مقام
الفاعل عند حذفہ القسم الثانی فی التعداد من المرفوعات

فصل التنازع

ای من اقسامها وهو المسمی بمفعول مالم یسم فاعله ولما جاء منه بیان فی الفاعل المضمر وکان باب تنازع الفعلین مما یضمر فیه المفاعل ردفه بفصل التنازع واما بیان سائر الاحوال المتنازع فیها فللاستطراد فقال **فصل** واذا تنازع الفعلان اراد بالفعلین العاملین غیر المصدرین لیشمل الملحقات لان التنازع یجری فیها ایضا نحو زید معلم ومؤدب عمرا وبکر حکیم وطبیب ابوه وانما اورد الفعل لاصالته فی العمل والفرع داخل تحت حکم الاصل للفرعیة والتنازع کما یجری فی الفعلین یجری فی الاکثر من فعلین ایضا کما ورد فی الصلوة المأثورة اللهم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت وسلمت وبارکت ورحمت وترحمت علی ابراهیم هذه الخمسة تنازعت فی ابراهیم وانما ذکر الفعلین بناء علی بیان اقل ما یحصل به التنازع ثم الفعلان اعم من ان یکونا متعدیین الی ثلثة مفاعیل اولم یکونا کذلک ومن ان یکونا من فعل التعجب او لا خلافا لبعضهم فی الاول لعدم السماع وفی الثانی لقلة تصرف فعل التعجب وانما خصصنا العاملین بقولنا غیر المصدرین لان التنازع لا یجری فیهما اذ لا یصح قطع التنازع ههنا عند البصریین والکوفیین لانه یضمر الفاعل فی المصدر نحو اعجبنی ضرب قتل زید فی اسم ظاهر صفة اسم غیر مستتر لان المضمر المنفصل قد یحصل فیه التنازع نحو ما ضربت وما اکرمت الا ایاک واما المضمر المتصل فلا یحصل فیه التنازع بل الحکم بما یلیه ولا یکون لکل واحد من الفعلین ان یجوز اعماله فیه بعدهما صفة ظاهر ای وقع بعد الفعلین وفیه احتراز عن المتقدم والمتوسط لانهما ملحقان بالاول فیستحقه هو قبل التکلم بالثانی فلیس فیه مجال التنازع فلا یکون من هذا الباب ثم بین الشیخ رح معنی قوله واذا تنازع الفعلان بقوله ای اراد یعنی اقتضی او توجه بحسب المعنی کل واحد من الفعلین ای العاملین ان یعمل فی ذلک الاسم ای الاسم الظاهر المتنازع فیه قال الفاضل الهندی اذا قصد توجه الفعلین الی اسم واحد وهذا فی القلب واما بعد التراکیب فلا تنازع اذ کل یستوی فی معموله من مضمر او محذوف او مذکور فهذا ای تنازع الفعلین وهو مبتدأ وخبره انما یکون علی اربعة اقسام وهذه الجملة جزاء الشرط ان کانت الفاء جزائیة وان کانت للتفسیر او للعطف فالجزاء محذوف وتقدیره واذا تنازع الفعلان فی اسم ظاهر بعدهما یجوز اعمال کل واحد منهما لکن لاختلاف فی المختار الاول ای القسم الاول من الاقسام الاربع ان یتنازعا ای الفعلان فی الفاعلیة ای فی فاعلیة الاسم الظاهر وباء النسبة مع التاء تفید معنی

المصدرية اى فى كونه فاعلا فقط اى لا فى المفعولية والتنازع فى المفعول ما لم يسم فاعله داخل فى التنازع فى الفاعلية عند من ادخله فى الفاعل او بجعل الفاعل اعم من ان يكون حقيقيا او حكميا ولا يجوز ادخاله فى المفعولية لان اطلاق المفعول على ما لم يسم فاعله غير شائع ولا بجعله اعم من الحقيقى والحكمى ولا بغيره نحو ضربنى واكرمنى زيد والثانى اى القسم الثانى من الاقسام الاربعة ان يتنازعا اى الفعلان فى المفعولية اى مفعولية الاسم الظاهر اى فى كونه مفعولا فقط لا فى الفاعلية نحو ضربت واكرمت زيدا والثالث اى القسم الثالث من الاقسام الاربعة ان يتنازعا اى الفعلان فى الفاعلية والمفعولية معا ويقتضى الاول اى الفعل الاول الفاعل والثانى اى الفعل الثانى المفعول نحو ضربنى واكرمت زيدا والرابع اى القسم الرابع من الاقسام الاربعة عكس اى عكس الثالث فى الاقتضاء بان يقتضى الاول المفعول والثانى الفاعل نحو ضربت واكرمنى زيد واعلم ان فى جميع هذه الاقسام اى الاربعة يجوز اعمال الفعل الاول واعمال الفعل الثانى عند البصريين والكوفيين جميعا خلافا منصوبا على انه مفعول مطلق لى يخالف القول بالجواز خلافا للفراء فى الصورة الاولى وهى ان يتنازعا اى الفعلان فى الفاعلية وفى الصورة الثالثة وهى ان يتنازعا فى الفاعلية والمفعولية ويقتضى الاول الفاعل والثانى المفعول ان عمل الثانى فان عند الفراء لا يجوز اعمال الفعل الثانى فى هاتين الصورتين بل يجب اعمال الفعل الاول عنده فيهما ودليله اى دليل الفراء على ذلك لزوم احد الامرين على تقدير اعمال الفعل الثانى اما حذف الفاعل اى فاعل الفعل الاول والاضمار اى اضمار فاعل الفعل الاول قبل الذكر اى قبل ذكر الفاعل وكلاهما اى حذف الفاعل والاضمار قبل الذكر محظوران اى ممنوعان وقوله وكلاهما مبتدأ مضاف ومحظوران خبره وتثنية الضمير باعتبار معنى كلا فانه مفرد لفظا ومثنى معنى كما عرفت وهى جملة حالية بالواو والضمير ثم رواية المتن غير مشهورة عن الفراء والرواية الصحيحة عنه هى تشريك الرافعين ولكن يرد عليه اجتماع المؤثرين على اثر واحد وروى عنه اظهار الضمير بعد الظاهر نحو ضربنى واكرمنى زيد هو كما فى تاخير الناصب نحو ضربنى واكرمت زيدا هو هذا اى اعمال كل واحد من الفعل الاول والثانى عند تنازعهما بلا خلاف فيه بين البصريين والكوفيين فى الاقسام الاربعة المذكورة سوى الفراء فى الصورتين المذكورتين على تقدير اعمال الثانى ثابت فى الجواز اى فى صورة الجواز ويحتمل ان يكون هذه الاشارة الى خلاف الفراء كما وقع فى بعض شروح هذا الكتاب وانما صرح بذلك مع انه مستفاد مما سبق لانه لما كان فى ذهنه

ان يبيّن عديل الجواز وهو الاختيار بكلمة امّا التي للتفصيل وهي لا تستعمل غالبًا الا
في العديلين فصاعدا اعاده لئلا يكون ذكر كلمة امّا للتفصيل مع عدم العديل
فكأنّه قال امّا اعمال كل من الفعلين عندنا زعيمها بلا خلاف فيبين البصريّين
والكوفيين سوى الفرّاء فهو ثابت في الجواز واما الاختيار اى الاختيار في اعمال اىّ
منهما ففيه خلاف البصريّين بكسر الباء والقياس فتحها اى النحاة المنسوبة الى البصرة
والكوفيين اى النحاة المنسوبة الى الكوفة اذ قال واما خلاف الفرّاء في الصورة الاولى
والثالثة فهو انما يكون في الجواز واما خلاف البصريين والكوفيين في الصور جميعا
ففي الاختيار فانهم اى البصريين يختارون اعمال الفعل الثاني مع تجويز اعمال الفعل
الاول وانما ابتدأ بمذهب البصريين لانه المذهب المختار لاكثرية استعمالا وانما
اختار البصريون اعمال الفعل الثاني اعتبارًا للقرب والجوار يعني ان الفعل الثاني
اقرب الطالبين من المطلوب وجاره فيكون اقدر على اخذه وايضًا ان اعمال الفعل
الاول يستلزم الفصل بين العامل والمعمول وهو غير الاصل في المعمول اذ الاصل
في المعمول ان يتصل بعامله ولان استفاضة الاستعمال على ذلك في التنزيل وكلام
الفصحاء منه قوله تعالى هَآؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ حيث اعمل الثاني اذ لو اعمل الاول لقيل
اقْرَءُوهُ لاختيار اضمار المفعول في الثاني عند اعمال الاول وقول الشاعر شعر تَعَفَّى كُلَّ
ذِي دَيْنٍ فَوَفَّى غَرِيمَهُ ٭ وَعَزَّةَ مَمْطُولٍ مُعَنًّى غَرِيمُهَا : حيث اعمل الثاني في كلا المصراعين
اما في المصراع الاول فلانه لو لا ذلك لقيل فوفاه واما في المصراع الثاني فلانه لو لا
ذلك لقيل مُعَنًّى هو غريمها باظهار الضمير والكوفيين عطف على الضمير المنصوب بأنّ
اى وانّ الكوفيين يختارون اعمال الفعل الاول مع تجويز اعمال الثاني وانما اختار
الكوفيون اعمال الفعل الاول مراعاة للتقديم والاستحقاق يعني انّ الفعل
الاول اسبق الطالبين واحقهما فهو اليق باعطاء المطلوب ولان اعمال الثاني
يستلزم الاضمار قبل الذكر كذلك اعمال الاول فكان هو اولى ثم لمّا فرغ عن بيان
ما هو المختار عند البصريين وهو اعمال الفعل الثاني اخذ في تفصيل مذهبهما
وبيان كيفية الاعمال ثم لمّا جاء بتقديم اختيار البصريين بقوله فانهم يختارون
اعمال الثاني جاء بتقديم قوله فان اعملت الثاني ليكون في الكلام نشر على ترتيب
اللفّ والفاء للتفسير اى فان اعملت الفعل الثاني كما هو مختار البصريين فانظر
ان كان الفعل الاول يقتضي الفاعل اضمرته اى الفاعل في الاول اى

قوله ما هو المختار اى الصفة
قوله اى النحاة المنسوبة الى البصرة
قوله وهو صفة الغرّاء
قوله اى النحاة المنسوبة الى الكوفة
قوله اذ قال اى الغرّاء
قوله اى الاختيار في اعمال اىّ
قوله اى النحاة المنسوبة الى البصرة

فی الفعل الاوّل علی موافقۃ الاسم الظاہر الواقع بین الفعلین فی الافراد والتثنیۃ والجمع والتذکیر والتانیث کما تقول فی المتوافقین فی الاقتضاء نحو ضربنی واکرمنی زید وضربانی واکرمنی الزیدان وضربونی واکرمنی الزیدون وفی المتخالفین فی الاقتضاء نحو ضربنی واکرمت زیدا وضربانی واکرمت الزیدین وضربونی واکرمت الزیدین ونحو ضربتنی واکرمت ہندًا وضربتانی واکرمت ہندین وضربتنی واکرمت ہندات وانما اضمر الفاعل فی الاوّل لان الاضمار قبل الذکر جائز فی العمدۃ بشروط التفسیر نحو قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ونعم رجلا وعلی تقدیر اظہارہ یلزم التکرار وہو قبیح وحذفہ لا یجوز الّا اذا سدّ شیٔ مسدّہ وقال الکسائی یجوز فیہ الاضمار تحرزًا عن الاضمار قبل الذکر واثر الخلاف یظہر فی مثل ضربانی واکرمنی الزیدان عندہم وضربنی واکرمنی الزیدان عندہ والقول بان ما ذہب الیہ الجمہور من انّ حذف الفاعل لا یجوز الّا اذا سدّ شیٔ مسدّہ غیر مستقیم فانہ قد جاء حذف الفاعل بدون سدّ شیٔ مسدّہ فی مواضع کقولہ تعالی اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ وقولہ تعالی اَسْمِعْ بِہِمْ وَاَبْصِرْ حیث حذف بِہِمْ عن الثانی وہو فاعل علی قول سیبویہ ونحو ما قعد وما قام الّا انا اذ فاعل الفعل الاوّل محذوف اتفاقًا ونحو اَضْرُبْنَ وَاَکْرِمُوا القومَ حیث حذف الفاعل وہو الواو وکقولہم وبدا لہم ای رأی فانہ فاعلہ وقد حذف کثیرًا واجیب عن الاوّل بانّ الاطعام مصدر وقد عرفت ان المصدر قاصر فی العمل فلا یجب فیہ وجود الفاعل فیکون من باب عدم الفاعل لعدم الاقتضاء کما فی الجوامد من باب حذف الشاغل وعن سائر الامثلۃ المذکورۃ بانہا محمولۃ علی تقدیر الفاعل لا علی حذفہ نسیًا والمحذوف فی باب التنازع انما ہو محذوف نسیًا والی ہذا اشار الشیخ الرضیّ وتقول انّ ذلک نادر قلیل فالتحق بالعدم وان کان الفعل الاوّل یقتضی المفعول فلم یکن الفعلان ای المتنازعان من افعال القلوب وان کانا منہا فیأتی حکمہا حذفت المفعول من الفعل الاوّل لان المفعول فضلۃ فلا ضرورۃ فی اضمارہ قبل الذکر فیحذف لدلالۃ الاسم الظاہر وانما لم یحذف ہذا المفعول فرارًا عن شناعۃ التکرار ولم یضمر فرارًا عن الاضمار قبل الذکر فی الفضلۃ واما ورود الاضمار قبل الذکر فی قولہم ربّہ رجلا فشاذ

کما تقول فی المتوافقین فی الاقتضاء ضربت واکرمت زیدا وضربت واکرمت الزیدین وضربت واکرمت الزیدین وفی المتخالفین فی

الاقتضاء ضربت واکرمنی زید وضربت واکرمنی الزیدان وضربت واکرمنی الزیدون وان کانا ای المتنازعان من افعال القلوب یجب اظہار المفعول للفعل الاول کما تقول حسبنی منطلقا وحسبت زیدا منطلقا فان حسبنی وحسبت لما تنازعا فی منطلقا الاخیر واعمل فیہ حسبت وجب اظہار مفعول الفعل الاول وھو حسبنی اعنی منطلقا الاول اذ لا یجوز حذف المفعول من افعال القلوب لئلا یلزم الاقتصار علی احد المفعولین من افعال القلوب واعترض علیہ بانہ قد جاء کما فی قولہ تعالیٰ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ عند من قرء الیاء ای بخلھم ھو خیرا لھم فحذف احد مفعولی یحسبن وھو بخلھم وذکر الاخر وھو خیرا لھم وقد اجاب عنہ بعض الفضلاء بانہ یجوز ان یکون المفعول لیحسبن فی ھذہ القراءۃ ضمیرا وعائدا الی البخل ای لا یحسبن البخل خیرا لھم لکن وضع الضمیر المرفوع موضع المنصوب کانت فی قولہ تعالیٰ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ واضمار المفعول ای ولا یجوز ایضا اضمار المفعول قبل الذکر لما مر وھذا ای ما بیناہ من کیفیۃ اعمال الفعل الثانی ھو مذھب البصریین واما ان اعملت الفعل الاول علی مذھب الکوفیین فانظر ان کان الفعل الثانی یقتضی الفاعل اضمرت الفاعل فی الفعل الثانی علی موافقۃ الظاھر بالاجماع کما تقول فی المتوافقین فی الاقتضاء ضربنی واکرمنی زید وضربنی واکرمانی الزیدان وضربنی واکرمونی الزیدون وفی المتخالفین فی الاقتضاء ضربت واکرمنی زیدا وضربت واکرمانی الزیدین وضربت واکرمونی الزیدین وان کان الفعل الثانی یقتضی المفعول ولم یکن الفعلان ای المتنازعان من افعال القلوب یجوز فیہ ای فی ذلک للفعول الوجھان احدھما حذف المفعول وثانیھما الاضمار ای اضمار المفعول علی طبق الظاھر والثانی ای الوجہ الثانی وھو الاضمار ھو الوجہ المختار لا الاول وھو المحذوف نحو ضربنی واکرمتہ زید وانما کان الاضمار مختارا لیکون الملفوظ ای اللفظ باتیان الضمیر مطابقا للمراد ای موافقا للمعنی الذی ھو کونہ مکررا للضارب الذی ھو زید ولئلا یلتبس مفعول الفعل الثانی بغیرہ فانہ لو لم یضمر المفعول بل یحذف لم یعلم ان المفعول بکرا وخالدا وغیرھما ولان اضمارہ لیس قبل الذکر لتعلق الاسم الظاھر بالفعل الذی ھو سابق علی الضمیر فی الفصل الثانی حکما فلا یحذف مع امکان اضمارہ اما الحذف نحو ما تقول فی المتوافقین نحو ضربت واکرمت زیدا وضربت واکرمت الزیدین وضربت واکرمت الزیدین

وفی المتخالفین ضربنی واکرمت زید وضربنی واکرمت الزیدان وضربنی واکرمت الزیدون واما الاضمار فکما تقول فی المتوافقین ضربت واکرمته زیدا وضربت و اکرمتہما الزیدین وضربت واکرمتہم الزیدین وفی المتخالفین ضربنی واکرمته زید وضربنی واکرمتہما الزیدانِ وضربنی واکرمتہم الزیدون اما اذا کان الفعلان من افعال القلوب مع انّ ذکر المفعول الاول غیر مطابق للظاہر حتی لو ذکر منطلقا للظاہر یضمر نحو حسبنی وحسبت ایّاہ زید منطلقا فلا بدّ من اظہار المفعول الثانی کما تقول حسبنی وحسبتہما منطلقین الزیدان منطلقا وذلک ای وجوب اظہار المفعول الثانی لانّ حسبنی وحسبتہما تنازعا فی منطلقا واعملت الاول وہو حسبنی وجعلت الزیدان فاعلانہ ومنطلقا مفعولا لہ واضمرت المفعول الاول فی حسبتہما واظہرت الثانی وہو منطلقین لما نعم وہو ما اشار الیہ بقولہ فان حذفت منطلقین وقلت حسبنی وحسبتہما الزیدان منطلقا یلزم حذف المفعول الثانی من افعال القلوب وہو ای وحذف المفعول من افعال القلوب غیر جائز اذ حذف المفعول یوجب الاقتصار علی احد المفعولین فیما ہو من افعال القلوب کما مرّ وان اضمرت ای المفعول فلا یخلو من ان تضمر المفعول مفردًا او تقول حسبنی وحسبتہما ایّاہ الزیدانِ منطلقا وحینئذ ای حین اضمرت المفعول مفردًا لا یکون المفعول الثانی مطابقا للمفعول الاول وہو ما فی قولک حسبتہما ولا یجوز ذلک لوجوب اتحادہما فیما صدقا علیہ فی ہذا الباب او تضمر مثنّی معطوف علی قولہ ان تضمر مفردًا ای وان تضمر المفعول مثنّی وتقول حسبنی و حسبتہما ایّاہما الزیدان منطلقا وحینئذ ای حین اضمرت المفعول مثنّی یلزم عود الضمیر المثنّی الی اللفظ المفرد وہو منطلقا الذی وقع فیہ التنازع وہذا ای عود الضمیر المثنّی الی اللفظ المفرد ایضًا لا یجوز لوجوب التطابق بین الضمیر والمرجع الیہ واذا لم یجز الحذف ای حذف المفعول الثانی والاضمار ای اضمارہ کما عرفت ذلک من التفصیل المذکور وجب الاظہار ای اظہار ذلک المفعول ولقائل ان یقول المشروط فی التنازع جواز اعمال الفعلین فیما تنازعا فیہ والمتنازع فیہ ہنا اعنی قولہ منطلقا لا یجوز فیہ اعمال الثانی لمخالفۃ المفعول الثانی والجواب ممکن بالتاویل بکلّ واحد منہما وفیہ بحث لانہ لو جاز تاویل مفعول الفعل الاول بالمفرد لجاز اضمار المفعول الثانی علی تقدیر اعمال الاول مفردًا ولا یخالف لامکان التاویل واجیب بانّ التاویل مخالف للظاہر ولا یصار الیہ عند امکان الاظہار فان قلت علی تقدیر الاظہار یلزم

التکرار وھو قبیح قلت لزوم التکرار ممنوع لاختلافھما افرادا وتثنیۃ نعم انما لا یجوز المصیر الی ما ھو خلاف الظاھر مع امکان الظاھر اذا دار الکلام الصادر من المتکلم بین الظاھر وخلافہ واما اختیار المتکلم ما ھو خلاف الظاھر مع کونہ قادرا علی التکلم بالظاھر فانہ لا یجوز الا ترٰی انہ لا یجوز التکلم بالجائز مع القدرۃ علی التکلم بالحقیقۃ فیبقی ان یکون التکلم ھھنا باضمار المفعول الثانی للفعل الاوّل مفردًا بتاویل المفعول الاوّل بکل واحد مع صحۃ اظھار المفعول الثانی ایضًا واما وجوب الاظھار دون الاضمار مفردًا علی خلاف الظاھر باعتبار الاحتیاج الی التاویل فمشکل ویشکل ایضًا ان الضمیر غیر مشتق والمطابقۃ بین المفعولین فی غیر المشتق لیست بواجبۃ فامکن اضمار الثانی مفردًا بان یقال حسبتھما ایاہ الا ان یقال ان الضمیر عبارۃ عن مرجعہ فلو ذکرایاہ کان ذکرہ کذکر منطلقا وھو ممتنع فکذا ما ینوب منابہ لان الضمیر نائب فیاخذ حکم منوبہ ھذا اعنی التاویل بکل واحد فی المفعول لجواز التنازع وما ذکر فی بعض الحواشی ولہ وجہ اٰخر وھو ما ذکرہ بعض المحققین حیث قال ولا یخفی انہ لا یتصوّر التنازع فی ھذہ الصورۃ الا اذا لاحظت المفعول الثانی اسمًا الا علی اتصاف ذات بالانطلاق من غیر ملاحظۃ تثنیتہ وافرادہ والا فالظاھر انہ لا تنازع بین الفعلین فی المفعول الثانی لان الاول یقتضی مفعولًا مفردًا والثانی مفعولًا مثنًی فلا یتوجھان الی امر واحد فلا تنازع فیہ انتھی کلامہ ثم اعترض بعض الفضلاء ھھنا بانہ انما یتم امتناع التنازع لو کان الافراد والتثنیۃ او التذکیر والتانیث لازمًا للمنطلق وشیء منھما غیر لازم بل ھو ما افرد یصح ان یثنی فیصح تنازع الفعلین المختلفین فی المفعول المفرد ومثنًی فی منطلقا حال افرادہ بان یطلب احدھما ان یکون منطلقا مفعولہ فیصیر مثنًی فیخرج عن افرادہ بان یطلب الاخر ان یکون مفعولہ فیبقی علی افرادہ ثم لما فرغ من بیان القسم الاول من المرفوعات وھو الفاعل شرع فی بیان القسم الثانی منھا فقال **فصل** مفعول ما لم یسم فاعلہ وھو کل مفعول حذف فاعلہ ای ترک فاعل فی ذلک المفعول وانما اضاف الی المفعول بملابسۃ فاعلیۃ الفعل یتعلق بہ قیل ھذا الحد یصدق علی الربیع فی قولک انبت الربیع البقل لان الفاعل الحقیقی لانبات البقل ھو اللہ تعالٰی فحذف الفاعل الحقیقی واقیم المفعول الذی ھو الربیع مقامہ واجیب بان المراد بالفاعل فی الحد ھو

مفعول ما لم یسم فاعلہ

الفاعل الاصطلاحی وبالمفعول مامفعولیتہ عند اقامتہ مقام الفاعل والربیع فی المثال المذکور یکون فاعلا اصطلاحیا وھو مذکور غیر محذوف فلا یصدق الحد وانما حذف فاعلہ اما لعدم العلم بہ نحو سُرِقَ المتاعُ او لخساستہ نحو شُتِمَ الخلیفۃُ او لکونہ معظما نحو قُطِعَ اللصُّ او لاختیار غرض السامع نحو قُتِلَ عدوُّک او للابہام کضُرِبَ زیدٌ او للاختصار نحو اقیمت الصلوٰۃ او لموافقۃ القوافی کما قیل **شعر**

وما المال والاھل الا ودائع ٭ ولابد یوما ان یُرَدَّ الودائع ٭ او لرعایۃ السجع نحو وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی او لعلم المخاطب بہ نحو قولہ تعالی اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ اُقِیْمَ ھُوَ ای ذلک المفعول مقامہ ای مقام الفاعل فی کونہ مسندا الیہ الفعل او شبہہ مقدما علیہ فی قولہ ھو تاکید للمستتر فی اقیم وانما جاء بتاکید الضمیر المتصل بالمنفصل دفعا التوھم ان الفعل مسند الی قولہ مقامہ فیلزم خلو الجملۃ المعطوفۃ علی الجملۃ الواقعۃ صفۃ عن الضمیر نحو ضُرِبَ زیدٌ وحکمہ ای حکم ذلک المفعول فی توحید فعلہ وتثنیتہ وجمعہ وتذکیرہ وتانیثہ علی قیاس ما عرفت فی الفاعل فانہ اذا کان ھذا المفعول مظھرا وحد الفعل سواء کان مثنی او مجموعا نحو ضُرِبَ الزیدانِ وضُرِبَ الزیدونَ علی صیغۃ المجھول وان کان مضمرا ثنی للمثنی وجمع للمجموع نحو الزیدانِ ضُرِبَا والزیدون ضُرِبُوْا وان کان مؤنثا حقیقیا انث الفعل مظھرا کان او مضمرا ان لم تفصل بینہ وبین فعلہ نحو ضُرِبَتْ ھندٌ وھندٌ ضُرِبَتْ وان فصلت فلک الخیار بین تذکیر فعلہ وتانیثہ نحو ضُرِبَ الیومَ ھندٌ وضرب الیوم ھندٌ وکذا ان کان مؤنثا غیر حقیقی ان کان مظھرا نحو کُوِّرَ الشمسُ وکُوِّرَتِ الشمسُ وان کان مضمرا انث الفعل نحو اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ ثم لما فرغ عن بیان القسم الثانی من المرفوعات وھو مفعول ما لم یسم فاعلہ شرع فی بیان القسم الثالث والرابع فقال **فصل** فی المبتدا والخبر ذکرھما معا فی فصل واحد لکونھما متلازمین کما ھو الاصل لان الاصل فیھما انہ متی ذکر احدھما ذکر الاخر معہ واما حذف احدھما فغیر الاصل ولکونھما مشترکین فی العامل لان عاملھما معنویٌّ ھما اسمان سواءٌ کانا حقیقیین او حکمیین فدخل فیہ مثل قولہ تعالی وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ فانہ فی تاویل تصدقکم وَاَنْ تَسْمَعُ بِالْمُعَیْدِیِّ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَرَاہُ فانہ فی تاویل سماعک بالمعیدی والجملۃ التی وقعت خبرا لانھا فی تاویل الاسم فزید یضرب فی قوۃ زید ضارب ھذا ما ذھب الیہ جماعۃ من النحاۃ ومنھم المصنف رح والشیخ ابن الحاجب لانہ صرح فی شرح المفصل بان الخبر الجملۃ یاول

المبتدا والخبر

بالاسم وذھب المحققون الی ان الجملۃ لصرافتھا من غیر جعلھا اسمیۃ حکمیۃ تقع خبرا فلم یتناولہ تعریف الخبر وایضا یخالف ما سبق من ان الکلام لا یحصل الا من اسمین اومن اسم وفعل لان الکلام الذی یکون خبرہ جملۃ یخرج عن القسمین لعدم تاویل الجملۃ بالاسم مجردان عن العوامل اللفظیۃ السماعیۃ والقیاسیۃ وکلمۃ عن متعلقۃ بقولہ مجردان واللفظیۃ صفۃ العوامل والتطابق بینھما ثابت تقدیرا اذ العوامل فی تاویل المفرد ای مجردین عن جماعۃ العوامل اللفظیۃ ثم احترز بہ عما کان بالعامل اللفظی کاسمی ان وکان واخواتھما والمراد بالتجرید اعم من ان یکون لفظا او معنی بان لا یکون العامل مؤثرا فی المعنی وان کان مؤثرا فی اللفظ فیدخل فیہ بحسبک درھم لان الباء فیہ زائدۃ غیر مؤثرۃ فی المعنی وان اثرت فی اللفظ بالجر فان قلت التجرید یستدعی سبق الوجود ولا شیء من العوامل اللفظیۃ موجودا فی المبتدأ والخبر سابقا فکیف یستقیم قولہ ھما اسمان مجردان عن العوامل اللفظیۃ قلت لو دخلت العوامل اللفظیۃ علیھما لکان جائزا فینزل الامکان منزلۃ الوجود کما فی قولک ھذا رضیع لحقا رضیع فمراد الزکیۃ ای البیر وقولک سبحان الذی صغر جسم البعوضۃ وکبر جسم الفیل ھذا ما ذکرہ الفاضل الھندی وقال بعض الفضلاء علی ان الاصل ھو العامل اللفظی عدل عنہ الی المعنوی فکانہ تجرد الاسم عنہ ثم المراد بالتجرید عن العوامل التجرید عن جنس العوامل حتی یؤل الی السلب الکلی لا الی الرفع الایجاب الکلی کما توھم من ظاھر الجمع احدھما ای احد الاسمین الموصوفین بالتجرید مسند الیہ ویسمی ای الاسم المسند الیہ المبتدأ والثانی من الاسمین مسندا ویسمی ای الاسم المسند بہ الخبر نحو زید قائم فانھما اسمان مجردان عن العوامل اللفظیۃ احدھما مسند الیہ وھو المبتدأ والثانی مسند بہ وھو الخبر والعامل فیھما ای فی المبتدأ والخبر معنوی وھو ای العامل المعنوی الابتداء اعلم ان النحاۃ اختلفوا فی ان العامل فی المبتدأ والخبر معنوی ام لا فذھب البصریون الی ان العامل فی المبتدأ والخبر معنوی وھو الابتداء ای تجرد الاسم عن العوامل اللفظیۃ لیسند الی شیء او یسند الیہ شیء فمعنی الابتداء عامل فی المبتدأ والخبر وقال بعضھم الابتداء عامل فی المبتدأ والمبتدأ عامل فی الخبر وعلی ھذا القول لا یکون الخبر مما نحن فیہ وذھب بعضھم الی ان کل واحد من المبتدأ والخبر عامل فی الآخر وعلی ھذا القول لا یکونان مجردین عن العوامل اللفظیۃ فلا یکونان مما نحن فیہ ایضا وفیہ نظر لانہ یلزم علی ھذا القول تقدم الشیء علی نفسہ لان العامل یجب تقدیمہ علی معمولہ فیلزم تقدم الخبر علی المبتدأ بعمل کل منھما فی الآخر فان کان المبتدأ مقدما علی الخبر والخبر مقدما علی المبتدأ

لزم تقدم الشیء علی نفسہ ضرورۃ ان المتقدم علی المتقدم علی الشیء مقدم علی ذلک الشیء واجیب بان کل واحد منہما مقدم علی الخبر من وجہ ومتاخر من وجہ اخر فلا یلزم الدور لاختلاف الجہۃ اما تقدیم المبتدا فلان حق المنسوب ان یکون مع المنسوب الیہ ویکون فرعا لہ واما تقدیم الخبر فلانہ مناط الفائدۃ والمقصود من الجملۃ فیرفع کلواحد منہما صاحبہ للتقدم الذی فیہ فیرفعان کعمل کل من الشرط وکلمتہ فی الاخر نحو ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی اذ ہی مؤثرۃ بمعنی الشرط ومتاخرۃ عن الشرط تاخر الفضلات عن العمدۃ واصل المبتدا ان یلی فی المبتدا وما یقتضی الدلیل فیہ ان یکون معرفۃ لکون المبتدا محکوما علیہ والحکم علی الشیء انما یکون بعد معرفتہ والفاعل مخصص بتقدیم المحکوم علیہ فلا یشترط فیہ تعریف او تخصیص واعترض ہہنا بان ہذا لیس بصواب لان تخصیص الفاعل بالفعل انما یتحقق بعد ان یجعل محکوما علیہ بانتساب الفعل الیہ فکیف یجوز تخصیصہ الذی یصیر کونہ محکوما علیہ بما یکون متاخرا عن کونہ محکوما علیہ واجاب بعض الفضلاء عن ہذا الاعتراض بان النکرۃ تصیر بتقدیم الخبر فی حکم المخصوص قبل الحکم وذلک لان المقصود من اشتراط التعریف او التخصیص فی المحکوم علیہ اصغاء السامع الی کلام المتکلم لان تنکیرہ ینفر السامع عن استماع الحدیث فیخل بالغرض وہو الافہام وعند تقدیم الحکم لا ینفر السامع عن اخر الکلام لیصغی الیہ حتی الاصغاء وبعد ذلک لو ذکر المحکوم علیہ مجہولا لا یخل بالغرض لان الافہام قد حصل باستماع الحدیث فثبت ان تقدیم الحکم یجعل المحکوم علیہ فی حکم المعین فلا حاجۃ الی تعریف او تخصیص اخر ثم قولہ واصل المبتدا ان یکون معرفۃ اشارۃ الی ان المبتدا قد یکون نکرۃ کما سیجیء واصل الخبر ای الاولی فی الخبر وما یقتضیہ الدلیل فیہ ان یکون نکرۃ لکون الخبر محکوما بہ واصل المحکوم بہ التنکیر وفیہ اشارۃ الی ان الخبر قد یکون معرفۃ کما سیاتی ولما اختار ما ذہب الیہ جمہور النحاۃ من ان المبتدا یجب ان یکون معرفۃ او نکرۃ مخصصۃ لان النکرۃ بالتخصیص تصیر قریبا من المعرفۃ التی ہی القیاس فی المحکوم علیہ بین الاول اولا بقولہ واصل المبتدا ان یکون معرفۃ وبین الثانی ثانیا بقولہ والنکرۃ اذا وصفت جاز ان تقع مبتدا نحو قولہ تعالی ولعبد مؤمن خیر من مشرک فان قولہ لعبد تخصص بالوصف لان قولہ ولعبد یشتمل المؤمن والکافر فاذا وصف المؤمن

صار مخصّصًا وحصل له نوع تعيين والتصغير بمنزلة الوصف نحو رجيلٌ قاعدٌ كانّه قيل رجل حقير قاعد فيكون فى حكم الوصف وكذا اذا تخصصت بوجه آخر يعنى كما انّ النكرة تقع مبتدأ اذا تخصصت بالوصف كذلك النكرة تقع مبتدأ اذا تخصّصت بوجه آخر غير الوصف فانّ وجوه التخصيص على ما ذكره المصنّف وصاحب الكافية ستّة كما ستقف عليها والمراد من التخصيص اعمّ من ان يكون حقيقيًا كما يكون فى المثال المذكور او حكميًا كما فى المثال الآتى نحو ارجل فى الدار ام امرأة فانّ قولك رجل مبتدأ تخصّص بالعلم بثبوت الخبر لاحد الجنسين عند المتكلم لانّ ام المتصلة المتعادلة الهمزة للسؤال عن التعيين بعد العلم بثبوت الخبر لاحدهما عنده فاذا كان الخبر معلومًا صار بمنزلة الصفة اذ الصفة من شأنها ان يكون معلومًا للسامع قبل اجرائها على الموصوف بخلاف الخبر فانّ من شأنه ان يكون مجهولًا قبل اجرائه على المخبر عنه ولذا قيل الصفات قبل العلم بها اخبار وبعد العلم بها صفات فخصّص المبتدأ كانّه تخصّص بالصفة وما احد خير منك فانّ قوله احد مبتدأ تخصّص بصفة العموم لان النكرة فى سياق النفى تفيد العموم وفيه بحث لانّ العموم ضد الخصوص فكيف يحصل الخصوص به وجوابه انّه ليس المراد بالتخصيص ههنا ما هو ضدّ العموم وهو ان يجعل لبعض الجملة شئ ولم يكن لسائرها بل المراد قطع الاحتمالات فى المحكوم عليه او تقليلها فيه ولا ريب انّ بالعموم ينقطع الاحتمالات وتعيّن انّ المحكوم عليه كل فرد فان قيل ما الفرق بين المبتدأ المحلّى بلام الاستغراق والمبتدأ العامّ الواقع فى سياق النفى من حيث ان الاول معرفة والثانى نكرة مخصصة مع انهما متساويان فى المعنى قلنا الفرق بينهما من حيث الوضع فكل ما كان موضوعًا لمعيّن كان معرفة وكل ما هو غير موضوع لمعيّن كان نكرةً تعيّن بعارض اولا حتى لو قلت جاءنى رجل وذكرت اوصافا لم توجد الّا فى فلان لم يكن معرفةً واللام وضعت للتعريف فيكون المحلّى به معرفة والنفى لم يوضع لذلك فكان الواقع فى سياق نكرة مخصصة ثم هذا التمثيل على مذهب بنى تميم لانّ ما ولا المشبهتين بليس لا يعملان عندهم ومثل النكرة فى حيّز النفى كل نكرة فى الاثبات لم يقصد بها واحد مخصص مثل رجل خير من امرأة وتمرة خير من جرادة الّا انّ عموم النكرة مع الاثبات فى المبتدأ كثير وفى الفاعل قليل نحو قوله تعالى عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ واما فى حيّز النفى فانّه يستوى فيه المبتدأ والفاعل وشرٌّ اهرَّ

فى شرح رجل العلم بها انباء ولا تجعل بعد العلم بها صفات

ذا ناب فانّ قوله شرّ مبتدأ تخصّص بالصفة المقدّرة اذ التقدير شرّ عظيم اهرّ ذا ناب بجعل شرّ بدلاً من الضمير المستكنّ فى اهرّ والبدل من الفاعل فاعل معنى ثمّ قدّم ليفيد الحصر لانّ تقديم ما حقّه التاخير يوجب الحصر فيكون المعنى ما اهرّ ذا ناب الا شرّ وانما ذهبوا الى تقدير التقديم والتاخير مع كونه وجهاً بعيداً عن الفهم لضرورة صحة وقوع النكرة مبتدأ وفى الدار رجل فانّ قوله رجل مبتدأ تخصّص بتقديم الخبر الذى هو ظرف متعيّن لكونه حكماً لانّه اذا قيل فى الدار علم انّ ما يتبعه موصوف باستقراره فى الدار فكانّه مخصّص بالصفة وانما جوّز وا فى الدار رجل ولم يجوّز وا رجل فى الدار مع انّهما سيّان فى المعنى لئلا يلزم التباس الخبر بالصفة فى الثانى ولا يلزم ذلك فى الاوّل لتقديم الخبر والصفة يجب ان يكون متاخّراً وسلام عليك فانّ قوله سلام مبتدأ تخصّص بنسبته الى المتكلم لان معناه سلّمت سلاماً عليك فحذف فعله كما تحذف افعال المصادر فبقى سلاماً عليك بالنصب ثمّ عدل من النصب الى الرفع لقصد الاستمرار والدّوام فى الدعاء لانّ النصب يدلّ على الفعل والفعل يدلّ على الحدث هذا اذا جعل سلام مصدر سلّمت بمعنى قلت سلام عليك اما لو جعل مصدر سلّمت بمعنى قلت سلّمك الله تعالى بمعنى جعلك الله تعالى سالماً لكان مخصّصاً بنسبته الى الفاعل الغائب اى سلّم الله عليك وقد يتخصّص النكرة بكونها مضافة نحو غلام رجل خير من غلام امرأة وفى معنى الاضافة نحو ضرب لزيد خير من ضرب لعمرو وبكونها مشبهة بالمضاف نحو عشرون درهماً فى كيسك ثمّ اعلم انّ وجوب التخصّص النكرة الواقعة مبتدأ بوجه من الوجوه الستة المذكورة انّما هو مذهب جمهور النحاة وذهب ابن البرهان الى انه اذا حصلت الفائدة فاخبر باىّ نكرة شئت لان الغرض الافادة فاذا حصلت جاز الحكم على الشئ بلا تخصيصه بوجه اوّلاً ومن ثمّ يصحّ ان يقال كوكب انقضّ الساعة لحصول الفائدة ولا يصحّ ان يقال رجل قائم لعدم حصول الفائدة وهذا هو اقرب الى الصواب واعلم انه اذا كان احد الاسمين معرفة والاخر اى احد الاسمين نكرة فاجعل المعرفة مبتدأ البتة اى لا النكرة بل اجعل النكرة خبراً لانه لا يجوز ان يكون المبتدأ نكرة والخبر معرفة كما مرّ مثاله وان كانا اى الاسمان معرفتين سواء كانتا متساويين فى المعرفة اولا

سلاماً

فاجعل ایّھما شئت مبتدأ والآخر خبرًا یعنی ایّھما قدّمتہ ھھنا فھو المبتدأ وایّھما اخرتہ فھو الخبر وحینئذ یجب تقدیم المبتدأ علی الخبر اذا لم یکن قرینۃ لانّہ لو اخّر یلزم الالتباس اذ ذاک قرینۃ معیّنۃ لکون احدھما مبتدأ والآخر خبرًا فیجوز تاخیرہ لعدم الالتباس نحو بَنُوْنَا اَبْنَاؤُنَا فانّ قولھم بنوابنائنا مبتدأ وبنونا خبرہ لانّہ لو جعل بالعکس لانقلب المعنی لانّ ابناء الابناء مُنْزَلُوْنَ منزلۃ الابناء لانّ الابناء منزلون منزلۃ ابناء الابناء وعلی ھذا القیاس قولھم ابو حنیفۃ ابو یوسفؒ فانّ ابو یوسفؒ مبتدأ وابو حنیفۃؒ خبر لانّ الغرض تشبیہ ابو یوسفؒ بابی حنیفۃؒ لا تشبیہ الثانی بالاول نحو اللہ الھنا وادم ابونا وکنا عمٌّ نبیّنا واما نحو زید المنطلق والمنطلق زید فما یقال فیھما انّ الاسم متعیّن للابتداء والصفۃ للخبر فغیر سدید لانّ الخبر یجوز اشتقاقہ وجمودہ علی الصحیح وقد یکون الخبر جملۃ لانّ الحکم کما یقع بالمفرد یقع بالجملۃ ولانّ تعریف الخبر یصدق علیھا وکلمۃ قد للتقلیل اشارۃ الی ان الاصل فی الخبر ان یکون مفردًا لانّہ احد جزئی الکلام ولانّہ اسرع قبولًا للربط والمراد بالمفرد ما لا یکون مرکبًا اسنادیًا فیدخل فیہ نحو حیوان ناطق وغلام رجل وضاربان وضاربون اسمیّۃ وھی التی یکون الجزء الاول منھا اسمًا نحو زید ابوہ قائم فزید مبتدأ وابوہ مبتدأ ثانٍ وقائم خبر المبتدأ الثانی والجملۃ الاسمیۃ خبر للمبتدأ الاوّل وفعلیۃ وھی التی یکون الجزء الاوّل منھا فعلًا نحو زید قام ابوہ فزید مبتدأ وقام فعل وابوہ فاعلہ والجملۃ الفعلیۃ خبر المبتدأ او شرطیۃ نحو زیدٌ ان جاءنی فاکرمتہ فزید مبتدأ وان جاءنی شرط واکرمتہ جزاؤہ والجملۃ الشرطیۃ خبر المبتدأ فاختلفوا فی وقوع الجملۃ الشرطیۃ خبرًا فذھب بعضھم الی ان الخبر ھو الشرط والجزاء جمیعًا لانھما بمنزلۃ جملۃ واحدۃ وذھب بعضھم الی انّ الخبر ھو الشرط او الجزاء وبعضھم الی انّ الجزاء وحدہ ومنھم من ذھب الی ان الجملۃ الشرطیۃ لا یصح وقوعھا خبرًا لانّ الامر والنھی وغیرھما من الانشاءات او ظرفیۃ سواء کانت ظرف زمان او مکان او جارًا ومجرورًا مجری الظرف کالجار والمجرور فانہ یجری مجری الظرف فی اقتضاء العوامل فاعلم انّ ظرف الزمان لا یصح وقوعہ خبرًا عن ذات لا یکون متجدّدًا فلا یصح ان یقال زید یوم الجمعۃ ویصح ان یقال الھلال یوم الجمعۃ وانّ حروف الجر التی تقع خبرًا عن المبتدأ انما ھی مِنْ والی وفی واللام والباء والکاف وعلی وعَنْ دون ما دونھا ثم اختلف النحاۃ فی الخبر الظرف فمنھم من ذھب الی ان الخبر ھو الفعل المقدّر والظرف القائم مقامہ ومنھم من ذھب الی ان الخبر ھو

الظرف النائب مقامہ الفعل المقدر ومنہم من ذہب الی ان الخبر ہو الفعل والظرف جمیعاً نحو زید خلفک وعمرو فی الدار فزید مبتدأ وخلفک خبرہ وکذا عمرو مبتدأ وفی الدار خبرہ اعلم ان النحویین اختلفوا فی تقسیم الجمل فمنہم من ذہب الی انہا اربعۃ اقسام وہی المشہورۃ المذکورۃ فی المتن ومنہم من ذہب الی انہا ثلثۃ اقسام وادرج الظرفیۃ فی المفرد ومنہم من ذہب الی انہا علی قسمین وادرج الشرطیۃ فی الفعلیۃ والظرفیۃ فی المفرد والظرف ای والخبر الظرف سواء کان ظرف زمان او مکان او ما یجری مجراہ متعلق بجملۃ ای بفعل مذکور او مقدر من الافعال العامۃ غالباً الدالۃ علیہ وہی الکون والثبوت والحصول والوجود ویجوز تقدیر فعل من الافعال الخاصۃ عند قرینۃ والظرف المتعلق بالمذکور یسمی ظرفاً لغواً لانہ اذا تعلق بالعامل المذکور کان العمل للعامل لا لہ فہو یلغو عن العمل والظرف المتعلق بالمقدر یسمی ظرفاً مستقراً بفتح القاف اسم مفعول لمتعلقہ لا لاستقرار ولان العامل العام اذا حذف انتقل ضمیرہ الی الظرف فیسمی مستقراً لاستقرار الضمیر فیہ وہذا اولی من الاول لانہ لا یلزم تقدیر العامل الماخوذ من الاستقرار بخصوصہ حتی یختص ہذا الاسم عند الاکثر ای عند اکثر النحاۃ وہی ای تلک الجملۃ ہکذا وجد فی کثیر من النسخ ووجد فی بعضہا وہو فتذکیرہ باعتبار الفعل لان ہذہ الجملۃ فعل او باعتبار متعلق الظرف ویجوز ان یرجع ہذا الضمیر الی الجملۃ بلا تأویل والتطابق بینہ وبین المرجوع الیہ غیر واجب لان الموءنث بالتاء علی نوعین احدہما ما لا یکون لہ مذکر کشبہۃ فان مذکرہ غیر مستعمل اذ لا یقال شبہ والثانی ما یکون لہ مذکر کقائمۃ فان مذکرہا مستعمل اذ یقال فی المذکر قائم ووجوب التطابق بین الضمیر والمرجوع الیہ انما ہو فی النوع الثانی لا فی النوع الاول ونحن بصدد من النوع الاول استقر مثلاً او حصل او ثبت تقول زید فی الدار تقدیرہ ای تقدیر ہذا الکلام زید استقر فی الدار لان اصل الفعل للفعل فتقدیرہ عاملا فی الظرف اخری ولانہ اذا وقع صلۃ یقدر بجملۃ لا محالۃ فکذا اذا وقع خبراً ولان الظرف المستقر یعمل بقیامہ مقام عامل فجعلہ فرعاً للفعل الذی ہو الاصل فی العمل اولی من جعلہ فرعاً لفرعہ وانما قال عند الاکثر لان الاقل من النحاۃ ذہبوا الی ان الظرف متعلق بمفرد وہو اسم الفاعل فتقدیر زید فی الدار زید مستقر فی الدار لان الاصل فی الخبر الافراد ولان المحذوف

لو کان فعلا لافاد نحو زید فی الدار التقوی ولیس کذلک ولان المحذوف عائد من الضمیر لانتقاله الی الظرف والقول یعری الاسم عنه اولی من القول بتعری الفعل عنه لانه یقال ان اسم الفاعل مع فاعله مرکب من مسند ومسند الیه فیکون کلاما وجملة لانا نقول حق اسم الفاعل ان لا یعمل لکونه اسما واصل الاسم ان لا یعمل الا انه لمشابهته الفعل یعمل لکن لما لم یکن عمله بالاصالة بل بالمشابهة فرض عمله کلا عمل ثم علی التقدیرین المذکورین یکون فی الظرف ضمیر عائد الی المبتدأ انتقل من المقدر الیه مرتفعا به بارتفاعه بالمنتقل منه یدل علیه مجیئ الحال منه نحو زید فی الدار قاعدا فان قاعدا حال من الضمیر فی الظرف لا مما فی الدار لو کان لصح تقدیمه وهو غیر صحیح وجواز الابدال عنه نحو قوله تعالی وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ علی الاکثر فان الوزن مبتدأ ویومئذ خبره والحق بدل من الضمیر الذی هو مستتر فی یومئذ ولا یجوز ان یکون الحق صفة للوزن للزوم الفصل بین الموصوف والصفة بالخبر حینئذ وهو ممتنع ولا یجوز ایضا ان یکون الحق خبرا للوزن ویومئذ متعلقا بالوزن لانه مصدر معرف بلام التعریف والمصدر المعرف بها لا یعمل الا قلیلا واذا عرفت ذلک فاعلم ان القول بتقدیر العامل فی الظرف سواء کان جملة او مفردا انما هو مذهب البصریین واما الکوفیون فالظرف عندهم لا یتعلق بشئ ولا یحتاج الی تقدیر شئ واختاره ابو العباس من المتاخرین ولا بد فی الجملة ای فی الخبر الجملة وکذا فی الخبر المفرد المشتق والمأول بان الضمیر فی المفرد غیر لازم کما فی المفرد الغیر المشتق نحو زید انسان الی آخره وانما خص الجملة بالذکر من ضمیر ای عائد من الجملة رابط لیعود الی المبتدأ فیربطها به وانما اشترط وجود العائد فیها لان الجملة من حیث هی هی مستقلة بنفسها مستغنیة عن الربط بغیرها واذا اردت تعلقها بشئ من المبتدأ او ذی الحال فلا بد فیها من عائد رابط یربطها به وهو اعم من ان یکون ضمیرا کما اشار الیه بقوله کالهاء فیما مر من الامثلة او غیرها کاللام فی نعم الرجل زید ووضع المظهر موضع المضمر کقوله تعالی اَلْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ وکون الخبر عین المبتدأ نحو قوله تعالی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وهذا زید قائم والشان زید عالم ومقولی زید فاضل وعموم اللفظ کقوله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا فان الثانیة مع معمولها یقع خبرا عن الاولی ولا ضمیر ههنا الا ان عموم مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا اقام مقام الضمیر لان مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا والَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ینتظمهما معنی واحد فبهذا العموم یربط الجملة باسم ان السابقة وخبر ان هو خبر المبتدأ

لانہا لا تدخل الا علی المبتدأ والخبر ولو قال من عائد بدل قولہ من ضمیر کما قال صاحب الکافیۃ وغیرہ لکان اولی لیکون شاملا لما ذکرنا من الروابط لان العائد اعم من الضمیر الا ان یقال صرح بالضمیر لکثرتہ بالنظر الی غیرہ من الروابط وانما اکتفی فی الجملۃ الواقعۃ خبرا بالضمیر وحدہ ولم یربط بالواو بخلاف الجملۃ الواقعۃ حالا لان الحال تاتی فضلۃ بعد تمام الکلام فاحتیج فی الاکثر الی زیادۃ رابطۃ بخلاف الخبر فانہ رکن الکلام فلا یحتاج الی زیادۃ رابطۃ واذا تقرر ہذا فاعلم ان الجملۃ الشرطیۃ ان کانت خبرا عن اسم لیس بشرط نحو زید ان یاتنی اکرمہ عمرا فیکفی عود ضمیر واحد وان کانت خبرا عن اسم الشرط نحو من یکرمنی اکرمہ فلا بد من ضمیر فی کل واحد من الجملتین المحکیۃ بعد القول نحو قال زید عمرو قائم فہو مفعولہ فی المعنی فلا یلزم عود الضمیر فیہا لان المفعول غیر الفاعل وانما یلزم عود الضمیر فی الجملۃ التی وقعت خبرا او صفۃ او صلۃ او حالا لانہا ما نفس الاول او بعض منہ فیجوز حذف ای حذف الضمیر الرابط ولا یجوز حذف غیرہ من الروابط فان کان لام العہد فلا یحذف لانہ لا ینساق الذہن مع الحذف الا الی الضمیر وان کان المظہر موضع المضمر فلنکتۃ فانہا تفوت مع الحذف وان کان الخبر عین المبتدأ فہو لا یقبل الحذف وانما یجوز حذف الضمیر عند وجود قرینۃ دالۃ علیہ دل کلام المصنف علی ان الحذف شائع کثیر کلما وجدت قرینۃ والامر لیس کذلک بل ہو مختص بالضمیر المجرور من اذا کان فی جملۃ اسمیۃ یکون المبتدأ منہا جزءا من مبتدأہا او اتا فی غیرہا ففی المرفوع لا یجوز الحذف وفی المنصوب والمجرور سماعی نحو السمن منوان بدرہم والبر الکر بستین ای منہ فان قولہ السمن مبتدأ ومنوان مبتدأ ثان وبدرہم خبر المبتدأ الثانی والجملۃ فی محل الرفع بانہ خبر المبتدأ الاول والضمیر محذوف تقدیرہ السمن منوان منہ بدرہم ومنہ فی محل الرفع بانہ صفۃ منوان وہو الذی یصح وقوعہ مبتدأ وانما حذف منہ لانہ لما ذکر السمن ثم جری ذکر منوان بدرہم بعدہ علم انہ منہ فاستغنی عنہ وکذلک قولہ البر الکر بستین فان البر مبتدأ والکر مبتدأ ثان وبستین خبر المبتدأ الاول والجملۃ فی محل الرفع بانہ خبر المبتدأ الاول والضمیر محذوف وہو منہ وانما حذف لانہ لما ذکر البر ثم الکر بستین بعدہ علم انہ منہ فاستغنی عنہ ومنہ فی ہذا المثال فی محل النصب بانہ حال وجاز تقدیمہ علی بستین وان کان عاملا معنویا وتقدیر الحال علیہ لا یجوز الا اذا کانت ظرفا لان لفظ الحال وہو منہ ایضا جار ومجرور فاشبہ الظرف ثم الکر اثنا عشر وسقا والوسق ستون صاعا والصاع اربعۃ امداد

ای فلا یحذف لنکتۃ ۱۲

والمدّ المنّ واعلم انّ الجملة الواقعة خبرا من الجمل التی لها محل من الاعراب منحصرة فی سبعة اقسام الخبر والحال والمفعول والمضاف الیه والشرط والجزاء الجازم وهو ما بعد الفاء واذا والتابع لمفرد والتابع لما لها محل من الاعراب وکذا الجمل التی لیس لها محلّ من الاعراب منحصرة فی سبعة اقسام المستأنفة ویسمی ابتدائیة کما تسمّی الجملة التی صدرها مبتدأ أو المعترضة والتفسیریة نحو قوله تعالی وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فجملة الاستفهام مفسر للنجوی والجاب بها القسم والواقعة جوابا للشرط غیر جازم کلو ولولا ولمّا وکیف أو جازم ولم یقترن بالفاء ولا باذا الفجائیة والواقعة صلة اسم او حرف والتابعة لما لا محل له من الاعراب وکلمة قد فی قوله وقد یتقدم الخبر علی المبتدأ للتقلیل اشارة الی ان الاصل فی الخبر ان یکون متأخرا لان بیان قلته یستلزم اصالة تاخیره فکأنّه قال والاصل فی الخبر ان یتأخر وقد یتقدم علی المبتدأ وانما کان الاصل فی الخبران یکون متأخرا لکونه صفة فی المعنی والصّفة لفظا ومعنی یجب ان یکون متأخرا فلا اقل من ان یکون اولی به ولکونه محکوما به وحق المحکوم به ان یکون متأخرا کما ان اصل المبتدأ التقدیم لکونه موصوفا فی اللفظ والمعنی والموصوف لفظا ومعنی یجب ان یکون مقدّما فلا اقلّ من ان یکون اولی به ولکونه محکوما علیه وحق المحکوم علیه ان یکون مقدّما فان قلت هذان الدلیلان یجریان فی الفاعل فینبغی ان یقدم علی الفعل ایضا قلت انما لم یقدم الفاعل لوجود المعنی والمقتضی انما یعمل اذا لم یکن هناک مانع ولما نع هناک کون الفعل عاملا وداعیا الی ذکره بعد ایراده ومرتبة العامل والدّاعی التقدیم علی المفعول وعلی ما دعی الیه نحو فی الدّار زید فزید مبتدأ وفی الدّار خبر مقدّم ویجوز ای ولا یمتنع ان یکون للمبتدأ الواحد اخبار کثیرة ای متعددة سواء کانت اثنین او اکثر لان الخبر حکم ویجوز ان یحکم علی شیء باحکام کثیرة کالصّفات وانما فسرنا الجواز ههنا بعدم الامتناع لان تکثّر الاخبار علی قسمین جائز وهو ما یتم المعنی بدونه نحو زید عالم فاضل ناصر واجب وهو ما لم یتمّ المعنی بدونه نحو الخلّ حلوّ حامض والابلق اسود ابیض ففسرنا الجواز بعدم الامتناع الشامل للوجوب والجواز لیتناول القسمین وانما قیّد المبتدأ بالواحد لانه لو لم یقیّده به لتبادر الذهن الی ما هو خلاف المقصود وهو بیان جواز تکثر الاخبار للمبتدأ المتعدد لان ذلک شائع کثیر لا یحتاج الی البیان ولذا اهمله والمقصود بیان

تکثیر الاخبار للمبتدأ الواحد لانہ قلیل یحتاج الی البیان ولذا تعرض لہ فقید المبتدأ بالواحد لئلا یتبادر الذھن الی غیر ذلک وتصریحًا بالمقصود ویجوز ان یکون المبتدأ متعددًا والخبر واحدًا نحو زید وعمرو رجلان ونحو الحلو والحامض من الطعوم ولم یتعرض فی جانب المبتدأ لکونہ قلیلًا فی الکلام فالتحق بالعدم ثم اعلم ان النحاۃ جعلوا المبتدأ منقسمًا الی قسمین قسم منہ ما یکون مسندًا الیہ ولہ خبر مسند الی ذلک المبتدأ کما عرفت وقسم منہ ما لم یکن مسندًا الیہ بل ھو مسند الی فاعلہ ھو قائم مقام خبر المبتدأ وما التجرید عن العوامل اللفظیۃ فشرط فیہما فالشیخ رحمہ اللہ فرغ عن بیان القسم الاول للمبتدأ شرع فی بیان القسم الثانی استیفاءً للقسمین بالبیان فقال واعلم ان لھم ای للنحاۃ قسمًا اخر من المبتدأ ای غیر الذی مر فیما سبق وھو الذی یسمی مسندًا الیہ لیس مسندًا الیہ صفۃ للقسم الاخر للمبتدأ واحترز بھذا القید عن القسم الاول للمبتدأ اعلم ان القسم الثانی من المبتدأ انما اعترف بہ النحاۃ للضرورۃ فانہ لولم یعترفوا بہ وجہًا من الاعراب سوی الابتداء وتابعہم المصنف رحمہ اللہ والشیخ ابن الحاجب وقال بعضھم فی توجیہ رفعہ انہ خبر المرفوع بعدہ وتکلف فی نحو قائم الزیدان بان اسناد قائم الی الزیدان فوضع المظھر موضع المضمر فقال قائم الزیدان ثم اقتصر علی حرفھما تحرزًا عن التکرار فصار قائم الزیدان فارتکب ذلک التکلف فرارًا عن جعل المسند مبتدأ فاقتصروا ذلک فی بیان المبتدأ علی القسم الاول وتابعہ العلامۃ النحریر سعد الملۃ والدین التفتازانی رح وھو ای القسم الاخر من المبتدأ صفۃ ھی اعم من ان تکون مشتقۃ کناصر ومنصور وکریم او ما یجری مجراھا کالاسم المنصوب نحو مصری فانہ جار مجری المشتقۃ فی توافق المعنی لان نحو مصری یدل علی ذات مبھمۃ ما خوذۃ مع بعض اوصافھا کناصر وقعت بعد حرف النفی کما او لا وان النافیۃ نحو ان ضارب الا عمرو ولو قال بعد النفی لکان انصر واشمل لان الشرط ھو الاعتماد علی النفی دون حرفہ سواء کان النفی مستفادًا من حرفہ او مما ھو بمعناہ کما قائم الزیدان ای ما قائم الا الزیدان او من حرف یجری مجری حرفہ نحو غیر قائم الزیدان لانہ بمنزلۃ ما قائم الزیدان نحو ما قائم زید مثال للصفۃ التی وقعت بعد النفی فالصفۃ فیہ مبتدأۃ ولیست بمسندۃ الیہا وزید فاعلہا الساد مسد الخبر فی اتمام الجملۃ ویجوز ان یکون الصفۃ خبرًا وبعدھا مبتدأ وبعد حرف الاستفہام وقیل لا نحو اقائم زید مثال للصفۃ التی وقعت بعد حرف الاستفہام فالصفۃ فیہ مبتدأۃ

ولیست بمسندۃ الیھا وزید فاعلھا السادّ مسدّ الخبر فی اتمام الجملۃ ویجوز ان یکون الصفۃ خبرا وما بعدھا مبتدأ وانما قیّد الصّفۃ بوقوعھا بعد حرف النفی او الاستفھام لیتحقق الاعتماد واحترز بہ عن نحو قائم زید فان الصّفۃ فیہ لیست بمبتدأۃ لعدم الاعتماد خلافا للاخفش والکوفیین وانما اشترط اعتمادھا علی احد ھذین الحرفین لانھا اذا اعتمدت علی غیرھما کانت جاریۃً علی صاحبھا خبرًا او صفۃً او حالًا فلا یکون مبتدا بشرط ان ترفع تلک الصّفۃ اسمًا ظاھرًا ای غیر مضمر مستتر بالحمل علی عموم المجاز او بارادۃ المعنی اللّغوی منہ لیدخل فیہ مثل قولہ تعالی اَرَاغِبٌ اَنْتَ وَاقائمٌ اَبُوہُ زَیْدٌ لان المضمر المنفصل غیر مستتر ویخرج عنہ مثل قائم الزیدان لان الصّفۃ فیہ ترفع مضمرًا مستترًا فلم یکن مبتدأۃ بل خبرًا کذا فی بعض شروح الکافیۃ ولقائل ان یقول لا یصح ھذا الحدّ بعد ھذا التعمیم وارادۃ المعنی اللغوی من الظاھر ایضًا لانہ ینتقض جمعًا بانہ لم یصدق علی صفۃ ترفع مضمرًا مستترًا عائدًا الی الفاعل فی باب التنازع نحو ضارب ومکرم زیدًا اذا اعمل الثانی علی مذھب البصریین وینتقض منعًا بنحو اقائم ابوہ زید فان زیدًا مبتدأ واقائم خبرہ مع انہ یصدق علیہ الحدّ للقسم الثانی من المبتدأ فلم یکن مانعًا واجیب عن ھذا بان المراد بوقوع الصفۃ بعد حرف النفی او الاستفھام ان تعتمد علیہ فی العمل وفی المثال المذکور اعتمدت علی المبتدأ فی العمل او بان القائم فیہ مبتدأ وابوہ فاعلہ السادّ مسدّ خبرہ وھذہ الجملۃ خبر زید فیکون اقائم قسمًا ثانیًا للمبتدأ فی الجملۃ فلا اشکال ثم الجار والمجرور فی قولہ بشرط ان ترفع حال من ضمیر وقعت ای صفۃ وقعت حال کونھا متلبسۃ بشرط الخ وخبر مبتدأ محذوف ای وھی متلبسۃ بشرط الجملۃ حالیۃ ومعترضۃ نحو ما قائم الزیدان واقائم الزیدان ھذان المثالان للصّفۃ التی وقعت بعد حرف النفی وحرف الاستفھام فھی مبتدأۃ ولیست بمسندۃ الیھا والزیدان فاعلھا السادّ مسدّ الخبر فی اتمام الجملۃ بخلاف مبتدأ محذوف تقدیرہ ھما وھذان ای المثالان متلبسان بخلاف ما قائمان الزیدان فان الصّفۃ فیھما ترفع مضمرًا مستترًا عائدًا الی الزیدان ولو کانت رافعۃ للظاھر لما جاز تثنیتھا لما عرفت من ان رافع الفاعل اذا کان مسندًا الی الظاھر وجب توحیدہ فلا یکون الصّفۃ الّا خبرًا اعلم ان اسماء الافعال عند من جعلھا مبتدأۃ داخلۃ فی القسم الثانی من المبتدأ واقاعدٌ وقوعھا بعد حرف النفی وحرف الاستفھام فلکونھا عاملۃ بدون الاعتماد وبخلاف الصّفۃ فیکفی وقوعھا مبتدأ او کونھا مشارکۃ للقسم

الاول فی کونہا اسماً مجرداً عن العامل اللفظیۃ کما کانت کذلک ثم لما فرغ عن بیان المبتدا والخبر شرع فی بیان خبر ان واخواتہا وہو القسم الخامس من المرفوعات فصل خبر ان واخواتہا ای اشباہ ان وامثالہا وہی خمسۃ ان وکأن ولکن ولیت ولعل فہذہ الحروف تدخل علی المبتدأ والخبر فتنصب المبتدأ ویسمی اسم ان واخواتہا وترفع الخبر ویسمی خبر ان واخواتہا فخبر ان وخبر اخواتہا وہو المسند جنس یتناول کل ما ہو مسند کخبر المبتدأ وخبر کان وغیرہما وقولہ بعد دخولہا ای بعد دخول احدی الحروف علیہ فصل یخرج ما ذکرنا من الاشیاء ومعنی دخولہا علیہ ورودہا علیہ لاعطائہا حکمہا اللفظی لمدخولہا فلا یشکل الحد بنحو یضرب فی قولک ان زیداً یضرب اخوہ فان یضرب فیہ من حیث انہ مسند الی اخوہ لا یکون مما دخل علیہ ان بالمعنی المذکور بل انما دخلت بذلک المعنی علی الجملۃ اعنی یضرب مع فاعلہ وہذا الجواب یغنی عما اجاب بہ بعضہم من ان المراد بالمسند المسند الی اسماء ہذہ الحروف لاحتیاجہ الی تکلف بعید لان المتبادر من المسند ہو المسند المطلق لا المسند الی اسماء ہذہ الحروف علی انہ یلزم حینئذ استدراک قولہ بعد دخولہا والی ہذا اشار فی الفوائد الضیائیۃ نحو ان زیداً قائم وان قائم مسند بعد دخول ان وحکمہ ای حکم خبر ان واخواتہا فی اقسامہ ای فی کونہ مفرداً او جملۃ اسمیۃ کانت او فعلیۃ او شرطیۃ او ظرفیۃ او معرفۃ او نکرۃ وفی احکامہ من وقوعہ متعدداً او متوحداً او مثبتاً او منفیاً او محذوفاً وفی شرائطہ من وجوب العائد عند کونہ جملۃ او مفرداً مشتقاً او ما وہ لا بد لفظاً او تقدیراً وعدمہ عند عدمہ کحکم خبر المبتدا ولا یجوز تقدیمہ ای تقدیم خبر ان واخواتہا علی اسمہا ہذا شروع فی ما یخالف بہ خبر ان واخواتہا خبر المبتدأ وقد ثبت المخالفۃ بینہما من وجہین احدہما انہ لا یجوز تقدیم خبر ان واخواتہا علی اسمہا اذا لم یکن ظرفاً فلا یقال ان قائم زیداً ویجوز تقدیم خبر المبتدأ علیہ کما عرفت وانما لا یجوز تقدیم خبر ان واخواتہا علی اسمہا لکراہتہم ان یجعلوا ہذہ الحروف متصرفۃ تصرف الافعال او تنبیہاً علی ان عملہا عمل الفعل الفرعی اذ عملہا فرعی او علی القصور بینہما وبین ما شبہت بہ من الفعل والثانی ان لا یجوز ان یقع اسم مفرد فیہ معنی الاستفہام خبراً عن ہذہ الحروف فلا یقال ان این زید ویجوز ان یقع خبراً عن المبتدأ نحو این زید الا اذا کان ظرفاً ای لا یجوز تقدیم خبر ان واخواتہا علی اسمائہا فی جمیع الاوقات الا وقت کونہ ظرفاً فحینئذ یجوز تقدیم الخبر علی الاسم اذا کان معرفۃ نحو ان فی الدار زیداً او نحو قولہ تعالی ان الینا ایابہم ویجب اذا کان نکرۃ نحو قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان من

البيان لسحرا وان من الشعر لحكمة وانما جاز تقديم الخبر على اسمها اذا كان معرفة لمجال التوسع في الظروف حيث اتسعوا فيها مما لم يتسعوا في غيرها لكثرة وقوعها في كلامهم ويتبغي ان يعلم ان الخبر الظرف لا يتساوى خبر المبتدأ في التقديم لان خبران اذا كان ظرفا يتقدم ترتقدما غالبا شائعا حتى يكاد ان لا يجوز تاخيره سواء كان الاسم معرفة او نكرة وليس خبر المبتدأ كذلك وايضا خبران اذا كان ظرفا مقارنا لالام الابتداء لا يتقدم على لا يزول صدارته نحو ان زيدا لفي الدار ثم اعلم ان البصريين ذهبوا الى ارتفاع خبران بهذه الحروف والكوفيون ذهبوا الى ارتفاعه بما ارتفع به عند كونه نحو المبتدأ ولما فرغ عن بيان خبران واخواتها شرع في بيان اسم كان و اخواتها وهو القسم السادس من المرفوعات **فصل** اسم كان واخواتها لم يذكر الشيخ ابن الحاجب اسم كان في المرفوعات على حدة لانه ادرجه في الفاعل لانه فاعل عنده وليس بملحق به فذهب بعض النحاة الى انه ملحق بالفاعل وليس بفاعل لانتفاء ما يلزم بالفاعل فيه وهو تمام الكلام به واختاره المرحوم فادرجه في الفاعل بل ذكره على حدة وهي كان وصار واصبح وامسى واضحى وظل وبات وراح وعاد وغدا وراح وما زال وما انفك وما برح وما فتئ وما دام وليس فهذه الافعال الناقصة وما اشتق منها تدخل ايضا على المبتدأ والخبر فترفع المبتدأ ويسمى اسم كان واخواتها وتنصب الخبر ويسمى خبر كان واخواتها فاسم كان واخواتها هو المسند اليه جنس يشمل كل ما هو مسند اليه كالمبتدأ واسم ما ولا المشبهتين بليس وغيرها وقوله بعد دخولها اى بعد دخول تلك الافعال يخرج به الاشياء المذكورة وبما سبق من معنى الدخول لا يشكل الحد باخوة في كان زيد يضرب اخوة نحو كان زيد قائما فان زيدا مسندا اليه بعد دخول كان ويجوز في الكل اى في هذه الافعال بلا خلاف بين النحاة تقديم اخبارها على اسمائها انما الافعال وقد جاء تقديم المنصوب على المرفوع لقوتها في العمل نحو كان قائما زيد وكان اخاك صديقك وكان خيرا من زيد شر من عمرو وهذا اذا كان اعراب كل من الاسم والخبر او احدهما لفظيا لعدم الالتباس حينئذ بخلاف ما اذا كانا مقصورين نحو ما كان عيسى موسى فانه يتعين فيه الاول للاسمية بقرينة لفظية او معنوية وعلى نفس الافعال عطف على اسمائها اى ويجوز تقديم اخبارها على نفس تلك الافعال ايضا كما يجوز في الكل تقديم اخبارها على اسمائها الا ان ذلك الاتي بل في التسعة الاول اجمع الاولى وحتى من كان الى اليوم نحو قائما كان زيد وعلى ما ١٣ ر يقياس امثلة البواقي من

اسم كان واخواتها

الافعال التسعة وانما جاز تقديم الاخبار على نفس الافعال لكون العامل فعلا وهو عامل قوي يصح تقديم معموله عليه ولا مانع يمنع تقديمه عليه ولا يجوز ذلك اي تقديم الاخبار على نفس الافعال في ما اي في فعل يكون في اوله ما مصدرية كما في ما دام او نافية كما في نظائرها وانما لم يجز تقديم الاخبار على نفس ما في اوله ما لوجود المانع وهو كون ما مصدرية او نافية لان كليهما يمنع تقديم ما في حيزهما عليهما لان ما المصدرية وحرف النفي يستحقان الصدارة خلافا لابن كيسان في غير ما دام لعدم المانع معنى لتاويله اياها بالمثبت لان معنى هذه الافعال النفي ودخول ما النافية عليها يدل على الاثبات لان نفي النفي اثبات فكانت بمنزلة كان فمعنى ما زال زيد عالما كان زيد عالما دائما واجيب بان صورة ما التي يستحق الصدارة كافية في منع تقديم اخبارها عليها واذا كان ذلك فلا يقال قائما ما زال زيد بتقديم الخبر على نفس الفعل وهو ما زال وفي ليس اي في تقديم خبر ليس على نفسه خلاف اي خلاف النحاة فقد ذهب سيبويه الى ان حكمه حكم ما في اوله ما لكونه بمعنى النفي وامتناع تقديم معمول المنفي عليه وذهب اكثر البصريين الى ان حكمه حكم كان لعدم كون ما في اوله وباقي الكلام في هذه الافعال يجيء في القسم الثاني وهو الفعل ان شاء الله تعالى ثم لما فرغ عن بيان اسم كان واخواتها شرع في بيان اسم ما ولا المشبهتين بليس وهو القسم السابع من المرفوعات فقال

فصل اسم ما ولا المشبهتين بليس من حيث النفي والدخول على المبتدا والخبر يرتفع بهما الاسم عند الحجازيين لذلك الشبه وعند بني تميم اسمهما يرتفعان بالابتداء وهو المسند اليه جنس يتناول لكل ما هو مسند اليه وقوله بعد دخولهما اي بعد دخول هذين الحرفين فصل احترز به عن غيره من المسند اليه وبهما مر من معنى الدخول لا يشكل احد باخوه في مثل ما زيد يضرب اخوه ايضا نحو ما زيد قائما ولا رجل افضل منك فزيد ورجل كل واحد منهما اسم مسند اليه بعد دخول ما ولا ويختص لا بالنكرة وبعرفا بالمعرفة والنكرة اشارة الى الفرق بين ما ولا فالفرق بينهما من ثلثة وجوه احدها ان لا لا تدخل في المعارف بل يختص دخولها بالنكرات وهو قليل ايضا بخلاف ما فانها تدخل في المعارف والنكرات والثاني ان لا للنفي مطلقا وما للنفي الحال والثالث ان لا لا يجوز دخول الباء في خبرها وبخلاف ذلك في خبر ما ولهذا كان مشابهتها بليس اكثر مشابهة لانها اذا ليس لنفي الحال يجوز دخول الباء في خبرها كذلك فتدبر اعلم ان لا في قوله تعالى قالوا لا ضير

اسم ما ولا المشبهتين بليس

حِينَ مَنَاصٍ هي لا المشبهة بليس زيدت عليها تاء التانيث كما زيدت فى رُبَّة وثمّة للتاكيد واختلف بذلك حكمها حيث اختصّ دخولها على الاحيان ولا يكون من معموليها الا واحدٌ او لم يجز ظهورهما معًا وهذا ما ذهب اليه الخليل وسيبويه وذهب الاخفش الى انّ لا هي لا النافية للجنس زيدت عليها التاء وخصّ دخولها بالاحيان ايضًا وقوله حِينَ مَنَاصٍ منصوب بها وخبره محذوف اى ولات حين مناص لهم عندهم وروى عنهما انها غير عاملة والنصب بعدها باضمار فعل ولات كان حين مناص وعندهما انه منصوب على انه خبر واسمها محذوف اى ولات الحين حينَ مناصٍ بمعنى ليس الحين حين مناص وقد جاء رفع الحين بعدها على حذف الخبر اى ليس حين مناص موجود ثم لما فرغ عن بيان اسمها ولا المشبهتين بليس شرع فى بيان خبر لا النفى الجنس ويسمّى لا هذا لا التبرية ايضًا وهو القسم الثامن من المرفوعات فقال **فصل** خبر لا الكائنة لنفى الجنس اى لنفى الحكم عن الجنس وصفة عند ذلك رجل قائم مثلا لنفى القيام عن جنس الرجل لا لنفى جنس الرجل نفسه ذلك فى بعض الشروح هذا وان كان مسلّمًا لكن الشائع الكثير فى خبر لا هذه ان يكون من الافعال العامّة كالوجود والكون والثبوت والحصول ولا شك انّ نفى الوجود عن الشئ هو نفى نفس الشئ فيكون نفى الوجود عن الجنس هو نفى نفس الجنس فلذلك قالوا لا لنفى الجنس فهذه التسمية تامّة تكون بملاحظة حال بعض الافراد والاطراد فى وجه التسمية به غير لازم فعلى هذا لا حاجة الى ما ذكره فى بعض الشروح لانه صرف عن الظاهر اذ العبارة الصحيحة على ظاهرها وهو المسند جنس يتناول كل ما هو مسند قوله بعد دخولها اى بعد دخول لا فصل خرج به غير المحدود وانطبق الحدّ على المحدود وبما مضى من معنى الدخول لا ينتقض الحدّ بنحو يضرب فى مثل لا رجل يضرب اخوه نحو لا رجل قائم فان قائم مسند بعد دخول لا اعلم انّ النحاة اتفقوا على انّ لا هذه ناصبة لاسمها الذى يليها واختلفوا فى رفع خبرها فمنهم من قال انّ لفظه مرفوع بما رفع به قبل دخول لا وهو قول سيبويه فهذا هي مع اسمها فى محل الرفع بالابتداء وما بعدها خبر المبتدأ وقال الاخفش والمبرّد والزمخشري انه مرفوع بها ثم لما فرغ عن بيان المقصد الاول المشتمل على بيان المرفوعات شرع فى بيان المقصد الثانى المشتمل على بيان المنصوبات فقال **المقصد الثانى فى المنصوبات** ذكرها عقيب المرفوعات لاشتراكها فى ان العامل الواجد يعمل فيهما نحو ضرب زيد عمرًا وانّ المنصوب فى اللفظ قد يكون مرفوعًا فى المعنى وبالعكس كما فى باب المفاعلة نحو ضارب زيد عمرًا ولهذا كانت احقّ بالتقديم

خبر لا النفى الجنس

المقصد الثانى فى المنصوبات

على المجرورات وليكونها كثيرة لانّ كثرة الشيء المقصود بالبيان يقتضي كثرة الاهتمام بذكر ذلك الشيء وكثرة الاهتمام بذكر ذلك الشيء يوجب تقديمه وليكون النصب خفيفا باعتبار الفتحة التي هي الاصل في اعراب النصب والخفيف يعلو على الثقيل ثم واحد المنصوبات منصوب لا منصوبيته لما تقدّم وهو ما اشتمل على علم المفعولية وهو الالف والنصب والياء ويرد على عكس هذا الحد مثل رايت مسلماتٍ لانه منصوب مع انه غير مشتمل على علم المفعولية وعلى طرده مثل مررت بمسلمين فانه مشتمل على علم المفعولية وهو الياء والحال انه غير منصوب والجواب عن الاول بان النصب قد يكون بصورة الجر فنحو مسلمات منصوب بالنصب الذي هو صورة الجر وعن الثاني بانّ المراد بما اشتمل على علم المفعولية بلا دخول الجار عليه والمراد بالالف النائبة مناب الرفع والياء النائبة مناب النصب فلا يرد الف التثنية في مثل قام لزيدان ولا الياء في مررت بمسلمين لانّ الاسماء المنصوبة اثنا عشر قسما المفعول المطلق والمفعول به والمفعول فيه والمفعول له والمفعول معه وقد اشتد الشاعر بهذه المفاعيل الخمسة بقوله شعر

حمدت حمدا حامدا وحميدا رعاية شكره دهرا مديدا

وزاد السّيرافي مفعولا سادسا سمّاه مفعولا عنه نحو قوله تعالى واختار موسى قومه اي من قومه وردّ عليه بانه لو صحّ ذلك لصحّ ان يقال مفعولا اليه في قولك خلصت البيت اذا صله دخلت الى البيت وان يقال مفعولا عليه في قول الملتمس ع ابيت جنب الفراق والدهر طاعه اي على جنب الفراق فحذف الجار والمجرور او صل الفعل ولم يقل به احد او اسقط الزجاج المفعول معه والمفعول له وادخل الاول في المفعول به والثاني في المفعول المطلق والحال والتمييز والمستثنى واسم ان واخواتها وخبر كان واخواتها والمنصوب بلا التي لنفي الجنس وخبر ولا المشبهتين بليس لما فرغ عن تعداد المنصوبات شرع في تعريفاتها وتفصيل كل منها فقال **فصل** المفعول المطلق يسمّى مطلقا لكونه مفعولا بالحقيقة دون ما عداه ولعدم تقييده بحرف من الحروف وانما ابتدأ بالمفاعيل لكونها اصل المنصوبات في النصب وسائر المنصوبات محمول عليها فيه ثم ابتدأ منها بالمفعول المطلق لانه مفعول ينتصب بلا تقييده بحرف بخلاف المفعول به فانه تارة يقيّد بالحرف فاخر عنه ثم ذكر المفعول به مقدما على المفعول فيه والمفعول له والمفعول معه جميعها بتقيّد بالحرف الا انه في المفعول فيه قد يوجد محذوفا على وجه اللزوم كما في لازم النصب وقد يوجد في اللفظ بلا واسطة البتة فجاء تقديمه على المفعول له الذي يسوغ ذكره للواسطة في كل من افراده ثم قدّمه على المفعول معه الذي يجب

المفعول المطلق

فیہ ذکر الواسطۃ وھو ای المفعول المطلق مصدر حقیقۃً او حکمًا فلا یرد مثل تربًا بمعنی التراب وجندلًا بمعنی ارض ذات حجارۃ لانہ اسم الحدث حکما وان کان اسم العین حقیقۃ اذ کل واحد منھما دعاء وفی الدعاء لم یقصد بھما المعنی الحقیقی بل قصد المعنی المجازی وھو الاھلاک لان الدعاء یقتضی الفعل فاجریا مجری المصدر فاذا قال من دعا ترابًا وجندلًا فکانہ قال ھلکت ھلاکًا بالتراب والجندل بمعنی فعل مذکور قبلہ ای قبل المصدر سواء کان مذکورا حقیقۃً نحو ضربتُ او حکمًا نحو فَضَرْبَ الرِّقَابِ اذ التقدیر فاضربوا ضرب الرقاب او اسمًا مشتملا علی معنی الفعل نحو زید ضاربٌ ضربًا واحترز بہ عن المصدر الذی لم یکن الفعل مذکورا قبلہ لا حقیقۃً ولا حکمًا نحو الضرب واقع علی زید وعن مثل قیامی فی کرھت قیامی لانہ وان کان مصدرًا او الفعل مذکورا قبلہ لکنہ لیس بمعنی ذلک الفعل کان معنی القیام غیر معنی الکراھۃ فان قیل ان سوطا فی قولک ضربتُ سوطًا مفعول مطلق مع انہ لیس بمعنی فعل مذکور قبلہ قیل اصل ضربتہ ضربًا بالسوط او ضربتہ ضرب سوطٍ فکان بمعنی فعل مذکور قبلہ تقدیرًا فان قیل لم لا یجوز ان کراھتی فی کرھتُ کراھتی ان صدرت عن المتکلم بعد صدور الفعل المذکور قبلہ فھو المفعول المطلق وان صدرت عنہ قبل صدور الفعل المذکور قبلہ والصادر عن المتکلم الذی یصدر عنہ ھذا الفعل کراھتہ تلک الکراھۃ فھو المفعول بہ فان قیل یدخل فی تعریف المفعول المطلق ما ھو قائم مقام الفاعل نحو ضُرِبَ ضربٌ شدیدٌ فیجب ان ینتصب لانہ انما عرف لینصب کما ان الفاعل انما عرف لیرفع قلنا انہ وان کان داخلا فی التعریف الا ان نصبہ غیر واجب لانہ انما عرف لینتصب لکن بعد ان یعلم ان قسمًا منہ یجب نصبہ الا اذا قام مقام الفاعل فکانہ قال وھو منصوبٌ الا فی الموضع الذی قد علمت انہ مرفوع فیہ فقد جاء مثل ھذا فی المفعول بہ والمفعول فیہ وکذلک فی التمییز فان قسمًا منہ مخفوض وفی المستثنی فان قسمًا منہ مرفوع علی البدلیۃ والفاعلیۃ وقسمًا منہ مجرور کما اذا کان بعد غیر وسوی وسواء وبعد حاشای لا کثر وان کان الغرض من تعریفھا تعریف نفسھا الا ان ذلک غیر مضر کما ذکرناہ ویذکر ای المفعول المطلق للتاکید اذا لم یکن مدلولہ تاکیدًا علی مدلول الفعل نحو ضربتُ ضربًا او یذکر لبیان العدد ای الوحدۃ او الکثرۃ اذا کان مدلولہ العدد سواء کان العدد مفھومًا من لفظ المصدر نحو جلست جلسۃً او جلستین بفتح الجیم ای جلسۃ مرۃ واحدۃ او مرتین او جلسات ای مرات کثیرۃ او من صفۃ نحو ضربتہ ضربًا کثیرًا او یذکر لبیان النوع اذا کان مدلولہ بعض انواع الفعل نحو جلست جلسۃ القاری للسر الجمیل وقد یکون

ای المفعول المطلق من غیر لفظ الفعل المذکور قبله هذا علی قول المبرد والکسائی وعلی قول سیبویه یجب ان یکون المفعول من لفظ فعله فقوله جلوسًا فی نحو قعدت جلوسًا منصوبٌ بقعدتُ علی قولهما وعلیه الاکثرون ویجلستُ المقدر علی قوله ثم هذا التمثیل انما یصح اذا کان القعود والجلوس مترادفین ولم یکن بینهما فرق باختصاص القعود بما بعد القیام والجلوس بما بعد الاضطجاع ولما کان المعلوم من حد المفعول المطلق ومن مواضع استعماله ان کون المفعول المطلق مصدرًا الفعل الذی هو عامله ذکر هذا الکلام تنبیهًا علی ان المصدر الذی هو مفعول مطلق قد یکون مغایرًا للمصدر الذی اشتق منه العامل وهذه المغایرة اما بحسب جوهر الحروف نحو قعدتُ جلوسًا واما بحسب الباب نحو قوله تعالی وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا او نقول اورده اشارة الی تقسیم اخر للمفعول المطلق بذکر احد القسمین وترک الاخر علی المقایسة او دفعًا لتوهم من یتوهم ان کونه للتاکید یقتضی وجوب ان یکون بلفظ فعله لان التاکید المعنوی یکون بالفاظ مخصوصة واللفظی لا یکون من غیر لفظ المؤکد او اشعارًا بانه لیس تابعًا لسیبویه فی هذه القاعدة بل کان مخالفًا له وقد یحذف فعله ای عامله المنتصب له حتی یعلم حذف عامل المفعول المطلق اذا کان اسمًا ایضًا لقیام قرینة ای وقت حصول قرینة حالیة او مقالیة جوازًا منصوب علی انه صفة مصدر محذوف ای یحذف حذفا جائزًا للایجاز والاختصار مع حصول الغرض بالقرینة کقولك خبر مبتدأ محذوف والقول بمعنی المقول ای مثل مقولك للقادم ای الذی قدم من السفر خیر مقدم فان خیرا اسم تفضیل مخفف اخیر ولا یتغیر فی التثنیة والجمع والتانیث تقول فلان خیر الرجال وفلانة خیر النساء ومصدریته اتیا باعتبار الموصوف کما بینه بقوله ای قدمت قدومًا خیر مقدم ثم حذف الموصوف واقیم الصفة مقامه فاخذ حکمه واتیا باعتبار المضاف الیه لان اسم التفضیل له حکم ما اضیف الیه وانما جاز حذف الفعل ههنا بقرینة دالة مشاهدة الحال علیه لان هذا القول لا یقال الا لمن ظهر علیه امارات القدوم وجوبًا عطف علی قوله جوازًا فالمعنی وقد یحذف فعله ای عامله الناصب له لقیام قرینة وجوبًا ای حذفًا واجبًا سماعًا نحو سقیًا وشکرًا وحمدًا ورعیًا ای سقاك الله سقیًا وشکرتك شکرًا وحمدتك حمدًا ورعاك الله رعیًا وانما وجب حذف افعال هذه المصادر طلبًا للتخفیف لکثرة استعمال هذه المصادر علی المستهم ولوجود القرینة الدالة وهی دلالة الحال

فانّ سقیًا مثلًا انما یقال لمن یستحق ان یدعی بالخیر فدلّت الحال علی انّ التقدیر سقاک
اللہ سقیًا لا یقال کیف یجب حذف ھذہ الافعال وقد جاء اظھارھا کما قالوا سقاک
اللہ سقیًا وشکرتک شکرًا وحمدتک حمدًا لانا نقول ذلک کلام المحدثین المولدین و
لیس بکلام العرب ونحن بصدد ہ فھو کلامھم علی انّ بعض النحاۃ قد ذھب الی انّ
الحذف انما یجب اذا کان استعمال ھذہ المصادر بالّلام نحو سقیًا لہ وشکرًا لہ وحمدًا لہ
وحینئذ لا یتّجہ الاشکال اصلًا ثمّ لما فرغ عن بیان المفعول المطلق شرع فی بیان المفعول
بہ فقال **فصل** المفعول بہ الجار والمجرور فی الاصل کان مفعول والرسیم فاعل للمفعول
ای الفعل الذی فعل بہ ثم صار بہ فی الاصطلاح بعضًا للاسم المصطلح بہ والضمیر المجرور
راجع الی اللام الموصول فی المفعول وعلی ھذا القیاس المفعول فیہ والمفعول لہ والمفعول
معہ وھو اسم ما وقع علیہ فعل الفاعل ای تعلّق بہ الفعل بحیث لا یتصوّر الّا بہ نفیًا
کان او اثباتًا ولھذا لم یکن المفعول بہ الّا للفعل المتعدّی فیدخل فیہ نحو خلق اللہ تعالی
العالم وما ضربت زیدًا فانّ العالم وزیدًا تعلّق بھما الفعل بحیث لا یتصوّر الّا بھما وقال
بعض المحققین لا مانع من القول بوقوع الخلق علی العالم ولکن وقوعہ لا یستدعی وجوبہ
بل امکانہ وکذا لیس المراد بالوقوع النسبۃ الایجابیۃ حتی یرد ما ضربت زیدًا بل المراد وقوع
النسبۃ اعمّ من ان یکون سلبیۃ او ایجابیۃ ثمّ اعلم انّ تعلق الفعل بالمفعول بہ امّا بغیر
واسطۃ حرف الجر فیکون واحدًا کضربت زیدًا فصاعدًا کاعطیت زیدًا درھمًا واعلمت
زیدًا عمرًا فاضلًا وامّا بواسطۃ حرف الجرّ کمررت بزید ویسمّی ظرفًا ایضًا وان کان المفعول مع
واسطۃ عاملین وھما الفعل والجار فان کانا ملفوظین یظھر عمل الجار لکونہ اقرب ولا یظھر
عمل الفعل ای النصب اذ الاسم الواحد لا یقبل اعرابین لکن یضرّ نصبہ فی تابعہ لذلک
یجوز فی المعطوف الجرّ وھو الاجود والنصب بتقدیر فعل موافق للفعل فی معناہ متعدّ
بنفسہ فتقول مررت بزید وعمرو وان شئت قلت وعمرًا بالنصب ویکون التقدیر جاوزت
عمرًا وان کانا مقدرین کما فی قولک خیر بالجرّ لمن قال لک کیف اصبحت فالظاھر الجرّ بفیًا
لانّ المقدّر کالملفوظ وان کان الجار ملفوظًا دون الفعل نحو باللہ وان کان الفعل ملفوظًا
دون الجار نحو قولہ تعالی واختار موسی قومہ فالظاھر عمل الفعل لانتفاء ما یمنع ظھور
عملہ وقد اختلف النحاۃ فی ناصب المفعول بہ فذھب سیبویہ الی ان ناصبہ الفعل وذھب
ھشام الی انہ الفاعل والفرّاء الی انہ مجموعھما والبعض الی انہ الفاعلیۃ وھی امر معنویّ وقد
یتقدّم علی الفاعل کضرب عمرًا زید قد ذکر ھذہ المسئلۃ فی بحث الفاعل فلا حاجۃ الی ذکرہ

المفعول بہ

وجودہ

ان

ثانیًا فالاولی ان یبدل بیانہا بیان مسئلۃ تقدیم المفعول علی الفعل کما فعلہ غیرہ الا ان یقال ذکرھذہ المسئلۃ ھھنا من حیث انہا من احکام المفعول و ذکرھا تتمۃ من حیث انہا من احکام الفاعل وقد یحذف فعلہ ای عاملہ الناصب لہ حتی یعلم حذف عاملہ اذا کان شبہ الفعل ایضًا لکن یجب ان ینبہ علی ان العامل اعم فی المحذوف جوازًا و فی ما اضمر عاملہ واقعًا فی المحذوف وجوبًا سماعیًا و فی المنادی و المندوب و التحذیر فالعامل المحذوف ھو الفعل لقیام قرینۃ ای وقت حصول قرینۃ دالۃ علی تعیین المحذوف جوازًا ای حذفا جائزًا نحو زیدًا فی جواب من قال من اضرب تقدیرہ اضرب زیدًا فحذف الفعل بقرینۃ السؤال ووجوبًا عطف علی قولہ جوازا ای قد یحذف فعلہ لقیام قرینۃ حذفا واجبًا فی اربعۃ مواضع فان قیل کیف یستقیم الحصر فی اربعۃ مواضع وقد وجد وجوب الحذف فی غیرھا ایضًا کما فی باب الاغراء نحو اخاک اخاک والمنصوب علی المدح نحو الحمد للہ الحمید ای اعنی و المنصوب علی الذم نحو ذھب الفاسق الخبیث ای اعنی الخبیث والمنصوب علی الترحم نحو مررت بزید المسکین ای اعنی المسکین قلنا الاغراء ملحق بباب التحذیر لاتحادھما صورۃ و معنی اعنی باحد الوجوہ المذکورۃ من المدح والذم والترحم ملحق بالمنادی لانہ مخصوص من بین امثالہا باحد تلک الوجوہ کما ان المنادی مخصوص بطلب الاقبال من بین امثالہ او لان العدد لا یفید الحصر لما ذھب الیہ الجمہور وانما ذکر العدد لیضبط المذکور عند السامع الاول ای الموضع الاول من تلک المواضع التی یجب فیہا حذف الفعل الناصب للمفعول بہ سماعی ای مقصور علی السماع وقد مہ علی القیاس لکونہ اقل منہ نحو امرأ و نفسہ ای اترک امرءً و نفسہ والمقصود اثما الحث علی الفرار عن الرجل و نفسا و علی قصر الید و اللسان عنہ فعلی الاول الواو للعطف وعلی الثانی للمصاحبۃ والعطف وانتھوا خیرًا لکم معناہ انتھوا یا معشر النصاری من التثلیث ای من قولکم ان اللہ ثالث ثلثۃ وایتوا خیرًا لکم وھو التوحید والقرینۃ علی تقدیر الفعل انک اذا نھیت عن شیء ثم حثثت بما لا ینہی عنہ بل ھو مما یؤمر بہ انسا الذھن الیہ نحو ایت او اقصد وھذا عند سیبویہ وذھب الکسائی الی انہ منصوب بتقدیر یکن ای یکن الانتھاء خیرا لکم وذھب الفراء الی انہ صفۃ مصدر محذوف ای انتھوا انتھاءً خیرا لکم وبعض الکوفیین الی انہ حال وانما اخر ھذا المثال مع انہ عظیم الشان لانہ من القرآن لان لہ مساسا لما نحن فیہ من وجہ دون وجہ لما ذکرنا من الاختلاف واھلا وسھلا ای اتیت اھلا لا اجانب ووطیت سھلا من البلاد لا حزنا وھذا القول یقولہ المزور والمضیف للزائر والضیف لتطیب قلبہ واصابۃ الانس من جھتہ والمعنی

انا من اهلك واتيت اهلا لا اجانب ومنزل لك سهل ليس لا تعب عليك فى منزلى فنقل
المبرد ان هذا دعاء ينصب على المصدر تقديره سهلت سهلا واهلت اهلا والبواقى
من المواضع الاربعة وهى ثلثة مواضع قياسية المراد من القياس ان يكون هناك
ضابطة كلية يحذف الفعل حيث حصلت تلك الضابطة والثانى اى الموضع الثانى
من تلك المواضع التى يجب فيها حذف الفعل الناصب للمفعول به التحذير وهو فى الاصل
تخويف شئ عن شئ وتبعيده عنه وفى عرف النحاة صار اسما لقسم من اقسام
المفعول به وهو ما ذكره وانما كان حذف فعله واجبا لفقدان الفرصة فى التلفظ به لان
المقام يقتضى حذفه لان هذا يذكر فيما اذا كانت البلية مشرفة والوقت ضيق والمتلفظ
به يخشى انه ان يتلفظ الفعل وقع المحذر فى البلية فيحذف الفعل ويكتفى بذكر المحذر منه
وهو اى التحذير معمول اى مفعول به بتقدير اتق ونحوه من احذر وباعد وجانب
ولو قال بدل قوله بتقدير اتق ويعد لكان اولى لانه يقال اتقيت زيدا من الاسد
بمعنى خشيته فلا يخلو قوله بتقدير اتق عن سماحة واحترز به عن المفعول الذى ليس
معمولا بتقدير اتق نحو زيدا فى جواب من قال من اضرب فانه معمول بتقدير اضرب
فلا يكون مما نحن فيه تحذيرا منصوب على انه مفعول مطلق او على انه مفعول له التقدير
اولذكر مقدر اى ذلك المفعول المحذر تحذيرا مما بعده من حرف جر وكلمة ما
موصوفة او موصولة والظرف صلة او صفة لها والضمير فى بعده راجع الى المعمول والجملة
وقعت صفة لقوله معمول اى فى ذلك المعمول تحذيرا من الاسم الذى او من اسم ثبت بعد
ذلك المعمول واحترز به عن المعمول بتقدير اتق لكن لا التحذير مما بعده كما تقول اياك
قال لمن اتقى فانه لا يكون مما نحن فيه نحو اياك والاسد مثال المعمول بتقدير اتق تحذيرا
مما بعده واصله اتق نفسك من الاسد لكنه لما لزم اجتماع ضميرى الفاعل والمفعول فى شئ واحد
وجب قلب الثانى بالنفس فى غير افعال القلوب فصار اتق نفسك والاسد فاذا حذف
اتق لضيق المقام حذفت النفس لانتفاء الضرورة وهى اضمار ضميرى الفاعل و
المفعول ثم قلبت المتصل بالمنفصل لفقد ما يتصل به ثم قوله والاسد عطف على
اياك ومعنى الكلام اتق نفسك من الاسد واتق الاسد من نفسك وقد يجئ
متكلما ايضا اياك والشر وانما اختار التمثيل بالضمير المخاطب تنبيها على ان الاغلب
فى هذا القسم من التحذير عند كونه ضميرا ان يكون مخاطبا وقد يكون اسما ظاهرا
مضافا الى المخاطب نحو نفسك والشر واما القسم الثانى فيستوى فيه

الاسماء الظاهرة والمضمرات كلها وانما قدم هذا القسم من التحذير على القسم الآتي منه لاتفاقهم على وجوب الحذف فيه بخلاف القسم الآتي لان بعض النحويين جوز الاظهار الفعل فيه نظرا الى ان تكرار المحمول لا يوجب حذف العامل نحو قوله تعالى اذا دكت الارض دكا دكا واجيب عنه بان الموجب للحذف هو عدم الفرصة في ذكر العامل مع ذكر المحذر منه على ابلغ الوجوه لان التكرار موجبه او ذكر على صيغة الماضي المجهول المحذر منه مفعول ما لم يسم فاعله ومنه متعلق بالمحذر مكررا نصب على انه حال من المحذر منه وهذه الجملة معطوفة على ناصب تحذيرا وفي هذا احتراز عن قولك الطريق من غير تكرار فانه لا يكون مما نحن فيه نحو الطريق الطريق مثال المحذر منه مكررا اي اتق الطريق او بعدها وكذلك نحو الصبي الصبي والجدار الجدار اي اتق الصبي ان تطأه واتق الجدار ان يسقط عليك وانما كرر المحذر منه للتاكيد ثم اعلم ان تعريف التحذير يشكل بما ذكره بقوله تعالى ناقة الله وسقياها فان المفسرين صرحوا بانه منصوب على التحذير اي احذروا ناقة الله وسقياها ولم يذكر المحذر منه مكررا والعدم تكرار الناقة والسقيا فكان هذه التعريف نوع من التحذير وهو ما يجب حذف عامله لكن التعليل بعدم الفرصة في التلفظ بالعامل يستدعي وجوب حذف العامل في جميع مواضع التحذير الا ان يجاب بان المراد من التحذير المعرف هو التحذير المصطلح عليه فيما بينهم وناقة الله ليس بتحذير مصطلح وانما سموه تحذيرا من حيث ان العامل المقدر فيه احذر والثالث اي الموضع الثالث من المواضع التي يجب فيها حذف الفعل الناصب للمفعول به اي مفعول اضمر اي قدر عامله اي اضمارا واقعا على شريطة التفسير اي شرط تفسير ذلك العامل بلفظ ما بعده او بمعنى لفظ ما بعده واضافة الشريطة الى التفسير بيانية اي شرط هو تفسير والشريطة والشرط لفظان بمعنى واحد وجمع الشرط شروط وجمع الشريطة شرائط والتاء في الشريطة اما باعتبار كونها صفة لموصوف محذوف وهو العلة واما للنقل من الوصفية الى الاسمية ويجوز ان يكون الشريطة بمعنى الطريقة والطرز فلا اضافة حينئذ لامية وانما وجب حذف فعله لئلا يلزم الجمع بين المفسر والمفسر فانه يجوز فيما اذا حصل الابهام في الكلام من حذف المفسر لانه لو ذكر المفسر لم يبق المفسر مفسرا بل صار عبثا لا طائل تحته بخلاف ما اذا حصل الابهام في الكلام من ذكر المفسر فانه يجوز الجمع بينه وبين مفسره نحو جاءني رجل اي زيد وهو اي ما اضمر عامله على شريطة التفسير كل اسم لم يقل كل مفعول لان المتبادر من المفعول المعمول به وما اضمر عامله

الثالث ما اضمر عامله على شريطة التفسير

اعم من المفعول به حتی یشمل المفعول فیه واذا کان البحث فی ما اضمر عامله الذی هو مفعول به بعده فعل صفة وقع بعد ذلك الاسم فعل او شبهه ای شبه الفعل والمراد به اسم الفاعل والمفعول لا المصدر والصفة المشبهة واسم التفضیل ومعنی الشبه المشابه کالمثال بمعنی المماثل یشتغل ای یعوق ذلك الفعل او شبهه ولم یصرح به ههنا اکتفاءً بذکره قریبًا ونظیره قوله تعالٰی وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ای نباته فلم یصرح به ههنا اکتفاءً بذکره عن قریب عن ذلك الاسم ای عن العمل فی ذلك الاسم بضمیره ای بسبب عمله فی ضمیر ذلك الاسم واحترز به عما یشتغل بذلك الاسم نحو زیدًا اضربتُ فان قلت هذا التعریف لا یتم لانه یتناوب ما اشتغل عنه بمتعلقه نحو زیدًا اضربتُ فلامه قلتُ الکلام محمول علی حذف المعطوف ای یشتغل عنه بضمیره او بمتعلقه ولقائل ان یقول بقی التعریف الآن ناقصًا ایضًا لانه لم یذکر فیه قید وجد ذکره وهو بحیث یسلط علیه هو او مناسبه لنصبه لیحترز به عن نحو زید هل ضربته وما ضربته مما یتوسط بینه وبین الفعل مصدر کحرف الاستفهام او النفی نحو زیدًا ضربته فان زیدًا اسم منصوب بفعل محذوف مضمر وهو ضربت اذ التقدیر ضربت زیدًا ضربته یفسره ای یفسر ذلك الفعل المحذوف والفعل فاعل یفسره وهو موصوف بقوله المذکور بعده ای بعد زید وهو ضربته یشتغل عن ذلك الاسم بضمیره ولهذا الباب ای باب ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر فروع کثیرة مذکورة فی المطولات ولا یلیق ذکرها بهذا المختصر الرابع ای الموضع الرابع من المواضع التی یجب فیها حذف الفعل الناصب للمفعول المنادی وهو اسم مدعو ای مسؤل اجابة مسمًّی او هو المراد بقولهم المنادی هو المطلوب اقباله لانه من باب ذکر الملزوم وارادة اللازم فلا یرد نحو یا الله وامّا نحو یا جبال ویا ارض ویا سماء فمن باب الاستعارة بالکنایة ونداؤها استعارة تخییلیة وطلب النداء عنها ادّعائیّ بحرف النداء متعلق مدعوّ ای بواسطة حرف من حروف النداء وفیه احتراز عن نحو ادعو زیدًا فانه لیس بمدعوّ بحرف النداء فلا یکون منادی لفظًا نصب علی التمیز من الحرف او علی الحال منه بمعنی الملفوظ نحو یا عبد الله ای ادعو عبد الله یعنی ان اصل یا عبد الله ادعو عبد الله وانا دی فحذف الفعل واقیم یا مقامه واعترض ههنا بانّ الفعل لو کان محذوفا ویا قائمًا مقامه لزم ان یکون الجملة الندائیة خبریة والامر لیس کذلك وایضًا انّ قولنا ادعو زیدًا یحتمل الحکایة مع الغیر وقولنا یا زید لا یحتمل ذلك فلا یکون

اصله ذلك والجواب عن الاول بان تقدير الفعل لا يستلزم كون الجملة خبرية لجواز
ان يراد بالفعل الانشاء كما في قولك بعت واشتريت لكن الاولى في الافعال الانشائية
ورودها على لفظ الماضي وعن الثاني بان اصل قولنا يا زيد ادعوك فاقيم المظهر
مقام المضمر وحرف النداء قائم مقام ادعو وقولنا ادعوك لا يحتمل الحكاية مع غير
المخاطب فكذا ما قام مقامه وانما وجب حذف الفعل هنا لكثرة الاستعمال ولئلا يلزم
الجمع بين النائب والمنوب هذا ما ذهب اليه سيبويه ان ناصب المنادى عنده
الفعل وذهب المبرد الى ان ناصبه حرف النداء فلا يكون حينئذ مما نحن فيه وحروف
النداء خمسة يا وايا وهيا واى والهمزة المفتوحة وقد يحذف حرف النداء عن المنادى
لفظا لقيام قرينة على سبيل الجواز للتخفيف اذا لم يكن اسم الجنس ولا اسم الاشارة
ولا مستغاثا ولا مندوبا بحيث لا يجوز حذف حرف النداء عن هذه الاشياء فان قلت
ينبغي ان لا يحذف حرف النداء لانه نائب مناب ادعو والنائب لا يحذف لانه لو حذف
يلزم حذف النائب والمنوب جميعا وذا لا يجوز قلت انما لا يجوز حذف النائب اذا كان المنوب
مما لا يجوز حذفه كالنائب مناب الفاعل فانه لا يجوز حذف الفاعل فكذا لا يجوز حذف
ما ناب مناب واذا كان حذف المنوب جائزا كان حذف نائبه جائزا ايضا كالنائب
مناب الفعل فانه يجوز حذف الفعل فكذا يجوز حذف ما ناب منابه مما نحن فيه من هذا
القبيل وايضا انما لا يجوز حذف النائب اذا كان حذف المنوب مشروطا بوجود النائب
كلام التعريف فان حذفها مشروط بنيابة يا منابها فلو حذف النائب ايضا للزم حذف
لام التعريف وانه لا يجوز واذا كان حذف المنوب غير مشروط بوجود النائب يجوز
حذف نائبه كالفعل فان حذفه غير مشروط بوجود المناب فيجوز حذف نائبه كما فيما
نحن بصدده او نقول يجوز حذف النائب اذا كان له نائبا كما في ضربي زيدا قائما وههنا
القرينة نائبة له نحو قوله تعالى يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اى يا يوسف بقرينة المقام و
الاصح ان يوسف عبراني وقيل عربي وفيه نظر لانه لو كان عربيا لكان منصرفا
لخلوه عن سبب سوى العلمية وقد يجاب عن هذا بانه يجوز ان يكون معدولا في حالة
العلمية عن يوسف بكسر السين على زنة يوجب وقد يحذف حرف النداء نحو اللهم
لان الميم المشددة عوض عن حرف النداء وانما اخرت تبركا باسم الله تعالى وقال
الكوفيون اصله يا الله امنا بالخير اقصدنا بالخير فحذفت الهمزة بعد حذف المضمر
وحذف حرف النداء فاتصلت الميم المشددة باسم الله سبحانه فاعتزجا وصارا كلمة

واحدۃ ولا یلزم حذف حرف النداء منہ علی قولہم لان المیم فیہ لیس عوضاً عن یا عندہم لما فرغ عن تعریف المنادی شرع فی بیان اقسامہ واحکامہ فقال واعلم ان المنادی علی اقسام فان کان ای المنادی مفرداً ای غیر مضاف ولا مشبہ بہ فاحترز بہ عن المضاف والمشبہ بہ معرفۃ نعتُ مفرداً او خبراً خُرُ لکان واجب التعدد لان الحکم لا یتم باحدھما واحترز بہ عن النکرۃ نحو یا رجلاً لغیر معین والمراد بالمعرفۃ ھھنا اعم من ان یکون معرفۃ قبل النداء او بعدہ ولھذا ذکر نظیرین للمبنی علی الضم یبنی ای المنادی المفرد وھو جزاء الشرط علی علامۃ الرفع ھذا اشمل من قولھم علی الضم لان البناء علی الضم غیر لازم بل یکون بالواو والالف ایضاً وقولہ علی علامۃ الرفع یعم الحرکۃ والحرف کما بیّنہ کالضمۃ ونحوھا ھو الالف والواو نحو یا زید نظیر للمنادی المعرفۃ قبل النداء قال المبرد ان ھذا العلم یقتضی تنکیرہ لئلا یلزم اجتماع التعریفین والاصح انہ لا یزال المحظور ھو اجتماع التی التعریف لا اجتماع التعریفین وینتقض قول المبرد بنحو یا ھذا لوجاز لتعذر تنکیر اسم الاشارۃ والضمیر ویا رجل نظیر للمنادی المعرفۃ بعد النداء اذا قصد بہ الرجل المعین ویا زیدان ویا رجلان نظیران للمنادی المبنی علی الالف ویا زیدون نظیر للمنادی المبنی علی الواو فالالف والواو فیھما لیستا للاعراب بل لمجرد التثنیۃ والجمع وانما ذکر العلم المثنی والمجموع فی التمثیل بدون اللام والمشھور فیما بینھم ان العلم اذا ثنّی او جمع بالواو والنون لزمہ لام التعریف لان ذلک مخصوص بغیر المنادی فلا یرد ما یقال لئہ لا یصح ھذا التمثیل بل الصواب ان یمثّل بیا الرجلان وانما جعل ھذا القسم من المنادی مبنیاً لمضارعتہ بکاف ادعوك فی وقوعہ موقعھا وفی افرادہ وتعریفہ وخطابہ وانما جعل مبنیاً علی الحرکۃ وان کان الاصل فی البناء السکون للفصل بین ما کان بناءُہ لازماً وبین ما کان بناءُہ عارضاً وانما کان الاصل فی البناء السکون لوجھین احدھما ان البناء ضدّ الاعراب واصلہ الحرکۃ وضدھا السکون فاعطی السکون للبناء تحقیقاً للتضاد بینھما والثانی ان الحرکۃ فی المعرب للحاجۃ الیھا ولا حاجۃ للمبنی الیھا وانما اختیر بناءُہ علی الضم لانہ لو کان بناءُہ علی الکسر یلزم التباسہ بالمنادی المضاف الی یاء المتکلم المحذوف منہ الیاء واکتفی بالکسر نحو یا غلامِ ولو کان بناءُہ علی الفتح یلزم التباسہ بالمنادی المضاف المحذوف الفہ واکتفی بالفتح فی بعض اللغات نحو یا غلامَ ثم لما فرغ عن بیان المنادی المبنی اراد ان یبیّن ما یطرأ علیہ ویصیرہ معرباً فقال ویخفض ای المنادی بلام الاستغاثۃ

ای بلام یدخل علیہ حین الاستغاثۃ فالاضافۃ بادنی ملابسۃ والاستغاثۃ من الغوث وھو استدعاء المظلوم احدا یرفع الظلم عنہ وھو یقتضی مدعوا ومدعوا الیہ فالمدعو المستغاث والمدعو الیہ المستغاث لہ واللام فی الاول مفتوحۃ وفی الثانی مکسورۃ فرقا بینہما نحو یا لزید ای للمسلمین وکلا اللامین یتعلق بادعوا وبیا النائبۃ عنہ ولا یکون الاستغاثۃ الا بکلمۃ یا وانما جعل ھذا القسم من المنادی ای معربا مع انہ مفرد لان اللام من حروف الجر ھی غیر ملغاۃ لا یقال انما لم یلغ الجار فی المعربات والمنادی ھھنا مبنی والعامل احری ظھر عملہ فی المبنی لانا نقول حرف النداء یقتضی ان یعمل فیہ وکان حرف الجر اقرب بہ بالعمل من حرف النداء فاعمل فیہ لاجل القرب وانما فتحت اللام الجارۃ ھھنا مع انہا تکسر اذا دخلت علی الاسم المظھر لان ھذا المظھر شابہ المضمر من حیث وقوعہ موقعہ فکما ان اللام اذا دخلت علی المضمر کانت مفتوحۃ نحو لک وله فکذا اذا دخل علی المظھر المشابہ للمضمر کانت مفتوحۃ وانما تکسر اللام الجارۃ اذا دخلت علی غیر ھذا المظھر فرقا بینہما وبین لام التاکید نحو ان لزید وانما لم یفعل الامر بالعکس رعایۃ لجانب عملہا وفتحت ھذہ اللام فی المضمر رعایۃ للاصل وانما اختیر اللام من بین سائر الحروف للاستغاثۃ لان المستغاث مخصوص من بین امثالہ بالدعاء ویفتح ای المنادی بالحاق الفہا ای بسبب الحاق الف الاستغاثۃ بہ لموافقۃ الالف الفتحۃ نحو یا زیداہ باتصال الھاء معہ الموقف فانما قدر بیان البناء والخفض والفتح علی النصب لقلتہا بالنسبۃ الی بیان النصب وینصب ای المنادی علی المفعولیۃ ان کان مضافا نحو یا عبد اللہ مثال للمنادی المضاف او مشابہا للمضاف نحو یا طالعا جبلا مثال للمنادی المشابہ للمضاف وھو کل اسم تعلق بشیء ھو من تمام معناہ وذلک اما معمول للاول نحو یا خیرا من زید او معطوف علیہ عطف النسق علی ان یکون المعطوف والمعطوف علیہ اسما شیء واحد نحو یا ثلثۃ وثلثین لان المجموع اسم لعدد معین او نعت ھو جملۃ نحو یا حافظا لا تنس او شبہ جملۃ نحو یا شاعرا الیوم مثلنا او لا یا نخلۃ من ذات عرق وامانعت المبنی بالمفرد نحو یا رجلا صالحا فلیس بمشابہ للمضاف فی الصحیح بادنعت المنادی ونحو یا حافظا لا تنس من قبیل ھذا المنعوت بتقدیر انہ کان منعوتا بالجملۃ قبل النداء فکان مشابہا للمضاف کالمعطوف قبل النداء لامتناع تعرف نعتہ لان الجملۃ لا تتعرف بحال فعند قصد التعریف فی المنعوت لا بد من ھذا التقدیر لئلا یلزم وصف المعرفۃ بالنکرۃ بخلاف الموصوف بالمفرد فان قصد التعریف فیہ غیر مضطر الی علۃ من قبیل ھذا الموصوف حتی یکون مشابہا للمضاف لامکان تعرف صفۃ بادخال حرف التعریف علیہ کما

لعلہ عما اولا ۱۲ منہ

تقول یا رجل الصالح فان قلت طالعًا اسم فاعل وقد اشترط لعمله اعتماده على شئ من الاشیاء
الستة المعهودة وهذا لا یعتمد على شئ منها فکیف یعمل قلت انه معتمد على موصوف مقدر
اذ اصله یا رجلا طالعًا جبلاً ولا یلزم ح اندراجه فی باب یا رجلا صالحًا لان
المنادی فیه هو الموصوف دون الصفة بخلاف قولنا یا طالعًا جبلاً فان المنادی فیه
هو الصفة القائمة مقام الموصوف ولا یخفی ان امتناع قصد التعریف فی الموصوف لمانع
یوجب امتناعه فی الصفة بعد ما اقیم مقام الموصوف وجعلت مستقلة واهدر فیه
جهة التبعیة الا ان الاعتماد علی موصوف مقدر معتبر عند البعض والجمهور علی انه غیر معتبر
ویجوز ان یکون هذا المثال علی رأی الاخفش والکوفیین فانهم اجازوا عمل اسم الفاعل بلا اعتماد
او نکرة غیر معینة معطوف علی قوله او مشابهًا للمضاف ای وینصب المنادی ان کان نکرة
کذلک کقولک لا اعمی یا رجلا اخذ بیدی مثال للمنادی النکرة الغیر المعینة وانما اخر هذا القسم
من المنادی اعنی النکرة لان النکرة خرجت عن المفرد المعرفة بقید التعریف المؤخر بخلاف
المضاف والمشابه له فانهما خرجا عنه بقید الافراد المقدم وان کان معرفًا بالالف واللام
قیل یا ایها الرجل للمذکور یا ایتها المرأة للمؤنث بتوسط ای وایة مع هاء التنبیه بین حرف
النداء والمنادی المعرف باللام فان قلت اذا قصد نداء الاسم المعرف باللام یلزم ان یتوسط
بالمبهم مع هاء التنبیه ولا یلزم ان یقال یا ایها الرجل ویا ایتها المرأة والا لما جاز ان یقال
یا ایها الغلام ویا ایها الانسان ویا ایها الرجل ویا ایتها المرأة ویا هؤلاء الکرام ونحو ذلک والتالی
باطل فالشرط مثله قلت قد اخرج هذا الکلام علی وجه التمثیل فکأنه قال قیل مثلاً
یا ایها الرجل ویا ایتها المرأة فلا یرد ما ذکرت وانما یتوسط بالمبهم مع هاء التنبیه کراهة
اجتماع حرفی التعریف وتحصیل الغرض باجراء ذی اللام المقصود بالنداء علی المأتی به
فی الصورة المجردة منه وهو ای وایة واتوا بها تنبیهًا علی ان المنادی ما بعدها
وخروج ای من بابها او کان کالعوض عن المضاف اللازم لها ولقائل ان یقول ینتقض هذا بان العلم
اذا کان مثنی ومجموعًا کان معرفًا باللام واذا قصد نداؤه لا یتوسط بالمبهم عند النداء
هناک بل یحذف اللام فیقال یا زیدان ویا زیدون ولا یقال یا ایها الزیدان ویا ایها
الزیدون واجیب بان اللام فی المثنی والمجموع علمین مکمل للتعریف الذی استفض بالتثنیة
والجمع ولیس بمعرف فلا یدخل فی المعرف باللام او یقال اللازم فی المثنی والمجموع علمین
احد الامرین اما اللام او حرف النداء فاذا وجد حرف النداء فلا لام واذا وجد اللام
فلا یکون حرف النداء ثم لما کان الترخیم من خواص المنادی احد فی بیانه

فالمقدم

ای لفظا او تقدیرا

العلم اذا کان مثنی او مجموعا کان معرفا باللام

ترخیم

فقال ویجوز ترخیم المنادی فی سعۃ الکلام ای بدون الضرورۃ ویجوز فی غیر المنادی للضرورۃ لقول ذی الرمۃ شعر

دِیَارُ مَیَّۃَ اِذْ مَیٌّ تُسَاعِفُنَا	وَلَا یَرٰی مِثْلَہَا عُجْمٌ وَّلَا عَرَبُ

ثم الترخیم فی اللغۃ الحذف والتلیین نقل عن الاصمعی انہ قال لقیت سیبویہ فقال ما یقال للمنادی سہل قلت الترخیم فوضع باب الترخیم وقال فی القاموس الترخیم من دخم الکلام من حد کرم او نصر بمعنی کان وسہل والجاریۃ اذا صارت سہل المنطق یقال ہی رخیمۃ ومنہ الترخیم فی الاسماء لانہ سہل المنطوق بہا وفی الاصطلاح ما اشار الیہ بقولہ وہو ای الترخیم حذف فی آخرہ ای آخر المنادی للتخفیف ای لاجل مجرد التخفیف لا لقانون تصریفی وسماعی لغوی والمراد بالحذف فی آخرہ ہو الحذف فی حالۃ الترکیب لا حالۃ الافراد فلا یصدق ہذا الحد علی یدٍ ودمٍ وقاضٍ وداعٍ کما تقول فی مالک یا مالُ وفی منصور یا منصُ وفی عثمان یا عثمُ ثم ذکر ثلثۃ امثلۃ ایماءً الی ان المنادی اذا کان اسماً غیر مرکب قد یحذف منہ حرف واحد عند الترخیم وہذا اذا لم یوجد فی آخرہ زیادتان فی حکم زیادۃ واحدۃ ولا یکون فی آخرہ حرف صحیح قبلہ مدۃ نحو مالک وقد یحذف حرفان وہذا اذا کان المنادی احد ہذین القسمین کمنصور وعثمان ویجوز فی آخر المنادی المرخم الضم علی ان یجعل اسماً مستقلاً بنفسہ غیر مبنی علی ما کان فیجعل المحذوف نسیاً منسیاً کانہ لم یحذف منہ شیء والحرکۃ الاصلیۃ علی ان یجعل المحذوف فی حکم الثابت فبقی ما قبلہ علی ما کان وہو الاکثر کما تقول فی مالک یا مالُ بالضم ویا مالِ بالکسر وفی حارث یا حارُ بالضم ویا حارِ بالکسر واعلم ان کلمۃ یا الکائنۃ من حروف النداء قد تستعمل فی المندوب ای فی الاسم الذی یُندب مسماہ ای یُبکی علیہ اذ الندبۃ فی اللغۃ من بدبتُ المیتَ اذا بکیت علیہ وعددت محاسنہ ایضاً کما تستعمل فی المنادی لاشتراکہما فی الاختصاص بکون کل منہما مدعواً او ہو ای المندوب المتفجع علیہ ای الذی یُحزن لاجلہ والمتفجع یتعلق باللام فالظاہر ان یقال المتفجع لہ ولعل کلمۃ علی ہہنا بمعنی اللام او یضمن التفجع معنی البکاء بیا او واو الجار والمجرور وصفۃ المتفجع علیہ والباء للالصاق ای المتفجع علیہ الملصق بیا او واو ولا یجوز ان یجعل للسببیۃ لان یا وواو لیستا بسببین للمتفجع کما یقال یا زیداہ او وازیداہ بزیادۃ الہاء فی آخرہ لمد الصوت فوا مختص بالمندوب ای المندوب مختص بکلمۃ واو انفردہا عن المنادی فی الاغلب لکونہا نصاً علیہ فالباء داخلۃ علی المختص وہو الاعرف الاشہر ویجوز ان تکون داخلۃ علی المختص ای کلمۃ والمختصۃ بالمندوب ولا تستعمل فی غیرہ ویا مشترکۃ بین النداء و

المندوب الا انها لا تستعمل فی المندوب الا مع القرینة وهی الالف فی اخر المندوب
ولا تستعمل فی الندبة من حروف النداء سوی یا اما لشهرتها وامّا لکونها الاصل وحکمه
فی الاعراب والبناء مثل حکم المنادی ثم لما فرغ عن بیان المفعول به شرع فی بیان المفعول فیه
فقال **فصل** المفعول فیه وهو اسم ای شیء وقع فیه الفعل اراد بالفعل ههنا الفعل
اللغوی ای الحدث دون الاصطلاحی الذی هو مقابل للاسم والحرف فیعم المصدر واسم
الفاعل والمفعول ویدخل فی الحد مثل یوم الجمعة حسن لانه مما یقع الفعل فیه ولو قال الفعل
المذکور کما قال غیره لخرج عنه مثله من الزمان والمکان بیانا لما والمراد بالزمان ما له صلاحیة
ان یقع جوابا لمتی وبالمکان ما له صلاحیة ان یقع جوابا لاین ثم الزمان والمکان اعم
من ان یکونا حقیقیین کما تقول سرت یوم الجمعة خلفک او اعتباریین فان المصدر
قد یجعل جنسا فی سعة الکلام بحذف المضاف واقامته مقامه الظرف للتجانس بینهما
لانهم دلوا الفعل وقد یجعل لاین مکانا علی قدرة نحو جلست قدر مزید الشمس
بنصب الشمس معناه جلست وقت قدر مزید فی مکان بروز اثر الشمس ویسمی
المفعول فیه ظرفا ایضا لانه وقع ظرفا للفعل وظروف الزمان هذه الاضافة مثل الاضافة
فی باب السلام لوسوار الذهب بمعنی من ای الظروف التی هی الزمان واللام فی الزمان
للجنس ای ظروف هذا الجنس وعلی هذا القیاس قوله وظروف المکان
علی قسمین مبهم وهو ما ای ظرف لا یکون له حد معین کدهر وحین ومحدود معطوف
علی قوله مبهم وهو ما ای المحدود ما ای ظرف له حد معین کیوم ولیلة وشهر وسنة
فان لکل واحد منها حد معین وکلها ای ظروف الزمان مبهما کان ومحدودا معرفة کان او
نکرة منصوب بتقدیر فی لانها لو کانت ملفوظة یجب الجر لان الغاء حرف الجر غیر شائع وفی
هذا اشارة الی انها لو کانت ملفوظة نحو خرجت فی یوم الجمعة کان مفعولا فیه الا انه
غیر منصوب وهذا علی اختیار المصرح حیث ذکر حد المفعول فیه علی عنوان دخل فیه
ذلک والجمهور علی ان تقدیر فی شرط للمفعول فیه اذا وجدت لفظا کان مفعولا به
بواسطة حرف الجر لا مفعولا فیه اذ المفعول فیه عندهم ما هو المقدر بفی من الزمان و
المکان یقع فیه الفعل المذکور ثم تقدیر فی انما یشترط لکون المفعول فیه منصوبا فی
اللفظ والا فهو منصوب بتقدیر ما مع وجود کلمة فی ایضا اذ التحقیق ان منصوب المحل
هو المجرور فقط حتی عطف المنصوب علیه نحو یذهبن فی نجد وغورا غائرا
ثم اعلم ان الفرق بین المقدر والمحذوف ان المقدر ما بقی اثره

الفعل وفیه

فی العین

فی بین المفعول والحال

فی اللفظ والمحذوف بخلافه والشیخ استعمل احدهما مکان الآخر کأنه لم یفرق بینهما
تقول صمت دهرًا مثال للزمان المبهم وسافرت شهرًا مثال للزمان المحدود ای فی
دهر وفی شهر تفسیر للتقدیر وظرف المکان کذلك ای مثل ظروف الزمان علی
قسمین مبهم وهو ای المبهم منصوب ایضًا کظروف الزمان بتقدیر فی نحو جلست
خلفك وامامك نظیر للمکان المبهم فان قوله خلفك مثل ایتنا واجمیع ما یقابل
الناظر الی بقاع الارض وکذا الیواقی من الجهات الستّ ومحدود وهو ای المحدود
ما لا یکون منصوبًا بتقدیر فی بل لابدّ من ذکر فی فیه نحو جلست فی الدار وفی السّوق
وفی المسجد نظیر للمکان المحدود وانما کان ظروف الزمان کلها منصوبة بتقدیر فی و
ما کان من ظرف المکان منصوبًا به الا ما هو مبهم منها لان المبهم من ظروف الزمان جرٍ
مدلول الفعل کالمصدر فیصح انتصابه بلا واسطة کالمصدر واما المحدود منها
فیحمل علی المبهم من الزمان لاشتراکهما فی الذات ای فی الزمانیة والمبهم من المکان محمول علی
المبهم من الزمان ایضًا لاتحادهما فی الوصف وهو الابهام وانما لم یحمل المکان المحدود
علی الزمان المبهم لانهما مختلفان فی الذات والوصف ولم یحمل علی المکان المبهم ایضًا مع
اشتراکهما فی الذات لان المکان المبهم محمول علی الزمان فلو حمل علیه المکان المحدود کان بمنزلة
الاستعارة من المستعار والسؤال من الفقیر ثم لما فرغ من بیان المفعول فیه شرع فی بیان المفعول

المفعول له

فقال **فصل** المفعول له وهو ای اسم لاجله ای لقصد تحصیله وبسبب وجوده
وقع الفعل احترز به عما لا یقع الفعل لاجله کسائر المفاعیل والملحقات واراد
بالفعل ههنا الفعل اللغوی وهو الحدث دون الاصطلاحی فیعمّ المصدر واسمی
الفاعل والمفعول المذکور قبله ای قبل ذلك الاسم واحترز به عن مثل اعجبنی
التادیب فانه وان وقع لاجله فعل البتّة الا انه غیر مذکور والمراد بالمذکور اعمّ
من ان یکون حقیقةً او حکمًا فیتناول صورة المحذوف ایضًا وینصب ای المفعول له
بتقدیر اللام لان التلفظ بها یوجب جرّه وفی هذا ایماء الی انه اذا تلفظت مثل جئتك للسمن
کان مفعولا له لا انه غیر منصوب وهذا علی اختیار المصنف ویدلّ علیه تعریفه وهو خلاف
اصطلاح الجمهور فانهم لا یسمّون المفعول له الا المنصوب الجامع للشرائط نحو ضربته
تادیبًا ای للتادیب مثال لما وقع الفعل المذکور قبله لقصد تحصیله وهو الضرب
فان التادیب لا یحصل الا بالضرب فان قلت التادیب عین الضرب فکیف یحصل
قلت لا نسلّم ان التادیب عین الضرب بل هو احداث التادیب والضرب سبب الاحداث

ووسيلته وقعدت عن الحرب جبنا اى للجبن مثال لما وقع الفعل المذكور قبلة بسبب وجوده فان القعود انما وجد بسبب الجبن قيل لو قال مكان قوله قعدت عن الحرب جبنا حاربت شجاعة لكان احسن لان المقام مقام المنازعة للزجاج واظهار الجلادة ١٢ واجيب بانه اورد هذا المثال ممروناً بذكر الزجاج تنبيهاً على انه قعد عن توفية النظر فى المفعول له مكتفياً بظاهر ما لاح له من الدليل جبناً ولو كان شهماً عالماً قعد عنه ففيه توهين لمذهبه وعند الزجاج هو اى المفعول له مصدر اى مفعول مطلق من غير لفظ الفعل للنوع لقرينة تاديب وجبن تقديره اى تقدير المذكور من النظيرين عندهُ ادّبته بالضرب تاديباً وجبنت بالقعود عن الحرب جبناً او تقديره ضربته ضربَ تاديبٍ وقعدت عن الحرب قعود جبن وردّ قول الزجاج بان المفهوم عند العرب من اطلاق هذا المنصوب هو العلّيّة وعلى ما ذكره لا يفهم منه ذلك ثم لما فرغ عن بيان المفعول له شرع فى بيان المفعول معه فقال

المفعول معه

فصل المفعول معه هو ما اى اسم يذكر بعد الواو الكائنة بمعنى مع واحترز به عن سائر المفاعيل فانها غير مذكورة بعد الواو والمصاحبة معمول الفعل اللازم يتعلق بقوله يذكر والمصاحبة مصدر مضاف الى المفعول والفاعل متروك اى لمصاحبته واحترز به عن نحو زيد وعمرو اخوك فان عمراً ذكر بعد الواو ومعنى مع لكن لا لمصاحبة معمول فعل ثم المفعول اعم من ان يكون فاعلاً نحو جاء البرد والجبّات وحثّت انا وزيداً اى مع الجبّات ومع زيدٍ او مفعولاً نحو كفاك وزيداً درهم وان كان الفعل الفاء للتفسير وكان ناقص او تامّ واللام للعهد اى فان وجد الفعل الذى قصد مصاحبة المفعول معه بمعموله لفظاً منصوب على انه خبر كان او على انه حال اى لفظياً او ملفوظاً او على انه تمييز اى من حيث اللفظ وجاز العطف هو معطوف عطف جملة على جملة او حال بتقدير قد اى وقد جاز عطف ما بعد الواو على معمول الفعل يجوز فيه الوجهان العطف وكونه مفعولاً معه لانه لا مانع مع واحد منهما نحو جئت انا وزيد بالنصب على انه مفعول معه وزيدٌ بالرفع على العطف ويجوز العطف لتاكيد الضمير المتصل بالمنفصل وان لم يجز العطف اى عطف ما بعد الواو على معمول الفعل تعيّن النصب على انه مفعول معه اذ لا وجه سواه نحو جئت وزيداً بالنصب لا غير وانما لم يجز العطف ههنا لعدم تاكيد الضمير المرفوع المتصل بالمنفصل فتعيّن النصب على انه مفعول معه وهذا على اختيار المصنف والّا فالعطف على الضمير المرفوع المتصل بلا تاكيده بالمنفصل

حاز علی قبحٍ ولیس بممتنع ولھذا ذھب الجمھور الی انّ النصب علی انہ مفعول معہ مختار ولیس بواجب وان کان الفعل ای وان وجد الفعل معنًی ای معنویا اومن حیث المعنی بناءً علی ان قولہ معنی حال او تمیز وجاز العطف عطف علی کان اوحال بتقدیر قد ای وقد جاز عطف ما بعد الواو علی ما قبلہ بان لم یمنع مانع تعیّن العطف حیث لا یحمل علی عمل العامل المعنوی بلا حاجۃ ولا حاجۃ الیہ مع جواز وجہ اٰخر وھو العطف و لکونہ الاصل وذھب الزمخشری الی ان العطف مختار لا متعیّن نحو ما لزید وعمرٍو وکلمۃ ما استفھامیۃ مبتدأۃ ولزید خبرہ وعمرو عطف علیہ ای ای شیءٍ حصل لزید مع عمرو وان لم یجز العطف فیما یکون الفعل معنی تعیّن النصب علی انہ مفعول معہ اذ لا وجہ سواہ وذھب غیر المصنف الی ترجیح النصب نحو مالک و زیدًا او ما شانک وعمرًا بالنصب وحدہ وانما لم یجز العطف فی المثالین لانہ انما یجوز العطف علی المضمر المجرور اذا عید الجار ولم یعد الجار ھھنا فلم یجز العطف فان قلت ھلّا یکون قولہ وعمرًا عطفا علی الشان قلت لانہ خلاف المعنی فان المعنی حینئذ ما شانک ونفس عمرو و المسائل یسأل عن شانھما لا عن شان احدھما ونفس الاخر وانما ذکر نظیرین تنبیھًا علی وجود الفعل مع حرف الاستفھام والجار والمجرور ومع حرف الاستفھام والاسم لان المعنی ما تصنع تعلیل معلّل مقدر ای انما تعیّن نصب الاسم فی ھذین المثالین لکون معناھما معنی ما تصنع اعلم ان النحویین قسموا المنصوبات الی اصل وملحق و جعلوا المفاعیل الخمسۃ من الاصل وغیرھا کالحال والتمیز والمستثنی من الملحقات واعترض بان الفعل الی الحال احوج منہ الی المفعول معہ فربّ فعل یکون بلا علّۃ ومصاحب ولا فعل الّا وھو وقع علی حالۃ من الموقع والموقع علیہ فما بالھم جعلوا المفعول لہ ومعہ من اصل المنصوبات والحال من الفروع مع ان العکس ھو الانسب ویمکن ان یجاب بانّ الحال وان کان من لوازم الفعل حتی لا یوجد الفعل بدونہ الّا انّ تعلّقھا بالفعل باعتبار ارتھا ھیئۃ الفاعل والمفعول بہ لا باعتبار الذات فالفعل من حیث ھو لا یحتاج الیہ وانما یعمل فیہ باعتبار عملہ فی الفاعل والمفعول فکان من الفروع بخلاف المفعول لہ والمفعول معہ فانھما متعلقان بالفعل باعتبار الذات اذ الاول علۃ للفعل والثانی مضاف بمعمولہ فی الفعل فنصبھما باعتبار الذات فکانا من اصل المنصوبات والمصنّف رح لمّا فرغ عن بیان اصل المنصوبات وھی المفاعیل الخمسۃ شرع فی بیان ملحقاتھا فقال

الحال

فصل الحال قد مها على التمييز لاستلزامها النصب ولكونها اقرب الى الفعل ثم لما كان التمييز داخل في المنصوبات من المستثنى لانه لا يكون الا منصوبا او مجرورا قدمه على المستثنى الذي يعرب بالحركات الثلث ثم لما كانت هذه الثلثة منصوبة لفظا اى لا محلا قدمها على اسواها من خبر كان واسم ان وخبرها فانها مرفوعة محلا لانها في الاصل مبتدأ او خبر مبتدأ ثم قدم خبرا لافعال الناقصة لانها عاملة فكانت اشبه بالفعل ثم قدم اسم ان لانه اقوى عملا من لا التي لنفي الجنس وهما ولا المشبهتين بليس ثم لما كان لا التي لنفي الجنس اقوى عملا منهما فانها ناصبة في لغة القبيلتين قدم اسمها على خبرهما ثم الحال في اللغة الصفة يقال كيف حالك اى صفتك وقد يطلق على الزمان الذي انت فيه وانما سمي به هذا القسم لانه صفة اى حال لانه يتقيد بالزمان وفي عرف النحاة ما اشار اليه بقوله لفظ صرح بلفظ لا باسم ليتناول ما اذا كان الحال جملة يدل على بيان احترز به عن لفظ لا يدل على بيان هيئة الفاعل او المفعول به احترز به عن التمييز لانه يدل على بيان ذات الفاعل عند صدور الفعل عنه فلا يرد صفة الفاعل نحو جاءني زيد الراكب لانها تدل على بيان هيئة المنعوت مطلقا لا عند وقوع الفعل عليه وكليهما اى الفاعل والمفعول به جميعا ولا يجوز ان يدل الحال على بيان هيئة غير المفعول به من المفاعيل لانها فضلات بالنظر الى المفعول به ثم المراد بالهيئة ههنا الحالة وهي اعم من ان تكون حقيقية او مقدرة نحو قوله تعالى فادخلوها خالدين اى مقدرين الخلود ويسمى الاول حالا محققة والثاني حالا مقدرة وايضا هي اعم من حال نفس الفاعل او متعلقه نحو جاءني زيد قائما اخوه ولا يشكل بنحو قام زيد والشمس طالعة لان الجملة الحالية متضمنة لبيان صفة الفاعل عقارنا بطلوع الشمس وايضا هي اعم من ان يكون كالدائم كون الفاعل موصوفا غالبا او يسمى دائمة منها المذكورة ومن ان يكون بخلافه ويسمى منتقلة والمراد بالفاعل والمفعول به ههنا اعم من ان يكونا حقيقيين او حكميين فلا يرد نحو جئت انا وزيد راكبين ونحو ضربت الضرب شديدا لان الاول لمصاحبة الفاعل في صدور الفعل عنه فاعل حكما والثاني لكون الكلام في معنى احدثت الضرب مفعول به حكما وكذا قد يقع الحال عن المضاف اليه اذا كان المضاف فاعلا او مفعولا به واستقام المعنى على تقدير حذفه واقامة المضاف اليه مقامه نحو قوله تعالى بل نتبع ملة ابراهيم حنيفا وايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتا فانه لو قيل بل نتبع ابراهيم حنيفا وكذا لو قيل ان ياكل اخيه ميتا لاستقام المعنى فيكون المضاف اليه في حكم المضاف فيكون مفعولا به حكما

حال محققة
حال مقدرة
حال دائمة
حال منتقلة

نحو جاء في زيد راكبا مثال لما يدل على بيان هيئة الفاعل وضربت زيدا مشدودا مثال لما يدل على بيان هيئة المفعول به ولقيت زيدا راكبين مثال لما يدل على بيان هيئة الفاعل والمفعول جميعا ثم لما فرغ عن بيان امثلة الحال عن الفاعل والمفعول به اللفظيين شرع في بيان هيئة الفاعل والمفعول به المعنويين لان الفاعل والمفعول اللذين يقع الحال عنهما قد يكونان لفظا وقد يكونان معنى وانما المراد بصريح بكونهما لفظيين اكتفاء بالامثلة فقال وقد يكون الفاعل الذي يدل الحال على بيان هيئته معنويا نحو زيد في الدار قائما مثال للحال عن الفاعل المعنوي فان عامله معنى فعل مأخوذ من الظرف كما اشار اليه بقوله لان معناه اي معنى قولنا زيد في الدار قائما زيد استقر في الدار قائما فيكون قائما حالا من فاعل معنوي وليس المراد بالمعنوي سوى كون عامله معنى الفعل المأخوذ من الظرف وغيره وليس المراد باللفظي سوى كون عامله فعلا او من ملحقاته فبهذا يرد ما يقال ان قائما في زيد في الدار قائما حال من ضمير مستكن في الدار لما تقرر ان ضمير الفعل ينتقل الى الظرف المستقر والضمير المستكن هو فاعل لفظي فكيف يصح ايراده مثالا للحال عن الفاعل المعنوي وكذا المفعول به اي الذي يدل الحال على بيان هيئته قد يكون معنويا نحو هذا زيد قائما مثال للحال عن المفعول المعنوي فان معناه اي معنى قولنا هذا زيد قائما المشار اليه قائما وهو زيد فيكون زيد ذا حال بتاويل المشير الى زيد والتنبيه على زيد فهو مفعول به معنوي بواسطة حرف الجر لان عامله معنى الفعل المأخوذ من حرف التنبيه او اسم الاشارة ولما فرغ عن بيان ان الفاعل والمفعول به قد يكونان لفظا وقد يكونان معنى شرع في بيان ما يكون بسببه الفاعل والمفعول به لفظيين او معنويين فقال والعامل الكائن في الحال اما فعل صريح او معنى فعل اراد بمعنى فعل اسم الفاعل والمفعول والصفة المشبهة وافعل التفضيل والمصدر والظرف والجار والمجرور واسماء الافعال وكل فعل يستنبط منه معنى الفعل كحرف النداء وحرف التنبيه واسم الاشارة والتمني والترجي والتشبيه وغير ذلك مما يدل على معنى الفعل والحال نكرة ابدا ولو صورة فلا يرد ان كلا قد ينصب على الحال نحو اخذت المال كلا مع كونه معرفة لانه مضاف في التقدير لكنه نكرة صورة فيصح ان يقع حالا من حيث الصورة او معنى فلا يرد نحو ارسلها العراك ومررت به وحده وطلبت جهدك وكلمته فاه الى في فانها وان كانت معارف لفظا لكنها نكرات معنى اذ المعنى ارسلها معتركة ومررت به منفردا وطلبته مجتهدا وكلمته مشافهة وهذا عند سيبويه وعند غيره انها معمولة للافعال المحذوفة والتقدير ارسلها تعترك العراك ومررت به ينفرد

وحدہ وطلبته اجتهد جهدك وكلمته جاعلاً فاه الى فيّ فحذفت العوامل فاقيمت المصادر والمفعول به مقامها وقيل انها الافعال مجازاً وانما اشترط ان تكون الحال نكرة لانه حكم من الاحكام والاصل في الحكم التنكير كذا قالوا وفيه بحث لان هذا الدليل لا يطابق المدّعى لان المدّعى التنكير شرط واجب والدليل يستدعى ان يكون اصلاً لا واجباً وانما وجب تنكير الحال لكونها جواباً لكيف والسؤال لا يكون عن معلوم وفيه بحث ايضاً لان المفعول له يقع جواباً للِمَ وقد صحّ تعريفه على الاصح وقيل ان التنكير اصل والغرض تحصل به والتعريف زائد على الغرض وفيه بحث ايضاً لانه ينبغي ان يصح تعريفها ان كان التعيين مقصوداً والمنع مطلقاً وقيل انما وجب تنكيرها لئلا يلتبس بالصفة في حالة النصب نحو رايت زيداً الظريف وفيه بحث ايضاً لان اشتراط التنكير لا يدفع الالتباس مطلقاً لجواز ان يقع الشيء حالاً عن النكرة المخصوصة متأخراً عنه نحو رايت غلام رجلٍ ضارباً مع ان الحال هناك تلتبس بالصفة الا ان يقال ان الالتباس مع تعريف الحال اكثر منه مع تنكيره لان ذا الحال يكون معرفة غالباً فاختير التنكير عليه وذو الحال معرفة غالباً كما عرفت في الامثلة المذكورة لانه محكوم عليه في المعنى فكان اصله ان يكون معرفة كالمبتدأ وانما تلتبس الحال بالصفة في مثل رايت رجلاً ظريفاً وقوله غالباً ظرف متعلق لمفهوم قوله وذو الحال معرفة اي يتعرف ذو الحال في غالب الاستعمالات او صفة مصدر محذوف اي يتعرف ذو الحال تعرّفاً غالباً او زماناً غالباً وانما قال غالباً لان ذا الحال قد يكون نكرة فان كان ذو الحال مفرداً لان الحال اذا كانت جملة وصاحبها مفرداً فالواجب فيها الواو والا التقدير نحو جاء في رجل وعلى كتفه السيف نكرة محضة لانها لو كانت مخصوصة بوصف او اضافة او نهي ونفي او استفهام لا يجب التقدير نحو مررت برجل عالم قائماً ومررت بغلام رجل قائماً وكقول الشاعر

لا يركبن احدٌ الى الاجام	يوماً الوغا متخوّفاً لحمامِ

ونحو ما جاء في رجل الا راكباً ونحو هل اتاك فقير سائلاً لا يجب تقديم الحال عليه اي على ذي الحال وهو جزاء لقوله فان كان نحو جاء في راكباً رجل وانما وجب تقديم الحال على ذي الحال عند كونه نكرة لئلا تلتبس اي الحال وانما انث ضمير الحال لان الحال عُرّفت بسمامي بالصفة في حالة النصب لانه لم يعلم في مثل قولنا رايت رجلاً راكباً على تقدير تأخره انه حال او صفة اي ان راكباً حال من الرجل او صفة له وعلى تقدير تقدمه تعيّن انه حال منه لا صفة له لان الصفة لا يتقدم على الموصوف ثم طرد ذلك في حالة الرفع والجر واعترض ههنا بانه يلزم تقديم الحال منه مطلقاً سواء كانت النكرة

قوله لانه الخ ضمير مجرور الخ ضمير منصوب الخ ضمير مرفوع ذكر كذا قالوا الخ كذا في النسخ الموجودة حتى للشارح ولا يكون الخ لا يركب الحرب ومعركة لا يقصد صفة لان الحرب صفة اظهار الشجاعة وان الشجاعة ملكة الخ ضمير مجرور ذكر وهو مفعول به لا يركبن وقوله متخوفاً حال وقوله لحمام متعلق بالوغا اي لا يركبن احد الى الوغا يوم حصول الموت لاجل حمام مولوي محمد نظام الدين الكنتوري لا يعلم

مخصوصة بشئ من اسباب التخصيص ولو لم يكن مخصوصة به لان الالتباس يتحقق
فى حالة النصب مطلقا لصحة توصيف النكرة المخصوصة بالمعرفة وآجيب بان
النكرة المخصوصة بالحقته المعرفة لم يعتبر فيه التباس للالحاق والحمل على
سورة التعريف كما لم يعتبر عدمه لالتباس فى حالة الرفع والجر حتى التزم التقديم
الحاقا لهما بالنصب ثم لما فرغ عن بيان الحال المفردة شرع فى بيان الحال الجملة فقال
وقد تكون الحال جملة خبرية لان الحال كما تدل على بيان الهيئة اذا كانت مفردة
كذلك تدل عليه اذا كانت جملة وقيد الجملة بالخبرية لان الجملة الانشائية لا تقع
حالا ولا صفة ولا صلة وكذا لا تقع خبرا عند البعض بلا تاويل لانه لا تبوت للانشائية
بنفسها واثبات شئ لشئ فرع ثبوته لنفسه نحو جاءنى زيد وغلامه راكب مثال للجملة
الخبرية الاسمية الواقعة حالا ويركب غلامه مثال للجملة الخبرية الفعلية الواقعة حالا
وقد يحذف العامل اى العامل فى الحال وانما لم يقل وقد يحذف الفعل لان المتبادر
منه حذف الفعل والشبه كما شاع ارادته فى نظائره المكررة والمقصود جواز حذف
عامل الحال باقسامه الثلثة من الفعل وشبهه ومعنا مثال الثالث هلال بينا اى هذا الهلال
بينا لقيام قرينة اى عند حصول قرينة دالة على حذف العامل جوازا كما تقول للمسافر
اى لمن يريد السفر سالما غانما اى ترجع سالما غانما فحذف ترجع بقرينة حال
المخاطب وقوله غانما حال بعد حال او صفة لسالما كما تقول ايضا للمسافر
راشدا مهديا واذا فرغ عن الحال شرع فى بيان التميز فقال **فصل**
التميز ويسمى بالتبيين والتفسير واما التميز بفتح الياء وكسرها ايضا فانما
جعل التميز من المنصوبات مع انه قد يجئ مجرورا لان النصب هو الاصل فيه هو
اى التميز نكرة لان الاصل فى التميز هو التنكير اذ تعريفه زائد على الغرض الحاصل منه
وهذا عند البصريين وجوزا الكوفيون تعريفه باللام والاضافة نحو عين رأيه و
الربطة سفه نفسه منصوبات على التميز وقال البصريون ان عين رأيه بمعنى عين فى
رأيه وان الربطة بمعنى الرشا كيا بطنه وان سفه نفسه بمعنى سفهه نفسا ومعنى
سفه نفسه بالتشديد لان الاصل سفهت نفسه فلما حول الفعل الى الضمير انتصب
ما بعده بوقوع الفعل عليه فصار بمعنى سفه بالتشديد ثم ذكر بعد مقدار وهو ما يعرف به
قدر الشئ ويجمع على مقادير ثم بينه بقوله من عدد او كيل او وزن او مساحة او غير ذلك
اى المذكور مما فيه ابهام اى من شئ يكون فيه ابهام كالمقياس ثم رفع

فى ان الجملة الانشائية

التميز

ای التمیز ذالک الابہام عن ذلک المقدار نحو عندی عشرون رجلا مثال للتمیز الذی یذکر بعد المفرد المقدار من العدد وقد تم الاسم فیہ بنون یشبہ نون الجمع قیل انما مثل بعشرین رجلا لا باحد عشر رجلا لکونہ مثالا للامرین العدد والتام بالنون واورد علیہ بان احد عشر ایضا یصح مثالا للامرین العدد والتام بالتنوین المقدر وقفیز ان بر مثال للتمیز الذی یذکر بعد المفرد المقدار من الکیل ومنوان سمن مثال لما یذکر بعد المفرد المقدار من الموزون وقولہ منوان تثنیۃ منا بالقصر وھو افصح من المن بالتشدید وجریبان قطنا مثال لتمیز یذکر بعد المفرد المقدار من الممسوح وقد تم الاسم فی ھذہ الامثلۃ بنون التثنیۃ وعلی التمرۃ مثلھا زبدا مثال لتمیز یذکر بعد المفرد المقدار من المقیاس وقد تم فیہ الاسم بالاضافۃ واعلم ان معنی تمام الاسم ان یکون علی حالۃ لا یمکن الاضافۃ معھا والاسم مستحیل الاضافۃ مع التنوین ظاھرۃ او مقدرۃ ونون التثنیۃ ونون الجمع والاضافۃ کذا فی بعض الشروح ولا یخفی انہ لا یدخل علی ھذا التفسیر الاسم المحلی بلام التعریف والاسم التام مع انہ مستحیل الاضافۃ ایضا فالاولی ان یقال فی تفسیرہ ان معنی تمام الاسم ان یکون فی اخرہ ما یوجب امتناع اضافتہ ثم اذا تم الاسم بھذہ الاشیاء شابہ الفعل اذ تم بالفاعل فشابہ التمیز الواقع بعدہ بالمفعول لوقوعہ بعد تمام الاسم کما ان المفعول معہ یکون بعد تمام الکلام فینصبہ ذلک الاسم التام قبلہ لمشابھۃ الفعل التام بفاعلہ وھذہ الاشیاء تم بھا الاسم فقامت مقام الفاعل الذی تم بہ الکلام لکونھا اخرہ کما ان الفاعل یکون عقیب الفعل الا ترای ان لام التعریف وان کان تم بھا الاسم فلا یضاف معھا ولا ینتصب التمیز عنہ فلا یقال عندی الرجل قود خلا او قد یکون ای التمیز عن غیر مقدار ای ما لیس بعدد ولا کیل ولا وزن ولا مساحۃ ولا مقیاس وفی کلمۃ قد للتقلیل اشارۃ الی ان الغالب فی التمیز عن مفرد ان یکون عن مقدار فکانہ قال التمیز یکون عن مقدار غالبا ویکون عن غیر نادرا فقولہ وقد یکون معطوف علی ھذا المقدار وقد استوفی فی مختصرہ بیان قسمی التمیز عن المفرد لکن بین القسم الاول ضمنا والثانی صریحا نحو ھذا خاتم حدیدا فان الخاتم مبھم باعتبار الجنس تام بالتنوین فاقتضی تمیزا فبین بالاضافۃ الی نوعہ وعلی ھذا القیاس قولہ وسوار ذھبا وفیہ ای فی التمیز عن غیر المقدار الخفض ای خفض التمیز بالاضافۃ اکثر استعمالا من النصب علی التمیز

لحصول الغرض وهو البيان مع الخفة وتقصور غير المقدار عن طلب التمييز لان الاصل في المبهمات المقادير فهي اولى بالتمييز الذي نصبه نص على كونه مميزا بخلاف غير المقادير فانه ليس بهذه المثابة وقد يجب الخفض في غير المقدار نحو قطعة ذهب وفي الاصل ان ما هو من غير المقدار يحصل له اسم خاص بالتبعيض نحو خاتم حديد وباب ساج جاز النصب والاضافة اكثر وقليل نصبه والا فالخفض واجب نحو قطعة ذهب ولما فرغ عن بيان التمييز عن مفرد شرع في بيان التمييز عن جملة فقال وقد يقع اى التمييز بعد الجملة الفعلية لرفع الابهام عن نسبتها اى عن نسبة تلك الجملة نحو طاب زيد نفسا او علما او ابا انما ذكرت امثلة لهذا التمييز اشارة الى كثرة اصنافه حيث يكون اسما للمنتصب عنه فقط او لمتعلقه فقط او لكل واحد منهما بالاحتمال فالنفس مختصة بالمنتصب عنه والعلم يختص بمتعلقه والاب يحتمل ان يكون للمنتصب عنه ويحتمل ان يكون لمتعلقه فقط وقد يقع التمييز بعد ما شابه الجملة الفعلية وهو اسم الفاعل نحو الحوض ممتلئا ماء واسم المفعول نحو الارض مفجرة عيونا او الصفة المشبهة نحو زيد حسن وجها او اسم التفضيل نحو زيد افضل من عمرو فعلم ان هذه الصفات مع ضمائرها ليست بجملة لكن تشابهها لانها منسوبة الى فاعلها كما ان الفعل منسوب الى فاعله وقد يقع التمييز بعد الاضافة نحو يعجبني طيب نفسا او علما او ابا وانما خص الجملة بالذكر لانها هي الاصل في النسبة ثم لما فرغ عن بيان التمييز شرع في بيان المستثنى وانما ذكر سائر احكامه استطرادا فقال

في هذه الصفات مع ضمائرها ليست بجملة

فصل المستثنى

المستثنى في المصادر ان الباب يدل على ذكر الشيء مرتين او جملة شيئين ليوافق او متباينين ولفظ الاستثناء من قياس الباب وذلك لانه ذكر الشيء مرة في الجملة ومرة في التفصيل لفظ يذكر بعد الا واخواتها اى اخوات الا من نحو خلا وليس ولا يكون وغير وسوى ليعلم متعلق ما يذكر اذ المستثنى لا ينسب الى ما نسب الى ما قبلها اى ما قبل الا واخواتها وعرفه الشيخ الرضي بالمذكور بعد الا واخواتها مما الفلما قبلها نفيا او اثباتا وعرفه بعضهم بانه صرف بعض جملة مذكورة عن حكمه في تلك الجملة وقال هذا الحد اولى من قول القائل حده اخراج الشيء عما دخل فيه غيره لان لفظ الاستثناء مشتق من الثني وهو الصرف والمنع ولانه اذا دخل بعض الجملة فلا يكون اخراجه منها في وقت الا نادرا وصرح الشيخ ابن الحاجب بانه ليس لمفهوم ام بل هو لفظ مشترك بين المتصل والمتفصل فلا يمكن تعريف المطلق ولذا قسمه اولا الى تقسيم اللفظ المشترك ومنهم من قال المستثنى في المنقطع مجاز وهو اى المستثنى على قسمين متصل قدمه على المنقطع لكونه الاصل وهو اى المتصل ما اخرج سواء كان الباقي اقل او اكثر او مساويا

عن متعدد اى عن المراد منه بان يكون المستثنى قرينة على انه ليس المراد جميع
المتعدد كما هو مدلول اللفظ لا عن حكمه حتى يلزم ان الاخراج يستدعي سبق
الدخول فيرد ان يكون المستثنى في نحو جاء في القوم الا زيدا داخلا ثم خارجا وانه
يوجب ان يكون اخر الكلام متناقضا لصدره اذ الدخول يستدعي ان يكون جائيا
والخروج يستدعي ان لا يكون جائيا وانه تناقض بل الحكم على المتعدد بعد اخراج
المستدعي منه واعترض عليه بانه لا يصح ذلك في مثل جاء في القوم سوى زيد
فانه ظرف للمجيء وكذا اما خلا زيدا وما عدا زيدا فليس الاسناد الى المتعدد المخرج عنه
زيد واجيب بان هذه الكلمات صارت بمعنى الا والنصب على الظرفية رعاية للصورة
وهذا غير سديد لان الاسناد الى القوم المراد منه سوى زيد وتقييد المجيء
بالظرف قرينة ان المراد سواه او نقول انه مخرج عن حكم المتعدد فلا يلزم ما ذكره
لانه من باب تنزيل الاحكام منزلة الوجود على نحو ضيق فم البير وسبحان الذي
كبر جسم الفيل وصغر جسم البعوض ولولا الاستثناء لكان المستثنى داخلا في حكم
الصدر فكانه كان داخلا ثم اخرج واحترز بقوله وهو ما اخرج عما لم يخرج عن شيء
ومعنى الاخراج هو الفصل عن الباطن الى الظاهر وانه لا يستلزم ان يكون المخرج عنه
متعددا الا ترى انه يقال اخرجت زيدا عن الدار وليس بمتعدد فلو اقتصر الشيخ على
قوله ما اخرج ولم يتعرض بقوله عن متعدد لصدق على كل ما اخرج الا ان المستثنى لما
كان ما اخرج عما دخل فيه هو وغيره قال عن متعدد فلا يلزم استدراك ثم المتعدد اعم
من ان يكون ذا فرد نحو جاء في القوم الا زيدا او ذا اجزاء نحو ضربت زيدا الا راسه
بالا واخواتها متعلق باخرج نحو جاء في القوم الا زيدا فزيدا اخرج عن متعدد وهو
القوم او منقطع عطف على قوله متصل ويسمى المنقطع منفصلا ايضا وهو اى المنقطع
المذكور بعد الا واخواتها غير مخرج حال من ضمير المذكور اى حال كون المنقطع غير
مخرج عن متعدد بعد دخول اى بعد دخول المستثنى في المستثنى منه فالمستثنى الذي لم يكن
داخلا في المستثنى منه قبل الاستثناء منقطع سواء كان من جنسه كقولك جاءني
القوم الا زيدا مشيرا بالقوم الى جماعة خالية عن زيد اولم يكن من جنسه نحو جاء في
القوم الا حمارا فالحمار المذكور بعد الا لم يخرج عن متعدد وهو القوم لكونه غير متناول
له ولما كان اعراب المستثنى على خمسة اوجه شرع في بيان كل واحد منها
على التفصيل فقال واعلم ان اعراب المستثنى على اربعة اقسام فان كان اى المستثنى

متصلا وقع بعد الا احترز به عما اذا كان بعد غير وسوى فانه يكون مخفوضا لا منصوبا
كما سيجئ في كلام موجب هو في الاصطلاح ما لا يكون نفيا ولا نهيا ولا استفهاما او
غير الموجب ما يقابله واراد بالموجب ههنا ما يكون تاما فلا يدخل فيه نحو قرئ الا يوم كذا
على صيغة المجهول ورفع اليوم فانه وان كان كلاما موجبا الا انه غير تام او منقطعا
سواء كان في كلام موجب او في غيره كما مر او مقدما على المستثنى منه نحو ما جاءني الا
زيدا احد او كان اى المستثنى بعد خلا وعدا عنه الا كثر اى عند اكثر النحاة وانما قال
هذا احترازا عن قول البعض فانهم يجوزون الجر لكونهما حرفي جر عند ذلك البعض فقال
السيرافي لم اعلم خلافا في جواز الجر بهما الا ان النصب بهما اكثر او كان المستثنى بعد ما خلا
وما عدا وليس ولا يكون نحو جاءني القوم خلا زيدا الى اخره اى اخر المثال نحو ما جاءني القوم
ما عدا زيدا وليس زيدا ولا يكون زيدا كان منصوبا جزاء لقوله فان كان بعد الا مع ما
عطف عليه اى فان كان المستثنى بعد الا واخواتها كان منصوبا وجوبا في هذه
الاقسام كلها اما في الاقسام الثلثة الاول فلاستحقاقه النصب لشبهه
بالمفعول في كونه فضلة ولشبهه الخاص بالمفعول معه المتعلق بواسطة الحرف
ولان البدل ممتنع فيها واما في المستثنى بعد الا في كلام موجب فلانه في حكم تكرير
العامل وعلى تقدير التكرير يلزم الايجاب في المستثنى والمستثنى منه فصار معنى
قولك جاءني القوم الا زيدا جاءني القوم لا جاءني زيد وهو قلب المقصود لان
المقصود الاخبار عن مجيء القوم غير زيد بخلاف غير الموجب حيث امكن فيه تكرير
الاصل العامل مع ترك النفي العارض فلا يلزم في المستثنى والمستثنى منه وايضا
ان المبدل منه في حكم الساقط فيكون المستثنى في حكم التفريغ وهو في كلام
موجب لعدم صحة المعنى وبيان هذا ان القوم لو سقط في جاءني القوم الا زيد
بقي جاءني الا زيد وهو باطل لان معناه جاءني جميع الناس الا زيد وهو محال
وفي كلا التعليلين نظر مذكور في المطولات واما في المستثنى اذا كان مقدما
فلان البدل تابع وتقديم التابع على المتبوع لا يجوز واما في صورة المنقطع
فلامتناع كل واحد من الابدال الاربعة اما امتناع الثلثة الاول فظاهر واما
امتناع بدل الغلط فلصدور المستثنى عن قصد وارادة وانعدام كون بدل الغلط
كذلك واما نصب المستثنى بعد خلا وعدا عند الاكثر فلكونه مفعولا به ونصبه
واجب واما نصبه بعد ما خلا وما عدا فلان ما مصدرية ولا يكون مدخولها

الا الفعل فوجب ان یکون خلا وعدا فعلین وفاعلہما مضمرا والمستثنی بعد دخول
مفعولیہ وہما فی الکلام فی محل النصب علی الظرفیۃ فان معنی قولک جاءنی القوم
ما خلا زیدا وما عدا عمرا وقت خلوہما ای خلو مجیئہم من زید ووقت مجاوزتہم
ای مجاوزۃ مجیئہم عن عمرو وروی عن الاخفش الجر بہما بجعل ما مزیدۃ وروی ذلک
عن الجرمی ایضا ولعل ہذا لم یثبت عند الشیخ اولم یعتد بخلافہما ولذا لم یقل
عند الاکثر وامّا نصب المستثنی بعد لیس ولا یکون فلانہما فعلان من الافعال الناقصۃ
الناصبۃ للخبر فالاسم بعدہما منصوب علی الخبریۃ وہما فی ترکیبہ فی موضع النصب
علی الاستثناء ای علی انہما حالان ولزم اضمار اسمہما فی باب الاستثناء وہو ضمیر عائد الی بعض مضاف
الی المستثنی منہ ای لیس بعضہم زیدا کفاعل خلا وعدا وانما لزم اضمار اسمہما ہہنا
لکون ما بعدہما فی صورۃ المستثنی بالا ولہذا التزموا التضمین فی خلا واضمار فاعلہ
وفاعل عدا ثم اعلم ان کلمات الاستثناء اصطلاحیۃ لا عقلیۃ ولا مشاحۃ فی الاصطلاح
فلا یرد ما یقال کون خلا وعدا من کلمات الاستثناء دون مستثنی ومستثنی منہ
ما کان ولم یکن تحکم وان کان ای المستثنی بعد الا احترز بہ عما اذا کان بعد خلا وعدا و
ما خلا وما عدا ولیس ولا یکون فانہ لا یکون الا منصوبا وعما اذا کان بعد غیر و
سوی وسواء فانہ یکون مخفوضا کما سیجیء فی کلام غیر موجب احترز بہ عما
اذا کان بعد الا فی کلام موجب فانہ قد مر حکمہ والمستثنی منہ مذکور الجملۃ
الاسمیۃ وقعت حالا واحترز بہ عما اذا کان بعد الا فی کلام غیر موجب والمستثنی منہ
غیر مذکور فانہ یعرب علی حسب العوامل کما سیاتی ثم یجوز فی البدل شروط اخر
لم یذکروہا المصنف ویجب ذکرہا احدہا ان یکون المستثنی متصلا بالا وثانیہا ان لا یکون
مقدما علی المستثنی منہ وثالثہا ان یرد کلام تضمن الاستثناء نحو ما قام القوم
الا زیدا فی جواب من قال اقام القوم الا زیدا اذ النصب ہناک اولی لقصد
التطابق بین الکلامین ورابعہا ان یکون المستثنی متاخرا نحو ما جاءنی احد
حین کنت جالسا الا زید فان الابدال فیہ غیر مختار لقصد التطابق بینہ
وبین المستثنی منہ ومع التراخی لا یتعین ذلک یجوز فیہ الوجہان جزاء
لقولہ ان کان النصب علی الاستثناء والبدل عما قبلہا ای ما قبل الا نحو ما جاءنی
احد الا زیدا بالنصب والا زید بالرفع علی انہ بدل عن احد وہو الوجہ المختار
واما جواز النصب فعلی الاستثناء المتصل المنصوب علی التشبیہ بالمفعول واما اختیار

البدل فلکونہ مقصودا فی الکلام بخلاف ما اذا کان منصوبا حیث یکون حینئذ فضلۃ و لقصد التطابق بین المستثنی والمستثنی منہ ثم ھذا ابدل البعض من الکل وھو اذا کان بعد الا لا یجب فیہ الضمیر بقرینۃ الاستثناء المتصل لانہ یفید ان المستثنی بعد المستثنی منہ وان کان ای المستثنی مفرغا بان یکون بعد الا فی کلام غیر موجب فالمستثنی منہ غیر مذکور وکان اعرابہ ای اعراب المستثنی بحسب العامل ای بقدرہ اذا لحسب القدر فان العامل علی ثلثۃ اقسام عامل الرفع وعامل النصب وعامل الجر فالاعراب علی قدرہ کنایۃ عن الاعراب بالرفع والنصب والجر وبھذا اندفع اعتراض بعض الناس ھنا بانہ ان کان المراد عامل المستثنی منہ یشکل بقولنا ما مررت الا بزید فانہ معرب بعامل نفسہ وان کان المراد عامل المستثنی فلیس بمعرب علی حسب العامل مع انہ یجوز ان یختار الشق الاول ایضا ویقال الجار فی بزید عامل المستثنی منہ ثم انتقل الی المستثنی بعد حذفہ فھو معرب بعامل المستثنی منہ لا بعامل وانما سمی ھذا القسم من المستثنی مفرغا لانہ یفرغ العامل الذی قبل الا لہ ولا یشتغل بالمستثنی منہ فحذف المستثنی منہ وجعل اعرابہ لما بعد الا وبسمی باسمہ مجازا لقیامہ مقامہ وان المستثنی منہ مقدر فی التحقیق والذی یدل علی اعتبار ذلک جواز قولھم ما قام الا ھند وامتناع قولھم قام ھند لان الفاعل فی الاول المستثنی منہ علی التحقیق وفی الثانی ھند تقول ما جاءنی الا زید فی الرفع وما رایت الا زیدا فی النصب وما مررت الا بزید فی الجر وان کان ای المستثنی بعد غیر وسوی فیہ اربع لغات فتح السین مع المد وکسرھا مع القصر وکسر الاول مع المد والضمۃ مع القصر وحاشا عند الاکثر ای اکثر النحاۃ وانما قال ذلک احترازا عما ذھب الیہ المبرد ولانہ عندہ فعل متعد ینصب ما بعدھا کما جاء فی الدعاء المأثور اللھم اغفر لی ولمن سمع دعائی حاشا الشیطان کان مجرورا جزاء للشرط وانما کان المستثنی بعد غیر وسوی وسواء مجرورا لکونھا اسماء مضافۃ الی ما بعدھا فالاسم بعدھا مجرور بالاضافۃ وما بعد حاشا فلاستعمالھا ایاھا حروف جر دون فعل ومن ثم زید علیہ نون الوقایۃ مع یاء المتکلم فی قولہ **شعر**

من مشعر عبد والصلیب سفاھۃ	حاشای انی مسلم مقدور

ای مختون خوجا عن القوم غیر زید وسوی زید وکذلک حاشا زید ثم لما ادرج کلمۃ غیر فی کلمات الاستثناء وھو اسم متمکن لا بد لہ من الاعراب اخذ فی بیان اعرابہ فقال واعلم ان اعراب غیر کاعراب المستثنی بالا ای مثل اعراب الاسم الذی استثنی بالا علی التفصیل الذی سبق ذکرہ فی المستثنی بالا

لہ ای عامل المستثنی وھو الاستثناء بغیر فقط ۱۲

من وجوب النصب في المستثنى من الموجب والمنقطع والمقدم وجوازه مع اختيار البدل في غير الموجب التام والاعراب على حسب العامل في الناقص تقول جاءني القوم غير زيد مثال للمستثنى من الموجب وغيرهما مثال للمنقطع وما جاءني غير زيد القوم مثال للمقدم وما جاءني حد غير زيد بالنصب والرفع مثال للاستثناء والبدل وما جاءني غير زيد مثال للمفرغ وانما كان غير معربا باعراب المستثنى بالا انما كان ما بعده مستثنى فيكون مستحقا لاعراب المستثنى وهو مستغن عن اعرابه لان له وجها آخر لاجل الاضافة ولا وجه لغير من الاعراب فالاولى ان يؤثر بوجه ما بعد غير على قرينته المحتاجة بما فضل عن حاجة وهو اعراب المستثنى وانما لم يبن غير مع انه بمعنى الحرف لوجود المانع مع البناء وهو الاضافة ثم لما ذكر لفظة غير في الاستثناء بين ان ذلك بطريق الشفاعة دون الاصالة فقال اعلم ان لفظة غير موضوعة للصفة لا للاستثناء لانها بمعنى مغاير واستعمالها بمعنى المغاير اما ان يكون في الذات لمرت برجل غير زيد قال الله تعالى بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ أو في الصفات كدخلت بوجه غير الوجه الذي دخلت به وقد تستعمل اي لفظة غير للاستثناء فالفرق بينه اذا كان وصفا وبينه اذا كان استثناء انه اذا كان وصفا فالمستثنى غير داخل واذا كان استثناء فالمستثنى داخل في جملة تقول جاءني القوم غير اصحابك بالنصب على الاستثناء فالاصحاب من جملة القوم وجاءني القوم غير اصحابك بالرفع على الصفة فالاصحاب ليست من جملة القوم ولهذا اذا قلت لفلان علي درهم غير دانق بالرفع كان درهما تاما اذ تقديره درهم لا دانق واذا قلت علي درهم غير دانق بالنصب كان درهما ناقصا اذ تقديره درهم الا دانق كما ان لفظة الا موضوعة للاستثناء لا للصفة لكونها حرفا واصل الحروف ان لا تكون صفة وقد تستعمل اي لفظة الا في الصفة لقرب معنى كل واحد منهما عن الاخر فيجوز استعمال كل منهما مكان الاخر لكنه انما تستعمل الا في الصفة لتعذر الاستثناء كما في قوله تعالى لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فان كلمة الا في الاية الكريمة مستعملة في صفة بمعنى غير كما فسره بقوله اي غير الله لكن لما لم يكن للحرف حظ من الاعراب ظهر في اسم بعده واستعملت الا في الصفة ههنا لتعذر الاستثناء لان الجمع اذا كان متكررا لا يجوز الاستثناء منه على ما ذهب اليه المحققون لانه لا عموم له بحيث يدخل فيه المستثنى به الا استثناء فان قلت اذا تعذر حمل الا على الاستثناء في الاية الكريمة لا يجب حملها على الصفة فلم تحمل على البدل قلنا ان كلمة لو بمنزلة ان في ان الكلام معه

لم اي في صفة قبل غير

موجب فی البدل لا یکون الا فی الکلام الغیر الموجب کما عرف وقیل البدل لا یجوز الا حیث یجوز الاستثناء وفیہ نظر لانہ یتعین البدل عندھم فی کلمۃ التوحید مع انہ لا یجوز الاستثناء ثم معنی الایۃ الکریمۃ لو کان یدبر امر السموٰت والارض الٰھۃ شتّٰی غیر اللہ الفرد الذی ھو فاطرھا لخرجتا عن ھذا النظام لوجود التمانع کما تقرر فی اصول الکلام وکذلک قولک لا الٰہ الا اللہ فان الا ھھنا مستعملۃ فی الصفۃ بمعنی غیر ایضاً فیکون معناہ غیر اللہ لان حملھا علی الاستثناء متعذر بقسمیہ ھھنا اما المتصل فلانہ ح یکون المراد من قولک لا الٰہ الا الٰھۃ الحقۃ فیلزم منہ ان یکون اللہ داخلا فیھم ثم المستثنی منھم فیلزم التعدد ولا یحصل التوحید المطلوب واما المنقطع فلانہ ح یکون المراد من قولک لا الٰہ الا الٰھۃ الباطلۃ وتبقی الحقۃ فلا یحصل التوحید المطلوب ایضاً ثم اللہ مرفوع علی انہ بدل من محل اسم لا التبریۃ لا ریقاعدہ علی الابتداء ولا یجوز ان یکون منصوباً علی انہ بدل من لفظ اسمھا لان لا لا یعمل فی المعارف ولان عملھا انما یکون لاجل النفی ولا یبطل النفی الذی عملہ لاجلہ فکیف یعمل مع سلب العمل ولان ابدال اللہ من اللفظ یوھم الکفر وبینہ وبین قصد التصریح بالتوحید تناقض ولھذا قیل یمتنع نصبہ علی الاستثناء ولا بھامہ البدل من اللفظ وخبر لا محذوف والمعنی لا مستحق للعبودیۃ لہ فی الوجود او موجود الا الواحد الذی ھو خالق العالم وحذف الخبر ھھنا واجب لئلا یتراخی فی الا عن النفی لانہ لو لم یحذف لوقع الفصل بین النفی والاثبات وھو لا یجوز ولم یجعل الا اللہ خبراً لان المعنی علی نفی الوجود عن الٰھۃ سوی اللہ لا علی نفی مغایرۃ اللہ عن کل الٰہ وھو الذی یفید الاستثناء المفرغ الواقع موقع الخبر وانما لم یفد الخبر فی الامکان او ممکن مع النافیۃ والخطاء المشترکین فی تعدد الالھۃ علی وجہ ابلغ وھو مشارک الطریقۃ البرھانیۃ (ای الزائدۃ ۱۲) لان نفی الامکان یستلزم نفی الوجود بدون العکس لان المقصود بکلمۃ التوحید ھو اثبات الوجود لہ تعالی ونفیہ عن الٰہ غیرہ واثبات الامکان لا یستلزم اثبات الوجود ھذا ما ذھب الیہ جمھور النحاۃ وذھب بعضھم الی ان کلمۃ التوحید تامۃ مستغنیۃ عن تقدیر الخبر لان اصل التراکیب اللہ الٰھ الا ھو فادخل لا والا للقصر فالمسند الیہ ھو اللہ والمسند بہ ھو الٰہ لکن لا فادۃ القصر قدم لا واخر الا اللہ وجعل الا اللہ خبراً ثم لما فرغ عن بیان المستثنی شرع فی بیان خبر کان واخواتھا فقال

فصل خبر کان واخواتھا ای نظائر لفظۃ کان وھی التی عرفتھا فی المرفوعات وھو المسند بعد دخولھا ای بعد دخول کان و احدی اخواتھا

والمراد بالدخول ما عرفت فی بحث المرفوعات فلا ینتقض التعریف بیَضرِبُ فی کان زید یضرب اخوہ نحو کان زید قائما مسند بعد دخول کان وحکمہ ای حکم خبر کان و اخواتہا ای قسامہ واحکامہ وشرائطہ لحکم خبر المبتداء ثم اشار الی بیان ما یخالف خبر المبتدأ بقولہ الا انہ ای الشان یجوز تقدیمہ ای تقدیم خبر کان واخواتہا علی اسمہ معکوسہ ای کون خبر کان واخواتہا معرفۃ او مساویا لہ فی التخصیص نحو کان اخاک صدیقک وکان خیرا من زید شرا من عمرو وھذا اذا کان اعراب کل منہما او احدھما لفظیا لعدم الالتباس حینئذ لوجود القرینۃ وھی النصب فاذا کانا مقصورین نحو کان عیسی موسی فانہ یتعین فیہ الاول للاسمیۃ الا عند قرینۃ لفظیۃ او معنویۃ الی ھذا قد سبقت الاشارۃ فی المرفوعات وقائل ان یقول یشکل ذلک بما ذکر فی بعض التفاسیر عند قولہ تعالی فما زالت تلک دعوٰھم من ان یکون دعوٰھم اسما مَا زَالَتْ وتلک خبرہ بخلاف خبر المبتدأ ای متلبس بخلافہ خبر المبتداء فانہ اذا کان معرفۃ او مساویا لہ ملفوظا لا یجوز ان یتقدم علی المبتداء لمکان الالتباس نحو کان القائم زیدٌ فان تقدمہ فیہ خبر کان علی الاسم والخبر معرفۃ اعلم انہ لا یقع ایضا خبر کان واخواتہا فعلا ماضیا الا لۃ کان علیہ الا عند وجود قد نحو کان زید قد قعد لان قد تقرب الماضی الی الحال فیجوز وقوعہ خبرا لعدم دلالۃ کان علی الحال او عند وقوعہ شرطا نحو صار زید ان قام قال اللہ تعالی ان کان قَمِیْصُہٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ بخلاف خبر المبتدأ فانہ یقع فعلا ماضیا مطلقا وکان من الواجب علیہ ان یذکرہ ثم لما فرغ عن بیان خبر کان واخواتہا شرع فی بیان اسم ان واخواتہا فقال

فصل اسم ان واخواتہا ای نظائرھا کلہا ان وھی التی عرفتہا فی المرفوعات ھو المسند الیہ بعد دخولہا ای بعد دخول ان واحدی اخواتہا وبما ذکرنا من معنی الدخول لا یشکل الحد باخوہ فی ان زیدا یضرب اخوہ نحو ان زیدا قائم فان زیدا مسند الیہ بعد دخول ان وسیاتی تمام احکامہ فی القسم الثالث ان شاء اللہ تعالی ثم لما فرغ عن بیان اسم ان واخواتہا شرع بیان المنصوب بلا التی لنفی الجنس فقال

فصل المنصوب بلا التی لنفی الجنس انما لم یصرح باسمہ لانہ لم یکن من المنصوبات علی الاطلاق بود التقسیم وقید ھھنا لیکون صورۃ التقیید دلیلا علی صورۃ الاکتفاء او نقول لیس کل اسم لا ولا اکثرہ منصوبا ولا یجوز جعلہ مطلقا منصوبا لا حقیقۃ ولا مجازا بل المنصوب منہا قلیل ما سواہ فلا بد من التفسیر عنہ بالمنصوب بلا بخلاف ما سواہ من المنصوبات فان

بعضها وان لم يكن كله من المنصوبات لكن اكثره منها فاعطى للاكثر حكم الكل منها
فخرج بـ
مجازا هو المسند اليه بعد دخولها اى بعد دخول لا هذه وخرج عنه اخوه في
لا غلام رجل اخوه قائم لما عرفت من معنى الدخول اولان قوله يليها نكرة مضافة
او مشابها لها داخل في التعريف فخرج به اخوه في المثال المذكور لعدم الاتصال وعدم
كونه نكرة مضافة او مشبهة به يليها الضمير المستتر فيه راجع الى المسند اليه والبارز
الى لا وهذه الجملة اما حال من الضمير في اليها ومن الضمير في دخولها وابراز الضمير
حينئذ ليس بواجب وان جرى الفعل على ما هو له اذا لولي فعل المسند اليه وجرى على
الضمير في دخولها لانه وقع حالا عنه فقد الالتباس باختلاف الموصوفين تذكيرا
وتانيثا كما في قولك هند زيد تضربه هي وانما وجب ابراز الضمير اذا اسند اليه
فعل جرى على غير من هو له في صورة الالتباس نحو زيد عمرو يضربه هو بخلاف الضمير
اذا اسند اليه صفة جرت على من هي له فح يجب ابراز الضمير عند الالتباس وعدمه
نحو زيد عمرو ضاربه هو هند زيد ضاربتين ثم احترز بقوله يليها عما كان مفصولا
بينه وبين لا فان حكمه سيأتي نكرة حال من الضمير المستتر في بينها اى حال كون ذلك
المسند اليه نكرة واحترز به عما كان معرفة فان حكمه سيجيء مضافة صفة نكرة
واحترز به عما كان نكرة مفردة فان حكمه سيذكر نحو لا غلام رجل في الدار مثال
للنكرة المضافة او مشابها لها اى للمضاف في تعلق شيء هو تمام معناه نحو لا عشرين
درهما في لكيس مثال للمشابه للمضاف ثم هذا التعريف لا اسم لا من حيث انه منصوب
فيشترط في نصبه القيود المذكورة اذ لا هذه انما تنصب الاسم لمشابهتها بان من
حيث ان ان لتاكيد الاثبات وهذه لنفي الاستغراق فتدخل على النكرة وتنصبها
لفظا ولما فرغ عن بيان حد المنصوب بلا شرع في بيان فوائد القيود المذكورة في ذلك
الحد فقال فان كان بعد لا التي لنفي الجنس نكرة بالرفع على انه اسم كان وخبره الظرف
المقدم عليه ويجوز ان يكون تامة بمعنى وجد مفردة صفة نكرة اى ما لا يكون مضافا ولا
مشابها به بنى اى النكرة المفردة على الفتح في الموحد نحو لا رجل في الدار وعلى الياء في المثنى
والمجموع نحو لا غلامين لك ولا مسلمين لك وانما بنيت النكرة المفردة الواقعة
بعد لا النفي الجنس لتضمنها من الاستغراقية وانما بنيت اذ معنى قولنا لا رجل في الدار لا
من رجل في الدار لانه جواب لمن يقول هل من رجل في الدار حقيقة او تقديرا فحذف
من تخفيفا وانما بنيت على غير السكون ليكون بنائها عارضيا وعلى علامة النصب
فخرج بـ
المتنا

للخفة والنون في المثنّى والجموع غير مانع للبناء في الصحيح كما في يا رجل و يا مسلمون وعن ابي الحسن وابي سعيد والرّمّاني انه معرب وعدم التنوين في لا رجلَ لاخطاط لفرع من درجة الاصل وللفرق بين النفي المستغرق وغيره وتنصبها لا محلّا لانه مبنيّ واعراب المبنيّ يكون في المحل لا في اللفظ وانما اعربت النكرة المضافة المشبهة بها مع وجود علة البناء فيها لكراهتهم جعل ثلثة اشياء شيئا واحدا وذلك لان الاتحاد بين المضاف والمضاف اليه ثابت وكذا بين المتضمّن والمتضمّن فلو اعتبر التضمن بالبناء لزم جعل ثلثة اشياء شيئا واحدا وان كان بعد لا معرفة او نكرة مفصولا بينه اي بين ذلك الاسم النكرة وبين لا الاولى ان يقول وان كان نكرة مفصولا او معرفة ليكون على ترتيب الاحتراز في قوله يليها نكرة مضافة الا ان يقال انه اخذ في البيان عن القريب ثم قوله بينه ظرف وقع مفعول ما لم يسم فاعله لقوله مفصولا كذا في بعض الشروح ويرد عليه انّ كلمة بين لا تلزم النصب على الظرفية وكل ما هو لا يلزم النصب على الظرفية لا يصح الاسناد اليه لانه منصوب والمسند اليه يجب ان يكون مرفوعا الا يرى انه اسند الفعل الى المصدر في قوله ع قد حيل بين العير والنّزوان + ولم يجعل الظرف مفعولا ما لم يسم فاعله وعلل بانّ بين لكونه لازم النصب على الظرفية لا يقام مقام الفاعل هو المصدر ويعلم من هذا انّ الظرف انما يقام مقام الفاعل اذا لم يكن لازم الظرفية قال بعض الفضلاء في دفع الاشكال المسند اليه في ذلك المثال وان كان هو المصدر المدلول عليه الا انه لما لم يكن في موضع الفاعل ههنا سوى الظرف جعل مفعول ما لم يسم فاعله لقوله مفعولا لتسامحا وايضا قد نقل في دفعه ما ذكر في بعض التفاسير في قوله تعالى لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ ارتفع بين بتقطّع وهو ظرف اتّسع فيه فاستعملت اسما كما استعملت في هذا افراق بيني وبينك ومن نصبه فله وجهان احدهما انه جعله ظرفا او اضمر فاعلا للدلالة الحال عليه اي تقطع دخلكم بينكم وثانيهما انه فاعل كالوجه الاول لكنه ترك على حالة كان عليها حالة الظرفية ومثله يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وبهذا يندفع ما يرد على ما في بعض الشروح كان مرفوعا ويجب تكريره لاجزاء بقوله وان كان بعد لا مرفوعا وجوبا ويجب تكريرها في الصورتين اما وجوب الرفع في المعرفة فلفقدان عمل لا فيها لكونها لنفي الجنس وهو لا يحصل الا في النكرة واما في النكرة المفصولة فلضعف عملها لانها انما تعمل بمشابهة انّ فلا تعمل عند حصول الفصل فاذا بطل عملها فيها عادت الى اصلها وهو الرفع على الابتداء واما وجوب التكرار فللتشبيه

على كون لا لنفي الجنس في النكرات لانه نفي في الحقيقة اذ قولنا لا رجل في قوة لا زيد ولا عمرو ولا خالد الى آخر افراد الرجل واما تكريرها في المعارف فلجبر النقصان من نفي الجنس التي يتصور حصولها مع المعرفة وقيل انما وجب تكرير لا لمطابقة السؤال لان قولنا لا زيد في الدار ولا عمرو جواب من قال زيد في الدار ام عمرو وقوله لا في الدار رجل ولا امرأة جواب من قال في الدار رجل ام امرأة وذهب ابو العباس وابن كيسان الى عدم وجوب تكرير لا مع المعرفة والنكرة المفصولة مع اسم آخر تقول لا زيد في الدار ولا عمرو مثال لتكرير لا مع المعرفة ولا فيها رجل ولا امرأة مثال لتكرير لا مع النكرة المفصولة واعلم انه كما يجب تكرير لا في النكرة المفصولة كذلك يجب تكريرها في النكرة المتصلة بلا عند بطلان عملها لان القرينة على زادة نفي الجنس فتح الاسم وبناؤه فقد انتقيا فوجب التكرير تنبيها على تلك الارادة وعلى هذا يشكل حد المنصوب بلا حيث يدخل فيه ما ان ليس منصوبا بلا لانه خرج بقوله بعد دخولها لما عرفت من معنى الدخول ويجوز في مثله اي في كل موضع كرر فيه النكرة مع لا يلا افصل يجوز في المعطوف والمعطوف عليه مثل لا حول ولا قوة الا بالله معناه لا رجوع لنا عن المعاصي ولا قوة لنا على الطاعة الا بعصمته وتوفيقه خمسة اوجه الاول فتحهما اي فتح الاسمين اي المعطوف والمعطوف عليه على ان لا فيهما لنفي الجنس والثاني رفعهما اي رفع الاسمين على عدم البناء والحمل على الابتداء لمطابقة السؤال لانه جواب سؤال من يسأل احول لنا ام قوة وانما رفع الاسمان في المكرر غير المفصول مع مخالفة القياس لمطابقة السؤال والثالث فتح الاول على ان لا ههنا لنفي الجنس ورفع الثاني بناء على زيادة لا لتأكيد النفي او على انه معطوف على محل الاول وهو مرفوع على الابتداء والرابع رفع الاول على ان لا بمعنى ليس وهذا ضعيف لان عمل بمعنى ليس قليل وفتح الثاني على ان لا فيه لنفي الجنس والخامس فتح الاول لما ذكرنا انفا ونصب الثاني بناء على ان لا زائدة لتأكيد النفي او على انه معطوف على لفظ الاول لمشابهة الفتحة النصب في العروض والاطراد وقد يحذف اسم لا التي لنفي الجنس القرينة اي وقت حصول قرينة دالة عليه قبل حذف المبتدأ لانه مبتدأ في الاصل نحو لا عليك اي لا بأس عليك اي ولا شيء عليك والقرينة ههنا دخول لا على الحرف وهذا الكلام يقال لمن يخاف امرا ثم لما فرغ عن اسم المنصوب بلا التي لنفي الجنس شرع في بيان خبرها ولا المشبهتين بليس فقال **فصل** خبرها ولا المشبهتين بليس فيما ذكر من المشابهة في المرفوعات هو المسند بعد دخولها اي دخول ما ولا نحو ما زيد قائما ولا رجل حاضرا فان قائما وحاضرا مسندان بعد دخول ما ولا ثم اشار الى بيان ما يبطل عملهما

بقوله وان وقع الخبر اى خبرما ولا بعد لا نحو ما زيد الا قائم ولا رجل الا افضل منك او تقدم الخبر على الاسم نحو ما قائم زيد ولا افضل منك رجل او تقدم ما ليس بظرف على الاسم المتقدم على الخبر نحو ما عمرا زيد ضارب بخلاف ما اذا كان ظرفا نحو قوله تعالى فَمَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ او زيدت ان بعد ما انما قيل بعد ما لان ان لا تزاد بعد لا بحكم الاستقراء نحو ما ان زيد قائم اعلم ان النحاة اختلفوا فى ان هذه فذهب البصريون الى انها زائدة وليست ان النافية بل التى تزاد بعد لا وما المصدرية ايضا وذهب الكوفيون الى انها نافية زيدت لتاكيد النفى والا فالنفى على النفى اثبات بطل العمل اى عمل ما ان وجد معه شئ من الاشياء المذكورة وهو جزاء لقوله وان وقع الخبر مع ما عطف عليه كما رايت فى بطلان العمل فى الامثلة المذكورة اما بطلان العمل فى الصورة الاولى فلان النفى الذى لاجله يعمل ان قد انتقض بالا الموجبة للاثبات بعد النفى خلافا ليونس فانه اجاز عملها بعد الا تمسكا بقول الشاعر شعر وما الدهر الا منجنونا باهله + وما صاحب الحاجات الا معذبا + و الجواب عنه بانه لم يكن فى البيت تنصيص على الاعمال لاحتمال ان يحمل منجنونا على حذف الفعل تقديره وما الدهر الا يشبه منجنونا فيكون مفعولا لا خبرا او ان يحمل على حذف المضاف واقامة المضاف اليه مقامه تقديره وما الدهر الا يدور دوران منجنون ولاحتمال ان يحمل معذبا على انه مصدر ميمى يجعل التركيب من باب ما انت الا سيرا تقديره وما صاحب الحاجات الا يعذب معذبا واما فى الصورة الثانية فلانهما عاملان ضعيفان لعدم تصرفهما كتصرف ليس لانها اصلية فى العمل فلا يعملان بالتقدم واما فى الصورة الثالثة فلوقوع الفصل بين ما ومعموله مع ضعفه فى العمل وهذه اى عاملية ما ولا وفى بعض النسخ وهذا فهو اشارة الى اعمالهما لغة من لغى بالكسر اذا هجا اى مال اهل الحجاز وعلى لغتهم قد ورد التنزيل نحو ما هذا بشرا وما هن امهاتهم واما بنو تميم فلا يعملونهما اى ما ولا المشبهتين بليس اصلا اى سواء وجدت الشروط المذكورة او لم توجد بل يرفعون ما بعدهما على الابتداء والخبر كما كان مرفوعا عليهما قبل دخول ما ولا لان القياس فى العامل ان يكون مختصا بالقبيل الذى كان عاملا فيه من الاسم والفعل ليكون متمكنا فى مركز كالجوار والجوازم وما ولا لا تكونان مختصتين بقبيل واحد بل تدخلان فى الاسم والفعل واما اهل الحجاز فهم اعتبروا شبههما بليس المختص بقبيل

لعله من الشقد وكان فى الصراح كذلك

واحد وهو الاسم قال الشاعر وهو زهير عن لسان بني تميم اى واحد منهم واللسان يكون بمعنى الجارحة وبمعنى اللغة والمراد ههنا هو المعنى الاخير **شعر**

وَمُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهُ انْتَسِبْ ✱ فَأَجَابَ مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامُ

الواو فى قوله ومهفهف بمعنى رُبَّ والمهفهف اسم مفعول من الهف هفة بفتح الهاءين وسكون الفاء الاولى وهى دقة الخاصرة ودقتها يقال رجل مهفهف وامرأة مهفهفة كما يقال رجل خصمان امرأة خصمة وقوله انتسب امر من الانتساب وهو بالفارسية نسبت داشتن بكسى فى الضمير المستتر فى قوله فاجاب عائد الى المهفهف واضافة القتل الى المحب من قبيل اضافة المصدر الى المفعول والفاعل محذوف اى قتل المحبوب المحب والاستشهاد بان ما المشبهة بليس ليست بعاملة لان ما بعدها يكون مرفوعا على انه مبتدأ وخبر على لغة بنى تميم بدليل ان القائل الذى ردّ على الشاعر قوله من لسانه عن قوم بنى تميم ووجه التناسب بين السؤال والجواب فى البيت لفظا ومعنى حاصل امّا لفظا فلانه اجاب بهذا القول جاعلا لفظ الحرام مرفوعا كما مر انه مسند بعد ما بمعنى ليس وما هذا الا بلغة بنى تميم فكانه قال الى تميمىّ وامّا معنىً فلان المهفهف اجاب باباحة قتل المحبّ كانه قال انا من قوم يباح قتل المحبّ عندهم وهم المحبوبون قال بعض الفضلاء يمكن ان يحمل الانتساب ههنا على معنى الميل والرجوع فمعنى قوله انتسب ارجع بالوصال ولا تقتلنى بالفراق ولا تؤذينى به فان قتل النفس وايذاءه بغير حقّ حرام فاجاب المهفهف بانّ قتل المحبّ حرام يعنى انك لو قتلت فى المحبة فلا جناح علىّ اذ رُبَّ محبّ يقتل فى محبة ورُبَّ عاشق تؤذى من معشوقه والى هذا اشير فى قوله عليه السلام ما اوذى نبىّ مثل ما اوذيت قطّ فانه لا شك فى كونه عليه السلام محبّ الله تعالى وهو محبوبه لكن ما لحقه الايذاء من الله تعالى انما هو من جهة كونه محبا لان المحبوب يؤذى محبّه لا من جهة كونه محبوبا لان المحبّ لا يؤذى محبوبه فلا يرد ما يقال كيف يصح الايذاء من الله سبحانه فى حقه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهو حبيبه ثم لما فرغ عن بيان المقصد الثانى المشتمل على بيان المنصوبات شرع فى بيان المقصد الثالث المشتمل على بيان المجرورات فقال

المقصد الثالث فى المجرورات

الاسماء المجرورة هى المضاف اليه فقط فان قيل كيف يستقيم هذا الحصر لان الاسماء المجرورة يكون غير المضاف اليه ايضا نحو بحسبك وكفى بالله وما جاءنى من احد لان المجرور فيها لم ينسب اليه شئ بواسطة حرف الجرّ وكذا المجرور فى مثل ضاربُ زيدٍ وحسن الوجه لم يكن مضافا اليه حقيقة على اختيار الجمهور قلنا المجرور الاصلى هو المضاف اليه الذى عرّفنه وما عدا هذا المضاف اليه كالمجرور فى الامثلة المذكورة ليس بمجرور اصلىّ بل هو ملحق بذلك

المقصد الثالث فى المجرورات هو

المجرور الاصلی وکلامہ علی القسم الاول فکانہ قال الاسماء المجرورۃ الاصلیۃ ھی المضاف الیہ فقط وھی تنبیہ علی تقسیمہ الی قسمین اصلی وملحق کما ان المرفوع والمنصوب ینقسم کل منھما الی قسمین وقد سبقت الاشارۃ الی ذلک ثم قولہ فقط زائد لاطائل تحتہ لان الحصر المراد منہ مستفاد من ضمیر الفصل فی قولہ ھی المضاف الیہ وھو ای المضاف الیہ کل اسم صرح باسم للتنبیہ علی ان المضاف الیہ لا یکون الا اسما لکنہ اعم من ان یکون حقیقۃ او حکما لیتناول مثل قولہ تعالی یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فان ھذا الفعل فی تاویل الاسم ای یوم النفخ فی الصور نسب الیہ ای الی ذلک الاسم شیء اعلم ان کلام المص والشیخ ابن الحاجب فی الکافیۃ یدل علی ان المضاف لا یلزم ان یکون اسما لانہما قالا نسب الیہ شیء دون اسم ومثلا بمررت بزید لکن الشیخ ابن الحاجب قد حقق فی موضع اخر ان المضاف والمضاف الیہ لا یکونان الا اسمین والتحقیق ما ذکرہ الحدیبی حیث قال ان مررت من حیث ان زیدا فی مررت بزید مفعول لیس ما وقع الا بالاسم ومن حیث انہ مضاف الیہ فما وقل بہ ولذا قال لقد اضیف المرور الی زید فعلم ان المضاف قد یکون اسما وقد یکون فعلا ما وقع الا بالاسم کالمبتدا بواسطۃ حرف الجر احترز بہ عما نسب الیہ شیء لکن لا بواسطۃ حرف الجر کنسبۃ الفعل الی الفاعل لفظا نصب علی انہ خبر کان المحذوف وحذفہ فیما وقوعہ قیاس ولا شک ان وقوعہ فی مثل ھذا التراکیب شائع کثیر تقدیرہ سواء کان ذلک الحرف لفظا ای ملفوظا او تقدیرا ای مقدرا او علی التمیز تقدیرہ بواسطۃ فلفظ حرف الجر او علی انہ حال تقدیرہ حال کون ذلک الحرف ملفوظا ویرد علیہ ان وقوع المصدر حالا سماعی لا قیاسی واجیب بان ھذا مذھب سیبویہ وذھب المبرد الی انہ قیاسی فیما اذا کان المصدر من تقسیمات الفعل نحو اتانا سرعۃ وبطؤا وقولہ لفظا او تقدیرا من تقسیمات الفعل ای التوسط وھو اما لفظی وتقدیری قلنا انما اخترنا مذھبہ ونحمل کلام الشیخ علیہ فاما اذا لم یکن من تقسیمات الفعل فلا خلاف فی انہ سماعی نحو اتانا ضحکا وبکاء نحو مررت بزید وما اطلق اسم المضاف الیہ علی المجرور بحرف الجر لفظا وھو غیر ما ھو المصطلح المشھور بینھم بل المشھور ھو اطلاق اسم الجار والمجرور علیہ اشار الیہ بقولہ ویعبر عن ھذا التراکیب وھو یزید فی مررت بزید فی الاصطلاح المشھور فیما بین القوم والاصطلاح ھو اجتماع اراء الناس علی وضع شیء بشیء

لہ ای ملفوظا کان ذلک الحرف او مقدرا ۱۲ کاتب ۔۔۔ ھذا علی مذھب سیبویہ وفی نظر کان ذلک لیس ۱۲ منہ

بانہ جار ومجرور لانہ مضاف ومضاف الیہ قد نقل الزوزنی عن الرضی انہ قال سمی سیبویہ المجرور بحرف الجر لفظا مضافا الیہ لکنہ غیر ما ھو المصطلح المشھور لانہ اذا اطلق المضاف الیہ یراد بہ المجرور بحرف الجر تقدیرا واما من حیث اللغۃ فنحو بزید فی مررت بزید مضاف الیہ بلا ریب لانہ اضیف الیہ المجرور بواسطہ حرف الجر ویعلم منہ ان اطلاق المضاف الیہ علی زید فی مررت بزید انما ھو بحسب اللغۃ سواء اوّل مررت باسم او لم یاوّل بہ اما اذا لم یاوّل فظاھر واما اذا اوّل بہ فلان المضاف الیہ المصطلح ینبغی ان یکون العامل فیہ اما المضاف والحرف المقدر او الاضافۃ علی الاختلاف المشھور وھو منتف ھھنا فیکون مراد الحدیبی من قولہ المذکور قبل ومن حیث انہ مضاف الیہ اوّل باسم ان زیدا مضاف الیہ لغۃ وذکر فی بعض الشروح انما اطلق علی المجرور بحرف الجر اسم المضاف الیہ لان حروف الجر تسمی حروف الاضافۃ لانہا تضیف معانی الافعال الی الاسماء او تقدیرا عطف علی قولہ لفظا نحو غلام زید تقدیرہ غلام لزید ویعبّر عنہ ای عن ھذا التراکیب وھو غلام زید فی الاصطلاح بانہ مضاف ومضاف الیہ لا بانہ جار ومجرور وکان من الواجب علی المصنف رح ان یقول او تقدیرا مرادا کما قال غیرہ لتحترز بہ عن الظرف نحو قمت یوم الجمعۃ فان یوم الجمعۃ وان نسب الیہ شیء وھو قمت بواسطۃ حرف الجر تقدیرا او ھو فی لکنہ غیر مراد والا لکان مجرورا لان المعنی بالمراد ظھر اثرہ ای یکون ما بعدہ مجرورا ویجب تجرید المضاف لاجل الاضافۃ عن التنوین حقیقیۃ کانت او تقدیریۃ فلا یرد کم رجل وضاربک وھو اجر بیت اللہ حیث لم یکن فیہا تنوین حتی یجب التجرد منہا لاجل الاضافۃ لانہا مجردۃ عن التنوین التقدیری والمقدر کالملفوظ عندھم والمراد بتجرید المضاف عن التنوین اعم من ان یکون حقیقۃ او حکما فلا یشکل ذلک بالحسن الوجہ مع سقوط التنوین عنہ لاجل اللام لا لاجل الاضافۃ وھو جائز وفاقا لانہ حذف ما اضیف الیہ الفاعل الذی ھو کالجزء منہ اذ الاصل الحسن وجہہ المضاف الیہ یقوم مقام التنوین فلما حذف من فاعل المضاف فکانہ حذف من المضاف لمکان الجزئیۃ واما نحو الضارب الرجل فمحمول علی الحسن الوجہ او ما یقوم مقامہ ای یجب تجرید المضاف عما یقوم مقام التنوین کنونی التثنیۃ وجمع السلامۃ وکذا عن الالف واللام فان قلت لا حاجۃ الی ذکر تجرید المضاف عن نونی التثنیۃ والجمع ھھنا لانہ قد ذکر فیما سبق من قولہ فی فصل اضافۃ الاعراب وھما یسقطان عند الاضافۃ فذکرہ ھھنا یوجب التکرار قلت بذکرہ

یعنی المراد بظھر اثرہ

فیما سبق لایدل علی وجوب التجرید علی اطلاقه و ذکره ههنا یدل علی وجوبه
فلا تکرار وانما وجب تجرید المضاف عن التنوین لان التنوین توذن بتمام الکلمة بها دون
المضاف الیه والاضافة توذن بتمامها بالمضاف فیتنافیان ولهذا التعلیل یجب تجرید
المضاف عما یقوم مقام التنوین نحو جاءنی غلام زید مثال لتجرید المضاف عن التنوین
وغلامکم وومسلمو مصر مثالان لتجرید المضاف عما یقوم مقام التنوین ولما علم مما
سبق من تعریف المضاف الیه ان الاضافة مطلقا علی قسمین احدهما ما یکون حرف الجر
فیه ملفوظه والثانی ما یکون حرف الجر فیه مقدرة وکان البحث المتعلق بالقسم الاول
قلیلا لانه لا بحث فیه سوی الجر بالحروف واهمل بیانه واحاله الی بحث الحروف بقوله فیما بعد
واما ما یذکر فیه حرف الجر فسیاتی القسم الثالث وکان البحث المتعلق بالقسم الثانی
کثیرا لاشتماله علی اقسام واحوال خصّه بالذکر وبیّنه بقوله واعلم هی کلمة تذکر لتنبیه
المتعلم ان الاضافة التی بتقدیر حرف الجر یدل قوله فیما بعد هذا کله بتقدیر
حرف الجر واحالة ما کان یتلفظ فیه حرف الجر الی بحث الحروف واختصاص ما کان
بتقدیر حرف الجر بالقسمة دون غیره علی قسمین معنویة منسوبة الی المعنی لافادتها معنی
فی المضاف تعریفا وتخصیصا ولذا سمیت بالمعنویة وسمیت بالحقیقیة ایضا و
قدّمها علی اللفظیة لذلک فانها تسمی غیر حقیقیة ولفظیة ای منسوبة الی اللفظ ای ثابتة
فی اللفظ دون المعنی اما المعنویة فهی ای علامتها اوذات ان یکون المضاف فیها
غیر صفة مضافة بالجر علی انه صفة صفة الی معمولها ای الی معمول تلک الصفة ففی کلامه
اشارة الی ان المضاف فیها امّا ان لا یکون صفة بل یکون اسما یامر الغلام زید أو صفة
لکنها مضافة الی غیر معمولها نحو کریم البلد فان الکریم صفة مضافة الی غیر معمولها
لان البلد لیس بمفعول اذ لا یجوز ان یقال کَرُمَ البلدُ بل کَرُمَ مَن فی البلد وهی
ای الاضافة المعنویة امّا کائنة بمعنی اللام فیما لم یکن المضاف الیه من جنس المضاف
ولم یکن ظرفه نحو غلام زید ای غلام لزید او بمعنی من فیما یکون المضاف الیه من جنس
المضاف نحو خاتم فضة ای خاتم من فضة او بمعنی فی فیما یکون المضاف الیه ظرف
المضاف نحو صلوة اللیل ای صلوة فی اللیل قال الفاضل الهندی الاولی ان یجعل
الاضافة الی الظرف ایضا بمعنی اللام کما فی سائر اصناف الاضافة بادنی ملابسته فیکون
معنی صلوة اللیل صلوة لها اختصاص باللیل بملابسة الوقوع فی قولک
کوکب الخرقاء سهیل ای کوکب له اختصاص بالمرأة الخرقاء

بملابسة انها تشرع فی التمیز لاسباب الشتاء عند طلوعه لا قبله کما هی شان النساء المدبرة المتهیئة للامور فی احیانها ووجه الاولویة ان فیه تقلیل الاقسام وهو اقرب الی الضبط وفائدة هذه الاضافة ای الاضافة المعنویة تعریف المضاف الیه ان اضیف ای الاسم الی معرفة کما مر ای تعریف المضاف فی بعض الامثلة المذکورة وذلک لان وضع هذه الاضافة لافادة الاختصاص بین المضاف والمضاف الیه فی مدلول المضاف فتعین بتعینه مضمرا کان المضاف الیه او غیره من المعارف فانک اذا قلت غلام زید تریدبه وضعا غلام له اختصاص بزید اما بکونه اعظم غلمانه واشهر له او معهودا بینک وبین مخاطبک بحسب الخارج او الذهن ومجیئه لغیر معین علی خلاف وضع الاضافة وانما حکمنا بان غلام زید معرفة وغلام لزید نکرة لان الثانی یصلح لکل واحد من الغلمان المنسوبین الی زید بطریق البدل وهو معنی النکرة واما الاول فلانه اشارة الی معهود ومخصوص بینک وبین مخاطبک فافادة الاضافة تعریف العهد کما یفید ذلک بالالف واللام نحو الغلام ولولا هو لم یبق فرق بینهما لحصول اختصاص زید بالغلام فی الصورتین ثم اعلم هذه الاضافة تفید تعریف المضاف ان اضیف الی المعرفة فی کل اسم الا فی غیر ومثل وشبه ونحو ونظیر وکل ما هو بمعناها فان هذه الاسماء لا تعرف لانها متوغلة فی الابهام لا لکونها اضافة لفظیة بمعنی المغایر والمماثل والمشابه علی الاصح لعدم دخول اللام علیها حال کونها مضافة بخلاف المغایر والمماثل والمشابه فانه یجوز ان یقال مررت برجل المغایر ابیک فتقع صفة للنکرة تقول مررت برجل غیرک او مثلک او شبهک ویدخل علیها رب نحو رب مثلک الا اذا اشتهر المضاف بمغایرة المضاف الیه کغیر المغضوب علیهم ونحو علیک بالحرکة غیر السکون او بمماثلته نحو فلان مثل حاتم فحینئذ تعرف لعدم الابهام او تخصیصه عطف علی قوله تعریف المضاف ای فائدتها تخصیص المضاف ان اضیف ای الاسم الی نکرة لان الاضافة الی النکرة تفید تقلیل الشیوع کغلام رجل فانک اذا قلت غلام رکان شائعا فی غلام رجل وغلام امرأة واذا قلت غلام رجل ارتفع عنه بعض الشیوع حتی لا یبقی صالحا لان یکون غلام امرأة فحصل التخصیص وقل الشیوع الثابت فی النکرة واما اللفظیة فهی ای علامتها ان یکون المضاف فیها صفة کما سمی الفاعل والمفعول والصفة المشبهة مضافة الی معمولها ای الی فاعلها او مفعولها واحترز بقوله صفة عما اذا لم یکن

صفۃ کغلام زید وبقولہ مضافۃ الی معمولہا عمّا اذا کان الصفۃ مضافۃ الی غیر معمولہا
نحو کریم البلد فان ذلک اضافۃ معنویۃ کما عرفت وہی ای الاضافۃ اللفظیۃ کائنۃ
فی تقدیر الانفصال ای فی حق المعنی ای لا تغیرہ بل المعنی علی ما کان علیہ قبل الاضافۃ
حتی ان المجرور بہا اللفظ مرفوع او منصوب فی المعنی لا فی اللفظ ای لا یکون الاضافۃ
اللفظیۃ فی تقدیر الانفصال فی تاثیر اللفظ حتی تسقط عنہ التنوین ما یقوم مقامہ
ثم معنی الانفصال ان المضاف یمکن ان یقدر فیہ الفعل نحو ضارب زید مثال الاضافۃ
اسم الفاعل الی المفعول وحسن الوجہ مثال الاضافۃ الصفۃ المشبہۃ الی الفاعل وفائدتہا
ای فائدۃ الاضافۃ اللفظیۃ تخفیف فی اللفظ فقط ای لا تعریفہ ولا تخصیصہ لما مرّ من
انہا فی تقدیر الانفصال ثم التخفیف اللفظی اما فی لفظ المضاف فحسب بحذف التنوین
حقیقۃ نحو ضارب زید او حکما نحو حاجّ بیت اللہ او بحذف نون التثنیۃ والجمع نحو
ضاربا زید وضاربو زید وامّا فی لفظ المضاف الیہ فحسب بحذف الضمیر واستکنانہ
فی الصفۃ نحو القائم الغلام واصلہ القائم غلامہ فحذف الضمیر من غلامہ واستکنّ
فی القائم واضیف القائم الیہ للتخفیف فی المضاف فقط وامّا فی المضاف والمضاف الیہ
جمیعا نحو زید القائم الغلام اصلہ غلامہ فالتخفیف فی المضاف بحذف التنوین وفی
المضاف الیہ بحذف الضمیر واستتارہ فی الصفۃ واعترض ہہنا بمررت برجل ضارب
امرأۃ او ضارب المرأۃ لان الاضافۃ فیہ لفظیۃ مع انہا افادت تخصیصا فکیف
یستقیم قولہ وفائدتہا تخفیف فی اللفظ فقط واجیب بان ہذا التخصیص لا یحصل
بالاضافۃ بل ہو حاصل قبلہا ثم فائدۃ قولہ فی اللفظ الاشارۃ الی وجہ التسمیۃ
او نقول لعلہ یقال فی اللفظ لتبادر الذہن الی التخفیف فی المضاف علی قیاس قولہ وفائدۃ
ہذہ الاضافۃ تعریف المضاف ان اضیف آہ وتخصیصہ ان اضیف آہ فصرّح بقولہ فی اللفظ او فی
لفظ المتکلم سواء کان مضافا او مضافا الیہ التعمیم واعلم انک اذا اضفت الاسم
الصحیح او الجاری مجری الصحیح قد مرّ تفسیر کل منہما فی اصناف الاعراب الی یاء المتکلم
متعلق بقولہ اضفت کسرت اخرہ ای اخر ذلک الاسم وہو الحرف الذی وقع قبل
الیاء لمناسبۃ الیاء واسکنت الیاء لاجل التخفیف وفتحتہا ای الیاء لان الاصل فی
الکلمۃ المبنیۃ علی حرف واحد ہو الحرکۃ لئلا یلزم الافتتاح بالساکن والاصل
فیما بنی علی الحرکۃ الفتح للتخفیف وہو الصحیح لکن فی تقدیر قولہ و
اسکنت الیاء اشعار بانّ المختار عندہ ہو السکون کغلامی مثال الاسم

الصحيح المضاف الى ياء المتكلم ودَنِيٌّ مثال للاسم الجارى مجرى الصحيح المضاف الى ياء المتكلم ثم لما فرغ عن بيان حكم الاسم الصحيح والجارى مجراه شرع فى بيان حكم المنقوص والمقصور فقال وان كان آخر الاسم المضاف الى ياء المتكلم ياء سواء وجدت للتثنية او الجمع او لغيرهما مكسورا ما قبلها ادغمت تلك الياء فى الياء اى فى ياء المتكلم لاجتماع المثلين وفتحت الياء الثانية وهى ياء المتكلم لئلا يلتقى الساكنان تقول فى قاضٍ قاضِىَ وانما رجعت الياء المحذوفة فى قاضٍ لان الاضافة يسقط بها التنوين التى يلزم منها ومن الياء التقاء الساكنين وان كان آخره اى آخر الاسم المضاف الى ياء المتكلم واو ساكنة مضموم ما قبلها اى تلك الواو قلبتها ياءً وعملت كما عملت الان اى فى الياء يعنى ادغمت الياء المبدلة من الواو فى ياء المتكلم وفتحتها لاجتماع الواو والياء وكون اولهما ساكنةً تقول جاءنى مسلِمِىَّ اصله مسلمون فاعل اعلال مرمىّ وفى الاسماء الستة التى سبق ذكرها حال كونها مضافةً الى غير ياء المتكلم تقول غد اضافة الخمسة منها الى ياء المتكلم اَخِى وَاَبِى وَحَمِى وَهَنِى بياء مخففة بلا ردّ المحذوف وهو الواو والواقعة لام الكلمة كما يُرَدّ عند عدم الاضافة اجراء لها بعد حذف علة نسيًا منسيًّا كما فى يدى ودمى وفىّ بكسر الفاء وتشديد الياء عند الاكثر وفى عند قوم الظرف متعلق بقوله تقول اى تقول فى الاربعة الاول بتخفيف الياء بلا ردّ المحذوف وفى الخامس بكسر الفاء وتشديد الياء عند قوم من النحاة وفى هذا اشارة الى ما اجازه المبرّد فى الاولين وهما اخى وابى من تشديد الياء بردّ الواو والمحذوفة قبلها ياء ساكنة وادغامها فى ياء المتكلم والى ما ذهب اليه بعضهم فى الخامس وهو فىّ من انه يقال فمى بقلب الواو ميمًا قبل على حالة الافراد ثم لا يعرف وجه حسن لتقديم الاخ على الاب فى الذكر الا ان يقال انه اقتداء بقوله تعالى يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ووجه التقديم فى الآية الترقى من الادنى الى الاعلى كانه يفرّ من اخيه ومن صاحبته وبنيه اولان الاحتياج الى اضافة الاخ الى ياء المتكلم اكثر من اضافة الى غيره وذو لا يضاف الى مضمر اصلا بل يضاف الى اسم الجنس لانه موضوع لاجل ان يتوصل به الى جعل اسماء الاجناس صفات الاسماء النكرات نحو جعل المال صفةً لرجل تقول رجل ذو مال فوجب مراعاة الصفة وهذا التعليل يوجب ان لا يضاف ذو الى غير اسم فيه معنى الجنس ولا يوجب ان لا يضاف ذو الى مضمر خاصةً فلا وجه لتخصيص نفى اضافته الى مضمر

نفى ان كان آخر الاسم الخ ثبت كما مر وهو فلا فى الهندية لكنه وهم

لا يُرَدّ

بالاضافة

الا ان یقال انما خص المضمر بالذکر لانہ لما کان لبعض تلک الاسماء حکم لم یوجد فی غیرھا حال کونھا مضافۃ الی غیر یاء المتکلم صرح بنفی اضافتہ الی مضمر اصلا سواء کان المضمر یاء المتکلم او غیرہ اسقاطا لما اختص فیہ بحکم نظرا الی اضافتہ الیہ ولما جاءت اضافۃ ذو الی المضمر فی بعض الاشعار فینتقض بہ القاعدۃ المذکورۃ من ان ذو لا یضاف الی مضمر اجاب عنہ بقولہ وقول القائل **شعر**

| انما یعرف ذا الفضل | من الناس ذوو ہ |

شاذا ای قلیل لا یقاس علیہ وکذا نحو اللھم صل علی محمد وآلہ وذویہ شاذ وما جاء فی کلام بعض المتاخرین من قولہ واصلی علی محمد وذویہ ای اصحابہ فذلک اقتباس من الدعاء المأثورۃ واذا قطعت تلک الاسماء الخمسۃ عن الاضافۃ قلت اخ واب وحم وھن وفم بحذف لامھا وجعلت علی عیناتھا اعرابھا وھذا بحث عن غیر المضاف وانما ذکر تقریبا وذو لا تقطع عن الاضافۃ البتۃ لوضعھا لازمۃ للاضافۃ الی اسم الجنس الظاھر وان جاء الی الضمیر فی کلام فھو شاذ ھذا ای ما بیناہ من قسمی الاضافۃ المعنویۃ واللفظیۃ کلہ بتقدیر حرف الجر وقد یقال لا حاجۃ الی ذکر ھذا الکلام لانہ مدلول مما سبق واجیب بانہ انما ذکرہ لیکون ذکر کلمۃ اما تفصیلیۃ فی قولہ واما ما یذکر فیہ حرف الجر لفظا فسیاتی بیانہ فی القسم الثالث ان شاء اللہ تعالی وھو الجر مع العدیل لانھا لا تستعمل الا فی العدیلین او اکثر وعدیل الذکر ھو التقدیر فلو لم یذکرہ لبقیت کلمۃ اما للتفضیل مع عدم العدیل فکانہ قال واما ما یقدر فیہ حرف الجر فی القسمین والیہ ذھب الشیخ ابن الحاجب ورد علی جمھور النحاۃ حیث لم یقولوا بتقدیر حرف الجر فی اللفظیۃ بل الحقوھا بالمعنویۃ فی تقدیر الحرف فعلی ھذا القول لم یکن التعریف المذکور شاملا للمضاف الیہ بالاضافۃ اللفظیۃ الا ان یجعل التقدیر اعم من ان یکون حقیقۃ او حکما وانما لم یصرح بتقدیر حرف الجر فی الاضافۃ اللفظیۃ کما صرح بہ فی المعنویۃ لان حرف الجر فی اللفظیۃ لیست منحصرۃ فی الاقسام الثلثۃ المذکورۃ فی المعنویۃ بل یقدر بحسب اقتضاء تعدیۃ اسم الفاعل واسم المفعول کالی فی نحو بائع البلاد عند عدم رالا قتضاء کما فی حسن الوجہ وضارب زید یقدر اللام الزائدۃ لضرورۃ تصحیح الجر ثم لما فرغ عن المقاصد الثلثۃ المشتملۃ علی بیان المعربات بالاصالۃ شرع فی الخاتمۃ المحتویۃ علی بیان المعربات بالتبعیۃ فقال

الخاتمۃ فی التوابع واعلم ان التی مرت من الاسماء المعربۃ کان اعرابھا

ای اعراب تلک الاسماء یکون بالاصالۃ لا بالتبعیۃ ثم بیّنہ بقولہ بان دخلتہا ای علی
نفس تلک الاسماء من غیر واسطۃ العوامل من الروافع والنواصب والجوازم من
المرفوعات والمنصوبات والمجرورات بیان للاسماء المعربۃ فقد تکون الفاء
للتفسیر او فی جواب شرطٍ محذوفٍ ای اذا کان ذلک فنقول قد یکون
اعرابہ ای اعراب ہذا الاسم وہو بالرفع امّا علی الابتدائیۃ فمع خبرہ
فی محل النصب علی انہ خبر لیکون او علی البدلیۃ من الاسم بتبعیۃ ما قبلہ ای بتبعیۃ
الاسم الذی یکون قبل ہذا الاسم فان کان ذلک الاسم مرفوعًا فاعرابہ رفع وان کان
منصوبًا فاعرابہ نصب وان کان مجرورًا فاعرابہ جر ثم المراد بالاسم ہہنا اعم من ان
یکون حقیقۃ او حکمًا فلا یشکل بالجمل الواقعۃ اوصافًا وبالجمل التی ہی معطوفات
علی ما لہ اعراب ویسمی ای فی ذلک الاسم التابع مفعول ثانٍ لیسمّی وانما سمی تابعًا
لانہ ای فی ذلک الاسم یتبع ما قبلہ من الاسم فی الاعراب من الرفع والنصب والجر وہو ای التابع
فی اصطلاح النحاۃ کل ثانٍ ہو لبیان الحال ہہنا لا للتقصیر فلا یشکل الحد بالصفۃ
الثانیۃ والثالثۃ لان کلّ واحد منہما فی المرتبۃ الثانیۃ لانہ تابع للمتبوع الاول لا لما قبلہ
من الصفۃ فلا حاجۃ الی حمل الثانی علی المتاخر ہہنا علی المجاز کما وقع فی بعض الشروح
لان الحقیقۃ ممکنۃ ولا یصار الی المجاز الا عند تعذرہا وایضًا یندفع بما ذکرنا ما قیل
ان المعطوف بالواو والفاء وثم واو یصح تقدیمہ علی المعطوف علیہ نحو قولہ ع
وعلیک ورحمۃ اللہ السلام ← علی اوجہ وعلی تقدیر حمل الثانی علی المتاخر
ینتقض بصورۃ التقدیم الا ان یحمل المتاخر رتبۃً فالاولی ان یجعل قولہ ثانٍ لبیان
الحال قصرًا للمسافۃ تعرب باعراب سابقہ الجار والمجرور صفۃ ثانٍ ای کل ثانٍ متلبس
باعراب سابقہ واحترز بہ عن خبر ای باب کان وان من جہۃ واحدۃ ای من مقتضی واحد
فرفع عالم فی قام رجل عالم من جہۃ فاعلیۃ موصوفہ لا من جہۃ فاعلیۃ اخری ولذا نصب
عالم فی رایت رجلًا عالمًا من جہۃ مفعولیۃ موصوفہ لا من جہۃ اخری وکذا جر عالم
فی مررت برجل عالم من جہۃ اضافۃ موصوفہ لا من جہۃ اخری وعلی ہذا القیاس سائر
التوابع ثم احترز بقولہ من جہۃ واحدۃ عن خبر المبتدأ والمفعول الثانی
والثالث من باب علمتُ واعلمتُ والتوابع خمسۃ اقسام انما کانت
منحصرۃ فی خمسۃ اقسام لان التابع لا یخلو اما ان یکون
مقوّیًا للحکم الاول او لا الاول للتاکید

والثانى لا يخلو اما ان يكون مبينا او لا فالاول لا يخلو اما ان يكون مشتقا او لا فان كان مشتقا فهو النعت وان كان غير مشتق فهو عطف البيان والثانى لا يخلو اما ان يكون بواسطة حرف او لا فان كان الاول فهو العطف بالحروف وان كان الثانى فهو بدل النعت والعطف بالحروف والتاكيد والبدل وعطف البيان

النعت

ثم لما فرغ من تعداد التوابع شرع فى تعريفها فقال **فصل النعت** قدمه على سائر التوابع لكونه اشد متابعة والكثر استعمالا او وفر فائدة تابع يدل على معنى حاصل فى متبوعه فيه احتراز عن التوابع غير التاليد فان التاكيد يبقى داخلا فيه فلو قال مطلقا كما قال صاحب الكافية وغيره لخرج اذ معنى مطلقا اى غير مقيد بحال النسبة والتاكيد فى جاءنى القوم كلهم اجمعون يدل على معنى فى متبوعه وهو الشمول والاجتماع الحاصلان فى المتبوع لكنه مقيد بحال النسبة وما يقال من ان مطلقا قيد للاحتراز به عن الحال فغير سديد لانه خرج بقوله تابع نحو جاءنى رجل عالم او يدل على معنى حاصل فى متعلق متبوعه بان قام الذى بينه وبين متبوعه علاقة اما قريبة عن نسب نحو جاءنى رجل عالم ابوه او ملك نحو جاءنى رجل حسن غلامه او مخالطة نحو جاءنى رجل طويل ثوبه او بعيدة نحو جاءنى رجل عالم غلام ابيه او ابو غلام ابيه **والقسم الاول** من النعت وهو ما يدل على معنى فى متبوعه يتبع متبوعه فى عشرة اشياء اى يتبعه فى اربعة من عشرة اشياء ثلثة منها ذكرت مجملة بقوله فى الاعراب اى فى الرفع والنصب والجر والسبعة الباقية التعريف والتنكير جوز الكوفيون وصف النكرة مطلقا بالمعرفة والاخفش وصف النكرة المخصصة بها والافراد والتثنية والجمع والتذكير والتانيث الا اذا كانت النعت مصدرا فانه يستوى فيه جميع هذه الامور نحو رجل عدل ورجال عدل وامرأة عدل وافعل التفضيل من فانه مفرد مذكر لا غير وافعل التفضيل المضاف للزيادة على من اضيف اليه او وحدت صفة يستوى فيه المذكر والمؤنث او فعول بمعنى فاعل نحو رجل صبور وامرأة صبور او فعيل بمعنى مفعول كرجل جريح وامرأة جريح او كان مؤنثه يطلق على المذكر كعلامة ونسابة انما وجب تبعية هذا النعت للمنعوت فى هذه الاشياء لامكان الاتحاد بين الصفة والموصوف فيما صدقا عليه وقيامه بالموصوف بوحد منها فى كل تركيب اربعة الواحد من الاعراب والواحد من التعريف والتنكير والواحد من الافراد والتثنية والجمع والواحد من التذكير والتانيث نحو جاءنى

رجل عالم وامرأة عالمة ورجلان عالمان وامرأتان عالمتان ورجال عالمون ونساء عالمات وزيد العالم وامرأة عالمة **والقسم الثاني** من النعت وهو ما يدل على معنى في متعلق متبوعه انما يتبع متبوعه في الخمسة الأول فقط اى لا يتبع القسم الثاني النعوت في الخمسة الأخر وهي الافراد والتثنية والجمع والتذكير والتانيث بل كان حكمه فيها حكم الفعل لانه اذا اسند الى الظاهر الذي بعده يجب افراده ولم يجز تثنيته ولا جمعه الا على ضعف فكذلك الصفة لانها واقعة موقع الفعل وعاملة عمله وكما ان الفعل اذا كان مسندا الى الظاهر يجب تذكيره عند كون الفعل مذكرا ويجب تانيثه ان كان مؤنثا حقيقيا ويجوز اذا كان مؤنثا غير حقيقي فكذلك الصفة تذكر لا تانيثه في قوله فقط لان الحكم المراد ههنا مستفاد من كلمة انما اعني الاعراب والتعريف والتنكير بيان الخمسة الأول ويوجد منها في كل ترتيب اثنان اثنان او احد من الاعراب والواحد من التعريف والتنكير كقوله تعالى من هذه القرية الظالم اهلها وفائدة النعت عمليا تخصيص المنعوت ان كانا اى النعت والمنعوت نكرتين التخصيص عرف انها عبارة عن قلة الاشتراك في النكرات نحو جاءني رجل عالم فان قوله رجل كان بحسب الوضع مشتركا بين كل فرد من افراد الرجال فاذا وصف بعالم قل الاشتراك وخصص فرد من الافراد المتصفة بالعلم وتوضيحه اى وفائدة النعت توضيح المنعوت ان عرفا اى النعت والمنعوت معرفتين التوضيح عبارة عن رفع الاحتمال في المعارف نحو جاءني زيد الفاضل فان قوله زيد يحتمل الفاضل وغيره فلما وصف بالفضل رفع الاحتمال وقد يكون النعت لمجرد الثناء والمدح اى لمحض الثناء والمدح لا للتخصيص ولا للتوضيح وهذا اذا كان المنعوت معلوما عند المخاطب بذلك النعت واذا لم يكن معلوما لم يكن لمحض الثناء والمدح بل يكون للثناء والتوضيح معا نحو بسم الله الرحمن الرحيم وقد يكون اى النعت الذم نحو اعوذ بالله من الشيطان الرجيم وقد يكون اى النعت للتاكيد اذا دل النعت على ما يدل عليه المنعوت نحو قوله تعالى نفخة واحدة فان الواحدة تدل على ما يدل عليه النفخة لان التاء في نفخة للواحدة فيدل على الواحد ولما كان استعمال هذه الثلثة الأخر قليلا واستعمال الاولين كثيرا ذكرها بكلمة قد للتقليل وقد يجيء النعت للتعميم نحو كان زيد في يوم من الايام اى لقصد مجرد كونه يوما لا امرا زائدا على ذلك من كونه يوم الخميس او يوم الجمعة وقد يجيء للترحم نحو انا زيد الفقير وقد يجيء لكشف الماهية نحو الجسم الطويل العريض العميق والفرق بين الصفة الكاشفة والصفة المؤكدة ان الاولى موضحة مفسرة والثانية مقررة وهو الفرق بين لا يضع

خص

توضيح

والتقریر واعلم ان النکرۃ توصف بالجملۃ الخبریۃ وھی التی یحتمل الصدق والکذب و
لابد فیھا من ضمیر حینئذ لیعود الی الموصوف فیحصل الربط بینھما وینبغی ان یصرح
بہ کما صرح بذلک عند کون الخبر جملۃ نحو مررت برجل ابوہ عالم فی مثال الجملۃ
الاسمیۃ او قام ابوہ فی مثال الجملۃ الفعلیۃ وانما وصف النکرۃ بالجملۃ الخبریۃ لان
الدلالۃ علی معنی فی متبوعہ کما یوجد فی المفرد کذلک یوجد فی الجملۃ وانما قید الجملۃ بالخبریۃ
احترازا عن الجملۃ الانشائیۃ کالامر والنہی والاستفہام والتمنی وغیرھا فانھا لا تقع صفۃ
ولا خبرا ولا صلۃ ولا حالا الا بتاویل وانما خص النکرۃ بالذکر لامتناع وصف المعرفۃ
بالجملۃ الخبریۃ لکون الجملۃ نکرۃ ووجوب المطابقۃ بین الموصوف والصفۃ فی التعریف والتنکیر
والمضمر لا یوصف بشئ لان فائدۃ الصفۃ الاصلیۃ فی المعارف ھو التوضیح وضمیر
المتکلم والمخاطب عرف المعارف وتوضیحھا تحصیل الحاصل واما المضمر الغائب فمحمول
علیھا طردا للباب ولا یوصف شئ بہ ای بالمضمر لان الموصوف اعرف من الوصف او
مساویہ ولا شئ اعرف من المضمر ولا مساوی لہ حتی یوصف بہ ثم لما فرغ عن بیان
النعت شرع فی بیان العطف بالحروف فقال **فصل العطف بالحروف** ای المعطوف باحدھا والعطف فی اللغۃ الامالۃ لقب ھذا
القسم عن التوابع بہ لامالۃ حرف العطف ما بعدہ الی ما قبلہ وفی عرف النحاۃ تابع جنس
یشتمل التوابع کلھا ینسب الیہ ما ینسب الی متبوعہ اعترض علی ھذا الحد بانہ غیر شامل
لبعض افراد المحدود مثل عامل فی قولک زید عالم وعامل واجیب بان الکلام محمول علی حذف
المعطوف تقدیرہ تابع ینسب الیہ ما نسب الی متبوعہ او ینسب الی شئ نسب متبوعہ الیہ
فیشمل الصورۃ المذکورۃ ثم المراد بالنسبۃ اعم من ان یکون علی وجہ لا یجاب او علی وجہ
سلب فیدخل فیہ المعطوف بلا لانہ وقع النسبۃ ھناک سلبا وکلامھا ای المتبوع والتابع
مقصود ان تبادر النسبۃ فیہ احتراز عن سائر التوابع فانھا لیست کذلک لان غیرہ
ان کان بدلا کان المقصود ھو التابع فقط وان کان غیر البدل فالمقصود ھو المتبوع فقط واعترض
علیہ بالمعطوف قبل ان یکون متبوعہ غیر مقصود وبالمعطوف بلا وواو آخر و اما لکونہ غیر مقصود مع
متبوعہ قبل المقدم احدھما واجیب عن الاول بان المتبوع فی المعطوف قبل ان یکون مقصودا ابتداء وان لم
یکن مقصودا انتہاء بتبدل الرای وھو الفرق بینہ وبین بدل الغلط لان متبوعہ غلط غیر مقصود اصلا لا ابتداء
علی سبق اللسان وعن الثانی بان المراد بکونہ مقصودا بالنسبۃ مع متبوعہ ولو بطریق ابہ لیۃ والمقصود
بالمعطوف بلا واخواتہ احد الامرین فکان کل منھما مقصودا بطریق البدلیۃ وسمی ای العطف

العطف بالحروف

بالحروف عطف النسق لانہ یکون معہ متبوعہ علی نسق واحد لانّ کلاّ منہما مقصود بالنسبۃ
ولمّا فرغ عن بیان حد العطف شرع فی بیان شرطہ فقال وشرطہ ای شرط
العطف بالحروف ان یکون بینہ وبین متبوعہ احد حروف العطف وسیاتی ذکرہا
ای ذکر تلک الحروف فی القسم الثالث ان شاء اللہ تعالی نحو قام زید وعمرو فعمرو تابع
ینسب الیہ ما نسب الی متبوعہ وہو القیام المنسوب الی زید وکلاہما مقصود بالقیام
واذا عطف علی الضمیر المرفوع المتصل بارزا کان او مستترا یجب تاکیدہ ای تاکید الضمیر
المرفوع المتصل بالضمیر المنفصل او لانّ عطف نحو ضربت انا وزید وان زیدا عطف علی
تاء الضمیر بعد تاکیدہ بمنفصل لانّ الضمیر المرفوع المتصل غیر مستقل بنفسہ اذ ہو
بمنزلۃ الجزء من الفعل والمعطوف اسم مستقل بنفسہ والمستقل قوی وغیر المستقل
ضعیف فلو عطف علیہ لزم عطف القوی علی الضعیف فیلزم انحطاط المتبوع عن
التابع ومزیّۃ التابع علی المتبوع وہو قبیح فیجب تاکیدہ بمنفصل لیحصل فیہ جہۃ
الانفصال فیکون عطفا علی المنفصل من ہذا الوجہ فلا یلزم العطف علی جزء الکلمۃ
من کل وجہ وانما قیّد الضمیر بالمرفوع احترازا عن المنصوب والمجرور لانّ العطف علیہما
یجوز بغیر التاکید نحو ضربتک وزیدا او مررت بک وبزید وانما قیّد المرفوع بالمتّصل
لانّہ لو کان منفصلا جاز العطف علیہ بلا تاکید نحو انا وزید ذاہبان ثم اعلم انّ
ہذا التاکید واجب عند المصنّف وہو اختیار الشیخ ابن الحاجب وذہب
البصریّون الی انّہ مستحسن لا واجب فیجوزون العطف بلا تاکید ولا فصل
لکن علی قبح وامّا الکوفیّون فیجوزونہ بلا تاکید ولا فصل من غیر قبح الا اذا فصل
استثناء مفرّغ ای یجب تاکیدہ بالضمیر المنفصل فی جمیع الاوقات الا وقت وقوع فصل
بین المعطوف وبین المرفوع المتصل المعطوف علیہ فحینئذ یجوز ترک التاکید بالمنفصل
نحو ضربتُ الیومَ وزیدٌ فانہ عطف علی التاء فی ضربتُ بدون التاکید بالمنفصل
لمکان الفصل وانما یجوز ترک التاکید عند الفصل لطریان فتور فی المعطوف باعتبار
البعد عن المتبوع فلا یلزم مزیّۃ التابع علی المتبوع فی الدرجۃ باعتبار استقلال التابع
وصدر استقلال المتبوع لمعارضۃ ہذا الفتور وانما قلنا فحینئذ یجوز ترک التاکید
بالمنفصل فانّہ قد یؤکد بالمنفصل عند الفصل کقولہ تعالی فَکُبْکِبُوا فِیہَا ہُمْ
وَالْغَاوُونَ وَقَدْ لا یؤکد والامران متساویان ثم ہذا الفصل سواء وقع قبل حروف
العطف کما فی المثال المذکور فی المتن او وقع بعدہ کما فی قولہ تعالی مَا أَشْرَکْنَا

وکلا اباک ونا ولا زائدۃ بعد حرف العطف للتاکید واذا عطف ای اذا اردت عطف
الاسم علی الضمیر المجرور یجب اعادۃ حرف الجر نحو مررت بک وبزید وانما لم یقل اعادۃ
الخافض کما قال غیرہ لاحتمال ان یکون المختار عندہ ما ذہب الیہ بعضہم من ان الجار اذا
کان اسما لا یجب اعادتہ وکان حرف الجر کثیرا ما یعطف علی الضمیر المجرور فاعتبر
الاغلب وانما وجب اعادۃ حرف الجر لئلا یلزم المستقل علی جزء الکلمۃ لان
الضمیر المجرور کجزء من الجار لشدۃ اتصالہ بہ من حیث انہ لا ینفصل عن الجار اصلا
وان العطف علی الجزء بعد اعادۃ حرف الجر ایضا ولکن عطف الجزء علی عطف المستقل
وھذا جائز وانما قراءۃ حمزۃ تَسَآءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامِ بالجر عطف علی ضمیر
المجرور فی قولہ بہ بدون اعادۃ حرف الجر فشاذۃ وقیل الواو فی قولہ تعالی
وَالْأَرْحَامِ للقسم وفیہ نظر مذکور فی المطولات وکذا ما جاء فی بعض الاشعار ع
فاذہب فما بک والایامن عجب + فشاذ لا یقاس علیہ ثم اعلم ان وجوب اعادۃ
الجار فی حال السعۃ والاختیار انما ھو مذہب البصریین ویجوز عندھم ترکہا فی
حال الاضطرار واجاز الکوفیون ترکہا مطلقا وعن الحرمی انہ یجوز بغیر الاعادۃ
اذا اکد الضمیر المجرور بظاھر نحو مررت بک نفسک وزید واعلم ان المعطوف فی
حکم المعطوف علیہ اذا کان الاول ای المعطوف علیہ صفۃ کقولنا نحو جاءنی زید العالم
او کان الاول خبرا لامر نحو زید عاقل وشاعر او کان الاول صلۃ نحو قام الذی صلی
وصام او کان حالا نحو قعد زید مشدودا ومضروبا والثانی ای المعطوف
کذلک یکون صفۃ او خبرا او صلۃ او حالا وکذا اذا وجب ان یکون فی الاول ضمیر
وجب ان یکون فی الثانی ایضا ضمیر لان حکم المعطوف حکم المعطوف علیہ بالقیاس
الی ما تقدم فیجوز ان یقال قام ابوہ وقعد اخوہ ولا یجوز ان یقال زید قام ابوہ وقعد
عمرو وانما خورجت شاۃ وسخلتہا فبتقدیر التنکیر لعدم قصد التعیین ای رب شاۃ
وسخلۃ لہا او محمول علی تکرارۃ الضمیر کربہ رجلا علی الشذوذ وذکر اعلم ان
المعطوف فی حکم المعطوف علیہ الا فیما یختص بالمعطوف علیہ ولا یتعدی
الی غیرہ کبناء لا رجل وزیدا ویا زید وعبد اللہ فان البناء فی اسم لا لتی
لنفی الجنس لتضمن من الاستغراقیۃ وما یختص باسم لا المنکر فلا یتعدی
الی ما عطف علیہ من المعرفۃ وکذا البناء فی المنادی لقیامہ مقام کاف ادعوک
کما یختص بالمنادی المفرد المعرفۃ فلا یتعدی الی ما عطف علیہ

من المضاف اذ الاضافة قائمة للبناء كالتجرد عن اللام فى يا زيد والحارث فان التجرد لدفع اجتماع آلتى التعريف وذا يختص بالمنادى فلا يتعدى ما عطف عليه وكاشتمال الضمير فى زيد شجاع وغلامه ونحو ذلك فان اشتمال الضمير فى الخبر مختص بكون الخبر مشتقا فلا يتعدى الى ما عطف عليه من الجوامد فالحاصل ان المعطوف فى حكم المعطوف عليه الا ان يتفرق فى وجود السبب وعلله بان يوجد سبب البناء او سبب التجرد عن اللام او سبب اشتمال الضمير فى المعطوف عليه دون المعطوف فحينئذ لا يكون المعطوف فى حكم المعطوف عليه ثم اشار الى الاصل الذى يقتضى ان يكون المعطوف فى حكم المعطوف عليه ويوجب ان ياخذ المعطوف حكمه بقوله والضابط ان الاصل والقاعدة فيه اى فى يكون المعطوف عليه انه اى الشان حيث يجوز آى يقام المعطوف مقام المعطوف عليه جاز العطف فيكون المعطوف قائما مقام المعطوف عليه تقديرا وهو يقتضى ان ياخذ المعطوف حكم المعطوف عليه لان الشئ اذا قام مقام غيره ياخذ حكمه الا يرى ان مفعول ما لم يسم فاعله لما قام مقام الفاعل ياخذ حكمه وآلى المضاف اليه الذى هو القرية فى قوله تعالى وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ فانه لما قام مقام المضاف المحذوف الذى هو الاهل اخذ حكمه وهو الاعراب وحيث لا يجوز ان يقام مقام المعطوف عليه فلا يجوز العطف ولهذا وجب الرفع فى ذاهب فى قولك ما زيد بقائم اوقاعد ولا ذاهب عمرو على انه خبر مبتدأ وهو عمرو والجملة معطوفة على الاولى عطف جملة على جملة اخرى اذ لو نصب او خفض لكان معطوفا على قائم او قائما فيكون خبرا عن زيد فيكون تقديره حينئذ ما زيد ذاهبا عمرو وهو ممتنع لخلوه عن العائد الواجب فى الخبر الى اسم ما فاذا لم يجز ان يقام ذاهب عمرو مقام القائم الذى هو الخبر للمعطوف عليه لم يجز عطفه عليه والعطف تعاطف واحد على معمولى عاملين مختلفين جائز اذا كان بعض المعطوف عليه مجرورا مقدما على بعض المعطوف المرفوع والمنصوب والمعطوف كذلك بان كان المجرور فيه مقدما على المرفوع او المنصوب نحو فى الدار زيد والحجرة عمرو فالحجرة عطف على الدار وعمرو عطف على زيد والعامل فيه الابتداء اوكان بعض المعطوف عليه مجرورا مقدما كالمعطوف وانما جاز العطف فى هذه الصورة لانه مسموع من العرب كما جاء فى بعض الاشعار شعر

اكلّ امرءٍ تحسبين امرءًا	ونارٍ توقّد بالليل نارًا

فانّ قولنا زيدٌ عطف على امرءٍ المجرور والعامل فيه كلّ وقوله نارًا عطف على امرءً المنصوب والعامل فيه تحسبين وكما في مثال ما كلّ سوداءَ تمرةٌ ولا بيضاءَ شحمةٌ فان قوله بيضاء عطف على سوداء المجرور والعامل فيه كلّ وقوله شحمة عطف على تمرة والعامل فيه ما فاقتصر الجواز على صورة الشمام لانّ ما خالف القياس يقتصر على مورد السماع ولم يُسمع الّا في صورة تقدير المجرور ولهذا قال اذا كان مجرورًا مقدّمًا وفيه اشارة الى انّه لو لم يكن بعض المعطوف عليه مجرورًا مقدّمًا لم يجز العطف في صورة ما وان كان العطف على معمولي عاملٍ واحدٍ فيجوز نحو ضرب زيدٌ عمرًا وبكرٌ خالدًا لعدم المانع وهو قيام حرف العطف مقام العاملين وانما وصف العاملين بالاختلاف لبيان العموم فانّ الوصف قد يكون لبيان المقصود بان يوصف الشيء الجنس لبيان عموم الحكم وشموله الجنس ومنه قوله تعالى وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَآئِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ وقال بعض الفضلاء ولا يبعد ان يقال هو لاحتراز عن مثل ضَرَبَ وَأَكْرَمَ على ما نقل عن الفرّاء انه تشريك العاملين فيجوز العطف عليها على معمولي عاملين مختلفين بل متحدين في المعمول ثم اعلم انّ جواز العطف في صورة تقديم المجرور انما هو مذهب الاعلم وغيره من البصريين المتاخرين وهو الذي اختاره المصنف ح وههنا مذهبان آخران كما اشار اليهما بقوله وفي هذه المسئلة اي وفي مسئلة العطف على معمولي عاملين مختلفين مذهبان آخران وهما ان يقال يجوز اي ذلك العطف مطلقًا اي سواء كان المجرور مقدّمًا او لا عند الفرّاء قياسًا على العطف على معمولي عامل واحد الّا اذا وقع الفصل بين العاطف والمجرور نحو انّ زيدًا في الدار وعمرٌو في الحجرة ونحو ذهب زيد الى عمرو وبكر الى خالد فانّ العطف ههنا غير جائز اتفاقًا للفصل بين العاطف الذي هو الجار وبين المجرور ولا يجوز ذلك العطف مطلقًا اي سواء كان المجرور مقدّمًا او لا عند سيبويه واليه ذهب البصريون المتقدمون لانّ حرف العطف نائب مناب العامل الواحد فلم تقوان تقوم مقام العاملين ثم لمّا فرغ عن بيان العطف بالحروف شرع في بيان التوكيد فقال

فصل لتوكيد

جاء بالواو والهمزة وانما عقب بالعطف لانّ العاطف وهو ثم والفاء قد يزاد في التاكيد اللفظي كما يقال ثم والله والله وكقوله تعالى كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ تابع جنس يتناول التوابع

کلها وقوله یدل علی تقریر المتبوع فصل خرج به العطف بالحروف والبدل لانهما لا
یدلان علی تقریر المتبوع وقوله فیما نسب الیه خرج به النعت وعطف البیان لانهما
وان کانا دالین علی تقریر المتبوع لکنهما لم یدلا علی تقریره فیما نسب الیه بل فی
تعیین ذاته او علی شمول الحکم لکل فرد من افراد المتبوع انما قال هذا لیدخل
فیه التاکید بکل واجمع وتوابعهما فان قلت هذا الحد غیر صادق علی نحو ضرب
زید نحو ان زیدا قائم لانه لا یدل علی تقریر المتبوع فی النسبة او الشمول مع انه
تاکید قلت هذا الحد مخصوص لنوع من التاکید وهو التاکید الاسمی لان البحث
فی قسم الاسم فلا یضر خروج التاکید الفعلی والحرفی عن الحد ثم لما عرف التوکید شرع
فی تقسیمه فقال والتاکید علی قسمین لفظی ای منسوب الی اللفظ لانه لا یحصل
الا من تقریر اللفظ وهو مختص بالمعارف الا فی المحکوم به وکذا المعنوی مختص
بالمعارف مطلقا عند البصریین ونفسه وعینه منه عند الکوفیین وهو ای
التاکید اللفظی تکریر اللفظ الاول ویجری فی الالفاظ کلها اسماء او افعالا او حروفا
او مرکبات تقییدیة او غیرها نحو جاءنی زید زید وجاءنی زید وان زیدا
زیدا قائم ونحو جاء زید جاء زید ورجل رجل قائم والمراد بتکریر اللفظ
الاول اعم من ان یکون حقیقة او حکما لیتناول مثل ضربت انت وضربت انا
وضربتک ایاک فان ذلک فی تکریر اللفظ الاول حکما وان کان مخالفا للاول لفظا
ومعنوی ای منسوب الی المعنی لانه لا یحصل الا من ملاحظة المعنی وهو ای التاکید المعنوی
یکون بالفاظ معدودة ای مخصوصة محدودة وهی تسعة المذکورة فی المتن وما اخذ
منها بالتثنیة والجمع وقال المالکی کلمة جمیع وعامة بمنزلة کل عند سیبویه
وان غفل عنها سائر النحاة وهی ای تلک الالفاظ النفس والعین یستعملان
للواحد والمثنی والمجموع متلبسین باختلاف الصیغة ای صیغتها من حیث الافراد
والتثنیة والجمع والضمیر ای باختلاف ضمیرها الراجع الی المتبوع المذکر نحو
جاءنی زید نفسه للمذکر الواحد والزیدان انفسهما بایراد صیغة الجمع فی تثنیة
المذکر او نفساهما بایراد صیغة التثنیة عند بعض العرب والاول اولی لما سیاتی
فی بحث المثنی والزیدون انفسهم لجمع المذکر وکذلک ای ومثل النفس فی الامثلة
عین نحو جاءنی زید عینه للمذکر الواحد وجاءنی زیدان اعینهما وعینا هما للتثنیة
المذکر وجاءنی زیدون اعینهم لجمع المذکر ولما ذکر امثلة تاکید المذکر بالنفس

والعین شرع فی بیان اشلۃ تاکید المؤنث بھما فقال وجاءتنی الھند نفسھا وجاءت تنی الھندان انفسھما اونفساھما وجاء تنی الھندات انفسھن وکذلک عینھا واعینھما اوعیناھما واعینھن وکلا لما ذکر وکلتا لما انث فالمؤنث للمثنی خاصۃ الی یستعملان لتاکید المثنی خاصۃ باختلاف الضمیر باعتبار من ھو غائب ومخاطب ومتکلم نحو قام الرجلان کلاھما وقامت امرأتان کلتاھما او قمتما کلاکما وقمتما کلتاکما وقمنا کلانا وقمنا کلتانا ثم قولہ خاصۃ منصوب علی انہ حال من المثنی لانہ مفعول بہ صریحا لیستعملان مقدرا فان قلت کون ذی الحال مذکرا وکون الحال اعنی خاصۃ مؤنثا لا یجوز لانہ وجبت المطابقۃ بینھما قلت التاء فی خاصۃ لیست للتانیث بل ھی للمبالغۃ کما فی علامۃ ویجوز ان یکون خاصۃ مصدرا علی وزن فاعلۃ بمعنی الخصوص کالباقیۃ فی قولہ تعالی ھل تری لھم من باقیۃ بمعنی البقاء منصوبا بما یفعل مقدرا ای خص المثنی بتاکیدھما خصوصا وانما قال خاصۃ احترازا عن المفرد والجمع فانھما لا یؤکدان بکلا وکلتا وکل واجمع واکتع من حول کتیع ای تام وابتع من البتع بفتحتین وھو طول العنق مع الشدۃ مفردۃ والجامع بینھما الوکادۃ والظھور وابصع بالصاد المھملۃ وقیل بالضاد المعجمۃ من بصع العرق ای سال لغیر المثنی ای یجیئ ھذہ الالفاظ لغیر المثنی من واحد وجمع مذکر ومؤنث باختلاف الضمیر فی کلمۃ کل دون الصیغۃ والصیغۃ ای وباختلاف الصیغۃ فی کلمات البواقی دون الضمیر نحو جاءنی القوم کلھم اجمعون اکتعون ابصعون للجمع المذکر وقامت النساء کلھن جمع کتع بتع بضم جمع المؤنث وھذا انما یجوز فی جمع المؤنث بتاویل الجماعۃ وفی الواحدۃ المؤنث یجوز بد ونہ نحو اشتریت الجاریۃ کلھا جمعاء کتعاء بصعاء وفی جمع المؤنث خاصۃ کتع بتع بصع واذا اردت تاکید المضمر المرفوع المتصل سواء کان مستکنا او بارزا بالنفس والعین لا بکلا وکلتا وکل واجمع واخواتہ یجب تاکیدہ ای تاکید المضمر المرفوع المتصل بالضمیر المنفصل او لاشتراکہ بالنفس والعین نحو ضربت انت نفسک فان نفسک تاکید لتاء الضمیر بعد تاکیدہ بمنفصل وکذا زید ضرب ھو نفسہ وانما یجب تاکیدہ بمنفصل لان النفس والعین یقعان فاعلین کثیرا نحو زید ضرب نفسہ وبشر جاء عینہ فلو جعلا تاکیدین للمتصل المستکن بغیر التاکید بمنفصل لزم التباس التاکید بالفاعل فی مثل زید ضرب ھو نفسہ وبسر جاء ھو عینہ ولما لزم الالتباس فی ھذہ الصورۃ التزموا فی ما لا یلزم ذلک وھو المضمر المرفوع المتصل

نفسھا او نفساھما الخ

وکذلک عینھا الخ

جمعاء کتعاء وبصعاء

البارز طردًا للباب وبخلاف كل واجمع حيث لا يصح وقوعها فاعلين فلا حاجة الى التأكيد لعدم اللبس وانما قيّد المضمر بالرفع لجواز تأكيد المضمر المنصوب والمجرور بالنفس والعين بلا تأكيدهما بالمنفصل نحو ضربتُك نفسك ومررتُ بك نفسك وانما قيّد بالمتصل لجواز تأكيد المضمر المرفوع المنفصل بالنفس والعين بلا تأكيده بمنفصل آخر نحو انت نفسك فاعل ولا يؤكد بكل واجمع شئ الا ما اى شئ مفردًا كان او جمعًا يكون له اجزاء وابعاض اراد بالاجزاء الامور المتعددة ليعمّ الافراد والاجزاء يصح افتراقها اى افتراق تلك الاجزاء والابعاض حسًّا كالقوم وكالرجال فان كلًّا واحد منهما يصح افتراق اجزائه وابعاضه اى افراده فى الحس وهى زيد وعمرو وبكر الى غير ذلك كما تقول اكرمتُ القومَ كلَّهم آخر قوله حسًّا منصوب على انه تمييز من فاعل يصح او على انه مفعول مطلق اى يصح افتراقها افتراق حس او على انه خبر كان المحذوفة او على انه حال بحذف المضاف اى يصح افتراقها حال كونها ذات حسٍّ وقوله حكمًا عطف على حسًّا او حكمها كالعبد فانه يصح افتراق اجزائه فى الحكم بالنسبة الى بعض الافعال كالشراء والبيع لانه يمكن شراء نصفه او ثلثه او ربعه كما تقول اشتريت العبدَ كلَّه ولا يصح افتراق اجزائه فى الحكم بالنسبة الى بعض الافعال كالاكرام المبنى والذهاب ولهذا لا يقال اكرمت العبدَ كلَّه فانه لا يصح افتراق اجزائه بالنسبة الى الاكرام لانه لا يمكن اكرام نصفه او ثلثه او ربعه وكذا لا يصح ان يقال جاء زيد كله وذهب زيد كله اذ لا يصح افتراق اجزاء زيد لا حسًّا ولا حكمًا وانما لا يؤكد بكل واجمع لانهما اجزاء وابعاض لان وضعهما لافادة الشمول وقد تعذر ذلك فيما لا جزء له حسًّا او حكمًا ولا تقول اكرمت العبدَ كلَّه واعلم ان اكتع وابتع وابصع اتباع بفتح الهمزة جمع لا جمع له بوده بها توكيد لا جمع كما ذهب اليه ابن البرهان بل يراد بها اتباع له استعمالًا لا يعنى انها لا تستعمل تأكيدًا بدونه لانها لا تدل على معنى الجمع ظاهرًا الا اذا ضمّت الى الجمع والى هذا اشار بقوله وليس لها اى لتلك الالفاظ معنى ههنا اى فيما استعملت تأكيدًا بدونه اى بدون اجمع وانما قال ههنا لان لها معنى آخر وهو الاحاطة والشمول وضعوها لمعان فى الاصل ثم غيروا جمع كما اشرنا اليه فلا يجوز الفاء للتنبيه تقديمها اى تقديم تلك الالفاظ على اجمع لكونها اتباعًا له ثم تقديم اكتع على اخويه فى الفصيح ثم ابتع على ابصع عند الزمخشرى وعند البغدادية والجوزى يقدم ابصع على ابتع وقال ابن كيسان ابتدء بأيهن شئت بعد اجمع ولا يجوز ذكرها اى ذكر اكتع وابتع وابصع بدونه اى بدون ذكر اجمع لانه يلزم ذكر

التابع بدون ذکر المتبوع ثم لمّا فرغ عن بیان التاکید شرع فی بیان البدل فقال

فصل البدل تابع جنس لیشمل التوابع کلها ینسب الیه ما نسب الی متبوعه

فصل

اعترض علی هذا الحد بانه لا یشمل البدل من المنسوب نحو ضیفی زید اخوك وجوابه مامرّ فی حد العطف بالحروف ولو قال البدل تابع مقصود بالنسبة دون متبوعه لکان اشمل واخصر وهو المقصود بالنسبة احترز به عن النعت والتوکید وعطف البیان لانّها لیست مقصودة بما نسب الی المتبوع دون متبوعه احترز به عن العطف بالحروف لانّه ان کان تابعاً مقصوداً بالنسبة لکن المتبوع کذلك مقصود بالنسبة ولمّا فرغ عن تعریف البدل شرع فی تقسیمه فقال واقسام البدل اربعة وذلك لان البدل اما ان یکون مدلوله مدلول المبدل منه اولا فالاوّل بدل الکل من الکل والثانی اما ان یکون مدلوله بعض مدلول المبدل منه اولا فالاوّل بدل البعض من الکل والثانی اما ان یکون بین المبدل والمبدل منه تعلّق غیر الکلیة والبعضیة اولا فالاوّل بدل الاشتمال والثانی بدل الغلط احدها بدل الکل من الکل وهو ما مدلوله مدلول المتبوع نحو جاءنی زید اخوك فان قلت کیف یکون مدلول اخوك مدلول زید لانّه یدلّ علی اخوّة المخاطب ولا یدل علیها زید ولیضاً لو کان مدلوله عین مدلول المتبوع لکان تاکیداً اولم یکن بدلاً قلت المراد بقوله وهو ما مدلوله مدلول المتبوع انهما متحدان فیما صدقا علیه ای یطلقان علی ذات واحدة وثانیها بدل البعض من الکل وهو ما مدلوله جزء مدلول المتبوع نحو ضربت زیداً رأسه وثالثها بدل الاشتمال وهو ما یکون بینهما ای بین البدل والمبدل منه تعلّق ونسبة غیر الکلیّة والبعضیة کسلب زیداً ثوبه واعجبنی زید علمه وانما سمّی هذا بدل الاشتمال لاشتمال المبدل منه علی البدل باعتبار تشویقه الی البدل وکونه دالاً علیه اجمالاً بحیث یبقی سامع المبدل منه منتظراً لذکر البدل هذا هو الوجه المشهور المطّرد فی افراد هذا البدل وبه اخذ الحاجبی وابو البقاء وقیل لاشتمال البدل علی المبدل منه قال الجرجانی فی قولهم سلب زیداً ثوبه لانّ الثوب لمّا اتصل به واشتمل علیه صار بمنزلة ما هو جزء منه فصح البدل وقال المبرّد لاشتمال الفعل المسند الی المبدل منه علی البدل لیفید ویتمّ لانّ اعجب فی قولهم اعجبنی زید علمه مسند الی زید ولا یکتفی من حیث المعنی لانه لا تعجبك الا العلم والیه ذهب الاندلسی والکوفی وارد علی هذا ابدل البعض نحو اعجبنی زید رأسه فان الاعجاب بالنسبة الی الرأس مثله الی العلم فی الاشتمال ولکنه لا یقدح هنا فی اختصاص التسمیة

الاعجاب

نعجبنی

لان الاطراد فی وجہ التسمیۃ غیر لازم کما مر غیر مرۃ ثم المراد بالتعلق بینہما بحیث یوجب النسبۃ الی المبدل منہ النسبۃ الی البدل احمالا فتبقی النفس عند ذکر المبدل منہ منتظرۃ الی البیان بذکر البدل نحو اعجبنی زید علمہ فان علم ابتداء ان یکون زید معجبا باعتبار صفاتہ کالعلم والجود والشجاعۃ وغیرہا لا باعتبار ذاتہ فتضمن نسبۃ الاعجاب الی زید نسبتہ الی صفۃ اجمالا بخلاف بدل الغلط نحو ضربت زیدا غلامہ او حمارہ لان نسبۃ الضرب الی زید تامۃ ای غیر مجملۃ لا یلزم فی صحتہا اعتبار غیر زید فیکون من باب الغلط ولا یدخل بدل الاشتمال فی بعض افرادہ ورابعہا بدل الغلط وہو ما یذکر بعد الغلط کجاءنی زید جعفر رایت رجلا حمارا وانما سمی بدل الغلط لکون الغلط سببا للاتیان بہ لانہ غلط ولذا ذکرہ ہہنا والا فالغلط مما لا ثبوت لہ فینبغی ان لا یذکر ثم الظاہر ان الاضافۃ فی جمیع الابدال مطردۃ بمعنی اللام لکن بادنی ملابسۃ ای بدل یختص بان ینسب الی الکل او الی البعض او الی الاشتمال او الی الغلط والبدل ان کان نکرۃ من معرفۃ یجب نعتہ ای نعت ذلک البدل النکرۃ وقیل حسن نعتہ کقولہ تعالی بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فان قولہ ناصیۃ نکرۃ ابدلت عن المعرفۃ وہی الناصیۃ فنعتت بکاذبۃ وذلک لکراہتہم کون المقصود قاصرا فی الدلالۃ عن غیرہ وکون النعت کاجابر لذلک فان قلت یشکل ہذا بقولہ تعالی قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فان قولہ احد بدل من اللہ فی بعض لوجوہ ولم ینعت بشیء وبقولہ تعالی حٰمٓ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ الی قولہ شَدِيدُ الْعِقَابِ بدل من اللہ وہو نکرۃ لان الاضافۃ لفظیۃ ولم ینعت بشیء قلت کل من ذلک بدل علی التسامح وبالحقیقۃ ہو صفۃ البدل والتقدیر قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ثم النعت انما یجب اذا ابدلت النکرۃ من المعرفۃ بدل الکل بخلاف غیرہ فانہ لا یجب نعتہ نحو مررت بزید حمار ونحوہ ولا یجب ذلک ای نعت البدل فی عکسہ ای فی عکس ما اذا کان البدل نکرۃ عن معرفۃ وہو ان یکون البدل معرفۃ عن نکرۃ نحو قام اخ لک ولا یجب ذلک ای نعت المتجانسین ای فی المتماثلین بان یکونا معرفتین نحو ضرب زید اخوک او نکرتین نحو جاءنی رجل غلام لک ثم لما فرغ عن بیان البدل شرع فی عطف البیان فقال

فصل عطف البیان تابع جنس یتناول التوابع کلہا غیر صفۃ احترز بہ عن الصفۃ یوضح متبوعہ احترز بہ عن بواقی التوابع اذ غیر صفۃ منہا لیس بموضح وہو ای عطف البیان اشہر اسمی شیء ہذا ہو المفہوم من المفصل والمذکور فی البواقی ولا یجب

ان يكون علما ولا اعرف وبوافقه ما فى الوجيز حيث قال ولا يلزم ان يكون
اوضح من المتبوع بسبب تجيئه بعلم مشترك اذ قد يوضح الشئ ما هو اوضح منه
متفرقا عنه عند اجتماعهما كما اذا كنى كل من المسلمين بعبد الله وعبد الرحمن وعبد الكريم
وابى محمد عبد الله يوضح الثانى الاول وان كان الاول اوضح منه مفردا نحو قام
ابو حفص عمر فقوله عمر عطف على ابو حفص وهو كنية امير المؤمنين عمر بن الخطاب
رضى الله تعالى عنه وقوله وقاد عبد الله بن عمر على هذا القياس لا يلتبس عطف البيان
بالبدل لفظا اى من حيث اللفظ وقيد به لانه لا التباس بينهما معنى مطلقا اى فى كل
صورة وذلك لما مر فى الحد من ان البدل مقصود بالنسبة وذكر المبدل منه للتوطية
وعطف البيان غير مقصود به المتبوع وذكره لتوضيح المتبوع فى مثل قول الشاعر
متعلق بقوله ولا يلتبس والشاعر المراد الاسدى **شعر**

أنا ابن التارك البكرى بشر ✻ عليه الطير ترقبه وقوعا

فان قوله بشر عطف بيان للبكرى ولا يصح ان يكون بدلا اذ البدل مقصود فى حكم تكرير العامل
فيكون المعنى التارك بشر فلا يصح لكونه من باب الضارب زيد الا عند من يجيزه والمراد
بقوله فى مثل ما كان عطف بيان من المعرف باللام الذى اضيف اليه الصفة المعرفة باللام
فى الضارب الرجل فى قوله عليه الطير مفعول ثان للتارك ان جعل بمعنى المصير والا فهو
حال وقوله ترقبه حال من الطير وان كان مبتدأ وهو حال من الضمير المستكن فى عليه
ووقوعا جمع واقع حال من فاعل ترقبه اى واقعة حوله مترقبة لا زهاق روحه لان الانسان
ما دام به رمق فان الطير لا يقربه ثم لما فرغ عن الباب الاول الثابت فى الاسم
المعرب شرع فى الباب الثانى الثابت فى الاسم المبنى فقال

الباب الثانى فى الاسم المبنى

الباب الثانى فى الاسم المبنى

الباب الثانى فى الاسم المبنى وهو اسم وقع حال كونه غير مركب مع غيره تركيبا اسناديا
ومع عامله او تركيب تحقق معه العامل على ما عرفت من اختلاف الاقاويل فى حد المعرب نحو
اب ت ث لعله اراد اسماء هذه الحروف لا مسمياتها والا فلا يستقيم التمثيل بحروف الهجا
لانه بحث عن الاسم المبنى على انه وقع فى بعض النسخ نحو الف وباء وتاء وواحد واثنان وثلثة
وكلفظ زيد حال كونه وحدا فانه اى نحو هذه الاسماء مبنى بالفعل على السكون ومعرب
بالقوة اى لامكان هذا ذهب اليه الشيخ ابن الحاجب وتبعه المصنف اعتبارا لحصول الاستحقاق
بالفعل مع الصلاحية ولهذا اختار تركيب فى تعريف المعرب وذهب صاحب الكشاف الى ان الاسماء المعدودة
امارية عن المشابهة مبنى لاصل معربة بالفعل اعتبارا للتجرد صلاحية الاعراب بسبب التركيب

او شابہ مبنی الاصل ای ناسب مناسبۃ مؤثرۃ فی البناء وانما فسرنا قولہ شابہ بقولنا ناسب لیتناول ما تضمن معنی مبنی الاصل کاین ومن وما وقع موقعہ کمنزال وما اضیف الیہ نحو یومئذ فان کلا منہا مناسب لمبنی الاصل ولیس بشابہ لہ وانما وصفنا المناسبۃ بمؤثرۃ فی البناء احترازا عن المناسبات التی لم تؤثر فی البناء لضعف او معارض کمناسبۃ اسم الفاعل الذی بمعنی الماضی ومناسبۃ غیر المتصرف لفعل الماضی والامر فی الفرعیتین ومناسبۃ ای الحرف مع لزوم الاضافۃ المنافیۃ للبناء امّا الضعف ففی اسم الفاعل الذی بمعنی الماضی فانہ وان کان بمعنی الماضی لکنہ جار علی المضارع ای یوازنہ فی حرکاتہ وسکناتہ فہو مناسب للماضی فی المعنی ومخالف لہ فی اللفظ فکان مناسبۃ اسم فاعل للماضی ضعیفۃ واما المعارض ففی غیر المتصرف فانہ یناسب الفعل مطلقا فی الفرعیتین ومناسبۃ الماضی تقتضی البناء ومناسبۃ المضارع تقتضی الاعراب فلم تؤثر ہذہ المناسبۃ مع المعارضۃ وکذا یتحقق فی مناسبۃ ای معارض وہو الاضافۃ المانعۃ للبناء لکونہ لازما الاضافۃ کما مر ثم کلمۃ او فی قولہ او شابہ لمنع الخلو دون الجمع بان یکون متعلقا بقولہ شابہ وہذا شروع فی بیان مشابہۃ الاسم مبنی الاصل ای بان یکون الاسم فی الدلالۃ علی معناہ محتاجا الی قرینۃ الاشارۃ فشابہ الحرف فی الاحتیاج فمبنی لہذہ المشابہۃ نحو ہؤلاء ونحوہا ای ونحو قرینۃ الاشارۃ کقرینۃ الصلۃ او نحو کلمۃ ہؤلاء مثل ہذا وذاک من اسماء الاشارۃ او یکون ای ذلک الاسم مبنیا علی اقل من ثلثۃ احرف او تضمن الاسم معنی الحرف تحقیقا لا توہما فلا یرد بناء التثنیۃ لان تضمنہا واو العطف وہی لا حقیقۃ نحو ذا ومن مثلا لما ہو مبنی علی اقل من ثلثۃ احرف فشابہا الحرف نمن وعن فی البناء علی ذلک فمبنی لہذا واحد وعشر الی تسعۃ عشر مثال لما ہو متضمن لمعنی حروف العطف لان معناہ احد وعشر فمبنی لہذہ المشابہۃ واذا عرفت ذلک فاعلم ان وجوہ المشابہۃ سبعۃ بالاستقراء احدہا تضمن الاسم معنی مبنی الاصل وثانیہا الافتقار فی الدلالۃ علی المعنی وثالثہا وقوعہ موقعہ ورابعہا مشابکتہ لما وقع موقعہ وخامسہا وقوعہ موقع ما اشبہہ کالمنادی المضموم وسادسہا اضافۃ ما اشبہہ وسابعہا بناؤہ علی اقل من ثلثۃ احرف وہذا القسم ای ما شابہ مبنی الاصل لا یکون معربا اصلا ای لا بالفعل ولا بالقوۃ بخلاف القسم الاول ای ما وقع غیر مرکب مع غیرہ فانہ مبنی بالفعل ومعرب بالقوۃ کما عرفت وحکمہ ای حکم الاسم المبنی انہ لا یختلف آخرہ

باختلاف العوامل فی اٰخرہ لا لفظا ولا تقدیرا لکونہ مقابلا للمعرب فیجعل حکمہ مقابلا لحکم المعرب وانما قال باختلاف العوامل لانہ یجوز ان یختلف اٰخر المبنی لا باختلاف العوامل نحو مَنِ الرَّجُلُ ومَنِ المرءُ ومَنِ زیدٌ ثم الحق ان یؤخر حکم المبنی عن تقسیمہ لانہ قدّمہ لان غیرہ خبطہ تعریفا للمبنی فنبّہ علی انّ الحکم الذی لا یعرف المبنی الا بعد معرفتہ فعقّب تعریفہ بقولہ وحکمہ تنبیہا علی وجہ العدول وحرکاتہ ای حرکات المبنی تسمی ضمّا سُمّی بہ لحصولہ بضم الشفتین وفتحا سُمّی بہ لانفتاح الفم فی التلفظ بہ وکسرا سُمّی بہ لانکسار الشفۃ السفلی فی التلفظ بہ وسکونہ ای وسکون المبنی یسمی وقفا سمی بہ لتوقف النفس بہ وانما ھی علی اصطلاح البصریین یعنی ان التسمیۃ المخصوصۃ بھذہ الالقاب المبنی انما ھی علی اصطلاح البصریین من المتقدمین والمتاخرین واما الکوفیون فیطلقون القاب الاعراب علی البناء وبالعکس وانما قال وحرکاتہ تسمی لان المبنی قد یکون مع الالف والیاء نحو یا زیدان ولا رجلین ولا تسمیان ضمّا وفتحا حقیقۃً وقد وقع ذلک التسمیۃ فی کلام المتقدمین مجازا وقال الشیخ الرضی وعندی انّ اطلاق الرفع والنصب والجر علی الحرکات الاعرابیۃ حقیقۃٌ وعلی الحروف الاعرابیۃ مجازٌ وھو ای لاسم المبنی مطلقا لا المشابہ مبنیّ الاصل فقط لانّ الاصوات داخلۃٌ تحت قولہ وقع غیر مرکب مع غیرہ فمن خصّ المبنیّ بالمشابہ لمبنی الاصل فقد سَہا سہوًا بیّنا علی ثمانیۃ انواع خبر لقولہ وھو المضمرات بدل من الانواع فھو مجرور او خبر علی تقدیر احدھا فمرفوع وکذا ما عطف علیہ واسماء الاشارۃ والموصولات واسماء الافعال والاصوات بالجر او بالرفع علی انہ معطوف علی الاسماء ویرد علی ھذا انّ الاصوات لیست باسماء لانہا لم توضع لمعنی بل ھی دالّۃ علیہ بالتبع فکیف یکون ذکرھا فی الاسماء المبنیۃ واجیب بانہا ملحقۃ بالاسماء لحصول الفائدۃ بہا کالاسماء نعوملت معاملتہا واُجریت مجرٰیہا فی البناء فلھذا عدّھا منھا ولا یجوز ان یکون الاصوات اسماء اصواتا علی انہ معطوف علی الافعال لانہ صدر بحث الاصوات فیما بعدھا بالاصوات لا باسماء الاصوات والمرکبات والکنایات وبعض الظروف وانما قال وبعض الظروف لانّ جمیع الظروف لیست بمبنیۃ بل المبنی بعضہا وانما لم یقل وبعض الموصولات معرّبتان لانّ کلّ من الموصولات والکنایات مبنیۃ وللاکثر حکم الکل بخلاف الظروف فانّ اکثرھا معربۃ فافترقا ولئلا یوھم انہ اختارھا کما ذھب الیہ بعضھم من انّ اللذین واللتین من الاکثر

الموصولات معربتان لكن ينبغي ان يقول وبعض المركبات لان المركبات قسمان قسم مبني من نحو خمسة عشر وقسم معرب وهو بعلبك واذا عرفت ذلك فاعلم ان حصر المبني في ثمانية انواع لا يشكل بما الشرطية الاستفهامية والصفتية والتامة وبمن واقسامها سوى الموصولة لان المراد بالموصولات ليس مجرد الموصول بل هو باب في بيان طائفة من الاسماء المبنية موصولة كانت او غيرها ولا يشكل ايضا بفعال التي ليست بمعنى لامر لان المراد باسماء الافعال ليس مجرد اسم الفعل بل هو باب في بيان طائفة من الاسماء المبنية ولا يشكل ايضا بخمسة في خمسة عشر وبعل في بعلبك فانه مبني مع انه لم يدخل في اقسام المبني لان المركبات باب في بيان طائفة من الاسماء المبنية ولا ينحصر على بيان المركب ولا بمثل غير مع ما وان لدخولها هكذا في بعض الظروف ولما فرغ عن تعداد المبنيات شرع في تعريف كل واحد منها فقال **فصل** المضمر قدمه على سائر المبنيات لان افراده كلها مبنية من غير اختلاف وانما بنى المضمر لانه يحتاج الى الحضور او تقدم المكنى عنه فاشبه الحروف في الاحتياج اسم صرح باسم ليخرج عنه كاف الخطاب في ذلك وويلك ودرائك لانه حرف وضع ليدل على متكلم او مخاطب اى بالمادة لا بالصيغة فلا يرد لفظ المتكلم والمخاطب لانهما للدلالة عليهما بالصيغة لا بالمادة او يراد بالمتكلم والمخاطب من ليس فيهما جهة الغيبة فلا يرد لفظ المتكلم والمخاطب لكونهما من الاسماء الظاهرة وهي غيب او يراد بالمتكلم والمخاطب الاصطلاحيان دون اللغويين فلا يرد ان لانهما لا يسميان متكلما او مخاطبا في الاصطلاح او غائب تقدم ذكره صفة غائب وفيه احتراز عن الاسماء الظاهرة فانها وان كانت غائبة لكن لا يشترط تقدم ذكرها لفظا او معنى او حكما المراد بتقدم ذكره لفظا اعم من ان يكون تحقيقا نحو ضرب زيد غلامه او تقديرا نحو ضرب غلامه زيدا لتقدم الفاعل تقديرا والمراد بتقدم ذكره معنى ان يتقدم ما تضمن معنى الضمير نحو قوله تعالى اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اى العدل لتضمن اِعْدِلُوْا اياه او يدل عليه سياق الكلام التزاما نحو قوله تعالى وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ اى ولابوى الميت اذ سوق الكلام لبيان الميراث وهو يستلزم سبق الميت والمراد بتقدم ذكره حكما ان يعود الضمير الى ما حاضر في الذهن من الشان والقصة او غيرهما ولم يصرح به لقصد الابهام والاجمال اولا ثم التفسير ثانيا في مقام التفخيم والتعظيم لان ذكر الشيء مبهما ثم ذكره مفسرا يوجب في المفسر تفخيما وتعظيما فهو مثل رأيته

ذکرہ حکماً کقولہ تعالیٰ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وکقولک نِعْمَ رَجُلًا ثم لما فرغ عن تعریف المضمر شرع فی تقسیمہ فقال وھو ای المضمر علی قسمین متصل وھو ای المتصل ما لا یستعمل وحدہ ای الذی لا یصح التلفظ بہ منفردًا فی الاصطلاح ای ما کان کالجزء لما قبلہ وبعض حروفہ وانما قلنا فی الاصطلاح لانہ صح التلفظ بالمضمر المتصل البارز عقلًا ایضًا ثم المتصل لاعتبار انواع الاعراب اقسام ثلثۃ اما مرفوع نحو ضربت علی صیغۃ الماضی المعروف وضربت علی صیغۃ الماضی المجھول المثبتین اولھما الی ضربن علی صیغۃ الماضی المعروف الغائب وثانیھما الی ضربن علی صیغۃ الماضی المجھول الغائب فیکون کلمۃ الی حینئذ للاسقاط لا لمد الحکم فیلزم دخول ما بعدھا فی حکم ما قبلھا تصریفہ ضربتُ ضربنا ضربتَ ضربتما ضربتم ضربتِ ضربتما ضربتن ضرب ضربا ضربوا ضربت ضربتا ضربن وعلی ھذا القیاس تصریف المجھول وانما بدأ بالمتکلم لان ضمیر المتکلم اعرف المعارف فلذلک قدم فی الحد واخر ضمیر الغائب لانہ تحت الکل او منصوب وھو اما متصل بالفعل نحو ضربنی الی ضربھن تصریفہ ضربنی ضربنا ضربک ضربکما ضربکم ضربک ضربکما ضربکن ضربہ ضربھما ضربھم ضربھا ضربھما ضربھن او منفصل بالحرف نحو ایای الی ایاھن تصریفہ اِیَّنِیْ اِنَّنَا اِیَّاکَ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُمْ اِیَّاکِ اِیَّاکُنَّ اِیَّاہُ اِیَّاھُمَا اِیَّاھُمْ اِیَّاھَا اِیَّاھُمَا اِیَّاھُنَّ او مجرور وھو اما متصل بالاسم او بالحرف نحو غلامی ولی الی غلامکن ولھن تصریف الاول غلامی غلامنا غلامک غلامک غلامکما غلامکم غلامک غلامکما غلامکن غلامہ غلامھما غلامھم غلامھا غلامھما غلامھن وتصریف الثانی لی لنا لک لکما لکم لک لکما لکن لہ لھما لھم لھا لھما لھن ومنفصل عطف علی قولہ متصل وھو ای المنفصل ما یستعمل وحدہ ای الذی یصح التلفظ بہ منفردًا فی الاصطلاح وھو باعتبار الاعراب قسمان اما مرفوع نحو انا نحن تصریفہ اَنَا نَحْنُ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ ھُوَ ھُمَا ھُمْ ھِیَ ھُمَا ھُنَّ او منصوب نحو ایای الی ایاھن تصریفہ اِیَّایَ ای اِیَّانَا اِیَّاکَ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُمْ اِیَّاکِ اِیَّاکُنَّ اِیَّاہُ اِیَّاھُمَا اِیَّاھُمْ اِیَّاھَا اِیَّاھُمَا اِیَّاھُنَّ ثم اذا تبین انقسام ضمیری المتصل والمنفصل الی الاقسام الخمسۃ المذکورۃ فذلک ای المضمر مطلقا ستون ضمیرًا اثنا عشر للمرفوع المتصل واثنا عشر للمرفوع المنفصل واثنا عشر للمنصوب المتصل واثنا عشر للمنصوب المنفصل واثنا عشر للمجرور المتصل واما المجرور المنفصل فلم یجئ فی کلامھم وذلک لئلا یلزم تقدیم المجرور علی الجار لان معنی المنفصل ان لا یحتاج فی التلفظ بہ الی شیء فلما کان التلفظ بہ مستقلا لا یجوز ان یتقدم علی العامل وان یتاخر عنہ فاذا جاء تقدیمہ علی

العامل يلزم تقديم المجرور على الجار وهو غير جائز ولما فرغ عن بيان اقسام الضمير شرع
في بيان محل اتصال الضمير المتصل فقال واعلم ان المرفوع المتصل خاصة اى دون
المنصوب والمجرور المتصلين لعدم الاستتار فيهما يكون مستترا في الماضي الغائب
اى الواحد الغائب والغائبة اى الواحدة الغائبة دون تثنيتهما وجمعهما وانما
يكون مستترا فيهما لان الغائب ضعيف فالخفة الحاصلة بالاستتار مناسبة له وانما
لم يستتر في تثنيتهما وجمعهما دفعا للالتباس ولم يعكس الامر لان المفرد
بالاولوية السبق استحق الخفة وانما لم يستتر في المخاطب والمتكلم لانهما قويان فالقوة
الحاصلة بالابراز مناسبة لهما لا الضعف الحاصل بالاستتار كضرب اى هو مثال
للماضي الغائب وضربت اى هي مثال الماضي الغائبة وفي المضارع عطف على قوله
في الماضي اى ويكون مستترا في المضارع المتكلم مطلقا اى زمانا مطلقا او استتارا
مطلقا يعني سواء كان المتكلم واحدا او مثنى او مجموعا او مذكرا او مؤنثا نحو اضرب اى انا
ونضرب اى نحن والمخاطب عطف على قوله المتكلم اى ويكون مستترا في المضارع للمخاطب
اذا كان مفردا مذكرا كتضرب اى انت والغائب والغائبة كيضرب اى هو وتضرب اى هي
وانما استتر في المضارع للصيغ المذكورة لوجود القرائن الدالة على الضمائر وهي لهمزة والنون
والتاء والياء بحلان المخاطبة في لاصح وتثنية الغائب والغائبة وجمعهما وتثنية المخاطب و
المخاطبة وجمعهما وفي اسم الفاعل والمفعول وكذا في الصفة المشبهة وافعل التفضيل مطلقا
اى سواء كان واحدا او مثنى او جمعا او مذكرا او مؤنثا لوجود قرينة دالة على الضمير وهي علامات
التثنية والجمع كالالف والواو وحمل المفرد على المثنى والمجموع طردا للباب
تقول زيد ضارب والزيدان ضاربان والزيدون ضاربون وهند ضاربة والهندان
ضاربتان والهندات ضاربات والالف والواو في ضاربان وضاربون حرفان
زيدتا علامة للمثنى والمجموع كالالف والواو في الزيدان والزيدون وليسا بضميرين
بدليل اختلافهما بالعامل نحو جاءني الضاربان والضاربون ورايت الضاربين
والضاربين ومررت بالضاربين والضاربين ولا يجوز استعمال الضمير المنفصل
مرفوعا كان او منصوبا الا عند تعذر المتصل استثناء مفرغ اى ولا يجوز استعمال
المنفصل في جميع الاحيان الا حين تعذر المتصل وذلك لان وضع الضمائر للايجاز
والمتصل اخصر من المنفصل لكونه اقل حروفا من المنفصل فحيثما امكن المتصل لا يجوز
العدول عن الاصل الا عند تعذره فلا يقال ضربت انت ولا ضربت اياك لعدم

تعذر المتصل وذلك التعذر اما بسبب تقدم الضمير على عامله كإياك نعبد لانه اذا تقدم على عامله لا يمكن ان يتصل بالاول انما الاتصال يكون بآخر العامل فان المتصل كالجزء منه او بسبب الفصل بين الضمير وعامله لغرض لا يحصل الا به و نظيره ما ضربك الا انا اذ لو حصل بغيره لم يتحقق تعذر الاتصال وانما تعذر الاتصال اذا الفصل بينا في الاتصال ويترك الفصل بفوت الغرض الذي لا يحصل الا به او بسبب كون عامل الضمير حرفا والضمير مرفوع ونظيره ما انت الا قائما لعدم ما يتصل به اذ الضمير المرفوع لا يتصل الا بالفعل بخلاف المنصوب والمجرور لانه يجوز اتصالهما بالحروف نحو انني وانك ولي ولك او كون عامل الضمير معنويا وهو الابتداء نحو انا زيد او بسبب حذف عامله لانه لما حذف عامله لا يوجد في اللفظ ما يتصل به نحو اياك والشر فان جميع هذه الصور يجوز فيه استعمال المنفصل لتعذر المتصل واعلم ان للهواء النحاة ضميرا منفردا غائبا لان المراد به الشان او القصة وهو مفرد غائب فيلزمه الافراد والغيبة يقع قبل جملة من غير تقدم مرجع وتلك الجملة اسمية خبرية البتة الا اذا دخلت عليها نواسخ المبتدا فانه حينئذ يجوز ان يكون فعلية كقوله تعالى فانها لا تعمى الابصار وانما وقعت قبل الجملة لعلقة لها والاجلال لان ذكر الشيء مبهما ثم ذكره مفسرا يوجب في النفس تعظيما واجلالا ولئلا يفوت الكلام من السامع عند غفلة وانما وقعت الجملة بعد الضمير لوجوب كون مفسر الشيء بعده وانما قلنا من غير تقدم مرجع لئلا تنتقض القاعدة بقولنا الشان هو زيد قائم على ان يكون هو مبتدأ عائدا الى الشان وزيد قائم خبرا عنه فانه يصدق عليه انه ضمير يقع قبل جملة تفسره لانه باعتبار عوده الى الشان لا يخرج عن الابهام بالكلية بل المراد بالضمير المرفوع الابهام بجملة زيد قائم تفسره صفة جملة اي تفسر تلك الجملة ذلك الضمير لا بهامه وانما وجب تفسير هذا الضمير بالجملة لانه عائد الى الشان او القصة وذلك لا يكون الا جملة والقراء اجازت تفسيره بالمفرد المؤول بالجملة لانه عائد الى الشان او القصة و يسمى اي ذلك الضمير ضمير الشان في المذكر وضمير القصة في المؤنث سمي هذا ضمير الشان والقصة لانه عائد الى ما هو معهود في الذهن من الشان او القصة نحو قل هو الله احد مثال لضمير الشان وانها زينب قائمة مثال لضمير القصة ولما فرغ عن بيان ضمير الشان والقصة شرع في بيان ضمير الفصل فقال ويدخلون اي العرب بين المبتدا والخبر قبل دخول العوامل اللفظية وبعدها صيغة مرفوع اثرها على ضمير مرفوع لعدم تحقق كونها ضميرا فاراد بيان الفصل على وجه لا يكون فيه اختلاف او كونه على صيغة مرفوع

متفق علیہ وان اختلف فی کونہ ضمیرًا وبعد کونہ ضمیرا مرفوعًا وانما سمی الفصل بما ھو فی صورۃ الضمیر لانہ غیر صالح لان یوصف واختیر صورۃ المرفوع لتناسب الطرفین اعنی المبتدأ والخبر منفصل تعینت صیغۃ مرفوع المنفصل لانہ امّا حرف موضوع علی صورۃ الانفصال او اسم مبتدأ واذا کان ضمیرا کان حقہ الانفصال مطابق للمبتدأ فی الافراد والتثنیۃ والجمع والتذکیر والتانیث والتکلم والخطاب والغیبۃ وانما کان مطابقًا للمبتدأ لانہ عبارۃ عنہ وقد یجعل مطابقا للخبر ایضًا اذا کان الخبر ای خبر المبتدأ معرفۃً او ملحقًا بالمعرفۃ فی امتناع دخول اللام علیہ مثل افعل او افعل من کذا وھذا شرط للادخال وانما اشترط ذلک لان الفصل انما یحتاج الیہ اذا کان الخبر معرفۃً اذ لو لم یکن معرفۃً لم یلتبس الخبر بالنعت فلا یحتاج الی الفعل وافعل من کذا بالمعرفۃ لامتناع دخول اللام علیہ فانہ یوجد فیہ من یقوم مقام اللام ولھذا لا یسوغ الجمع بینھما فلا یقال زید الافضل من عمرو فان قلت قد یکون المبتدأ نکرۃً مخصصۃ واذا کان مخصصۃً والخبر حینئذ لا یکون الا نکرۃ مخصصۃ او غیر مخصصۃ فیلتبس بالنعت ایضا اذ النکرۃ توصف بمثلھا مطلقا قلت الغالب فی المبتدأ ھو التعریف وکونہ نکرۃ مخصصۃ بالنسبۃ الی التعریف نادر والعبرۃ للغالب واجاز ابو عثمان المازنی وقوع الفصل قبل المضارع لانہ مشابہ للاسم فی امتناع دخول اللام علیہ کقولہ تعالٰی وَمَکْرُ اُولٰٓئِکَ ھُوَ یَبُوْرُ وفیہ نظر لانہ لا یتعین فی الایۃ لکونہ فصلا لاحتمال کونہ مبتدأ او تاکیدا کما فی قولہ تعالٰی اِنَّہٗ ھُوَ اَضْحَکَ وَاَبْکٰی ویسمی ای تلک الصیغۃ فصلا عند البصریین فقال المتاخرون منھم انما تسمی فصلا لانہ یفصل ای یفرق بین الخبر والصفۃ وقال الخلیل وانما تسمی فصلا لانہ یفصل بین ما قبلہ وما بعدہ ببیان ان ما بعدہ لیس فی حیّز الاول ولیس من صفاتہ ومتمماتہ وقال کلا الوجھین صحیح واحد وانما الفرق فی العبارۃ وتسمی عمادًا عند الکوفیین لکونہ حافظا لما بعدہ حتی لا یسقط عن الخبریۃ نحو زید ھو القائم مثال لادخال صیغۃ المرفوع بین المبتدأ والخبر قبل دخول العوامل اللفظیۃ علیھما وکان الخبر معرفۃ وکان زید ھو افضل من عمرو مثال لادخال صیغۃ المرفوع بین المبتدأ والخبر بعد دخول العامل اللفظی وکان الخبر افعل من کذا وقال اللہ تعالٰی کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ مثال لادخال صیغۃ المرفوع بین المبتدأ والخبر بعد دخول العامل اللفظی وکان الخبر معرفۃ ولما فرغ عن بیان المضمرات شرع فی بیان اسماء الاشارۃ فقال

فصل اسماء الاشارۃ ما ای اسماء وضع لیدل علی مشار الیہ کلمۃ ما جنس

لِیُنَاسِبَ

تَعَیَّنَ

اسماء الاشارۃ

وقوله ليدل على مشار اليه فصل خرج به ما عدا المحدود من الاسماء فان قلت هذا اذا كان المراد بالمشار اليه الاشارة الاصطلاحية وان كان المراد الاشارة اللغوية لا يستقيم الحد حيث يدخل فيه ضمير الغائب ونحوه قلت المراد هو الاول والتعريف اعطى وهو تعريف اللفظ بلفظ اجلى منه ويجوز ان يكون المراد هو الثاني ويخرج عنه ضمير الغائب ونحوه بقيد الحسية فان ضمير الغائب وان كان موضوعا للاشارة بالمعنى اللغوي لكن لم يرد به ذلك بل يراد كونه كناية عن غائب تقدم ذكره او نقول المراد به الاشارة الحسية وهو الاشارة بالجوارح والاعتقاد فلا يلزم ضمير الغائب ونحوه فانه يشير الى المعاد اشارة ذهنية ولا يرد عليه نحو ذلكم الله مما لم يوجد فيه الاشارة الحسية لان ذلك محمول على التحقير بتنزيله منزلة المحسوس المشاهد اذ ما من شيء الا ويدل عليه والمبنيات اسماء الاشارة لكون وضع بعضها وضع الحروف كذا ونحوه ومحل البقية عليه او لاحتياجها الى ما تبين به من قرينة الاشارة فاشبهت بالحروف في الاحتياج وهي اي اسماء الاشارة خمسة الفاظ لستة معان وذلك لان المشار اليه لا يخفى من ان يكون مذكرا او مؤنثا وعلى كلا التقديرين لا يخلو من ان يكون مفردا او مثنى او مجموعا والمجموع مشترك بين المذكر والمؤنث فيحصل خمسة الفاظ لستة معان دا للمذكر المفرد عن الكوفيين ان اصله الذال وحدها والالف زائدة وعن الاخفش ان اصله ذيّ بالتشديد فحذف اللام فبقي ذيّ مثل كيّ فقلبت الياء الفا ليخرج عن صورة الحرف وعن بعضهم ان اصله ذوى بفتح العين اذ واوي العين ويائي اللام اكثر من يائيهما فحذفت اللام وقلبت الواو الفا لتحركها وانفتاح ما قبلها فصار ذا وذان في حالة الرفع وذين في حالتي النصب والجر لمثنى المذكر وعن بعضهم انه معرب لانقلاب الفياء جرا ونصبا كسائر الاسماء المثنيات والاخرون على انه مبني لوجود علة البناء فيه كالمفرد والجمع وعن ابي اسحق الزجاج ان المثنى مطلقا مبني لتضمنه معنى واو العطف اذ اصل زيدان زيد وزيد ويجيء في بعض اللغة ذانِ لي الاحوال الثلث ومنه قوله تعالى ان هذان لساحران على احد الوجوه وتا وتي وذي بقلب الالف ياء الاصل في لغات المؤنث الواحدة ذي لكونها لاداء ذا للمذكر الواحد وقيل تا لانه لم يؤنث منها الا هي وقيل كلاهما اصلان وته وذه بقلب الالف والواو هاء من غير وصل الياء بهما وذهي وتهي بوصل الياء بهما للمؤنث الواحدة وتان في حالة الرفع وتين في حالتي النصب والجر لمثنى المؤنث واولاء بالمد والقصر واذا كان

بالقصر يكتب بالياء واذا كان بالمد ينوّن مكسوراً كصهٍ وان كان اولاءِ معرفةً وصهٍ منوّناً نكرةً لافادة البعد وتنزيله منزلة النكرة بجمعهما اى بجمع المذكر والمؤنث عاقلاً كان اوغيره وقد يلحق باوائلها اى باوائل اسماء الاشارة هاء التنبيه ليدلّ على تنبيه المخاطب كهذا وهذانِ وهذينِ وهاتا وهاتي وهاتانِ وهاتينِ وهؤلاء و يتصل باواخرها اى باواخر اسماء الاشارة حرف الخطاب وهو الكاف ليدلّ على احوال المخاطب من الافراد والتثنية والجمع والتذكير والتانيث والدّليل على كون هذه الكاف حرفاً امتناع وقوع الظاهر موقعه ولو كان اسماً لما امتنع ذلك ولانّه غير مستقلّ بالمفهومية الا ترى انك تقول فى ترجمة ذاكَ اين ربت وذلكِ انت ولا يبعد ان يقال لا يكون فى تركيب اسمٌ لا محلّ له من الاعراب فيكون الكاف حرفاً وهى اى حروف الخطاب ايضاً كاسماء الاشارة خمسة الفاظ ستة معانٍ والقياس يقتضى ان يكون حروف الخطاب ستّةً واشترك خطاب الاثنين فبقى خمسة الفاظ نحو كما كُمَا كُنَّ فذلك اى المجموع من اسماء الاشارة مع حروف الخطاب خمسة وعشرون الحاصل من ضرب خمسة حروف الخطاب فى خمسة اسماء الاشارة وهى اى وتلك الخمسة والعشرون ذاكَ الى ذاكُنَّ يعنى ذاكَ ذاكُمَا ذاكُمْ ذاكِ ذاكُمَا ذاكُنَّ وذاكَ الى ذاكُنَّ يعنى ذاكَ ذاكُمَا ذاكُمْ ذاكِ ذاكُمَا ذاكُنَّ ولذا البواقى من الامثلة تقول تاكَ تاكُمَا تاكُمْ تاكِ تاكُمَا تاكُنَّ اولئكَ اولئكُمَا اولئكُمْ اولئكِ اولئكُمَا اولئكُنَّ واعلم انّ ذا للقريب وذلكَ للبعيد اى للمشار اليه القريب والبعيد وذاكَ للمتوسّط اى الذى بين القريب والبعيد فلا يستعمل الكاف الا للمتوسط والبعيد فيستعمل اللام للتنصيص على البعيد وانما اخّر ذكر المتوسّط عن الطرفين والقياس ان يذكر فى الوسط كما هو واقع فى بعض النسخ لتوقف معرفته على الطرفين ثم لمّا فرغ عن بيان اسماء الاشارة شرع فى بيان الموصولات فقال **فصل** الموصول انما بنيت الموصولات لمشابهتها بالحروف من حيث افتقارها الى الغير وهو الصلة اسم هو كالجنس وقوله لا يصحّ ان يكون جزءاً تامّاً من جملة الا بصلة بعده اى بعد الموصول كالفصل يخرج به الاسماء التى يصحّ ان تكون جزءاً تامّاً من جملة بدون صلة كزيد ورجل فى قوله جزءاً تامّاً اشارة الى انّ الموصول يصلح لان يكون جزءاً بدونها لكن لا يكون جزءاً تامّاً والمراد بالجزء التامّ من جملة ان يكون مبتدأ او خبراً او فاعلاً او نحو ذلك ولمّا كانت الصلة ما حوذة فى تعريف الموصول وهى غير بيّنة احتاج الى تعريفها بقوله وهى اى الصلة جملة خبرية

فائدة: لا يكون فى تركيب اسم لا محل له من الاعراب

الموصول

الجملة

معلومۃ مضمونہا للمخاطب لئلا یکون تعریف الشیٔ بما یساویہ فی المعرفۃ والجہالۃ وبما اخفی منہ وانما وجب ان یکون صلۃ الموصول جملۃ خبریۃ لان الذی والتی وتثنیتہما وجمعہما موضوعۃ بجعل الجملۃ صفۃ للمعرفۃ بواسطتہا فمحمول علیہا وانما وصف الجملۃ بالخبریۃ لان الانشائیۃ لا ثبوت لہا فی نفسہا واثبات الشیٔ للشیٔ فرع ثبوتہ فی نفسہ واما وقوع الجملۃ القسمیۃ صلۃ لقولہ تعالی وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَيُبَطِّئَنَّ فان الصلۃ ہی جواب القسم وہو جملۃ خبریۃ وانما قلنا معلومۃ مضمونہا قیاسا علی سائر الصفات لان الصفۃ من شانہا ان تکون معلومۃ للمخاطب قبل جریہا علی الموصوف ولا بد من عائد فیہا ای فی الصلۃ لیعود الی الموصول وذلک العائد ضمیر غالبا ویجیٔ ایضا مظہر موضع المضمر نادرا نحو جاءنی الذی ضُرِبَ زیدٌ او قال المالکی فی التسہیل فرق بین العائد الی المبتدأ والموصول ولہذا قال من عائد ولم یقل من ضمیر لان العائد اعم من الضمیر وانما احتاجت الصلۃ الی عائد لیربط بالموصول والا لکانت اجنبیۃ غیر مفیدۃ مثالہ ای مثال الموصول اللفظ الذی الواقع فی قولنا جاءنی الذی ابوہ قائم او قام ابوہ ذکر مثالین لان الاول مثال للموصول الذی صلتہ جملۃ اسمیۃ والثانی مثال للموصول الذی صلتہ جملۃ فعلیۃ ولما فرغ عن بیان تعریف الموصول وتمثیلہ شرع فی تعدادہ فقال وہی ای الموصولات الذی للمذکر الواحد اصلہا لَذِیْ کَعَصًی فہی اسم منقوص فیہا لغات اُخَرُ الَّذِیْ بتشدید الیاء وَالَّذِ بحذف الیاء وبقاء الکسرۃ وَالَّذْ بسکون الذال وَاللَّذَانِ فی حالۃ الرفع وَالَّذَیْنِ فی حالتی النصب والجر لتثنیتہ وَالَّتِیْ للمؤنث وَاللَّتَانِ وَاللَّتَیْنِ لتثنیتہ ای لمثنی المؤنث والاولی علی رتبۃ العلی والہدی وَالَّذِیْنَ کلاہما لجمع المذکر السالم وَالَّذِیْ وَاللَّوَاتِیْ وَاللَّائِیْ وَاللَّاءِ بالہمزۃ والیاء او بالہمزۃ او بالیاء مکسورۃ او ساکنۃ لجمع المؤنث ومَا ومَنْ ہما بمعنی الذی یستوی فیہ المفرد والمثنی والجمع والمذکر والمؤنث غیر ان مَنْ تختص بذوی العقول ومَا بغیرہا بطریق الحقیقۃ وقد تستعمل احدہما مکان الاخر مجازا واَیٌّ مضافۃ الی معرفۃ لفظا او تقدیرا للمذکر بمعنی الذی وفرعہ کقولہ تعالی اَیُّہُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا وَاَیَّۃٌ للمؤنث بمعنی التی وفرعہ نحو ایتہن احسن من ہند عندی وذُوْ بمعنی الذی فی لغۃ بنی طیٍّ اعلم ان کلمۃ ذُوْ تستعمل لمعنیین احدہما بمعنی صاحب کما عرفت فی الاسماء الستۃ وہی معربۃ وثانیہما بمعنی الذی فی لغۃ بنی طیٍّ خاصۃ وہو المراد ہہنا وہذہ مبنیۃ لا تتغیر نحو جاءنی ذو قام ورأیت ذو قام ومررت بذو قام ویستوی فیہ المذکر والمؤنث والواحد والمثنی والمجموع والغائب والحاضر

کقول عبد المطلب **شعر** فان الماء ماء ابی وجدی ✣ وبیری ذو حفرت وذو طویت ✣

ای الذی حفرتہ والذی طویتہ قال المیدانی المعنی الماء الذی فیہ النزاع ماء ابی وجدی
ای ورثتہا ابا ویروی ابی والبیر المتنازع فیہا یبری الی حفرتہا وطویتہا یقال طویت
البناء بالمد والبیر باجرای دورت بناءہا والالف واللام ای بجموعہما بمعنی
الذی والتی وفرعیہما وہو معصوف علی ما ذکر من الموصولات وموصوف بقولہ صلتہ
ای صلۃ الالف واللام وافراد الضمیر نظرا الی انہما موصول واحد اسم الفاعل واسم
المفعول وہما بمعنی الفعل وہذا کانا عبر فوعہما مرکبا تاما ولو لم یکونا بمعنی الفعل
لما جاز وقوعہما صلۃ وانما اورد الفعل فی صورۃ اسم الفاعل والمفعول لان الام
الموصولۃ فی الحقیقۃ اسم موصول وہو لا یدخل الا فی الجملۃ لان ہذہ اللام مشابہۃ
بلام الحرفیۃ وہی لام التعریف وہی لا تدخل الا فی المفرد فجعلت صلتہا ما کان جملۃ
بمعنی مفردا صورۃ عملا بالحقیقۃ والشبہۃ جمیعا والاولی ان یقول صلتہ
اسم الفاعل والمفعول لاغیر لانہ لا یجوز ان یکون صلتہا صفۃ مشبہۃ واسم
التفضیل لانہما البعد ہما عن الفعل لعدم الدلالۃ علی الحدث لا یتناولان الفعل
فلا یصیران بمعنی الجملۃ نحو جاءنی الضارب زیدا ای الذی یضرب زیدا وکذا نحو
جاءنی المضروب علامہ ای الذی یضرب غلامہ وعن المازنی ان الالف واللام فی الصفۃ
من الحروف والضمیر الذی فیہا یرجع الی الموصول المحذوف فاذا قلت الضارب
تقدیرہ الرجل الضارب ویجوز حذف العائد من الصلۃ الی الموصول من اللفظ دون
المعنی سوی عائد الالف واللام فانہ لا یجوز حذفہ لخفاء موصولیتہا والضمیر احد
دلائل موصولیتہا وسوی الضمیر المنفصل الواقع بعد الا نحو الذی ما ضربت الا
ایاہ فانہ لا یجوز حذفہا فلو حذف لم یعلم انہ حذف ضمیر منفصل بعد الا بجواز ان
یکون المحذوف ضمیرا متصلا قبل الا وحینئذ یفوت الغرض الذی لاجلہ
الانفصال ولا ضمیر سواہما فلو کان ضمیر سواہ نحو الذی ضربتہ فی دارہ لا یجوز حذف
احد الضمیرین اذ یستغنی عن ذلک المحذوف بادنی دلیل فلا یقوم الموصول دلیلا
علی المحذوف ولا یکون عائدا الی غیر الموصول وان کان عائدا الیہ نحو قولہ سمع اللہ لمن
حمدہ لا یجوز الحذف حیث لا یدل الموصوف علی المحذوف لاسعائہ عنہ ان کان
ای العائد مفعولا وہو شرط تقدم مرجوعہ علیہ وہو قولہ ویجوز حذف العائد
نحو قام الذی ضربتُ ای الذی ضربتہ وانما جاز حذف الضمیر العائد لحصول العلم بہ
لکونہ محتاجا الیہ حیث یحتاج الموصول الیہ فیدخل علی المحذوف ثم

قید جواز حذف العائد بقولہ ان کان مفعولاً لاخراج الفاعل فانہ لا یجوز حذفہ فلما یرد ان الحذف لا یخص المنصوب بل یعم المجرور والمرفوع ایضاً ولا یخفی ان عذر التقیید ضعیف والاولی ان الحذف فیہ اکثر فلا تخصیص وحذف المرفوع ان کان مبتدأ بشرط ان لا یکون الخبر جملۃ ولا ظرفاً وان یکون بعد الذی وبطول الصلۃ کقولہ تعالی وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ فانہ طالت الصلۃ علیہ وحذف المجرور بشرط ان یجر بحرف جر متعین کقولہ تعالی اَنْتَ مُجَدٌ لِمَا تَاْمُرُنَا ای بہ او باضافۃ صفۃ ناصبۃ لہ تقدیرا نحو الذی انا ضاربٌ زیدٌ ای ضاربہ واعلم ان ایًّا وایۃً ای کلمۃ ایّا وایۃ الموصولۃ معربۃ وذلک للزوم اضافتہا المانعۃ عن البناء لتنزلہا منزلۃ التنوین المنافی للبناء ولا یرد نحو حیث فانہا لازمۃ الاضافۃ الی الجملۃ مع انہا مبنیۃ لان الاضافۃ عبدت نعۃ لا رافعۃ الا اذا حذف صدر صلتہا ای صلۃ کلمۃ ای وایۃ فحینئذٍ یجوز بناؤہا علی الضم ان کانت مضافۃ ویکون الصلۃ عائد الکقولہ تعالی ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَةٍ اَیُّهُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ای ھو اشد ای لننزعن من کل طائفۃ عن طوائف الغی ھو اشد علی اللہ فی الطغیان والغلو فی الکفر یتأدی بہ فی دخلہ فی النار وانما بنیت حینئذٍ علی الضم لانہ لا یکون فینتقضا بحذف بعض ما یرضحہ ویبینہ وھو الصلۃ فانہا مبنیۃ للموصول فخبر ذلک النقضان بالضم الذی ھو اقوی الحرکات وقال سیبویہ الاعراب بعد حذف صدر صلتہا ایضاً لغۃ جیدۃ ثم لما فرغ عن بیان الموصولات شرع فی بیان اسماء الافعال فقال

فصل اسماء الافعال

اسماء الافعال قدمہا علی الاصوات لان وجہ البناء فیہا اقوی من وجہ البناء فی الاصوات کما سیجیء وھو کل اسم بمعنی الامر والماضی قولہ اسماء مبتدأ مضاف الی الافعال قولہ ھو ضمیر فصل لا محل لہ من الاعراب وھو عائد الی اسماء الافعال وانما افرد مع ان الاسماء جمع نظراً الی اخر الاسماء ولانہ عائد الیہا بتاویل کل واحد ولانہ عائد الی الاسم المذکور بمعنی لدلالۃ الاسماء علیہ لانہا جمع اسم وانما عاد الضمیر الی الاسم دون الاسماء لان التعریف انما یکون للجنس فی الماھیۃ لا للافراد وامّا ایراد الاسماء علی صیغۃ الجمع فلتناول الباب علی جمیع مسمیاتہا ثم المراد بکون اسماء الافعال بمعنی الامر والماضی ان یکون بمعنی احدھما وضعاً فیخرج عنہ بقولہ کل اسم نفس الامر والماضی ومثل ضارب فی قولک زید ضارب امس بقولنا وضعاً فان ضارباً ھھنا یدل علی الماضی بالقرینۃ لا بالوضع لانہ صار بمعنی الماضی بعارض لحوق الامس والدلیل علی کونہا اسماء الافعال ان صیغہا مغایرۃ لصیغ الافعال ولان بعضہا ینوّن عند التنکیر نحو

مہ وصہ ومنہا ما یدخل علیہ اللام ومنہما ما کان منقولا عن المصدر والظرف والجار والمجرور کرویدا فانہ منقول عن المصدر لانہ فی الاصل تصغیر اراد تصغیر الترخیم بحذف الزوائد کقولہ تعالی امہلہم رویدا او نحو ورء فانہ منقول عن الظرف ومثل علیک فانہ منقول عن الجار والمجرور وانما بنیت لکونہا واقعۃ مواقع الفعل ولکون وضع بعضہا وضع الحروف ثم حمل الباقی علیہ ولما کان اکثر اسماء الافعال بمعنی الامر جاء بتقدیمہ واعترض علی ہذا الحد بان اسماء الافعال قد تکون بمعنی المضارع نحو اف بمعنی اتضجر واوہ بمعنی اتوجع فکیف یستقیم الحصر واجیب بانہما فی الاصل کانا بمعنی تضاجرت و توجعت والتعبیر عنہما بالمستقبل کرویدا زیدا ای امہلہ مثال ما یکون بمعنی الامر وہو متعد والمنقول عنہ فیہ مستعمل وہیہات زید ای بعد مثال ما یکون بمعنی الماضی وہو لازم والمنقول عنہ فیہ غیر مستعمل ففی اختیار ہذین المثالین اشارۃ الی اقسام اسماء الافعال وفی وضعہ ہذہ الاسماء من الاعراب للنحاۃ مذہبان احدہما الرفع علی الابتداء فتکون مع فاعلہا المسد مسد الخبر جملۃ کما قائم الزیدان والثانی النصب علی المصدریۃ فرویدا زیدا مثلا فی تقدیر رود ارواد ارواد ا ثم حذف الفعل وصغر ارواد ا تصغیر الترخیم بحذف الزوائد وقال بعض الشارحین والحق انہ لا محل لہا من الاعراب لصیرورتہا بمعنی الامر والماضی فاخذ حکمہ او کان علی وزن فعال بمعنی الامر الجار والمجرور صفۃ فعال ای فعال الکائن بمعنی الامر وہو ای فعال بمعنی الامر من الثلاثی المجرد قیاس ای قیاسی او ذو قیاس ای مجیء فعال بمعنی الامر من کل ثلاثی مجرد قیاس عند سیبویہ یعنی ان کل فعل ثلاثی مجرد یصح ان یشتق منہ فعال بمعنی الامر کنزال الکائن بمعنی انزل وتراک بمعنی اترک وکضراب بمعنی اضرب وحلال بمعنی حل وکتاب بمعنی اکتب ومن غیر الثلاثی سماعی لم یجئ الا قرار بمعنی صوت من التصویت وعرعار بمعنی تلاعبوا ایہا الصبیان بالعرعرۃ ہی لقبہ لہم وقال المبرد قرقار حکایۃ صوت الرعد وعرعار حکایۃ صوت الصبیان ویلحق بہ ای بفعال بمعنی الامر فی البناء فعال حال کونہ مصدرا معرفۃ ای علما للمعانی کفجار بمعنی الفجور او الفجرۃ وہما من المعانی وانما قال مصدرا لان العدل فی غیر الصیغۃ بدون تغیر المعنی فیکون بمعناہ وانما قال معرفۃ لانہ یدل علی ذلک فجار البسوس ونزوم التانیث فیہ باعتبار ان سائر اقسام فعال مؤنثۃ او صفۃ عطف علی قولہ مصدرا ای یلحق بہ حال کونہ صفۃ للمؤنث مختصۃ بالنداء نحو یا فساق بمعنی فاسقۃ

ویا لکاع بمعنی لاعۃ او غیر مختصۃ بالنداء وھی علی نوعین احدھما ما صار علما جنسا بالغلبۃ کجباذ للمنیۃ وھی فی الاصل لکل ما تجبذی تجذب ثم اختصت بالغلبۃ بجنس المنایا والنوع الثانی ما بقی علی وصفیتہ نحو قطاطا ای قاطۃ بمعنی کافیۃ او علما عطف علی قولہ صفۃ ای یلحق بہ فعال حال کونہ علما للاعیان مؤنثا الجار والمجرور صفۃ لقولہ علما وقولہ مؤنثا صفۃ ثانیۃ لہ ای علما کائنا للاعیان مؤنثا معنویا واللام فی قولہ للاعیان للجنس فبطل معنی الجمعیۃ ای علما للعین المؤنث المعنوی فما قیل من ان قطام لیس علما للاعیان بل علم للعین فلا یجوز التمثیل بہ فھو من فوع کقطام وغلاب قال فی الصحاح غلاب مثل قطام اسم امرأۃ وحضار ھو اسم کوکب تشبہ بسھیل وتانیثہ بتاویل الکوکبۃ یقال کوکب و کوکبۃ کقطام اسم للمکان المرتفع وتانیثہ باعتبار المکانۃ لترفعھا قال اللہ تعالی ولو نشاء لطمسنا علی اعینھم ای مکانھم وھذہ الثلثۃ ای الفعال لمصدر المعرفۃ والفعال الصفۃ والفعال لعلم للاعیان المؤنثۃ لیست من اسماء الافعال وانما ذکرت ھھنا ای فی فصل اسماء الافعال لمناسبۃ ای لمناسبۃ ھذہ الثلثۃ بفعال بمعنی الامر عددا ووزنا ولھذا لحقت فی البناء ولما فرغ عن بیان اسماء الافعال شرع فی بیان الاصوات فقال

فصل الاصوات

الاصوات انما بنیت لجریھا مجری ما لا ترکیب فیہ من الاسماء فان قیل لم بنیت اسماء الاصوات عند التراکیب واعربت اسماء الحروف کالباء فانھا اسم ب وکالتاء والثاء فانھما اسمان ت وث الی غیر ذلک قلنا الفرق بینھما ان اسماء الحروف موضوعۃ لمسمیاتھا کوضع رجل فانہ عند عدم التراکیب لا یستحق الاعراب وعند ترکیبہ استحقہ بخلاف اسماء الاصوات فانھا اذا رکبت لم یرد بھا مسمیاتھا وانما ارید بھا حکایۃ الصوت والتصویت للبھیمۃ فلا یلیق بھا التعبیر کل اسم حلی بہ صوت ای اسم صوت بہ مثل بھیمۃ او طائرا او غیرھما فالمراد بہ یحصل ما یشبہ بہ انسان بصوت غیرہ من بھیمۃ ونحوھا ولم یرد بہ حکایۃ الصوت فی نحو غاق صوت الغراب لانہ صوت ولانہ لا یحصل التفاوت بین القسمین فیقال قال زید نخ وقال زید غاق فیصیر القسمان قسما واحدا کغاق لصوت الغراب فانہ حکایۃ عن صوت الغراب بان یصوت بلسان تشبیھا بصوت الغراب او صوت بہ البھائم ای لزجرھا ودعائھا او خشیتھا او وحشیتھا او غیر ذلک کنخ بالتخفیف والتشدید لاناخۃ البعیر ای وقت اناخۃ البعیر ثم المتبادر من البھائم انما ھو ذوات القوائم الاربع فلا یشمل التعریف ما ھو للطیور بل بعض افراد الانسان ایضا کالصبیان والمجانین فالاولی ان یجعل ذکر البھائم للتمثیل حتی یشمل الطیور وغیرھا وانما لم یتعرض للقسم الثالث

الاصوات

وهو ما صوت به الانسان ابتداء من غير تعلق بغيره كوى صوت المتعجب وكأوه صوت المتوجع ونحو ذلك لان حكمه يعلم بالدلالة وذلك لانه لما كان هذان القسمان المذكوران ملحقين بالاسماء المبنية بجريها مجرى ما لا تركيب فيه من الاسماء فكون القسم الثالث ملحقا بهما اولى لانه صوت الانسان من غير ان يتعلق بغيره او نقول الكلام محمول على حذف المعطوف تقديره او صوت به البهائم او غيرها فيدخل فيه ما صوت به لتعجب او لوجع والحذف بقرينة ان هذا القسم اولى الاقسام ثم لما فرغ عن بيان الاصوات شرع في بيان المركبات فقال **فصل** المركبات كل اسم حمل كل اسم على المركب ليس بمستقيم لا ستحالة ان يكون كل اسم مركبات فالمراد باللام فيها لام الجنس ليبطل معنى الجمع ويكون المعنى المركب كل اسم ثم حمل كل اسم وهو جزئي على المركب وهو كلي ايضا ليس بمستقيم الا على التسامح فان المركب لما كان صادقا على كل اسم فحمل كل اسم عليه ليس بمستقيم الا بالتسامح ويحتمل ان يكون اللام للعهد فالتقدير هذا فصل المركبات المذكورة في حصر المبنيات وقوله كل اسم مبتدأ محذوف الخبر اى كل اسم كذا فهو كلمة مركب او خبر مبتدأ محذوف تقديره المركب كل اسم ركب من كلمتين لم يقل من اسمين ليدخل فيه بخت نصر لان ثاني جزئيه فعل لا اسم وقيل ليدخل فيه سيبويه لان ثاني جزئيه صوت لا اسم ليست بينهما نسبة الجملة صفة كلمتين اى ليس بين الكلمتين نسبة اسناد ولا اضافة ولا عمل ولا افادة معنى فيخرج عنه مثل تابط شرا وعبد الله وزيد والنجم اعلاما وكلا ضاربا في المبني الذي سبب بناءه التركيب فلا يرد ان مثل تابط شرا من المبنيات فكيف يحترز عنه لانه ليس مما نحن فيه فان تضمن الثاني اى الجزء الثاني من المركب حرفا يجب بناؤهما اى بناء الجزئين على الفتح اما بناء الجزء الاول فلانه صار وسطا بالتركيب والوسط ليس بمحل للاعراب واما بناء الجزء الثاني فلانه متضمن للحرف كاحد عشر الى تسعة عشر فان اصل احد عشر مثلا احد وعشر فحذف الواو قصدا الامتزاج الاسمين وتربيبهما الا اثني عشر استثناء من قوله يجب بناؤهما فانهما اى كلمة اثنا عشر وكذا اثنتي عشر معربة كالمثنى يعني كما ان المثنى معرب كذلك الجزء الاول من هذه الكلمة معرب ايضا مشابهة بالمضاف من حيث حذف النون لان حذفها من احكام الاضافة فاعطي له حكم المضاف وبني الجزء الثاني على الفتح لتضمن الحرف وانما خص مشابهتهما بالمثنى في الاعراب لكون علة الاعراب فيهما واحدا وهي مشابهتهما

الحذف

المركبات

فاعلم ليس بمحل للاعراب

اثنى عشر

المضاف من حيث حذف النون عنهما لان حذفها من احكام الاضافة التي هي المانعة للبناء
او ردًّا على من قال مع ما فيه من حسن التناسب بين المشبه والمشبه به ببيان
انه كما ان تلك الكلمة ذو جهتين جهة الاعراب فيها باعتبار الجزء الاول وجهة
البناء فيها باعتبار الجزء الثاني كذلك المثنى فانه ذو جهتين ايضًا جهة الاعراب وجهة
خلافه فيه على اختلاف القولين قوة وضعفًا وان لم يتضمن الجزء الثاني من المركب
ذلك اى حرفا فيها اى فى تلك الكلمة لغات احدها اعراب الجزئين معًا واضافة
الاول الى الثاني ومنع صرف المضاف اليه والثانية اعراب الجزئين واضافة الاول
الى الثاني وصرف المضاف اليه والثالثة وهى افصحها اى افصح اللغات بناء الاول على
الفتح لتوسط المانع عن الاعراب وعدم الواسطة بين الاعراب والبناء واعراب الثاني
غير منصرف كبعلبك نحو جاءني بعلبك ورايت بعلبك ومررت بعلبك لعدم
موجب الاعراب وكون الاصل فى الاسماء الاعراب فاعرب اعراب غير منصرف لوجود السببين
العلمية والتركيب ثم قوله غير منصرف اما مرفوع على انه خبر مبتدا محذوف اى وهو يعني
الجزء الثاني غير منصرف او مجرور بانه صفة للجزء الثاني او منصوب بقيامه مقام المصدر المضاف
المنصوب بفعل مقدر اى واعرب اعراب غير منصرف ولما فرغ عن المركبات شرع فى
الكنايات فقال **فصل** الكنايات لم يرد بالكنايات ههنا معانيها المصدرية
بل اراد ما يكنى بها بل اراد هو مبنى منها اذ جميع الكنايات ليست بمبنية نحو
فلان وفلانة كناية عن الاعلام وهن وهنة كناية عن الاجناس فانها معربان
وهى اى الكنايات فى اللغة والاصطلاح اسماء تدل على عدد مبهم وهى اى تلك الاسماء
كم بنيت كم الاستفهامية لتضمنها همزة الاستفهام وبناء كم الخبرية تشبيهًا بها بانها
لانها مشاركة فى اللفظ ولكون وضعها وضع الحرف ولذا بنيت كذا التركيبها عن مبنيتين
الكاف وذا وجاءت كناية عن غير العدد نحو خرجت يوم كذا كناية عن يوم السبت او
الاثنين ونحوهما او على حديث مبهم وهو كيت وذيت اصلهما كيت وذيت بالتشديد
فخففنا ولا تستعملان الا مكررتين بواو العطف تقول كان بيني وبين فلان كيت وكيت
وديت وذيت كناية عما جرى بينك وبينه من الحديث والقصة وذلك لئلا يتوهم انه
كناية عن لفظ مفرد ويجوز فى كل منهما الضم والفتح والكسر وانما بنيتا لاجرائهما مجرى الكنايات
بهما وهو الجملة وهى مبنية فكذا ما كان عبارة وحكاية عنها واعلم ان كم على قسمين استفهامية
اى دالة على الاستفهام وما بعدها اى مميزها كم الاستفهامية مفرد منصوب على التمييز نحو

الكنايات

عنهما

کم رجلا عندك وخبرية معطوف على استفهامية وما بعدها اى مميز كم الخبرية مجرور مفرد مرّة نحو كم مال انفقته ومجموع مرّة اخرى نحو كم رجال لقيتهم وانما كان مميّز كم الاستفهامية مفردا منصوبا ومميّز كم الخبرية مجرورا مفردا او مجموعا لانّهما لمّا حملتا على العدد باعتبار كونهما كنايتين عنه اخذتا حكم العدد وهو نوعان احدهما المضاف الى المميز والثانى المميز بالمنصوب ففرق بين كم الاستفهامية والخبرية حيث اعطى الاستفهامية حكم العدد المنصوب فتنصب تمييزها واعطى الخبرية حكم العدد المضاف الى المميز فخفض مميزها على الاضافة ولمّا حملت الخبرية على عدد المضاف وهو نوعان مضاف الى الجملة وهو من الثلثة الى العشرة ومضاف الى الواحد وهو المائة والالف جرى فيها حكم كليهما وانما لم يجعل الفرق بالعكس لان الاستفهامية لمّا حملت على العدد حملت على العدد المتوسط بين القليل والكثير وهو من احد عشر الى تسعة و تسعين دون العدد القليل وهو ما دون العشرة ودون العدد الكثير وهو المائة وما فوقها لئلا يلزم الترجيح بلا مرجح والتوسط راجح لان خير الامور اوسطها وقد جاء الجرّ فى تمييز كم الاستفهامية نحو بكم رجل مررت وهو عند سيبويه والخليل يجرّه بمن المحذوفة لا باضافتكم وقال الجزولى بالباء الداخلة على كم لانّها ومميّزها كشئ واحد واجاز الكوفيون جمع مميز كم الاستفهامية نحو كم لك غلمانا والجواب انّ غلمانا حال والمميز محذوف وهو نفسا اى كم نفسا حصل لك مملوكين ويجوز الفصل بين كم الاستفهامية ومميزها بالظرف نحو كم لك درهما للاستماع ثم اعلم انّ الجرّ بعد الخبرية انما يجب اذا لم يقع الفصل بينها وبين مميّزها بشئ فان وقع الفصل بينهما فانّ المختار هو النصب بعدها حملا على الاستفهامية حيث لا يجوز الاضافة مع الفصل نحو كم فى الدار رجلا ثم جر مميّز كم الخبرية على الاضافة انما هو مذهب الاكثرين وعن اللوفيين ان جرّه بمن المقدّرة وسيبويه معهم فى دخول حرف الجر على كم ومعناه اى معنى كم الخبرية وتذكير الضمير باعتبار ما ذكر او باعتبار اللفظ او الاسم اى معنى هذا اللفظ او هذا الاسم والاحسن فى وجه تذكيره ما قيل من انّ تانيث كم كما هو الشائع فى السنة النحاة لتاويلها بالكلمة فقوله كم الاستفهامية فى تاويل كلمة كم الاستفهامية والظاهر فيه التذكير التكثير اى لانشاء التكثير فان قلت اذا كان معناه انشاء التكثير فما وجه الجمع بين كم الخبرية وكون جملتها انشائية للمنافاة بين الاخبار والانشاء قلت المنافاة بينهما منتفية لاختلاف الجهة فنحو كم رجلا ضربت اخبار بضرب كثير

من الرجال وانشاء لاستكثار الضرب فانها مختلف وتدخل كلها من البيانية فيجران
فيها اى فى مميز كم الاستفهامية والخبرية جوازا فيجران بها والفرق حينئذ يعرف
من المقام تقول كم من رجل لقيته فى الاستفهامية وكم من مال انفقته فى الخبرية هذا
اذا لم يكن الفصل بينها وبين مميزها بفعل متعد اما اذا كان الفصل بينهما بدخول من
فى مميزها واجب لئلا يشتبه مميزها بمفعول ذلك المتعدى كقوله تعالى كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ
قَرْيَةٍ وكَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِنْ اٰيَةٍ بَيِّنَةٍ قال الحديبى ولو قيل المراد بقولهم يدخل من فيهما
اى فى مميز الخبرية المفرد والمجموع لكان حسنا لان السيبويه والخليل وكثيرا منهم لا
يجوزون دخول من ظاهرا فى مميز الاستفهامية وجوزوه مقدرا كما عرفت
وقد يحذف مميزه اى مميز كم استفهامية كانت او خبرية لقيام قرينة اى وقت حصول
قرينة دالة على تعيين المحذوف نحو كم مالك اى كم دينارا مالك نظير حذف مميز
كم الاستفهامية وكم ضربت اى كم ضربة ضربت نظير حذف مميز كم الخبرية وكم فى
الوجهين اى فى الاستفهام والخبر يقع منصوبا محلا وكذا مجرورا ومرفوعا اذا كان بعده اى
بعد كم فعل او شبهه غير مشتغل عنه اى غير معرض عن كم بضميره او متعلقه اى بسبب تعلق
ضميره او متعلقه وانما قيد به احترازا عن نحو كم رجلا او رجل ضربته اذا جعل كم مبتدأ
ولا يقدر بعده فعل غير مشتغل عنه نحو كم رجلا ضربت وكم غلام ملكت مفعولا به اى يقع
كم فى المثالين حال كونه مفعولا به ونحو كم ضربة ضربت وكم ضربة ضربت مصدرا
وكم يوما سرت وكم يوم صمت مفعولا فيه ومجرورا عطف على قوله منصوبا
اى تقع كم فى الوجهين مجرورا اذا كان قبله حرف جر او مضاف نحو بكم رجلا مررت
وعلى كم رجل حكمت وغلام كم رجل ضربت ومال كم رجل سلبت فان قلت لكم صدر الكلام
واذا كان قبله حرف جر او مضاف زال صدارته قلت اذا دخل عليه حرف جر او مضاف
انتقل الصدارة اليه لمكان الاتحاد والجزئية بين المجار والمجرور والمضاف والمضاف اليه
ومرفوعا عطف على قوله مجرورا اى تقع كم فى الوجهين مرفوعا اذا لم يكن شئ من الامرين
اى اذا لم يوجد امر من الامرين المذكورين بان لم يكن بعده فعل ناصب غير مشتغل
عنه بضميره او متعلقه ولم يكن قبله حرف جر او مضاف فتقع مرفوعا عند
فقدان هذه الامور الثلثة واصلاق الامرين عليها باعتبار ما يقتضيه لا
باعتبار ما يقتضى النصب والجر والمراد بقوله مرفوعا انه يرفع على الوجوب مرة
كما فى كم رجلا او رجل علامك او غلامى وعلى اولوية مرة اخرى كما فى نحو كم رجلا

او رجل ضربته او ضربت غلامه فان الرفع فی مثل هذا اولی سلامة عن الحذف
فبهذا اندفع ما یقال انه یمکن ان لا یکون بعده فعل غیر مشتغل عنه بضمیره او متعلقه و
لا یکون کم مجردًا عن العوامل اللفظیة بل یکون النصب مضمرا علی شریطة التفسیر نحو
کم رجلا اورجل ضربته فیکون منصوبا علی شریطة التفسیر لا مرفوعا مبتدأ ان لم یکن
ای کم فی الوجهین ظرفا لصدق حد المبتدأ علیه نحو کم رجلا اخوك وکم رجل ضربته وخیرا
ان کان کم فی الوجهین ظرفا لصدق حد الخبر علیه نحو کم یوما سفرك وکم سهر صومی
ویعلم کونه ظرفا بالتمییز ان کان هو ظرفا فظرف والا فلا وقیل فی الکلام حذف ومضاف
ای مبتدأ ان لم یکن ممیز کم ظرفا وخبرا ان کان ممیزها ظرفا ولما فرغ عن الکنایات
شرع فی الظروف فقال فصل الظروف المبنیة علی اقسام قید الظروف بالمبنیة لیغنی
عن تعبیرها بالبعض ههنا منها ای ظرف قطع عن الاضافة بان حذف المضاف الیه کقبل و
بعد وفوق وتحت تقول جئتك من قبل بضم اللام ومن بعد بضم الدال وکذا فوق وتحت
وامام وقدام وخلف واسفل ودون واول بمعنی قبل قال الله تعالی لله الامر من قبل
ومن بعد ای قبل کل شیء وبعد کل شیء وانما بنیت هذه الظروف لتضمنها معنی حرف الاضافة
وتشبیها بالحرف فی الاحتیاج الی المضاف الیه واختیر بناؤها علی الضم لجبر النقصان حیث
تمکن فیه نقصان بحذف المضاف الیه هذا ای بناء الظروف المقطوعة عن
الاضافة اذا کان المحذوف ای المضاف الیه منویا ای مقصودا للمتکلم والا ای وان
لم یکن المحذوف منویا للمتکلم بل یکون نسیا منسیا لکانت ای تلك الظروف معربة
مع التنوین لزوال علة البناء حینئذ نحو رب بعد کان خیرا من قبل ای رب متاخر کان خیرا من
متقدم ومنه قول الشاعر شعر فساغ لی الشراب وکنت قبلا اکاد اغص بالماء الفرات
وکذا اذا کان ما اضیفت الیه مذکورا کانت معربة نحو قبل هذا وبعد هذا ولم یذکره لانه
فی بیان ما قطع عن الاضافة وعلی هذا التقدیر لله الامر من قبل ومن بعد بکسر اللام و
الدال منونتین بناء علی الاعراب وتسمی ای الظروف المقطوعة عن الاضافة الغایات
لانها تصیر بعد حذف المضاف الیه بلا عوض غایات فی النطق واما ما عوض فیه عن
المضاف الیه کل وبعض واذا فالغایة ههنا المضاف الیه بعد لانه لوجود العوض کان
مذکورا اذ الغایة العوض ومنها ای من تلك الظروف حیث بالحرکات الثلث وجاء
بالواو کذلك وهی للمکان وقد تستعمل للزمان عند الاخفش بنیت ای کلمة حیث
تشبیها لها بالغایات لملازمتها الاضافة الی الجملة فی الاکثر معنی لا لفظا اما الاول

الظروف المبنیة

فلان معنى اجلس حيث زيد جالس اى جلس مكان جلوس زيد واما الثانى وهو
عدم الاضافة لفظا فظاهر لان حق الظروف اضافتها الى المفردات واضافتها الى الجملة
كلا اضافة ولذا اختير بناءها على الضم قال الله تعالى سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ
لَا يَعْلَمُونَ فحيث فى الآية مضافة الى الجملة معنى وهو لا يعلمون وقد تضاف اى حيث وهى
الى المفرد كقول الشاعر شعر
مَا تَرَى حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعًا + اى مكان سهيل وآخره نجما يُضِئُ كَالشِّهَابِ سَاطِعًا جو
فحيث فى البيت مضافة الى مفرد وهو سهيل ويروى رفع سهيل على انه مبتدأ محذوف الخبر
اى حيث سهيل موجود فحذف لدلالة الحال عليه هى وطالعا ومع الاضافة الى المفرد يعرب به
بعضهم لزوال علة البناء اعنى الاضافة الى الجملة والاشهر بناؤه وترى من الرؤية البصرية
يقتضى مفعولا واحدا وهو طالعا ونجما بدل منه ويضئ وساطعا من صفات وحيث
ظرف ترى وبعضهم على انه مفعول به لترى وعلى رواية الرفع طالعا حال كما مر
وشرطه اى شرط حيث فى الاستعمال الغالب ان يضاف الى الجملة اسمية كانت او
فعلية كاجلس حيث يجلس زيد وكاجلس حيث زيد جالس فلما كانت شرط حيث
ان تضاف الى الجملة لاحتياجها اليها لتعيين معناها كاحتياج الموصول الى ما يتم به لانه موضوع
لكان يقع فيه النسبة ومنها اى من الظروف المبنية انما وجه بنائها ما مر فى حيث وهى اى
كلمة اذ للمستقبل اى للزمان المستقبل واذا دخلت على الماضى صار اى الماضى مستقبلا
غالبا نحو قوله تعالى اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وقد تستعمل فى الماضى من غير ان يصير مستقبلا نحو قوله تعالى
حَتّٰى اِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ وَحَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ لها امثال كثيرة وفيها اى فى كلمة اذا
معنى الشرط وهو ترتب مضمون جملة على جملة اخرى فتضمنت معنى حرف الشرط وهو وجاخر
لبنائها ويجوز ان تقع بعدها اى بعد اذا الجملة الاسمية لعدم وضعها للشرط كان ولو نحو
اَتِيكَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ والمختار بعدها الجملة الفعلية لان الشرط يقتضى الفعل
لكنه لما لم يكن اذ اموضوعا للشرط لا يكون وقوع الفعل بعدها واجبا بل كان مختارا
والمنقول عن المبرد اختصاصها بالفعلية نحو اتيك اذا طلعت الشمس وقد يجئ اذا
لمجرد الزمان نحو اتيك اذا احمر البر اى وقت احماره وقد تكون اى اذا للمفاجاة
لوجود الشئ فجاءة اى بغتة مصدر مهموز اللام من باب المفاعلة معناه الاخذ بغتة
والفجاءة بالمد معناه الادراك بغتة من باب فتح وسمع فيختار المبتدأ بعدها
الفاء للعطف او فى جواب شرط محذوف اى اذا كان اذا للمفاجاة

فالحكم كذا فرقا بين إذا هذه وبين إذا الشرطية وفي كلامه إشارة الى ان وقوع المبتدأ بعد إذا المفاجأة غير لازم بل يكون مختارا نحو خرجت فاذا السبع واقف او حاضرا او موجود وظاهر كلام سيبويه ان اذا المفاجأة ظرف زمان الحاضر والعامل فيها الفعل المقدر وهو فاجأت وقال الحريري تقدير فاجأت اولى من جعل اذا بمعنى فاجأت ويمنع اظهاره استغناء بقوة ما في اذا من الدلالة عليه فيكون الفاء لعطف الجملة على الجملة واذا مفعولا به لفاجأت فكأنك قلت خرجت ففاجأت زمان وقوع السبع لا ظرفا له كما يشعر به قول الجامي فانه قال يلزم وقوع المبتدأ بعد اذا التي للمفاجأة وهي ظرف معمول لما دل عليه من فاجأت هذا كلامه وقال المبرد وعليه اكثر المتأخرين هي ظرف مكان ولا يجوز على هذا القول اضافتها الى الجملة الا اسمية لان ظروف المكان لا تضاف الى الجملة الا حيث فحينئذ لا يخلو من ان يذكر بعدها الجملة نحو خرجت فاذا زيد قائم او اسم مفرد بعده حال نحو خرجت فاذا زيد قائما اي خرجت فبحضرتي زيد قائما وقال الاندلسي ان شئت رفعت قائما على انه خبر مبتدأ وابقيت الظرف كما تبقى في نحو في الدار زيد قائم وعلى الثاني اذا هو الخبر لان ظرف المكان يقع خبرا عن الحيث وقائما حال عن الضمير في الظرف والعامل في الحال ما في الظرف من معنى الفعل وفي اذا الفعل الدال عليه اذا وهو فاجأت وعن الاخفش ومن تبعه ان اذا المفاجأة حرف دال على المفاجأة ومنها اي من الظروف المبنية إذ وهي للماضي اي للزمان الماضي وان دخلت على المستقبل صار ماضيا نحو اتيت اذ يقوم زيد اي قام زيد ولا اشكال هذا بقوله تعالى فسوف يعلمون إذ الأغلال في أعناقهم لان إذ وان دخلت على المستقبل ههنا لكنه نزل منزلة الماضي لانه اخبار من عند المستقبل كالماضي لانه يمكن ان يمنع كونه في الآية للمستقبل نحو ان يكون لمطلق الوقت كأنه قيل فسوف يعلمون زمان الاغلال في اعناقهم وهو تمنع كونه مستقبلا بقرينة فسوف ثم بنوها لما قلنا في حيث اولان وضعها وضع الحروف وتقع بعدها

الزمان

الجملتان الجملة الفعلية نحو جئتك اذ طلعت الشمس والجملة الاسمية نحو جئتك اذا الشمس طالعة وقد يكون اذ للمفاجأة قال الرضي والاغلب مجيء اذ في جواب بينما تقول كنت واقفا اذ جاءني عمرو وقال في اللباب وهما يعني إذ وإذا كائنتان للمفاجأة ويختص الاولى بالفعلية والثانية بالاسمية ايقاعا للمباغتة بينهما وبين الزمانية ولما كان مجيء اذ للمفاجأة قليلا في كلامهم لم يذكره المصنف ومنها اي ومن

بنباء

الظروف المبنية اَيْنَ وَاَنّٰى للمكان صفة او خبر مبتدأ محذوف اى الكائنتان للمكان
او هما كائنتان للمكان بمعنى الاستفهام اى حال كونهما متلبسين بمعنى الاستفهام وانما بنينا
لتضمنها حرف الاستفهام او الشرط نحو اَيْنَ تمشِ وَاَنّٰى تقعدْ ويجئ اَنّٰى بمعنى كيف اذا
كان بعد فعل كقوله تعالى فَاْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ اى كيف شئتم وبمعنى الشرط
معطوفين على قوله بمعنى الاستفهام نحو اين تجلسْ اجلسْ واَنّٰى تقمْ اقمْ ومنها اى ومن
الظروف المبنية متى للزمان استفهاما وشرطا انتصابها على انهما تمييز اى من حيث الاستفهام
والشرط او على انهما حالان اى حال كون الزمان ذا استفهام وشرط نحو متى تسافر
مثال لمتى للزمان استفهاما ومتى تصم اصم مثال لمتى التى للزمان شرطا ووجبنائها
واذكرنا فى اَيْنَ وَاَنّٰى ومنها اى ومن الظروف المبنية كيف للاستفهام حالا نحو كيف انت
اى فى اى حال واى صفة انت من الصحة والسقم وغيره فالمراد بالحال صفة الشئ لا زمانه
الحال ويستعمل كَيْفَ للشرط مع ما على ضعف عند البصريين ومطلقا عند الكوفيين
وهو ظرف مكان بدليل عملها فى الحال فى قولك كيف زيد مناحكا كما فى ابن زيد قائما وعن سيبويه
انها اسم صريح لا ظرف لوقوع مثل صحيحا وسقيما فى جواب ولو كان ظرفا لما صح وقوع مثل فى ذلك فى
جواب بل اجيب بنحو الظرف وبنائها لتضمنها حرف الاستفهام ومنها اى من الظروف المبنية
اَيَّانَ وبناؤها لتضمنها حرف الاستفهام للزمان استفهاما اى من حيث الاستفهام او
حال كون الزمان ذا استفهام او فوصة استفهام والفرق بين اَيَّانَ وبين مَتى ان الاولى مختصة
بالزمان المستقبل وبالامور العظام بخلاف الثانية فانها اعم نحو اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ
ولا يقال اَيَّانَ قيام زيد ووجه بنائها ما مر فى كيف ومنها اى من الظروف المبنية
مذ ومنذ قد مر مذ على منذ مع كونه فرعا له اذ اصل منذ مذ بدليل تصغيره على
مُنَيْذٍ فان التصغير يرد الاشياء الى اصولها غالبا لانه مقصور لكونه اخف من منذ و
انما بنيتا اسمين لموافقتهما اياهما حرفين ولكون وضع مذ ومنذ وضع الحروف ثم حمل منذ
على مذ او لمشابهتهما بالغايات فى القطع عن الاضافة المعنوية الا انهما لم يجيئا الا
مبنيتين لانهما ابدا مقطوعتان عن الاضافة المعنوية بخلاف الغايات بمعنى اول المدة
اى مذ ومنذ كائنتان بمعناه ويستعملان لمعنيين احدهما بمعنى اول المدة ان صلح
اى الزمان الذى بعدهما جوابا لمتى نحو ما رايته مذ او منذ يوم الجمعة فى جواب من قال متى
رايت زيدا اى اول مدة انقطاع رؤيتى اياه يوم الجمعة وثانيهما بمعنى جميع المدة
ان صلح ذلك الزمان جوابا لكم نحو ما رايته مذ او منذ يومان فى جواب

التصغير يرد الاشياء الى اصولها

من قال كم مدة ما رايت زيدا اى جميع مدة ما رايته يوما ان ومنها اى من الظروف المبنية لدى بالالف المقصورة ولَدُنْ بفتح اللام وضم الدال وسكون النون بمعنى عند اى لدى ولدن الكائنتان بمعنى عند وهما الكائنتان بمعناه نحو المال لديك اى عندك والفرق بينهما اى الفرق استعمالا بين لدى وعند ان عند لا يشترط فيه الحضور حتى يقال المال عند زيد فيما يحضر كما اذا كانت فى خزانته ويشترط ذلك اى الحضور فى لدى ولدن حتى لا يقال المال لدى زيد اولدنى زيدا الا فيما يحضر عنده فيكون عندهم من لدى فى اخوانه مطلقا وجاء فيه اى لدن لغات اخر لَدُنِ بفتح اللام وسكون الدال وكسر النون ولَدُنْ بفتح اللام والدال وسكون النون ولُدُ بضم اللام وسكون الدال ولَدُ بفتح اللام وضم الدال وبناؤها لوضع بعض لغاتها وضع الحروف والبقية محمولة عليه ومنها اى من الظروف المبنية قَطُّ بفتح القاف وضم الطاء المشددة وهى اشهر لغاتها وفيها لغات وهى قُطُّ بضم القاف والطاء المشددة المضمومة وقَطْ بفتح القاف وسكون الطاء مثل قَطُ الذى هو اسم فعل الماضى المنفى عموما نحو ما رايته قط فان معناه ما رايته فى جميع الازمنة الماضية والمراد بالنفى اعم من ان يكون لفظا او معنى ليتناول مثل قول الشاعر ع جاؤا بمذق هل رايت الذئب قط + وقد تستعمل فى الاثبات نحو كنت اراه قطاى دائما وانما بنى قط المخففة لوضعها وضع الحروف وبنى المشددة لمشابهتها باحتها او لتضمنها فى اولام التعريف لكونها دالة على الزمان المعين ومنها اى من الظروف المبنية عَوْضُ بفتح العين وقد جاء بالضم للمستقبل المنفى على سبيل الاستغراق نحو لا اضربه عَوْضُ فان معناه لا اضربه فى جميع الازمنة المستقبلة وانما بنى عوض لتضمنها معنى حرف الاضافة ولشبهها الحرف فى الاحتياج الى المضاف اليه مثل قبل وبعد اذ المعنى عوض لعالمين كدهر الداهرين ويدل على ذلك استعمالها كذلك واعرابها مثل قبل وبعد واعلم انه اذا اضيف الظروف التى ليست بمبنية الى الجملة اوالى اذ المضافة الى الجملة جاز بناؤها اى بناء تلك الظروف على الفتح لاكتساب بنائها من المضاف اليه المبنى ولو بواسطة كما فى اذ لان الجملة من حيث هى هى مبنية حتى قال بعضهم انها من مبنيات الاصل واختير بناؤها على الفتح للخفة وفى قولنا جاز بناؤها اشارة الى انه جاز اعرابها ايضا لاصالة اضافتها الى المفرد وعارضية الاضافة الى الجملة نحو قوله تعالى يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِينَ صِدْقُهُمْ ونحو يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ويَوْمَئِذٍ وحِيْنَئِذٍ اى يوم اذ كان كذا وحين اذ كان كذا وكذلك ومثل عوض ما وان وان يعلى كما ان الظروف المذكورة يجوز بناؤها على الفتح مع جواز

الاعراب كذلك كلمة مثل وغير مقرونتين مع ما وان المفتوحة المخففة والمثقلة اى مضافة الى احدهما فى جواز بنائها على الفتح مثل تلك الظروف وان لم يكونا ظرفين تقول ضربته مثل ما ضرب زيد ومثل انْ ضرب زيدٌ وغير ان ضرب زيد وغير ما ضرب زيد وانما بنيا لاضافتهما الى الجملة صورةً لشبههما بالظروف للابهام والاحتياج الى المضاف اليه لرفع الابهام ولهذا ذكر بناءهما فى بحث الظروف المبنية مع انهما ليسا من الظروف ويجوز اعرابهما ايضًا لكونهما اسمين مستحقين للاعراب وضمها امس بالكسر عند اهل الحجاز ثم لما فرغ عن البابين فى الاسم المعرب والمبنى شرع فى الخاتمة فقال **الخاتمة** فى سائر احكام الاسم ولواحقه غير الاعراب والبناء صفة للاحكام وسائر مشتق من السؤر بمعنى بقيّة ما أُكِلَ ومعناه البواقى وفيها اى فى لفظ سائر اشارة الى الخاتمة **فصل** فصل اعلم ان الاسم على نوعين معرفة ونكرة قد كان شدة الاحتياج الى المباحث المذكورة فيما سبق الى المعرفة والنكرة مقتضية ذكرهما قبل المتصرف وغيره لكنه لما كان معرفة بعض اقسام المعرفة متوقفة على مباحث المبنى اخرها الى هذا الموضع ثم لما كان المعرفة هو المطلوب الاصلى الاهم الافيد لكثيرة الاستعمال قدمه على النكرة فقال المعرفة اسم وضع لشئ معيّن قيّد به احترازا عن النكرة فانها لم توضع لشئ معيّن والمراد بشئ معين اعم من ان يكون فردًا معيّنا كزيد والرجل المعهود الخارجى كأنا وأنت وهو أو جنسًا معيّنا كأسامة فانه علم بجنس الاسد وكالاسد المحلى بلام الجنس أو جملة معيّنة من كل افراد جنس وبعضها كالمعرف بلام الاستغراق والجمع المعهود وهو اى أسم وضع لشئ معيّن أو المعرفة فتذكير الضمير باعتبار الخبر فانه مذكر لما عرفت ان تانيث العدد من الثلثة الى العشرة على عكس تانيث جميع الاشياء اولان تانيث المعرفة غير حقيقى ستة اقسام بالاستقراء المضمرات والاعلام والمبهمات اعنى اسماء الاشارة والموصولات وانما سميّا مبهمين لانّ اسم الاشارة من غير اشارة حسيّة الى مشار اليه مبهم عند المخاطب حين التلفظ به فانّ عند المتكلم اشياء يحتمل ان يكون مشارا اليها وكذا الموصول من غير الصلة مبهم عند المخاطب اذا تلفظ به والمعرّف بالنداء نحو يا رجل عند قصد التعيين واما عند عدم قصده فيكون نكرة بالالف واللام العهدية او الجنسية او الاستغراقية اعلم ان لام التعريف معناه الاشارة الى ما يعرفه المخاطب فاما ان يشار بها الى مفهوم اللفظ الذى دخلت عليه فهى لام الجنس واما ان يقصد الى الجنس باعتبار لغة كما فى الانسان حيوان ناطق فهى لام الحقيقة

النكرة — المعرفة — السائر

من حيث هي هي وأما ان يقصد باعتبار فرد فهي لام الذهني كما في دخل السوق وأما
ان يقصد اليه باعتبار كل فرد له فهي لام الاستغراق كما في قوله تعالى إِنَّ الْإِنْسَانَ
لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ الآية وأما ان يشار الى قسم من مفهوم اللفظ
معهود ابينك وبين مخاطبك سبق الفهم اليه عند سماع اللفظ فهي لام العهد
الخارجي نحو كما أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ وانما لم يتعرض للمعرف
باللام نحو قوله عليه السلام لَيْسَ مِنْ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ لان اللام مبدل من
اللام فلا يعد ما دخلت عليه قسما آخر من المعارف ولم يذكر المتقدمون المعرف بالنداء
لرجوعه الى المعرف باللام اذ اصل يا رجل يا ايها الرجل وفي الرضي من لم يعد ٥ من النحويين
فلكونه من فروع المضمرات لان تعرفه لوقوعه موقع كاف الخطاب وهذا اظهر من الاسماء الظاهر
والمضاف الى احدها اى احد هذه الاقسام المذكورة للمعارف غير النداء اضافة تنصب على
انه مفعول مطلق معنوية صفة اضافة الا نحو غير ومثل وشبه فيما حترازعن المضاف الى الاقسام
المعارف الاربعة المذكورة اضافة لفظية فانها لا تفيد تعريفا ثم لما ذكر تعريف المعارف
غير العلم فيما سبق وكان المعرف بالنداء والالف واللام مستغنيا عن التعريف خص
العلم بذكر التعريف فقال والعلم ما اى اسم او لفظ وكلمة ما موصولة او موصوفة
وضع لشئ معين هو جنس يتناول المعارف كلها وبقوله لا يتناول غيره يخرج عنه سوى
العلم من المعارف لانه لا يتناول غيره بوضع واحد انما قال هذا ليدخل فيه العلم
الذي وقع فيه الاشتراك نحو زيد اذا سمي به رجل ثم سمي به رجل آخر فانه وان كان
متناولا غيره لكن ليس بوضع واحد بل باوضاع كثيرة ثم المراد بالعلم المعرف اعم من
ان يكون منقولا لفضل أو مرتجلا اكما ان مفردا نحو زيد أو مركبا نحو عبد الله اسما
نحو زيد أو لقبا نحو صديق أو كنية نحو ابو بكر موضوعا لمعنى في ذات نحو زيد او لمعنى حدث
كسبحان علم التسبيح أو وقتا كيكرة أو يوزن به نحو تعلان الذي مؤنثه فعلى أو مرادا
محض لفظ كسعيد كرز أو محض مد كستة ضعف ثلثة واعرف المعارف اى اكملها
تعريفا المضمر المتكلم نحو انا ونحن لاستحالة الاشتباه فيه عند المخاطب ثم المخاطب نحو
انت لامكان الاشتباه فيه ثم الغائب نحو هو ثم العلم ثم المبهمات اى اسماء الاشارة والموصولة
ثم المعرف باللام ثم المعرف بالنداء والمضاف الى احد هذه الاربعة في قوة المضاف اليه
فتعريفه مثل تعريف المضاف اليه لانه لا تكتسب التعريف الا منه هذا هو المشهور عن مذهب
سيبويه وعنه انه يستوي بين المضمر والعلم وههنا اختلافات كثيرة ٥

المعارف

يستوي

لا یلیق ذکرھا بھذا المختصر والنکرۃ ما وضع لشیٔ غیر معیّن کرجل وفرس فقولہ ما وضع لشیٔ جنسٌ یتناول النکرۃ والمعرفۃ وقولہ غیر معیّن فصلٌ یخرج بہ المعرفۃ ومن علامات النکرۃ قبولھا حروف التعریف ودخول رُبَّ علیھا وکم الخبریۃ ووقوعھا حالًا وتمیزًا واسمًا لا بمعنی لیس ولمّا ذکر النکرۃ اردفھا بذکر اسماء العدد الّتی یلزم لاکثرھا التفسیرُ بالنکرۃ ولو اخّرھا عن المذکر والمؤنث لکان اولی لتعلقھا بحث التذکیر والتانیث ایضًا وانما ذکرھا علی حدۃ لاختصاصھا باحکام لم توجد فی غیرھا هذا

فصل اسماء العدد

اسماء العدد ما وضع لیدل علی کمیّۃ آحاد الاشیاء ای اسماء العدد وضعت لیدل علی مقدار افراد الاشیاء ای علی مقدار المعدود وقد افید دخل فی الحدّ لواحد والاثنان لانہ یصح وقوعھما جوابًا لمن یقول کم عندک ولیس الواحد بعدد عند کثیر من الحُسّاب والاثنان عند بعضھم وخرج بقید الوضع نحو رجل لانہ وان فھم عنہ الکمیّۃ باعتبار سیاق الاثبات لکن لا بالوضع وکذا رجلان لانہ لم یقصد فیہ ھذا القدر بل الکمیّۃ مع الذات وھذا الجواب یجری فی رجلا ایضًا ومنھم من عرّف العدد بانہ المقدار المنفصل الذی لیس لاجزائہ حدّ مشترک ومنھم من عرّفہ بانہ کثیرۃ مرکّبۃ من الآحاد واصول العدد مبتدأ وقولہ اثنا عشرۃ کلمۃ خبرہ واحد خبر مبتدأ محذوف ای احدھا واحد او مبتدأ بعض من اثنا عشر کلمۃ الی عشرۃ کلمۃ الی ھذہ الاسقاط لان المعنی واحد وغیرہ علی حذف المعطوف الی عشرۃ ولو لم یقل بذلک لزم خروج عشرۃ عن اصول العدد عملًا بالغایۃ فلا یرد ان الی ھذہ لیست الاسقاط ما وراء الغایۃ علی نحو الی المرافق لان شرط الاسقاط ھو ان یتناول ما بعدھا ما قبلھا لولا الغایۃ اذ العشرۃ لا یتناولھا واحد ولیست للامتداد ایضًا لانہ یوجب خروج العشرۃ عن الاصول وھی داخلۃ فیھا والّا لم یتمّ العدد المذکور وھو اثنا عشر کلمۃ ومائۃ والف عطف علی قولہ واحد لا علی قولہ عشرۃ وما عدا تلک الکلمات فھو متولّد منھا امّا بتثنیۃ کمائتین والفین او بجمع قیاسیّ کالاف ومئین او مئات او غیر قیاسی کعشرین الی تسعین او بعطف کاحد وعشرین او ترکیب کاحد عشر او باضافۃ کثلثمائۃ وثلثۃ الاف واستعمالہ ای استعمال العدد من واحد الی اثنین علی القیاس ای مبنیّ علی ما یقتضیہ القیاس فی الافراد والترکیب والعطف اعنی للمذکر بدون التاء ای یستعمل الواحد والاثنان للمذکر بدون التاء ویستعملان للمؤنث بالتاء لانّ القیاس والاصل تذکیر المذکر وتانیث المؤنث تقول علی صیغۃ الخطاب دون الغیبۃ فی رجل واحد وفی رجلین اثنان بدون التاء وفی امرأۃ واحدۃ وفی امرأتین اثنتان واثنتان بالتاء

اسماء العدد

واستعمالہ ای العدد من ثلثۃ الی عشرۃ علی خلاف القیاس والاصل اعنی المذکر بالتاء تقول ثلثۃ رجال الی عشرۃ رجال والمؤنث بدونھا او بدون التاء تقول ثلث نسوۃ الی عشر نسوۃ وذلک لان الثلثۃ مأولۃ بالجماعۃ فیکون مؤنثا فیلزمہ الحاق التاء وبعد الحاقھا بالمذکر لم یجز ان تکون ملحقۃ بالمؤنث فرقا بینھما وانما لم یعکس الامر یکون المذکر سابقا فی التخلیق ولا یشکل ھذا بقولہ تعالی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا لان الامثال عبارۃ عن الحسنات او الاکتساب المضافۃ لتانیث من المضاف الیہ وبعد العشرۃ تقول احد عشر رجلا واثنا عشر رجلا وثلثۃ عشر رجلا الی تسعۃ عشر رجلا واحدی عشرۃ امرأۃ واثنتا عشرۃ امرأۃ وثلث عشرۃ امرأۃ الی تسع عشرۃ امرأۃ علی القیاس والاصل من احد عشر الی اثنی عشر بتذکیر الجزئین ای لمذکر وتانیثھما فی المؤنث وتغیر الواحد الی احد والواحدۃ الی احدی طلبا للتخفیف، ومن ثلثۃ عشر الی تسعۃ عشر باسقاط التاء عن الجزء الثانی واثباتھا فی الاول فی المذکر وبالعکس فی المؤنث لرجوع العشرۃ بعد التراکیب الی الاصل فیھما دون الجزء الاول تقلیلا لخلاف الاصل وبعد ذلک ای بعد تسعۃ عشر تقول عشرون رجلا وعشرون امرأۃ بلا فرق بین المذکر والمؤنث الی تسعین رجلا وامرأۃ وتقول احد وعشرون رجلا واحدی وعشرون امرأۃ واثنان وعشرون رجلا واثنتان وعشرون امرأۃ وثلثۃ وعشرون رجلا وثلث وعشرون امرأۃ الی تسعۃ وتسعین رجلا وتسع وتسعین امرأۃ یعنی انک اذا عطفت عشرین واخواتھا علی التسیع وھو ما دون العشرۃ ای من واحد الی تسعۃ تسیعھا ما دون العشرۃ علی ما عرفت وتعطف علیہ عشرین واخواتھا وانما یرکب الاحاد مع العشرات فی العقود کما یرکب الاحاد مع العشرات لان الواو والیاء فی عشرون واخواتھا علامۃ الاعراب والترکیب موجب للبناء فالجمع بینھما محظور ثم تقول مائۃ رجل ومائۃ امرأۃ والف رجل والف امرأۃ ومائتا امرأۃ والف رجل والف امرأۃ بلا فرق متعلق بقولہ تقول ای ثم تقول مأۃ مذکرا بلا فرق بین المذکر والمؤنث فاذا زاد ای علی العدد علی المائۃ والالف وما یتولد عنھما من تثنیۃ وجمع یستعمل ای ذلک العدد علی قیاس ما عرفت فی التسیع من التذکیر فی المؤنث والتانیث فی المذکر والافراد والاضافۃ والترکیب والعطف کما عرفت فیقدم الالف علی المائۃ والمائۃ علی الاحاد والاحاد علی العشرات تقول عندی الف ومائۃ احد وعشرون رجلا وامرأۃ ومائتان واثنان وعشرون رجلا وثلثمائۃ واثنان وعشرون امرأۃ واربع الاف وتسعمائۃ وخمس واربعون امرأۃ وعلیک بالقیاس کما تقول فی الافراد الف مائۃ وواحد وواحدۃ واثنان واثنتان وفی الاضافۃ الف ومائۃ وثلثۃ رجال وثلث نسوۃ وفی الترکیب الف ومائۃ واحد عشر رجلا

ثم تقول الخ
فیما ذکر فی النار
منھما

واحدی عشرۃ امرأۃ والف ومائۃ وثلثۃ عشر رجلا وثلث عشرۃ امرأۃ کما تقول الفان و
مائتان وثلث الاف وثلث مائۃ الی تسع الاف وتسعمائۃ ویجوزان تعکس العطف فی
الکل فتقول واحد والف مائۃ واثنان والف ومائۃ واثنتان الی اٰخر ما ذکرنا ولما فرغ
عن کیفیۃ استعمال اسماء العدد شرع فی حال ممیزاتھا وھی المعدودات ولما کان الواحد والاثنان
اوّل اسماء العدد بدأ ببیان حکمھا لیعرف اوّلا انہ لا ممیز لھا فقال واعلم ان الواحد والاثنین
وکذا الواحدۃ والاثنتین لم یذکرھما الکسائی بذکر الفصل لا ممیز لھما ای لم یذکر تمییز الواحد و
الاثنین بعدھما لان لفظ الممیز یغنی عن ذکر العدد فیھما ای فی الواحد والاثنین کما تقول
عندی رجل ورجلان ولا تقول عندی واحد رجل والاثنان رجلین وذلک لان لفظ التمییز
یفید المتصل الذی یفید ذکر العدد فیھما وھو بیان الکمیۃ اعنی الواحد فی ممیز الواحد و
الاثنین فی ممیز الاثنین فلا یجوز ان تمیز لانہ لا یجوز ان یکون مغنیا عن الممیز فان حکمہ
قصد الامرین التمییز والممیز لا یحصل الاجمال والتفصیل وعدم استغناء کل واحد منھما عن الاخر
واما قولھم رجل واحد ورجلان اثنان فمحمول علی التاکید ولما کان کلامہ السابق یوھم انہ لا
ممیز لغیر الواحد والاثنین من الاعداد ایضا وقد کان لہ ممیز دفعہ بقولہ واما سائر الاعداد
ای باقی الاعداد غیر الواحد والاثنین فلا بدّ لھا ای لتلک الاعداد من ممیز بذکر بعدھا
فتقول ممیز الثلثۃ الی العشرۃ مخفوض باضافۃ الاعداد الی ممیزاتھا مجموع لفظا
تقول ثلثۃ رجال وثلث نسوۃ او معنی تقول تسعۃ رھط وثلثۃ زوج وخمسۃ نفر وانما
جعل ممیز الثلثۃ الی العشرۃ مخفوضا ولم یجعل منصوبا کممیز ما بعد العشرۃ لان ممیز الاعداد
موضوع مقصود معنی لان ثلثۃ رجال فی الاصل ثلثۃ رجال ولو جعل ھذا التمییز منصوبا لکان
علی صورۃ الفضلات فجعل مخفوضا لئلا یکون علی صورتھا وانما کان ممیز
ما بعد العشرۃ منصوبا لتعذر الاضافۃ صورۃ کما سیجیئ وانما جعل ممیز الثلثۃ الی العشرۃ
مجموعا ولم یجعل مفردا کممیز ما بعد العشرۃ لان مدلول الثلثۃ وما فوقھا جماعۃ فبالاولی
ان یبین بالجماعۃ لیوافق العدد المعدود فان العدد عبارۃ من المعدود ومعنی وانما
جعل ممیز ما بعد العشرۃ مفردا للتعلیل سیذکر الا اذا کان الممیز ای ممیز الثلثۃ الی
العشرۃ لفظ المائۃ ثم یکون ای ذلک الممیز مخفوضا مفردا تقول ثلث مائۃ وتسعمائۃ
ولم یستعمل عشرمائۃ استغناء بلفظ الالف والقیاس ای قیاس لفظ المائۃ المضاف
الیھا الثلث وما فوقھا ثلث مئات للمؤنث ومئین للمذکر علی انہ رفض ھذا القیاس
لکراھتھم ان یرجعوا بعدما التزموا افراد التمییز فی احد عشر الی تسعۃ وتسعین

فرب الى المجموع الذى طال عهده فى ثلثة الى عشر فاستحسنوا الحمل على القرب وهو احد عشر الى تسعة وتسعين او على ما يليه من تسعة وتسعين رجلا فى لزوم افراد التميز انما رجعوا الى خفض التميز لئلا يلزم اهدار حكم الثلثة الى العشرة عن كل وجه

وميز احد عشر الى تسعة وتسعين منصوب مفرد تقول احد عشر رجلا واحدى عشرة امرأة وتسعة وتسعون رجلا وتسع وتسعون امرأة امّا كون هذا التميز منصوبا فلتعذر الاضافة امّا فى احد عشر الى تسعة عشر فلتعذر تركيب ثلثة اشياء مع الامتزاج المعنوىّ الناشئ من الاضافة الى المفسّر وامّا فى عشرين وما زاد عليها الى تسعة وتسعين فلتعذر حذف النون وابقائها عند الاضافة لانه لو اضيف مع حذف النون لزم حذف نون اصلية وضعت الكلمة عليها ولو اضيف مع بقائها لزم بقاء نونٍ شبيهةٍ بنون الجمع وكل منهما مستقبح وامّا كون هذا التميز مفردا فلان المفرد هو الاصل واخفّ من الجمع والمقصود من التميز هو التفسير وهو يحصل به فلا رخصة للعدول عنه من غير حاجة وميز مائة والف وتثنيتهما اى تثنية المائة والالف وهما مائتان والفان وجمع الالف وهو الاف والوف وامّا لم يقل وجمعهما كما قال وتثنيتهما لان جمع المائة مرفوض استعمالا حتى لا يقال ثلث مئاتٍ او مئينَ بل يقال ثلثمائة مخفوض مفرد تقول مائة رجل ومائة امرأةٍ والف رجل والف امرأةٍ ومائتا رجل ومائتا امرأةٍ والفا رجل والفا امرأةٍ وثلثة آلافِ رجلٍ وثلث آلاف امرأةٍ وانما جعل هذا التميز مخفوضا لوجود الاضافة ومفردا لكراهتهم جعل مميز العدد الكثير جمعا وقس على هذا اى اذا علمت كيفية استعمال الاعداد وحال المميزات فى بعض الامثلة ففس عليه سائر الاعداد الى ما لا يتناهى وامّا جرى ذكر التذكير والتانيث فى فصل العدد ذكرهما بعده فقال فصل الاسم امّا مذكر وامّا مؤنث قدّم المذكر على المؤنث فى التقسيم لتقدمه على المؤنث خلقةً ورتبةً ولانه عدمى لانه عبارة عما لا يوجد فيه شئ من علامات المؤنث وعدم الممكنات سابق على وجودها المؤنث ما فيه اى اسم وجدت فى اخره علامة التانيث قدّم المؤنث على المذكر فى التعريف رومًا للاختصار ببياننا واخذا فى البيان عن القريب لان المؤنث وجوديّ لانه عبارة عما يوجد فيه علامة التانيث والمذكر عدمىّ كما مرّ والوجودى راجح على العدمى والمراد بعلامة التانيث كما ذكره التاء والالف المقصورة والممدودة وكذا الياء فى هندٍ وهى عند البعض ولم يذكرها المصنف فى العلامات لجواز ان يكون التانيث فى هندٍ وهى صيغيا عنده لا بالعلامة كتانيث هِىَ وَانتِ ولانّ

لم
الالف اللفيف
تعدادها على عشرة
فانه تركيب ثلثة
اشياء وهو عشر
احدها وهو عشر
تركيب اربعة اشياء
بعد الامتزاج
المعنوى الناشئ
من الاضافة الامر
١٢ عايذ القنيص

المذكر والمؤنث

قن

الکلام فی المذکر والمؤنث اللذین من اقسام المتمکن وھذی وھی من قسم المبنی
فلا وجہ لذکرھما معھا لفظا او تقدیرا ھذا تفصیل لعلامۃ التانیث ای سواء کانت
العلامۃ ملفوظۃ او مقدرۃ ثم المراد بقولہ لفظا اعم من ان یکون حقیقۃ کامرأۃ وناقۃ
وغرفۃ وطلحۃ او حکما کعقرب لان الحرف الرابع فی حکم تاء التانیث ومن ثم لا یظھر التاء
فی تصغیر الرباعی من المؤنثات السماعیۃ لئلا یجتمع علامتا التانیث وکما ثبت فانہ
صفۃ مختصۃ بالمؤنث وکلاب واکلب لانہ مؤول بالجماعۃ والمذکر بخلافہ ای اسم
متلبس بمخالفۃ المؤنث ای ما لا یوجد فیہ علامۃ التانیث لا لفظا ولا تقدیرا ولا حکما
ولما کان علامۃ التانیث ماخوذۃ فی تعریف المؤنث وکان معرفتھا مطلوبۃ احتاج الی
عدھا فقال وعلامۃ التانیث ای العلامۃ التی ذکرت فی حد المؤنث ثلثۃ ای ثلث
اشیاء احدھا التاء ای التی تصیر عند الوقف ھاء فلا یشکل بنحو مسلمات وفی ذکر التاء رد
علی الکوفیین حیث جعلوا علامۃ التانیث الھاء والتاء مغیرۃ عنھا والبصریون علی ان
العلامۃ ھی التاء والھاء مغیرۃ عنھا کطلحۃ الکائن فی محل الرفع علی انہ خبر مبتدا محذوف ای نظیر
المؤنث بالعلامۃ وھی التاء مثل طلحۃ اسم رجل بالجر علی انہ صفۃ طلحۃ او بالنصب علی انہ حال
وانما جاء بکان المقصود ھو التمثیل بطلحۃ للمؤنث بالعلامۃ اذ التعریف المذکور مخصوص بہ و
ھذا المقصود انما یحصل اذا کان طلحۃ اسم رجل فانہ اذا کان اسم امرأۃ کان مؤنثا حقیقیا
فلا یصلح تمثیل المؤنث بالعلامۃ واھتما بشان تانیث طلحۃ حال التسمیۃ لرجل لمظنۃ
الاشتباہ فی اعتبار التانیث فیہ مع التذکیر الحقیقی فلا یعتبر تانیثہ فی تانیث الفعل قالت طلحۃ ثم التاء
علامۃ للتانیث وان لم یکن بمعنی التانیث فانھا تاتی لمعانٍ فقد تکون للفرق بین المذکر
والمؤنث فی الاسم کشیخ وشیخۃ وامرأ وامرأۃ وانسان وانسانۃ وھی سماعیۃ او فی الصفۃ
کقائم وقائمۃ وھی قیاسیۃ وبین الواحد والجمع کبغال وبغالۃ او لتاکید الصفۃ کعلامۃ او للتانیث
کنجعۃ او لعلامۃ العجمۃ کجواربۃ فی جمع جوارب او للنسبۃ کالمغاربۃ جمع مغربی او للعوض
کفرازنۃ فی جمع فرزان والاصل فرازین او لتاکید الجمع کجمالۃ وثانیھا الالف المقصورۃ ای التی بعد
ثلثۃ ولا یکون للالحاق فلا یرد بنحو فتی وبارطی ملحقا بجعفر ولا لمجرد الزیادۃ فلا یتجہ بنحو
قبعثری کجعفری وثالثھا الالف الممدودۃ کحمراء لا یخفی ان الالف الممدودۃ التی قبل الھمزۃ وعلامۃ
التانیث الھمزۃ وان اختلف فانھا منقلبۃ عن الالف المقصورۃ او اصلیۃ فمعنی قولہ والالف
الممدودۃ نظرا الی ان یجعل وصف الالف بالممدودۃ وصفا بحال المتعلق ای الالف
الممدودۃ ما قبلھا ولما جعل قولہ لفظا او تقدیرا لتفصیل علامۃ التانیث

عدھا

مطلقا وقد تقرر ان علامۃ التانیث المقدرۃ ھی التاء واحدۃ قال والمقدرۃ ای العلامۃ
التی تقدر من الثلثۃ انما ھی التاء فقط ای لا غیرھا من العلامات لیندفع ما یتوھم من جعل
قولہ المذکور تفصیلا لمطلق العلامۃ ویعلم ببیان الواقع کارض وداروانما حکم بتقدیر
العلامۃ فیھما بدلیل تصغیرھما علی اریضۃ ودویرۃ لان التصغیر یرد الاشیاء الی اصولھا
غالبا والمؤنث علی قسمین حقیقی وھو ای المؤنث الحقیقی الخلقۃ ای الجبلۃ ما باز ائہ ای بمقابلتہ
ذکر فی الحیوان سواء وجد فیہ علامۃ التانیث نطقا او لم یوجد کامرأۃ فی الأناسی
وناقۃ واتان فی البھائم وقد تبین ما فی الشرح لھذا الکلام فلا نعید فی ھذا المقام
ولفظی وھو ای المؤنث اللفظی ما ای مؤنث بخلافہ ای متلبس بخلافۃ المؤنث الحقیقی یعنی ما
لیس بازائہ ذکر فی الحیوان سواء وجد فیہ علامۃ التانیث او لم یوجد بل تانیثہ لیس الا بالعلامۃ فی لفظہ
حقیقۃ او حکما او تقدیرا بلا تانیث خلقی فی معناہ کطلحۃ نظیر لتانیث اللفظ حقیقۃ ومین نظیر
التانیث اللفظی تقدیرا بدلیل تصغیرہ علی عُیَیْنَۃ ولم یذکر نظیرا للتانیث اللفظی حکما کعقرب بقلۃ وقوم
وکاجمع المکسر والصحیح بالالف والتاء کرجال ومسلمات وان کان واحدہ مؤنثا حقیقیا وقد
عرفت احکام الفعل فی فصل الفاعل اذا اسند الی المؤنث فلا نعیدھا ای اذا عرفت تلک
الاحکام فلا نعیدھا لان اعادۃ الشیء یوجب التکرار وھو قبیح واما اشارۃ تعریف المؤنث الحقیقی
ھھنا بعد ذکرہ فی بحث الفاعل کذلک فھو غیر موجب لذلک لانہ ذکرہ ھناک تقریبا وذکرہ
ھھنا ای فی المؤنث فصدا ولولہ یتعرض لہ ھناک واکتفی بذکرہ ھھنا لکان ھذا الاکتفاء مستغنیا
عن ذلک التعرض ثم لما فرغ عن تقسیم الاسم باعتبار التذکیر والتانیث شرع فی تقسیم اخر لہ
باعتبار الافراد والتثنیۃ والجمع فان الاسم علی ثلثۃ اقسام مفرد ومثنی ومجموع وذکر الفرعین
وھما المثنی والمجموع لیفھم ان ما عداھما مفرد طلبا للاختصار فقال فصل المثنی قد مہ علی
المجموع لکون عددہ سابقا علی عدد المجموع ولکونہ قریبا من المفرد وسلامۃ لفظ المفرد فیہ البتۃ
ولکثرتہ بالنظر الی المجموع اسما الحق بالاخر ای بالاخر مفردہ علی حذف المضاف فیہ احترازا عن
اثنین وکلیھما اذ لا مفرد لھما الف وباء مفتوحا ما قبلھما ونون مکسورۃ ایدل متعلق بقولہ
الحق والضمیر فیہ عائد الی المفرد ای یدل ھذا المفرد بسبب ذلک الالحاق علی ان معہ
ای مع المفرد اخر مثلہ اراد بہ ما یماثلہ فی الوحدۃ والجنس جمیعا او لذا لم یقل من جنسہ لانہ
یفید اشتراط الجنسیۃ فی اللفظ والمعنی وفیہ اشارۃ الی انہ لا یجوز تثنیۃ الاسم
المشترک باعتبار معنیین مختلفین فلا یقال قرءان ویراد بہ الطھر والحیض بل یراد
طھران او حیضان ولا ینتقض ذلک بنحو القمرین للشمس والقمر والعمرین لابی بکر وعمر رضی اللہ عنھما

من

من

المثنی

والابوین للام والاب لانہ من باب طلاق احد اللفظین علی الآخر تغلیبًا للمذکر علی المؤنث کما فی القمرین والابوین او للمفرد علی المرکب کما فی العمرین نحو رجلان فی حالۃ الرفع ورجلین فی حالتی النصب والجر ھذا ای الحاق الالف والیاء المفتوح ما قبلھا والنون المکسورۃ بآخر المفرد من غیر تغیر فی الصحیح ای ثابت فی الاسم الصحیح ولا یخفی ان ھذا الحکم کما یجری فی الصحیح یجری فی الجاری مجری الصحیح والمنقوص ایائی ایضًا فلا وجہ لتخصیصہ بالصحیح اما المقصور ای فی الاسم المقصور وھو ما فی آخرہ الف واحدۃ لازمۃ وسمی مقصورًا لانہ ضد الممدود ولانہ محبوس من الحرکات والقصر الحبس فان کان الفہ منقلبۃ عن واو حقیقۃ کعصًا او حکمًا بان کان مجھول الاصل ولم یُمَل کالمسمّی بالی و لدای وکان ثلاثیًا ای وقد کان الاسم المقصور ثلاثیًا مجردًا ای ذا ثلثۃ احرف لا الثلاثی الاصطلاحی فیخرج الرباعی والثلاثی المزید نحو مُعلی ومصطفی ردّ ای ذلک الاسم الی اصلہ حال التثنیۃ کعصوان فی عصا اعتبارًا للاصل حقیقۃً وحکمًا مع خفۃ الثلاثی بخلاف ما کان علی اربعۃ احرف فصاعدًا حیث لم یرد فیہ الی الاصل لوجود الثقل کمُعلًی ومُصطفًی وان کانت ای الفہ منقلبۃ عن یاء حقیقۃ کرحًی وحکمًا بان کان مجھول الاصل او عدیمہ وقد أُمیل کالمسمّی بمتی وبلی او عن واو وھو اکثر من الثلاثی الواو للحال ای والحال ان ذلک الاسم المقصور اکثر من الثلاثی بان کان علی اربعۃ احرف فصاعدا اولیست الفہ منقلبۃ عن شیٔ من واو او یاء تقلب ای الالف یاءً عند التثنیۃ کرحیان فی رحًی نظیر لما کان الفہ منقلبۃً عن یاء ومُلھیان فی مُلھًی نظیر لما کان الفہ منقلبۃ عن واو وھو اکثر من الثلاثی وجُباریان فی جُباری بالضم نوع من الطیر وجلیان فی جلی وھو نظیر لما لم یکن الفہ منقلبۃ عن شیٔ وانما قلبت الالف یاءً فی ھذہ الصورۃ اعتبارًا بالاصل فیما اصلہ الیاء حقیقۃ او حکمًا تخفیفا فیما کان الاکثر من الثلاثی وفیما لیست الفہ منقلبۃ عن شیٔ واما الممدود ای الاسم الممدود فان کانت ھمزتہ ای ھمزۃ الممدود اصلیۃ ای غیر زائدۃ ولا منقلبۃ عن اصلیۃ اذ الزائدۃ کقرّاء جمع قارئ تثبت ای الھمزۃ لکونھا اصلیۃ کقُرّاء ان فی قُرّاء بضم القاف وتشدید الراء لجید القراءۃ او للمتنسّک من قرأ اذا تنسّک وحکی ابو علی الفارسی عن بعض العرب قلبھا واوًا حملا علی نظائرہ من الحمراء والصحراء وان کانت ھمزتہ التانیث قلب واوًا کحمراوان فی حمراء وصحراوان فی صحراء وانما لم یثبت الھمزۃ بل تقلب واوًا الکراھۃ وقوع صورۃ علامۃ التانیث

فی الوسط واما وقوع التاء فی مسلمتان فی الوسط فلئلا یلتبس تثنیۃ المؤنث بتثنیۃ المذکر وانما جعلت الھمزۃ واوا والالف یاء تحرزا عن اجتماع الیائین فی النصب والجر ولکن الواو اقرب الی الھمزۃ من الیاء للمشاکلۃ بینھما فی تعویضھا فی اجوہ ووجوہ واقتت ووقتت وان کانت ھمزتہ بدلا من اصل ای من حرف اصلی واوا کما فی کساء اصلہ کساو او یاء کرداء اصلہ ردای جاز فیہ ای فی ذلک الاسم الممدود الوجھان الثبوت والقلب کساءین فی الثبوت وکساوین فی القلب امّا الثبوت فلکونھا فی مکان اصلیۃ باعتبار الالحاق بھا والانقلاب عنھا وامّا القلب فلشبھھا بھمزۃ التانیث فی عدم کونھا اصلیۃ ویجب حذف نونہ ای نون المثنی عند الاضافۃ تقول جاء نی غلاما زید ومسلما مصر وقد مرّ وجوب حذف نون المثنی وکذا الجمع فی المجرورات فالاضافۃ خالیۃ عن الافادۃ کما یخلو اعادۃ ھذہ القاعدۃ عنھا لانہ ذکرھا فیما سبق مرّۃ بعد اخری الا ان یقال انھا ذکرت فی المجرورات من حیث انھا من احکام المضاف وفی المثنّی والمجموع من حیث انھا من احکامھا وکذلک ای مثل حذف نون المثنّی تحذف تاء التانیث فی تثنیۃ الخصیۃ والالیۃ علی غیر القیاس والشذوذ مع جواز اثباتھا فیھما علی القیاس اتفاقا نحو خصیان والیان فیرادھما تثلۃ حذف التاء عنھما بحذف نون المثنی فی مجردا بحذف فلا یرد ما یقال ان قول المصنّف وکذلک تحذف تاء التانیث فی تثنیۃ الخصیۃ والالیۃ لا یخلو عن خلل خاصّۃ ای دون غیرھما من الاسماء المثنّیات التی فیھا تاء التانیث کشجرتین وتمرتین وجارحتین والقیاس ان لا تحذف فیھما لئلا یلزم التباس تثنیۃ المذکر بالمؤنث الا انہ جاز حذف التاء فی تثنیتھما لانھما متلازمان ای لان کل واحد من الخصیین والالیین متلازم للاخر بمعنی انّ واحدا من الخصیین متلازم للاخر وکذا واحد من الالیین متلازم للاخر فکانھما لشدۃ اتصالھما شیء واحد فنزلتا لذلک منزلۃ المفرد وتاء التانیث لا تقع فی وسط المفرد وقیل انما حذفت التاء فی تثنیتھما لئلا یکونا اصرح من بذکرھما یستھجن ذکرہ کل التصریح واعلم انہ اذا اردیت اضافۃ مثنّی الی مثنّی ای الی ضمیر مثنّی مع الاتصال التامّ بین المضاف والمضاف الیہ وذکر مثنی لیعلم مراعاۃ الحکم الاتی فی کلّ مثنّی مذکرا کان او مؤنثا مرفوعا او منصوبا او مجرورا یعبّر عن الاوّل ای عن المثنّی الاوّل المضاف الی الثانی المضاف الیہ بلفظ الجمع او المفرد ایضا لا بالمثنّی اصالۃ واولویّۃ وجوبا لقولہ تعالی فقد صغت قلوبکما ای قلباکما فاقطعوا ایدیھما ای یداھما وذلک یشیر بہ الی علۃ الحکم المذکور یعنی

مع الافادۃ

انما يعبّر بلفظ الجمع والمفرد بلفظ المثنى عند تلك الاضافة لكراهة اجتماع تثنيتين لكونهما مماثلين فيما تأكد الاتصال بينهما لفظا ومعنى اما لفظا فبالاضافة واما معنى فلان معنى المضاف جزء المضاف اليه ثم لفظ الجمع اولى من لفظ المفرد لمناسبته بالتثنية في الانضمام الى اخره حتى قال بعض الاصوليين ان المثنى جمع وانما كان المضاف اليه كالمثنى ليكون افراده كالافراد في نحو قوله تعالى على لسان داود وعيسى ابن مريم وقال ابو مالك في بعض مصنفاته لو جوبا لافراد مثل ذلك ثم لما فرغ عن بيان المثنى شرع في بيان المجموع فقال

فصل المجموع اسم دل على آحاد مقصودة بحروف مفردة بتغيير ما الآحاد جمعا او هو الفرد وتواه بحروف متعلق بقوله دل او بقوله مقصودة وقوله بتغيير ما صفة مفرد ومعنى الكل اسم دل على افراد تقصد بحروف مفرده متلبس بتغيير ما اى اى تغيير كان سواء كان لفظا كرجال في رجل وكعامة الجوع او تقديرا نحو فلك على وزن اسد فان مفرده ايضا فلك لكنه على وزن قفل حيث اعتبرت الضمة في الجمع عارضية مثل الضمة في اسد وفي الواحد اصلية مثل الكسرة في حمار ثم قوله دل على آحاد مقصودة احتراز به عن اسم الجنس نحو نخل وتمر لدلالته على آحاد غير مقصودة اذ المراد بها هو الجنس وضمنا والآحاد اريدت به باعتبار صدق الجنس عليها ولاستعمال نخل وقوله بحروف مفرده احتراز به عن اسم الجمع كما احترز عليه قوله قفول ورهط ونحوه من نفر وابل وغنم وخيل وان دل اى التوه ونحوه على آحاد لكنه ليس بجمع اذ لا مفرد له حتى يقصد الآحاد بحروفه والمراد بحروف مفرده اعم من حروف مفرده الحقيقي كما في رجال ومن حروف مفرده المقدر كما في نسوة فانه يقدر له مفرد لم يوجد في الاستعمال وهو نسأ بضم النون على وزن غلام فان الفعلة من الاوزان المشهورة لجمع المفرد على وزن فعال ثم الجمع على قسمين مصحح ويقال جمع السلامة ايضا وهو اى جمع لم تتغير بناء مفرده ومكسر ويقال جمع التكسير ايضا وهو اى جمع تغير بناء مفرده بسبب الجمعية بعدها فلا ينتقض بمصطفين وباعتبار المفرد دون لامه الخارجية فلا ينتقض بالجمع المصحح بتغير مفرده بلحوق الحروف الخارجية الزائدة والمصححان الجمع المصحح على شمين دال كرو وهو اى جمع المذكر الصحيح ما الحق بآخره اى بآخر مفرده واو مضموم ما قبلها في حالة الرفع لموافقة الواو ونون مفتوحة نحو مسلمون او ياء مكسور ما قبلها في حالتي النصب والجر لموافقة الياء ونون مفتوحة نحو مسلمين ليدل متعلق بقوله الحق والضمير فيه راجع الى المفرد اى ليدل هذا المفرد بسبب ذلك الالحاق على ان معه مفردة اكثر منه ينبغي ان يقول من جنسه ليكون اشارة الى اخراج الاسم المشترك فانه لا يجمع كما لا يثنى

الا ان يقال هنا يقال جنسه لانه اراد ههنا تعريف ماهية الجمع مطلقا بقطع النظر عن كونه صحيحا او ممتنعا فلا يحتاج الى هذا القيد لاخراج الممتنع فان قلت اسم التفضيل يقتضي ثبوت اصل الفعل في المفضل عليه والكثرة منتفية في الواحد قلت بثبوت اصل الفعل اما ان يكون محققا او مفروضا وههنا ثابت على طريق الفرض يعني لو فرض الكثرة في الواحد لكان ذلك في المثنى اكثر منه كما يقال فلان افقه من الحمار واعلم من الجدار نحو مسلمين وهذا اى الحاق الواو والياء والنون المفتوحة باخر المفرد بلا تغير كائن في الصحيح اما المنقوص اى الاسم المنقوص فتحذف ياؤه حال الجمع لالتقاء الساكنين بعد النقل والاسكان للاستثقال مثل قاضُوْنَ جمع قاضٍ اصله قاضِيُوْنَ فنقلت حركة الياء الى ما قبلها لاستثقال الضمة على الياء ثم حذفت لالتقاء الساكنين وعلى هذا القياس قوله داعُوْنَ جمع داعٍ والمقصور اى الاسم المقصور الذي في اخره الف مقصورة تحذف الفه لالتقاء الساكنين ويبقى ما قبلها اى ما قبل الالف بعد الحذف مفتوحا اليدل الفتح على الالف المحذوفة مثل مُصْطَفَوْنَ جمع مصطفى اصله مُصْطَفَيُوْنَ فقلبت الياء الفا ثم حذفت لالتقاء الساكنين ويبقى ما قبل الالف مفتوحا الدلالة على الالف المحذوفة ويختص اى الجمع الذي الحق باخره واو مضموم ما قبلها او ياء مكسور ما قبلها ونون مفتوحة باولى العلم اعلم ان المفرد الذي اريد جمعه هذا الجمع لا يخلو من ان يكون اسما محضا من غير معنى الوصفية فيه او يكون صفة من صفات غير علم كاسم الفاعل والمفعول فان كان اسما فشرط صحة جمعه هذا الجمع ثلثة اشياء المذكورة والعلمية والعقل لكون هذا الجمع اشرف الجموع لصحة بناء الواحد فيه والمذكر العالم العاقل اشرف من غيره فاعطى الاشرف للاشرف ولو انتفى فيه جميع هذه الثلثة كالعين او الاثنان منها كالمرأة او واحد منها نحو عوج علم للفرس لم يجمع هذا الجمع ولما انتقضت هذه القاعدة بنحو سنة وارضة وثبة وقلة لانها قد جمعت بالواو والنون مع انتفاء الشروط المذكورة لهذا الجمع فيها اجاب عنه بقوله واما قولهم سنون بكسر السين جمع سنة وارضون بفتح الراء وقد جاء باسكانها جمع ارض بسكونها وثبون جمع ثبة لجماعة الناس وقلون جمع قلة وهي عود ان يلعب بهما الصبيان فشاذ من وجهين احدهما انه قد لا يحذف نونها بالاضافة نحو قوله دعاني من نجد فان سنينه * وثانيهما ظاهر فعلى هذا ينبغي ان يؤخر بيان الشذوذ عن بيان حذف النون كما اخره صاحب الكافية وبهذا علم انه لا يتجه ان حق بيان الشذوذ ان يقدم على بيان حذف النون

ع ۲ اخرج نام ربيع
لعلهم ان يصدوني
فاعل والمعنى الاستقبال
منكن الى الصراط ۱۲
كاتب عفي عنه
ع ۲ ارضون وهي
اسم جنس جمعي
لارض واحد من
جنسه فكان
ان يقيد الارض
بقيد الوحدة
فكلهم يقولون كذا
في الصراح ۱۲ كاتب
عفي عنه

لانه تعلق بحذف النون ثم اعلم ان ارتكاب هذا الشذوذ في نحو سنين وارضين بجبر النقصان الواقع في احاده وهو حذف الاخر كالتاء المقدرة في ارض لانها في الاصل ارضة ويدل عليه تصغيرة على اريضة وكالكلام في سنة فانها في التقدير سنوة فحذفت بالتاء واللام وجمعتا بالواو والنون جبرا لما كان له من النقص بحذف التاء واللام واما نحو العالمين فمن باب التغليب حيث غلب العقلاء على غيرهم لانهم اشرف الموجودات فجمع لهم هذا الجمع واما قوله تعالى رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ مأول بجماعة فانه لما صدر فعل العقلاء من الكواكب وهو السجود اجريت مجرى العقلاء فجمع لهم هذا الجمع وان كان صفة فشرط جمع هذا الجمع خمسة اشياء احدها ان يكون مذكرا فلا لما ذكرنا والثاني ان لا يكون بتاء التانيث مثل علامة فانه لا يجمع بالواو والنون لانه لو جمع بذلك اما ان يجمع بالتاء او بغيرها فان جمع بالتاء لزم اجتماع صيغة جمع المذكر وتاء التانيث وهو مستكره وان جمع بغير التاء لفات الغرض وهو المبالغة ولزم اشتباه جمع ما فيه التاء بجمع ما لا تاء فيه كغلام وابواق من الشروط الثلثة ما اشار اليه بقوله ويجب ان لا يكون اي ذلك الاسم الذي لا يكون صفة واريد جمعه هذا الجمع على صيغة افعل الذي مؤنثه على صيغة فعلاء كاحمر حمراء فانه لا يقال احمرون يحصل الفرق بين افعل هذا وبين افعل التفضيل حيث يجيء لافعل التفضيل هذا الجمع كافضلون وانما لم يعكس الامر لان معنى الصفة في افعل التفضيل كامل ولا ينتقض ذلك باجمع جمعاء حيث يجيء جمعه بالواو والنون نحو اجمعون لان جمعه بالواو والنون على غير القياس ولا يكون فعلان الذي مؤنثه فعلى كسكران سكرى فانه لا يقال سكرانون فرقا بين فعلان هذا وبين فعلان فعلانة حيث يجمع جمعه هذا الجمع كندمانون ولا يكون فعيلا كائنا بمعنى مفعول كجريح بمعنى مجروح فانه لا يقال رجال جريحون اذا كان بمعنى المفعول لان المذكر فيه مستوٍ مع المؤنث فانه جمع مذكره بالواو والنون فجمع مؤنثه بالالف والتاء حينئذ يرتفع الاستواء المقصود فيه ولا يكون فعولا كائنا بمعنى فاعل كصبور بمعنى صابر فانه لا يقال رجال صبورون لما قلنا في جريح ويجب حذف نونه اي نون جمع المذكر الصحيح بالاضافة نحو مسلمو مصر فان اصله مسلمون ولما اضيف الى مصر حذف النون فصار مسلمو مصر ومؤنث عطف على قوله مذكر وهو اي جمع المؤنث الصحيح ما اي جمع الحق باخره اي باخر مفرده الف وتاء نحو مسلمات في جمع مسلمة وهندات في جمع هند ويعم هذا الغير اولي العلم وان كان مذكرا نحو الكواكب الطالعات وشرطه اي شروط

لما اي الارض والسنة كاتب عطف على قوله فان كان اسما في الصفحة السابقة سطر سادس خمس كاتب عفى عنه

الاسم الذی جمع بالالف والتاء او شرط ذلك المؤنث فی هذا النوع من الجمع ان كان الاسم
الذی جمع سالما بالالف والتاء او ان كان ذلك المؤنث صفة وله مذكر الواو والحال
ای ولذلك المؤنث او لذلك الاسم مذكر ان يكون مذكره قد جمع بالواو والنون كمسلمات
فان مفرده مسلمة ومذكره وهو مسلمون قد جمع بالواو والنون لان المذكر اصل
والجمع السالم سواء كان بالواو والنون او بالالف والتاء ايضا اصل لسلامة بناء الواحد
فيه والمؤنث فرع وجمع التكسير ايضا فرع لتغيير بناء الواحد فيه فلما جمع الفرع وهو
هو المؤنث بالالف والتاء وجب ان يجمع الاصل وهو المذكر بالواو والنون لا جمع التكسير
لئلا يلزم مزية الفرع على الاصل واما الخضراوات فی قوله عليه السلام ليس فی الخضراوات
صدقة بالالف والتاء مع انه جمع لخضراء وهو صفة مذكره اخضر ولم يجمع بالواو والنون فلغلبة
الاسمية اعنی بالاسماء وخروجه عن الصفات فلم يعتبر فيه هذا الشرط وان لم يكن له ای
ذلك المؤنث فی الصفة مذكر جمع بالواو والنون فشرطه ان لا يكون مؤنثا مجردا عن التاء
اذ لو جمع المؤنث المجرد عن التاء بالالف والتاء لزم الالتباس بالالف والتاء
كالحائض والحامل يقال فی جمع حائضة التی اريد بها الصفة الحادث حائضات فلو
قيل فی جمع حائض التی اريد بها الصفة الثابتة كذلك لزم الالتباس فجمع حائض على
حوائض ولم يفعل الامر بالعكس لان ما فيه التاء صريحا اليق بالجمع بالالف والتاء
مما فيه التاء تقديرا وكذا الحال فی الحامل وان كان ای ذلك المؤنث او الاسم اسما
لا صفة جمع بالالف والتاء بلا شرط كهندات فی جمع هند ثم لما فرغ عن نوعی الجمع الصحيح
شرع فی بيان الجمع المكسر فقال والمكسر ای الجمع المكسر صيغته ای صيغة الجمع المكسر فی
الثلاثی المجرد كثيرة تعرف بالسماع كرجال فی جمع رجل وافراس فی جمع فرس وفلوس فی جمع
فلس وصيغته فی غير الثلاثی المجرد تجیء علی وزن فعالل وفعاليل قياسا ای من القياس
كما عرفت فی التصريف ولا حاجة ههنا الی تقدير العلم لان التصريف صار علما للعلم
التصريف وانما قال فی التصريف ولم يقل فی الصرف مع انه المعروف المشهور
لان فی الصرف مبالغة من الصرف فالاولی ان يدرج فيه بلفظ مبالغة من الصرف اذ علم التصريف
علم سريف وفيه تصرفات كثيرة ولما كان الجمع تقسيمان احدهما باعتبار اللفظ وهو ما مر والثانی
باعتبار المعنی اشار اليه بقوله ثم الجمع ای الجمع مطلقا لا المكسر خاصة ايضا لتقسيمه الی
القسمين فيما سبق علی قسمين وتقييد الجمع بالمكسر ههنا كما ظن بعضهم غير سديد لانه
يرجب دخول جمعی الصحيح فی المكسر حيث ادرجهما فی جمع القلة الذی هو القسم

الاول فیکون قسیم الشئ قسما منہ لان التصحیح قسیم المکسر وذلک لایجوز احدھما جمع القلۃ وھو ما ای جمع یطلق بطریق الحقیقۃ علی العشرۃ وما دونھا ای وعلی دون العشرۃ الی الثلثۃ وابنیتہ ای وابنیۃ جمع القلۃ ستۃ أفعُل کأکلُب فی کلب أفعَال کاجسام فی جسم وأفعلۃ کأمثلۃ فی جمع مثال وفِعْلَۃ کغلمۃ فی جمع غلام وجمعا التصحیح اصلہ جمعانِ ثم سقطت النون باضافتہ الی الصحیح وھو معطوف علی قولہ و فعلۃ بمعنی ان ابنیۃ جمع القلۃ ھذہ الامثلۃ الاربعۃ وکلا نوعی جمع الصحیح المذکر والمؤنث وزاد الفراء فعلۃ کاکلۃ جمع اکل وزاد بعضھم افعلاء کاصدقاء جمع صدیق بدون اللام یعنی ان ھذہ الابنیۃ الاربعۃ وجمعا الصحیح تجمع ای تطلق علی العشرۃ وعلی ما دونھا ای اذا استعملت بدون لام التعریف واما اذا استعملت مع لام التعریف فحکمھا لیس کذلک لان الاصل فی المعرف باللام مطلقا جمعا کان او مفردا ھو الاستغراق والاحتیاج الی ھذا القید انما ھو ثابت فی جمع القلۃ والکثرۃ جمیعا ولذا قال بعض المصنفین فی تعریف جمع القلۃ ھو ما غلب استعمالہ منکرا فی العشرۃ وما دونھا وفی تعریف جمع الکثرۃ ھو ما غلب استعمالہ منکرا فیما فوق العشرۃ والمصرلم یذکر ھذا القید فی جمع الکثرۃ اکتفاء بذکرہ فی جمع القلۃ وثانیھما جمع الکثرۃ وھو ما ای جمع یطلق بطریق الحقیقۃ علی ما فوق العشرۃ ای ما لا نھایۃ لہ وابنیۃ ای ابنیۃ جمع الکثرۃ ما عدا ھذہ الابنیۃ الستۃ المذکورۃ الکائنۃ لجمع القلۃ من الابنیۃ الاربعۃ وجمعی الصحیح اذ الموجود فی الاسماء ابناء جمع القلۃ کأرجُل فی الرِّجل او بناء جمع الکثرۃ کرجال فی الرَّجُل فھو مشترک بینھما وقد تستعار احدھما موضع الاخر مع وجود ذلک الاخر لنکتۃ کقولہ تعالی ثلثۃ قُرُوْٓءٍ مع وجود اقراء ثم اخذ فی تقسیم اخر للاسم باعتبار کونہ متعلقا بالفعل او غیر متعلق بہ وانما اخر ھذا التقسیم من غیرہ من التقاسیم لیکون ذکر الاسماء المتعلقۃ بالفعل متصلا بذکر الفعل ثم الاسماء المتعلقۃ بالفعل اقسام منھا ما ذکرہ فی الکتاب و منھا ما لم یذکرہ فیہ کالظرف والالۃ ولما کان المراد بالاسماء المتعلقۃ بالفعل ھھنا ما کان عاملا منھا لدلالتھا علی معنی الافعال خصھا بالذکر ولم یذکر الظرف والالۃ لانھما لا یعملان فقال **فصل** المصدر قدمہ علی سائر متعلقات الفعل لکونہ اصلا فی الاشتقاق علی رای البصریین او لکونہ مظنۃ للاصالۃ لامکان الاختلاف فیہ بخلاف سائر متعلقات الفعل لاتفاقھم علی فرعیتھا اسم یدل علی الحدث فقط انما درج الاسم لان المصدر فی اصطلاحھم ھو اللفظ الدال علی الحدث

قلۃ

الصل

لا المعنی والحدث ھو المعنی دون اللفظ وانما لم یقید الحدث بجریانہ علی الفعل کما قید بہ غیرہ حیث قال المصدر اسم الحدث الجاری علی الفعل لان التقیید بجریانہ علی الفعل یخرج المصادر التی لا افعال لہا من لفظہا مثل ویحک وویلک عن الحد فالاولی ترکہ لیدخل فیہ تلک المصادر وفیہ بحث لان ترکہ یدخل اسماء المصادر فی نحو الوضوء والغسل لانہما یدلان علی الحدث ایضا فلو قیدہ بجریانہ علی الفعل لخرجا عنہ فلم یکن تعریف المصنف للمصدر مانعا ولا تعریف غیرہ جامعا وقولہ فقط نبہ بہ علی الاحتراز عن المشتقات ویشتق منہ ای من المصدر الافعال کالضرب والنصر مثلا وکذا یشتق من المصدر متعلقات الافعال لانہ اذا کان اصلا للافعال یکون اصلا لمتعلقاتہا ایضا واختار الشیخ ھہنا ما ذہب الیہ البصریون من ان الاصل فی الاشتقاق ھو المصدر واعرض عما ذہب الیہ الکوفیون حیث زعموا ان الفعل اصل فیہ لان مذہبہم غیر ثابت بل ہم تکلفوا فی اثبات مذہبہم بدلائل التی عورض بہا باجوبۃ قویۃ ثم اعلم ان الاشتقاق رد کلمۃ الی اخری لتناسبہما فی اللفظ والمعنی والمشہور فی المناسبۃ المعنویۃ ان یدخل معنی المشتق منہ فی المشتق وابنیتہ ای ابنیۃ المصدر من الثلاثی المجرد ای من الفعل الثلاثی من بناء الثلاثی المجرد غیر مضبوطۃ ای غیر محفوظۃ تعرف بالسماع من العرب ولا یقاس علیہ وھی ترتقی عند سیبویہ الی اثنین وثلثین بناء کما عرفت فی کتب التصریف ومن غیرہ ای وابنیتہ من غیر الثلاثی المجرد وھو الثلاثی المزید فیہ والرباعی المجرد والمزید فیہ قیاس ای قیاسیۃ او مقیسۃ او ذات قیاس ای ساغ ان تثبت من غیر سماع بالقیاس کالافعال من افعل والانفعال من انفعل والاستفعال من استفعل والفعللۃ من فعلل والتفعلل من تفعلل مثلا ای مثلنا ہا مثلا لما ان الابنیۃ من غیر الثلاثی المجرد تجیء الی غیر ذلک مما عرفت فی علم التصریف فالمصدر ان لم یکن مفعولا مطلقا یعمل عمل فعلہ المشتق منہ سواء کان بمعنی الماضی والحال او الاستقبال وذلک لان المصدر انما یعمل لکونہ فی تقدیر ان مع الفعل والفعل المقدر اما ماض واما حال واما مستقبل فاذن یعمل بمعنی کل واحد منہا وانما قید عملہ بقولہ وان لم یکن مفعولا مطلقا لانہ اذا کان مفعولا مطلقا فحکمہ یجیء فی المتمم اشار الی کیفیۃ عمل المصدر بقولہ اعنی یرفع فاعلا ان کان لازما نحو اعجبنی قیام زید فان القیام مصدر لازم یرفع الفاعل وھو زید وینصب مفعولا ایضا ان کان متعدیا نحو اعجبنی ضرب زید عمرا فان الضرب مصدر متعد یرفع الفاعل وھو زید وینصب المفعول

لہ لا یخفی علیک ان ہذا الکلام لا یطابق ما ذکرہ فی ہذا المقام من ذکر الوضوء والغسل والحدث معہ الا علی ما ذکرنا فتامل منہ عفی عنہ

ايضا وهو عمرو ولا يجوز تقديم معمول المصدر عليه اى على المصدر فلا يقال اعجبنى زيدا ضرب عمرا بتقديم الفاعل على المصدر ولا يقال اعجبنى عمرا ضرب زيد بتقديم المفعول على المصدر وذلك لكونه فى تقدير ان مع الفعل وشئ مما فى حيز ان لا يتقدم عليها لان حرف ان موصولة والفعل بعدها صلتها وشئ مما فى حيز الموصول من الصلة ومعمولها لا يتقدم عليها هذا كلام النحاة وخالفهم الرضى فى الظروف وجوز تقديمه عليه لتوسعهم ويجوز اضافته اى المصدر الى الفاعل مع ذكر المفعول منصوبا وتركه وهو اقوى المصادر فى العمل لا المنون كما ظن وصرح به الرضى واذا اضيف المصدر الى معموله الاحرج يجعل تابع ذلك المعمول تابعا للفظه وجاز جعله تابعا لمحله عند الاكثر نحو كرهت ضرب زيد عمرا فان الضرب مصدر اضيف الى الفاعل مع ذكر مفعوله منصوبا ومثال المصدر الذى اضيف الى فاعله مع ترك مفعوله نحو كرهت ضرب زيد والى المفعول اى ويجوز اضافته الى المفعول مع ذكر الفاعل مرفوعا وتركه اذا قامت القرينة على كونه فاعلا والمفعول اعم من ان يكون مفعولا او ظرفا او علة لكن اضافته الى الفاعل اكثر من اضافته الى المفعول لكون افتقار الفعل وشبهه الى الفاعل اكثر ولهذا قال صاحب الكافية وقد يضاف الى المفعول كثيرة قد موضوعة للتقليل نحو كرهت ضرب عمرو زيدا فان الضرب مصدر اضيف الى المفعول وذكر الفاعل مرفوعا ومثال المصدر الذى اضيف الى المفعول وترك الفاعل قوله تعالى لا يسأم الانسان من دعاء الخير وان كان المصدر مفعولا مطلقا فالعمل للفعل الذى قبله اى قبل المصدر وليس العمل للمصدر لان المعمول لا يتعلق بالعامل الضعيف اذا وجد العامل القوى وهذا اذا كان مفعولا مطلقا حقيقة واما اذا كان مفعولا مطلقا مجازا نحو ضربت ضرب الامير اللص فيعمل نص عليه الرضى نحو ضربت ضربا عمرا فعمرا اضرب بضرب بت لا يضربا ثم لما فرغ عن بيان المصدر شرع فى بيان اسم الفاعل فقال

اسم الفاعل

فصل اسم الفاعل اسم مشتق احترز به عن غير مشتق فانه لا يسمى اسم الفاعل من فعل لم يقل من مصدر وان كانت الصفات كلها مستقة من المصدر اشارة الى جريان الاصطلاح بالقول بان اشتقاق الصفات من المصدر بواسطة الفعل ليدل متعلق بقوله مشتق والضمير للاسم على من قام به الفعل احترز به عن اسم المفعول فانه اسم مشتق من فعل يدل على من وقع عليه الفعل بمعنى الحدوث الجارى والمجرد خال اى حال كون ذلك

الاسم کائنا بمعنی الحدوث احترز بہ عن نحو الصفۃ المشبہۃ بالفعل لانہا بمعنی الثبوت لا بمعنی الحدوث نحو حسن وکریم فان معنی حسن وکریم ثبت لہ الحسن والکرم ولیس معناہ حدث لہ الحسن الکرم بعد ان لم یکن واذا اردنا الحدوث قلنا حاسن وکارم الان او غدا وکذا احترز بہ عن اسم التفضیل الذی بمعنی الثبوت نحو احسن واکرم ویجب ان یعتبر قیدا الحیثیۃ فی ہذا الحد فانہا منظورۃ فی جمیع الحدود سیما فی الحدود النحویۃ لیخرج عنہ اسم التفضیل الذی صیغۃ لتفضیل الفاعل بمعنی الحدوث بعد دخولہ فیہ نحو اضرب واقتل مما اشتق من فعل لمن قام بہ بمعنی الحدوث لکن مع زیادۃ فیہ تغایر الحیثیۃ فیکون معنی الحد اسم مشتق من فعل لیدل علی من قام بہ الفعل ای من حیث انہ قام بہ الفعل لا من حیث انہ قام بہ زیادۃ الفعل علی الغیر واما نحو حائض وطالق وطامث مما یدل علی الثبوت معہا اسماء الفاعلین فمعنی الثبوت فیہ انما ہو بعارض الاستعمال لا بالوضع فلا یخرج عن الحد وکذا لا یخرج عنہ نحو خالد ودائم وثابت وراسخ ومستمر لانہ یدل علی حدوث الخلود والدوام والثبوت والرسوخ والاستمرار واما صفات اللہ تعالی نحو الخالق والرازق والعالم والقادر وان دلت علی الاستمرار فیہا لکنہ لیس بصیغی بل واقعی باعتبار الموصوف القدیم المنزہ لتغیر وحدوث وصیغتہ ای صیغۃ اسم الفاعل ویعنی بالصیغۃ الصیغۃ المشہورۃ کثیرۃ الاستعمال ونعول وحذر ونحو ذلک ایضا من صیغ اسماء الفاعلین من الثلاثی المجرد وانما تعرض لبیان الصیغۃ معرا عن وظائف التصریف دون النحو استطرادا او ضمنا وقال بعض الفضلاء بیان الصیغۃ بالتعریف تصویر وتعیین لموضع الاحکام النحویۃ من الثلاثی المجرد الجار والمجرور وصفۃ للصیغۃ ای الصیغۃ الکائنۃ من کذا واقعۃ علی وزن فاعل وبہ یسمی لکثرۃ کضارب وناصر من غیرہ علی صیغۃ المضارع عطف جملۃ علی جملۃ ای وصیغتہ من غیر الثلاثی المجرد یعنی المزید فیہ واقعۃ علی صیغۃ المضارع الکائن من ذلک الفعل بمیم مضمومۃ ای الکائنۃ مع میم مضمومۃ اذ الباء بمعنی مع مکان حرف المضارعۃ وان لم یکن حرف المضارعۃ مضمومۃ کما فی یستخرج وکسرما قبل الاخر ای ومع کسر الحرف التی یکون قبل الحرف الاخر وان لم یکن فیما قبل اخر المضارع کسرا کما فی یتقبل ویتقابل فان ما قبلہ مفتوح کمدخل ومستخرج ذکر المثالین لان احدہما علی صیغۃ المضارع ولا یخالفہا الا بالمیم مکان حرف المضارعۃ والثانی مما یخالفہا بحرکۃ المیم ایضا وینبغی ان یذکر قولا ثالثا وہو ما یخالفہا فی حرکۃ ما قبل الاخر نحو

متفاضل واما نحو اشهب فهو مشتهب واحصن فهو محصن وانفق فهو منفق شاذ وهو ای اسم الفاعل یعمل عمل فعله المعروف ای المعلوم الذی اشتق هو منه لا زما کان او متعدیا مقدما کان او مؤخرا فی الاظهار والاضمار ان کان ای اسم الفاعل بمعنی الحال او الاستقبال وانما اشترط احدهما لیعمل اسم الفاعل لان عمله لمشابهة المضارع فیجب ان لا یخالفه فی الزمان لانه لو خالفه فیه لفاتت قوة المناسبة وهو المشابهة لفظا ومعنی والمراد بالحال والاستقبال اعم من ان یکون تحقیقا او علی سبیل الحکایة لئلا یشکل بمثل قوله تعالی وکلبهم باسط ذراعیه بالوصید فان باسطا ههنا وان کان ماضیا لکن المراد حکایة الحال او معناها ان المتکلم باسم الفاعل العامل بمعنی الماضی کانه موجود فی ذلک الزمان ویقدر ذلک الزمان کانه موجود الان ومعتمد اعلی المبتدأ خبر بعد خبر لکان نحو زید قائم ابوه او ذی الحال عطف علی المبتدأ ای او معتمد اعلی ذی الحال نحو جاءنی زید ضاربا ابوه عمرا او الموصوف عطف علی ذی الحال ای او معتمدا علی الموصوف نحو عندی رجل ضارب ابوه عمرا او الهمزة ومعتمد علی همزة الاستفهام نحو اقائم زید او حرف النفی ای او معتمدا علی حرف النفی نحو ما قائم زید وانما شرط الاعتماد لعمل اسم الفاعل علی احد هذه الاشیاء لانه یتقوی بذلک فی العمل اما فی الصور الثلثة الاول فلانه لیستعمل فی اصل وضعه لانه صفة فی المعنی فلا بد من شیء محکوم به علیه وهو مذکور واما فی الصورتین الاخیرین فلوقوعه موقع ما هو بالفعل اولی وانما اشترط قوة جهة الفعل فیه تنبیها علی کونه فرعا فی العمل ومنحطا عن الاصل ثم اعلم انه لو قال وان لا یکون موصوفا بصفة ولا یکون مصغرا لکان الاولی لخروجه بالوصف والتصغیر عن مشابهة الفعل اما خروجه بالوصف فظاهر واما بالتصغیر فلکونه وصفا بالمعنی ثم اشتراط اعتماد اسم الفاعل لعمله علی ما ذکره انما هو مذهب سیبویه وسائر البصریین واما الاخفش والکوفیون فقد ذهبوا الی جواز اعماله من غیر الاعتماد علیه فکانهم اعتبروا نفس لشبهة لا اعماله فان کان الفاء للتعقیب فی الاخبار ای فان کان اسم الفاعل بمعنی الماضی وجبت الاضافة ای اضافته ای المفعول معنی ای اضافة معنویة لفوات شرط الاضافة اللفظیة وهو اضافة الصفة الی معمولها لان اسم الفاعل حینئذ غیر عامل لانتفاء شرط عمله معه ذکر مفعوله خلافا للکسائی فانه اعمل اسم الفاعل مطلقا ولم یوجب اضافة ونواصیف لا یکون الاضافة عنده معنویة بل یکون لفظیة لانه یقول ان اصله الحال والاستقبال واما الماضی فعارض لا یثبت بدون قرینة والعارض لا یعتبر نحو زید

ضارب عمرو امس فان الضارب ههنا بمعنى الماضى فوجب اضافته الى عمرو هذا اى اعمال اسم
الفاعل بشرط معنى الحال او الاستقبال اذا كان اى اسم الفاعل منكرا امّا اذا كان
معرّفا باللام الموصولة لا بلام التعريف فانه اذا دخل على اسم الفاعل لا تعتنيه عن
شرط من شرائط العمل صرح به الرضى فيستوى فيه جميع الازمنة يعنى الماضى والحال و
الاستقبال لانّ اسم الفاعل يجرى مجرى الفعل مطلقا من حيث انها موصولة واصلها
ان توصل بفعل الّا انه عدل الى الاسم كراهة ادخالها على الفعل وهو ايضا مما يتمسّك به
الكسائى نحو زيد الضارب ابوه عمرا الان او غدا او امس مثال لاسم الفاعل المعرّف باللام
الذى جميع الازمنة فيه مستوية ثم لما فرغ عن بيان اسم الفاعل شرع فى بيان اسم المفعول فقال

فصل اسم المفعول اسم مشتقّ احترز به عمّا لم يكن مشتقا فانه لا يسمى اسم مفعول
من فعل متعدٍّ انما قال من فعل ولم يقل من مصدر مع انّ الصّفات كلّها مشتقة
منه لما مرّ فى حدّ اسم الفاعل وانما قيّد الفعل بكونه متعدّيا احترازا عن فعل لازم
فانّ اسم المفعول لا يشتق منه ليدلّ متعلّق بقوله مشتقّ والضمير فيه راجع الى الاسم و
قوله على من وقع عليه الفعل خرج به الفاعل والصفة المشبهة واسم التفضيل الذى صيغته
لتفضيل الفاعل ويخرج عنه ايضا اسم التفضيل الذى صيغته للمفعول نحو اشهر
واعدّ وارغب بقيد الحيثية اى من حيث انه وقع عليه الفعل بخلاف اشهر واعرف فانه
ليس بهذه الحيثية بل من حيث انه وقع عليه زيادة الفعل على الغير وكذا يندرج فى
هذا التعريف اسماء المفاعيل التى هى من صفات غير العقلاء نحو هذا القرطاس مضروب
تبعا على سبيل التغليب والّا فمن موضوعة للعقلاء لا يدخل فيه ذلك حقيقة
وصيغته اى صيغة اسم المفعول الكائنة من مجرد الثلاثى الاضافة من باب حرد فطفئ
اذ الاصل من الثلاثى المجرد على وزن المفعول غالبا اى واقعة غالبة على وزن مفعول وبه
سمّى ايضا لما مرّ وانما قلنا غالبا لانّ صيغته قد تجيئ على وزن فعيل نحو قتيل وجريح
وهذا مشتق من فعل لمن وقع عليه الفعل لانها بمعنى مقتول ومجروح والصفة المشبهة
مشتقة من فعل لمن قام به الفعل فلا يرد ما يقال انه صفة مشبهة لا اسم مفعول لفظا
اى من حيث اللفظ كمضروب او تقديرا كمقول ومرمى فانّ اصلها مقوول ومرموى على
وزن مفعول والقياس ان يكون صيغته اسم المفعول من الثلاثى المجرد على وزن مفعل
ليصير على وزن الضارع المجهول لكن غيّر وما بزيادة الواو لئلا يلتبس الرباعى وضمّ
ما قبلها للمناسبة وفتح الميم ليتعادل ثقل الواو ودون الرباعى لا يوبنيه بها

فصل فى اسم المفعول

لقلته فيكون على وزن المضارع تقديرا ومن غيره اى صيغته من غير مجرد الثلاثى
كاسم الفاعل اى صيغة اسم الفاعل منه اى من غير مجرد الثلاثى بفتح ما قبل الآخر للفرق بينه
وبين اسم الفاعل ولموافقة المضارع الذى يعمل عمله اعنى المضارع المجهول ثم ذلك اما
لفظا لمدخل ومستخرج او تقديرا كمختار فان اصله مختير بفتح الياء ويعمل اى اسم المفعول
عمل فعله المجهول بالشرائط المذكورة فى اسم الفاعل لعمله من اشتراط كونه بمعنى الحال
او الاستقبال لا اذا كان معرفا باللام واشتراط كونه معتمدا على المبتدأ او ذى الحال او
الموصوف او الهمزة او حرف النفى وعدم كونه موصوفا او مصغرا لما قلنا فى اسم الفاعل
وكذا وجوب الاضافة الى مفعوله معنى ان كان بمعنى الماضى وانما يعمل اسم المفعول بتلك
الشرائط لان عمله لمشابهة الفعل المجهول مع احتياجه الى ما يحتاج اليه اسم الفاعل
فيشاركه فى مشابهة الفعل والاحتياج الى الشرائط فلا يعمل الا بتلك الشرائط ثم اعلم ان
اشتراط معنى الحال والاستقبال بنقل اسم المفعول لم يوجد فى كلام المتقدمين لكن صرح
ابو على الفارسى ومن بعده من المتاخرين باشتراط ذلك كما فى اسم الفاعل نحو زيد
مضروب غلامه الان او غدا او امس لما فرغ عن بيان اسم المفعول شرع فى بيان الصفة
المشبهة فقال **فصل** الصفة المشبهة التى تشبه باسم الفاعل من حيث انها تثنى و
تجمع وتذكر وتؤنث اسم مشتق من فعل لازم احترز بقوله مشتق عما لم يكن مشتقا
فانه لا يسمى صفة مشبهة وبقوله لازم عن اسم الفاعل والمفعول المتعديين وافعل التفضيل
المشتق من المتعدى ليدل متعلق بمشتق والضمير عائد الى اسم على من قام به الفعل بمعنى
الثبوت خرج بالقيد الاول اسماء الزمان والمكان والآلة وبالقيد الثانى اسم الفاعل المشتق
من الفعل اللازم واسم التفضيل المشتق من اللازم كذا هب وافضل ثم الجار والمجرور اعنى
قوله بمعنى الثبوت حال اى حال كون ذلك الاسم كائنا بمعنى الثبوت اى والاعلى صفة ثابتة
لا حادثة فمعنى زيد كريم له الكرم وليس معناه حدث له الكرم بعد ان لم يكن واذا اريد
ذلك قيل كارم الان او غدا ويخرج عن الحد اسم التفضيل الذى صيغته كتفضيل
الفاعل بمعنى الثبوت نحو احسن واشرف بقيد الحيثية ثم المراد من اللازم فى قوله مشتق
من فعل لا ينافيه من ان يكون بالاصالة او بالرد كان الفعل المتعدى قد يجعل لازما و
ينقل الى فعل بالضم فيبنى منه الصفة المشبهة كالرب والسيد والرحيم والعليم ونحو
ذلك وصيغتها اى صيغة الصفة المشبهة تجئ على خلاف صيغة اسم الفاعل والمفعول لان
صيغتها ليست على وزن صيغة اسم الفاعل والمفعول ولان صيغتها اسماعية وتيماسية

نعمل

الفعل المتعدى قد يجعل لازما

انما تعرف بالسماع فهو خبر بعد خبر لقوله وصيغتها يتضمن حكما على الوجه الاول وهو ان
الجزء الاول يثبت ان صيغتها على مخالفة صيغة اسم الفاعل والمفعول والجزء الثاني
يثبت ان صيغتها مقتصرة على السماع ويتضمن وجه الجزء الاول على الوجه الثاني وهو ان
صيغتها على خلاف صيغة اسم الفاعل والمفعول من حيث ان صيغتها سماعية دون
صيغة اسم الفاعل والمفعول كحسن وصعب وظريف وهي اى الصفة المشبهة تعمل
ولا — عمل فعلها وان لم توازن صيغتها الفعل وما كانت للحال ولا استقبال لمشابهتها باسم الفاعل
المشابهة به الفعل مطلقا اى من غير اشتراط الزمان لا يقال اسم الفاعل لا يعمل الا بشرط
كونه بمعنى الحال او الاستقبال والصفة المشبهة انما تعمل مطلقا عن الزمان معانها
فرع اسم الفاعل فحينئذ يلزم مزية الفرع على الاصل لانا نقول اشتراط الزمان فيها
يوجب اخراجها عن كونها صفة مشبهة لانها وضعت للثبوت والزمان مستلزم للحدوث
فمزية اعمالها مطلقا عن الزمان متحملة ضرورة ولما توهم من قوله هذا عدم الاشتراط
لعملها ايضا وهي لا تنفك عن الاعتماد دفعه بقوله بشرط الاعتماد المذكور في اسم
الفاعل لعملها اشترط ذلك لعمله الا ان الاعتماد على الموصول لا يتاتى فيها لان اللام
الداخلة عليها ليست بموصولة اتفاقا بخلاف اسم الفاعل واعلم انه يزيد عمل الصفة
المشبهة على فعلها فانها تنصب معمولها لشبهه بالمفعول دون فعلها ومسائلها
اى مسائل الصفة واقسامها ويسمى كل قسم منها مسئلة لانه يسئل عن حكمه ويبحث
عنه ثمانية عشر قسما وانما كانت كذلك لان الصفة اى الصفة المشبهة اما باللام اى
متلبسة باللام اى لام التعريف نحو الحسن او مجردة عنها اى عن اللام نحو حسن
ومعمول كل منهما اى من القسمين المذكورين للصفة المشبهة اما باللام نحو
الوجه او مضاف نحو وجهه او مجرد عنهما اى عن اللام والاضافة نحو وجه
فهذه الاسماء ستة اقسام بضرب الاثنين في الثلثة ومعمول كل
فذلك — منها اى الستة المذكورة اما مرفوع او منصوب او مجرور فذلك
الثلث — اى ما ذكر من الاقسام ثمانية عشر بضرب الثلثة من اقسام المعمول من حيث
الاعراب في الثلثة الحاصلة بضرب قسمي الصفة في اقسام المعمول الثلثة
ثم قوله فذلك ثمانية عشر جملة مستانفة كان سائلا يسال كم كانت
الاقسام فقال فذلك ثمانية عشر قسما وتفصيلها اى تفصيل مسائل الصفة المشبهة
الثمانية عشر نحو جاءني زيد الحسن وجهه الصفة باللام والمعمول بالاضافة

مرفوعًا ومنصوبا ومجرورا ثلثة اى وهذه ثلثة وكذلك اى ومثل المثال المذكور فى الاوجه الثلثة من الاعراب فى المعمول نحو جاءنى زيد الحسن الوجه الصفة والمعمول كلاهما باللام والمعمول مرفوع ومنصوب ومجرور وكذلك الحسن وجهه الصفة باللام والمعمول مجرد عن اللام والاضافة مرفوعًا ومنصوبًا ومجرورًا او حسن وجهه الصفة مجردة عن اللام والمعمول بالرفع على الفاعلية او بالنصب على التشبيه بالمفعول او بالجر على الاضافة كذلك وحسن الوجه الصفة مجرده عن اللام والمعمول باللام مرفوعًا ومنصوبا ومجرورا وحسن وجه بوجوه ثلثة من الاعراب وهى اى مسائل الصفة المشبهة من حيث الاحسنية والحسن والقبح والاختلاف والامتناع خمسة اقسام قسم منها ممتنع نحو الحسن وجهه الصفة تكون باللام والمعمول مجرور مضاف والحسن وجه تكون الصفة باللام والمعمول مجرور مجرد عن اللام والاضافة وانما كان هذا القسم ممتنعًا لان الاضافة غير مفيدة ههنا للتخفيف مع ان الثانى يتضمن اضافة المعرفة الى النكرة وهو خلاف وضع الاضافة وان كانت لفظية لكنها جارية مجرى المعنوية فكما لا يجوز اضافة المعرفة الى النكرة فيها كذلك لا يجوز فى اللفظية وقسم منها مختلف فيه مثل حسن وجهه تكون الصفة مجردة عن اللام والمعمول مجرور مضاف فقال بعضهم انه غير جائز لان هذه الاضافة تستلزم اضافة الشئ الى نفسه وقال بعضهم انه جائز ومنعوا استلزام اضافة الشئ الى نفسه يكون الحسن اعم من الوجه وهو الصحيح وعليه الاكثر والبواقى من اثنا عشر بعد اسقاط مسئلتين منها واثلث على حسب الاختلاف ثلثة اقسام قسم منها احسن ان كان فيها اى فى الصفة المشبهة ضمير واحد لحصول المقصود وهو الربط بالموصوف لفظا مع قلة الاعتبار وخير الكلام ما قل ودل وقسم منها حسن ان كان فيه ضميران لحصول المقصود واما عدم احسنيته فلوجود الزائد عليها وقسم منها قبيح ان لم يكن فيه ضمير لعدم حصول المقصود وهو الربط بالموصوف لفظًا ولما لم يكن وجود الضمير ظاهرا فى الصفة تظهوره فى المعمول مست الحاجة الى ضابطة كلية فيظهر بها وجود الضمير وعدمه فيها فاشار اليها بقوله والضابطة اى القاعدة فى الصفة المشبهة انك متى رفعت بها اى بالصفة معمولها فلا ضمير فى الصفة المشبهة ولا يلزم تعدد الفاعل وهو ممتنع فعامل واحد وهو نصبت او جررت بها معمولها ففيها اى فى الصفة ضمير الموصوف لاحتياج الصفة الى الفاعل نحو زيد حسن وجهه

اسم التفضیل

ثم لما فرغ عن بیان الصفۃ المشبہۃ شرع فی بیان اسم التفضیل فقال

فصل اسم التفضیل اسم مشتق من فعل فیہ احتراز عما لم یکن مشتقا فانہ لا یسمی تفضیلا لیدل علی الموصوف بزیادۃ علی غیرہ ای علی غیر ذلک الموصوف فانما قال لیدل علی الموصوف ولم یقل علی من قام بہ او علی من وقع علیہ لیتناول نوعی اسم التفضیل اعنی ما کان صیغتہ لتفضیل الفاعل وما کان صیغتہ لتفضیل المفعول نحو اَضْرَبُ وَاَشْہَرُ فان الاول لتفضیل الفاعل والثانی لتفضیل المفعول ثم احترز بہ عن اسماء الزمان والمکان والآلۃ لانہا لا تدل علی الموصوف وبقولہ بزیادۃ علی غیرہ عن اسمی الفاعل والمفعول والصفۃ المشبہۃ لانہا لیست بموصوفۃ بزیادۃ علی غیرہا ومعنی الزیادۃ علی الغیر الزیادۃ علیہ فی ذلک الفعل الذی ہو مشتق منہ فلا یرد نحو زائد وکامل حیث لم یقصد فیہ الزیادۃ علی الغیر فی الفعل الذی ہو مشتق منہ اذ لم یرد الزیادۃ والکمال علی الزیادۃ والکمال بل فی امر آخر وامّا نحو ضَرّاب وضَرُوب من اسماء الفاعلین الموضوعۃ للمبالغۃ وان دلّت علی الزیادۃ فلا یدخل فی الحدّ لانہ لم یقصد فیہا الزیادۃ علی الغیر ثم قولہ بزیادۃ امّا صلۃ الموصوف ای لیدل علی ما وضعت بزیادۃ علی غیرہ فی ذلک الفعل او بمعنی مع وحینئذ صلۃ للموصوف محذوف ای علی اسم موصوف بذلک الفعل مع زیادۃ علی غیرہ فیہ وامّا ما جاء مما لا فعل لہ کاحتُکَ الشّاتَیْنِ او البَعِیْرَیْنِ ای اکلہما من الحنک وابل من حُنَیْفِ الحنّاتِم ای الاعلم باحوال الابل فشاذ وآبَلُ اسم التفضیل واحُنَیْفُ علی صیغۃ التصغیر اسم رجل حَسَنِ الدرایۃ فی رعی الابل وتربیتہا یقال لمن یکون فی غایۃ الحُسن ونہایۃ الاحتیاط فی رعی الابل ابلُ من حُنَیْفِ الحنّاتِم وصیغتہ ای صیغۃ اسم التفضیل واقعۃ علی وزن اَفْعَلُ للمذکر وعلی وزن فُعْلیٰ للمؤنث ویدخل فیہ خیر وشرّ لان اصلہما اَخْیَرُ واَشَرُّ ولا یبنی ای اسم التفضیل الا من الثلاثی المجرد فلا یبنی من الرباعی نحو دَحْرَجَ ولا من زید الثلاثی نحو اَخْرَجَ وذلک لاستحالۃ بناء اَفْعَلَ منہا لانہ لو نقص لاختلّ لفظا ومعنی امّا لفظا فظاہر وامّا معنی فلانہ لو قیل اَخْرَجُ من اِسْتَخْرَجَ لم یفہم انہ کثیر الخروج او کثیر الاستخراج ولو لم یُنقص لاطّرد علی بناء اَفْعَلَ وامّا ما جاء من فعل غیر الثلاثی المجرّد کاَعْطَاہُمْ للدّنانیر والدّراہم واَوْلَاہُمْ للمعروف ای اعطاء واولاء من زید ای اشدّ اکراما منہ وہذا اَمْکَنُ اَقْفَرُ مِنْ غَیْرِہٖ ای اشدّ اقفارا من القفر وہو الموضع الذی لا ماء فیہ ولا کلاء وہذا الکلام اَحْصَرُ ای اشدّ احصارا واَفْلَسُ مِنِ ابْنِ المُزَاقِ ای اشدّ افلاسا وہو اسم رجل لم یجد مدّۃ عمرہ

قوت يوم وليلة وكان ابوه واحدا معروفين بالافلاس فشاذ لا يقاس عليه وعن
سيبويه انه يجوز بناؤه مما فيه على فعل مطلقا اذ ليس فيه الا حذف احدى
الهمزتين وهو جائز كما في متكلم من اكرم وعن المبرد والاخفش جواز بناءها الا
من ثلاثي من نحو اعمى واعور الذي ليس بلون ولا عيب الجملة صفة اخرى لثلاثي واحترز
بقوله ليس بلون عن مثل احمر واسمر وبقوله ولا عيب عن نحو اعمى واعور كان من اللون والعيب
يبنى افعل الصفة فلو بنى منهما افعل التفضيل لالتبس احدهما بالاخر الا ترى انك اذا
قلت هو احمر لم يدر ان المراد منه ذو حمرة او زائد في الحمرة لا يقال يمكن ان يرفع هذا
الالتباس لان افعل التفضيل يجب ان يكون مستعملا مع اللام او الاضافة ومن و
افعل الصفة لا يكون مستعملا باحد هذه الثلاثة فلا التباس لانا نقول قد يحذف من
افعل التفضيل وايضا يقال زيد ان لاحول كما يقال زيد ان لافضل فحينئذ يحصل
الالتباس ثم المراد بالعيب هو العيب الظاهر فلا يرد نحو اجهل وابله فان الجهل والبلادة من
العيوب الباطنة ولا يلزم من ذلك وجوب ان يبنى افعل التفضيل من كل عيب باطن
بل يجوز ذلك فلا يشكل بمثل الحمق فانه من العيب الباطن مع انه يبنى منه احمق للتفضيل
وكان ينبغي ان يقول ليس بلون ولا عيب ولا بلجة لانه لا يبنى من البلج بمعنى كون الحاجبين
غير متصلين ابلج للتفضيل بل للصفة قال الكوفيون يجئ من البياض والسواد
الذين هما اصل اللون وقال غيرهم ما جاء منهما فشاذ ومنه قوله صلى الله تعالى عليه و
آله وسلم في حق الكوثر ماؤه ابيض من اللبن نحو زيد افضل الناس فان الافضل
مبني من الثلاثي المجرد الذي ليس بلون ولا عيب ظاهر وهو الفضل فان كان الفعل
الذي قصد تفضيل اصله لاحد على غيره زائد على الثلاثي المجرد الذي ليس بلون
ولا عيب بان كان رباعيا مجردا او مزيدا فيه او ثلاثيا مزيدا فيه او كان ذلك الفعل الثلاثي المجرد
لونا او عيبا يجب ان يبنى افعل من الثلاثي ليدل على مبالغة او شدة او كثرة ثم
يذكر بعده اي بعد افعل مصدر ذلك الفعل الذي قصد منه معنى التفضيل حال كونه
منصوبا على التمييز بانه مقصر على وجه ممكن كما تقول هو اشد استخراجا مثال لغير الثلاثي
المجرد واقوى حمرة مثال اللون وابلغ عوجا مثال للعيب وقياسه اي قياس اسم التفضيل
ان يكون للفاعل اي لتفضيله لا لتفضيل المفعول كما مر من الامثلة وذلك
لان التفضيل لمن له تاثير في الفعل بالزيادة والنقصان وهو الفاعل ولانه لو بني لكل
منهما لزم الالتباس ولو رجح المفعول لبقي اكثر الافعال بلا تفضيل لانه في اكثر الامور

للثلاثي

عرجا

للفعل اللازم واعلم ان اسم التفضيل كما يجئ لتفضيل الفاعل قياسا كذلك يجئ قياسا لتفضيل الصفة المشبهة نحو اكرم واحسن فكان الاولى على المصنف رح ان يقول وقياسه ان يكون للفاعل والصفة المشبهة الا ان يقال كلامه محمول على حذف المعطوف اى قياسه ان يكون للفاعل والصفة المشبهة وقد جاء اى اسم التفضيل على غير القياس للمفعول أى لتفضيله قليلا اى زمانا قليلا او عجيبا قليلا نحو اعذر اى اكثر معذورية واشغل اى اكثر مشغولية واشهر اى اكثر مشهورية واستعمالا اى استعمال اسم التفضيل فى كلام العرب واقع على ثلثة اوجه الجار والمجرور خبر لقوله واستعمالا

اما مضاف خبر مبتدأ محذوف اى هو يعنى اسم التفضيل اما مضاف نحو زيد افضل القوم او معرف باللام اى بلام العهدية لان هذا اللام ليست الا للعهد ليكون باعتبار العهد مشتملا على ذكر المفضل عليه فيكون معنى قوله نحو زيد الافضل اى زيد الذى عهد كونه افضل من عمرو مثلا او مستعمل بمن نحو زيد افضل من عمرو ومن هو الاصل من تلك الاستعمالات ثم الاضافة ثم اللام وكلمة او ههنا لمنع الخلو والجمع فلا يخلو اسم التفضيل من احد هذه الوجوه الثلاثة ولا يجتمع اثنان منها فيه فلا يجوز زيد افضل مستعملا بدون واحد منها ولا زيد الافضل من عمرو مستعملا مع اثنين منها ويستثنى عن القاعدة المذكورة صورتان احدهما اذا علم المفضل عليه فيقدر من حينئذ بناء على القرينة نحو الله اكبر اى اكبر من كل كبير ونحو زيد كريم وعمرو اكرم منه اى من زيد والثانية ما اذا جرد اسم التفضيل عن معنى التفضيل بالعدل او استغناء عن استعماله باحد ثلثة اوجه حينئذ لان الاستعمال باحدها لبيان التفضيل فاذا زال عنه معنى التفضيل استغنى عن هذا الاستعمال كما فى اخر وجمع فانه خرج عن معنى التفضيل وصار بمعنى غير والدنيا والحبلى لصيرورتهما اسمين ولا محاء معنى التفضيل عنهما وانما وجب استعمال اسم التفضيل على احد هذه الاوجه الثلاثة ليدل على المقصود من اسم التفضيل وهو اثبات الزيادة الموصوف على المفضل عليه فى المعنى المشتق هو منه وهذا المقصود لا يحصل الا باحد هذه الامور الثلاثة لانها تدل على المفضل عليه وهذا فى الاضافة ومن ظاهر وكذا فى اللام لما ذكرنا من انها للعهد فيكون المفضل عليه معهودا منويا ويجوز استعمال اسم التفضيل عاريا عن الوجوه الثلاثة بجعله بمعنى اسم الفاعل قياسا عند المبرد وسماعا عند غيره وهو الاصح ومنه قوله تعالى وَهُوَ

اَهْوَنُ عَلَيْهِ اذ ليس شئ اهون عليه تعالى من شئ ويجوز فى الاول اى فى اسم التفضيل المضاف المقصود به الزيادة على ما اضيف اليه الافراد اى افراد اسم التفضيل وكذا التذكير مع وجود تانيث الموصوف اى يجوز فيه الافراد والتذكير والتانيث لكونه موافقا لاَفْعَلُ مِنْ فى كون المفضّل عليه مذكورا مع كل واحد منهما ومطابقة اسم التفضيل للموصوف فى الافراد والتثنية والجمع والتذكير والتانيث لكونه مخالفا لاَفْعَلُ مِنْ حيث وجود الاضافة هنا وعدمها فى اَفْعَلُ مِنْ وانما قيّدنا المضاف بقولنا المقصود به الزيادة على ما اضيف اليه لان الزيادة مقصودة على كل ما سواه مطلقا لا على المضاف اليه وحده كقولنا محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم هو افضل قريش اى افضل الناس من بين قريش ولم يقصد التفضيل على قريش فقط وان كان النبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم واحدا منهم فح لا يجوز فيه الوجهان بل حكمه حكم المعرّف باللام نحو زيد افضل القوم والزيدان افضل القوم وافضلا القوم والزيدون افضل القوم وافضلوا القوم وفى الثانى اى فى اسم التفضيل المعرف باللام يجب المطابقة اسم التفضيل الموصوف افرادا وتثنية وجمعا وتذكيرا وتانيثا لوجوب مطابقة الصفة موصوفها مع عدم وجود المانع وهو الامتزاج بمن التفضيلية لفظا او معنى لعدم ذكر المفضل عليه بعدها بخلاف المضاف لامتزاجه بمن التفضيلية معنى من حيث ذكر المفضّل عليه بعدها وبخلاف المستعمل بمن لامتزاجه بها لفظا نحو جاءنى زيد الافضل والزيدان الافضلان والزيدون الافضلون وفى الثالث اى فى اسم التفضيل المستعمل بمن يجب كونه اى كون اسم التفضيل مفردا اوان كان الموصوف مثنّى او مجموعا مذكرا وان كان الموصوف مونثا ابدا اى فى احوال الموصوف كلها كما اشرنا اليه وانما وجب كونه مفردا مذكرا لان الاعمّ من التفضيلية بمنزلة الجزء من اسم التفضيل لكونها هى لفارقة بين افعل التفضيل وافعل الصفة فكانها من تمام الكلمة فصار اسم التفضيل باعتبار امتزاجها به فى حكم وسط الكلمة ولحوق علامة التثنية والجمع والتانيث مختص باخر الكلمة دون وسطها فلو لحقه علامة التثنية والجمع والتانيث لزم لحوقها فيما هو فى وسط الكلمة وهو مستكره ولان افعل التفضيل مشابه لافعل التعجب فى الوزن فى انه لم يبن لاوّل امر ابنى منه فلا يعتر لفظه ايضا مثل نحو زيد والزيدان وهند وهندان والزيدون والهندات افضل من عمرو على الاوجه الثلثة المذكورة التى يجب استعمال اسم التفضيل باحدها يضمر فيه اى فى اسم التفضيل الفاعل وهو اى اسم التفضيل يعمل فى ذلك المضمر الذى هو فاعل ولا يعمل اى اسم التفضيل فى الاسم المظهر اصلا اى فاعلا كان ذلك الاسم

له على طريق الاستئناف

اى مطابقة

ح ۲ وان لا يكون الفعل منفيا على ما سيجئ

المظهر او مضمرا كما لا يعمل في المفعول المضمر فالحاصل ان اسم التفضيل لا يعمل في المفعول مظهرا كان او مضمرا اذا لم يكن بواسطة حرف الجر ويعمل في الفاعل المضمر بلا شرط لان العمل في المضمر ضعيف لا يظهر اثره في اللفظ فلا يحتاج الى قوة العامل وفي الفاعل المظهر بشرط اشار اليه في المتن لان العمل في المظهر قوي فاحتيج الى الشرط وينبغي ان يراد بالمظهر في قوله ولا يعمل في مظهر معناه اللغوي وهو الملفوظ اي لا يعمل فيما لفظ اصلا اي مظهرا كان او مضمرا بازاء ما لا يعمل اسم التفضيل في مظهر غير ما استثنى في المتن لان الصفات انما تعمل بمشابهة الفعل كاسمي الفاعل والمفعول او بمشابهة ما يشابه الفعل كالصفة المشبهة على ما مر واسم التفضيل يخالف الفعل من حيث الزيادة فيه والفعل عار عنها وكذا يخالف اسم الفاعل لانه لا يثنى ولا يجمع فيما هو اصل استعمالا ناداي أَفْعَلُ مِنْ فلا يعمل في مظهر اصلا لا في الفاعل المظهر ولا في المفعول به بلا واسطة حرف الجر مطلقا مظهرا كان او مضمرا لانهما معمولان قويان الا في صورة الاستثناء فحينئذ يعمل في الفاعل المظهر لانه ح يصير بمعنى الفعل كما ستعرفه الا انه يشبه الفعل من حيث انه يدل على الحدث وكذا يشبه فعل التعجب في الزنة واختصاص صيغته في الثلاثي المجرد مما ليس بلون ولا عيب فلاجل هذا التشبيه الضعيف يعمل في المعمولات الضعيفة وهي فاعل المضمر المستكن والظرف والحال والتمييز والمفعول به بواسطة حرف الجر لان مثل هذا الفاعل لا يظهر فيه اثره والظروف مما يكفيه رائحة من الفعل والحال والمفعول به بواسطة ملحقان بالظروف فتكون معمولات ضعيفة فلا يحتاج الى قوة عمل العامل وانما يعمل في المفعول معه والمفعول له لان العامل الضعيف يقوى على العمل بواسطة حرف الجر لفظا كما في المفعول معه او تقديرا كما في المفعول له وقيل انما لا يعمل في الفاعل المظهر لانه في الاسم نظير أَفْعِلْ التعجب في الفعل من حيث ان كلا منهما لا يبنى الا من الثلاثي المجرد مما ليس بلون ولا عيب فاصل التعجب لا يعمل في الفاعل المظهر لقصور الفعلية فيه من حيث الجمود وعدم التصرف فكذا هذا الا في مثل قولهم ما رأيت رجلا احسن في عينه الكحل منه في عين زيد استثناء من قوله ولا يعمل في مظهر اي اسم التفضيل لا يعمل في مظهر الا اذا كان في اللفظ جاريا على شئ بان يكون صفة له لا تميز عنه وحالا وهو في المعنى لصاحب ذلك الشئ اي لمتعلقه مفضلا باعتبار ذلك الشئ ومفضلا عليه اي على نفسه باعتبار غير ذلك الشئ حال كون ذلك التفضيل ضمنيا فاحسن في المثال

المذکور وجری فی اللفظ علی الشیٔ وھو رجل حیث وقع صفۃ لہ وھو فی المعنی صفۃ لمسببہ ای لمتعلقہ وھو الکحل وھذا المتعلق مفضل ومفضل علیہ ای الکحل احسن من الکحل لکن باعتبارین امّا کونہ مفضلا فباعتبار تعلقہ بما جری علیہ اسم التفضیل وھو رجلا حیث نفی کونہ مفضلا باعتبار عین رجل مّا واما کونہ مفضلا علیہ فباعتبار غیر ما جری علیہ وھو کونہ فی عین زید حیث نفی کون الکحل مفضلا علیہ فی عینہ فالمقصود من ھذا الکلام مدح الکحل فی عین زید بنفی تفضیلہ فی عین رجل مّا علیہ وھو قولہ علیہ السلام من ایام احب الی اللہ فیھا الصوم منہ فی عشر ذی الحجۃ ثم کلمۃ ما فی المثال نافیۃ وقولہ رجلا مفعول ما رأیت وقولہ احسن صفۃ قولہ رجلا وھو عامل فی انھا علی المظھر وھو الکحل کما فسرہ بقولہ فان الکحل فاعل لاحسن لانہ صار بمعنی حسن وھو الفعل الذی احسن من مصدرہ فیعمل ح فی المظھر مثل الفعل وھھنا ای فی مسئلۃ الاستشھاد بحث البحث فی الاصل ھو عبارۃ عن الجدل وھو تعارض المتنازعین فی الکلام لظھور الحق او تغلب الظن والمقصود منہ فی مثل ھذا المقام ما یتضمن شیئا من الکلام کما یقال ھذا بحث الفاعل وھذا بحث المفعول الی غیر ذلک ولا شک فی انہ مشتمل علی التعارض ثم البحث المتروک ھھنا للکلام الکثیر من الاحکام ھھنا ما بیّن فی بعض کتب النحو سیّما فی الکافیۃ وھو انہ یجوز فی ھذہ المسئلۃ ان یقال بعبارۃ اخری اخصر من الاولی مع کون معناھما واحدا وھی ما رأیتُ رجلا احسن فی عینہ الکحل من عین زید فاختصارہ بحذف المضاف من مجرور من وھو العین اذ التقدیر من کحل عین زید لان المقصود من ھذا الکلام تفضیل الکحل علی الکحل لا تفضیل الکحل علی العین وایضا یجوز ان یقال فیھا عبارۃ ثالثۃ وھی ما رأیت کعین زید احسن فیھا الکحل بتقدیم ذکر العین علی اسم التفضیل من غیر ذکر من معھا ثم لما فرغ عن القسم الاول فی الاسم وذکر احکامہ قسیمہ من المعرب والمبنی فی بابین وخاتمۃ شرع فی القسم الثانی فی الفعل فقال

القسم الثانی فی الفعل

ای الکائن فی بیان الفعل وقد سبق تعریفہ ای تعریف الفعل وکذا بعض علاماتہ فی المقدمۃ فلا حاجۃ الی ذکرہ ما سبق ھھنا واقسامہ ای اقسام الفعل ثلثۃ ماض ومضارع وامر وانما انحصر الفعل فی ھذہ الاقسام الثلثۃ لان الفعل لا یخلو من ان یکون اخباریا او انشائیا فان کان الاول فلا یخلو اما ان یتعاقب علی اوّلہ احد الزوائد الاربعۃ او لا فان لم یتعاقب علی اوّلہ فھو الماضی وان تعاقب فھو المضارع وان کان انشائیا فھو الامر الاوّل ای القسم

القسم الثانی فی الفعل

الاول من تلك الاقسام الثلثة الماضى قدّمه على المضارع لانّه اصل ولتقدم زمانه
وهو اى الماضى فعل صرّح بفعل لئلا ينتقض بمثل امس وقوله دلّ على زمان
يشمل جميع الافعال وما وصفه بقوله قبل زمان الخبر به خرج ما عدا الجحود فقوله قبل
ظرف مستقر وقع صفة لزمان اى دل على زمان حاصل فى زمان سبق زمان الخبر به
اى الاخبار بالفعل ولا يضرّ لزوم وقوع الزمان فى الزمان لمكان العموم والخصوص
الكلية والبعضية كما يقال وقت الظهر يوم الجمعة ثم اعلم ان المراد بالدلالة
انما هو حسب اوضع لئلا ينتقض الحدّ طردًا بمثل لم يضرب لانّ دلالته على الماضى حصل
العروض لكونه عكسًا بمثل ان ضربت ضربت لانّ دلالته على الاستقبال حصل بواسطة
حروف الشرط لا بالوضع ثم اشار الى بيان بعض خواصّ الماضى بعد بيان تعريفه بقوله وهو
اى الماضى مبنى على الفتح لفظًا او تقديرًا وانما قال هو مبنى لان الاصل فى الافعال البناء
لعدم ما يوجب الاعراب ولا مقتضى للعدول عنه وهو المشابهة التامة فى الماضى وعلى
الحركة مع ان الاصل فى البناء السكون لمشابهته بالاسم فى وقوعه صفة للنكرة
نحو مررت برجلٍ ضَرَبَ مكان ضَارِبٍ وعلى الفتح لانها اخف الحركات اولانّه اخو السكون
وانما لم يعرب بهذه المشابهة لانّ اسم الفاعل لم يأخذ منه العمل بخلاف
المضارع فانّ اسم الفاعل اخذ منه العمل فاعطى الاعراب له عوضًا عن العمل
او لكثرة مشابهته اسم الفاعل وبنى الماضى على الحركة لقلّة مشابهته به ان لم
يكن معه اى مع الماضى ضمير مرفوع متحرك بخلاف ما اذا كان معه ضمير منصوب متحرك
نحو ضَرَبَهُ وضَرَبَكِ فانه لم يتغيّر بناؤه عما كان عليه وبخلاف ما اذا كان معه
ضمير مرفوع ساكن غير الواو نحو ضَرَبَا فانه بقى بناؤه ايضًا على ما كان عليه ولا يكون معه
واو لضَرَبَ مثال للماضى المبنى على الفتح لفظًا ومثال الماضى المبنى على الفتح تقديرًا كرمى
ومع الضمير المرفوع المتحرك مبنى على السكون كضَرَبْتُ تحرزًا عن توالى اربع حركات فيما
هو كالكلمة الواحدة لكون الفاعل كالجزء على الضم اى وهو مبنى على الضمّ مع الواو لفظًا
كضَرَبُوا او تقديرًا كرَمُوا لارادة موافقة الواو مع الضم اذ الخروج من الضمة الى الواو اخفّ
من اختها اليها ولما فرغ عن القسم الاوّل للفعل وهو الماضى شرع فى القسم
الثانى له وهو المضارع فقال والثانى اى القسم الثانى من تلك الاقسام الثلثة
المضارع قدّمه على الامر لانه ماخوذ من المضارع والماخوذ متاخر عن الماخوذ منه وهو اى المضارع
فعل يشبه الاسم باحد حروف اَتَيْنَ فى قوله اى بسبب زيادة احد الحروف الاربعة التى مجموعها اَتَيْنَ

فی اول الکلام لقصد المضارع فیخرج عن الحد نحو یزید ویشکر علما ونقول انہ مضارع فی اصل الوضع ثم نقل عنہ الی الاسمیۃ فحصل علما ویضرہ غلبۃ الاسمیۃ فیخرج فی الحد لان المراد من قولنا ان یکون احد الحروف الاربعۃ التی یجمعہا لفظ اتین فی اولہ باعتبار الوضع ویخرج عنہ نحو اکرم وتقبل وتباعد بالجواب الاول عن نحو یزید ویشکر ونحو نصر بزیادۃ احدہا لان فونہا اصلیۃ وانما اثرا تین علی نایت لان ترکیبہ یناسب المقام لفظا ومعنی واما لفظا فظاہر لتضمن الحروف الاربعۃ واما معنی فلصلاحیۃ صفۃ الحروف المذکورۃ لانہا اتیۃ فی اول المضارع فہذا ترکیب لیس باجنبی من المقام من کل وجہ بخلاف نایت اذ لا اخفاء فی بعدہ عن ہذا المقام معنی لانہ مشتق من التأی بمعنی البعد ولا یخفی ان ذکر البعد بعید عن ہذا المقام جدا ثم لما کان المضارع یشبہ الاسم باحد حروف اتین فی اولہ من جہتین اللفظ والمعنوی اشار الی بیانہما بقولہ لفظا نصب علی التمییز ای من حیث اللفظ فی تفاوت الحرکات والسکنات متعلق بقولہ یشبہ واللام فی الجمعین للجنس ای فی الحرکۃ والسکون الواقعین فیہما المشترکین بینہما نحو یضرب ویستخرج لضارب ومستخرج انما اورد مثالین لان فی اول ثلث حرکات وسکونا واحدا وفی الثانی اربع حرکات وسکونین وفی دخول لام التاکید فی اولہما ای فی اول الاسم والمضارع تقول ان زیدا لیقوم فی المضارع کما تقول ان زیدا لقائم فی الاسم وفی تساویہما فی عدد الحروف ومعنی عطف علی قولہ لفظا ای المضارع یشبہ الاسم من حیث المعنی ایضا فی انہ ای المضارع مشترک بین الحال والاستقبال فانہ ایضا مشترک بین الحال والاستقبال وفی وقوعہ صفۃ للنکرۃ کاسم الفاعل نحو مررت برجل یضرب کمکان ضارب وفی العموم والخصوص باسم الجنس فانہ یختص بالسین وسوف کما یختص اسم الجنس بلام العہد وفی الاصل الاشتراک بلفظ العین ولذلک ای لاجل المشابہۃ المذکورۃ سموہ ای النحاۃ المضارع مضارعا لانہ مشتق من المضارعۃ وہی المشابہۃ وسموہ مستقبلا ایضا لوجود معنی الاستقبال فی معناہ وحالا ایضا وان قل فیہ الاستعمال والسین وسوف اذا دخلتہما علی المضارع تخصصہ ای کل واحد منہما المضارع بالاستقبال والفرق ما مر نحو سیضرب وسوف یضرب واللام المفتوحۃ تخصصہ بالحال نحو لیضرب ولقائل ان یقول لو کان اللام مخصصا للفعل المضارع بالحال لوقع مع سوف لمکان المنافاۃ بینہما والتالی باطل لقولہ تعالی ولسوف یعطیک ربک ولسوف اخرج حیا فالمقدم مثلہ ویمکن ان یجاب عنہ بان اللام تفید التاکید دون الحال وفی الایتین قد جرد بمعنی

لا یضرہ

لتضمنہ

ای ترکیب الیاء

التوکید وحروف المضارعۃ ای التی یصیر الماضی بزیادتھا فی اوّلہ مضارعا مضمومۃ فی
الرباعی ای فیما ھو علی اربعۃ احرف اصلیۃ کانت اوزائدۃ کیدحرج و یُخرِجُ لانّ اصلہ
یأخرِجُ ثم حذفت الھمزۃ لاجتماع الھمزتین اوثلث ھمزات عند ھمزۃ الاستفھام فی
صیغۃ المتکلم الواحد و امّا حذف الھمزۃ فیما سواہ فلاطّراد الباب ومفتوحۃ فیما عداہ
ای فیما عدا الرباعی سواء کان ثلاثیّا او خماسیّا او سداسیّا کیضرب ویستخرج وانما فتحوا
حرف المضارعۃ فی غیر الرباعی مطلقا لخفۃ الفتحۃ وضمّوھا فی الرباعی لان الرباعی فرع
الثلاثی والضم فرع الفتحۃ لانّ الضم ثقیل والفتح خفیف والثقیل فرع الخفیف فناسب الضم
لہ وانما قلنا انّ الرباعی فرع الثلاثی لوجھین احدھما انّ الثلاثی قبل الرباعی و ثانیھما انّ
وجود الرباعی یفتقر الی وجود الثلاثی لانّ وجودہ غیر متصور بدون وجود الثلاثی
فیکون مفتقرا الی وجودہ فکان الثلاثی اصلا والرباعی فرعا و منھم من قال اذ ضمت
حروف المضارعۃ فی الرباعی لقلّۃ استعمالہ فتحت فی غیرہ لکثرۃ استعمالہ ولقائل
ان یقول لو کان ضم حروف المضارعۃ فی الرباعی لقلّۃ استعمالہ لوجب ضمھا فی
الخماسی والسداسی لانّ استعمالھما اقلّ من استعمال الرباعی فاذا ضمت فی الرباعی
فضمّھا فیھما یکون بالطریق الاولی والجواب عنہ انّ الخماسی والسداسی اثقل من الرباعی
لکثرۃ حروفھا بالنسبۃ الی حروفہ فلو ضمّوا حروف المضارعۃ فیھما لادّی الی الجمع بین
الثقلین فاعطوا فیھما ما ھو اخف الحرکات وھو الفتح دفعا لثقل کان فیہ من کثرۃ
الحروف وانّ المعربۃ ای المضارع مع انّ اصل الفعل ای الاصل فی الفعل البناء
لانہ لم یوجد فیہ ما یقتضی الاعراب کما ذکرنا قبل وھو الفاعلیۃ والمفعولیۃ والاضافۃ
ولما یوجبہ لعدول عن الاصل وھو المشابھۃ التامۃ لمضارعتہ ای لمشابھتہ ای
المضارع الاسم مشابھۃ تامّۃ فیما عرفت انفا من وجوہ المشابھۃ باسم الفاعل واصل
الاسم الاعراب فیکون المضارع بہ معربا وذلک ای اعراب المضارع اذا لم یتصل بہ
ای بالمضارع نون تاکید ثقیلۃ کانت او خفیفۃ ولا ای ولا یتصل بہ نون جمع المؤنث لانہ
اذا اتصل بہ احدھما صار مبنیا امّا بناؤہ فی الصورۃ الاولی فلانہ بدخول نون
التاکید یصیر مشابھا بالماضی اذ ھو الاصل فی لحوق الضمائر المتحرک ولیس
باصل فی لحوق الضمائر الساکنۃ ولھذا المرء یعتبر مشابھۃ یضربان ویضربون یَضْرِبْ
وضَرَبُوا واعرابہ ای واعراب الفعل المضارع ثلثۃ انواع ایضا ای کاعراب الاسم
رفع ونصب یشارک الاسم فیھما وجزم یختص بہ مکان ما وضع

من الجر الذی یختص بالاسم لئلا یلزم مزیۃ اعراب الفعل علی اعراب الاسم نحو ھو یضرب فی الرفع ولن یضرب فی النصب لم یضرب فی الجزم ولما فرغ عن بیان تعریف المضارع و احکامہ شرع فی بیان اصنافہ اعرابہ فقال **فصل** فی اصناف اعراب الفعل المضارع وھی ای وتلک الاصناف اربعۃ اصناف الاول ای الصنف الاول من تلک الاصناف ان یکون الرفع بالضمۃ والنصب بالفتحۃ والجزم بالسکون علی حسب العوامل ویختص ای ھذا الصنف بالمفرد الصحیح غیر المخاطبۃ انما قال بالمفرد احترازاً عن التثنیۃ والجمع وفی تقییدہ بالصحیح احترازعن الناقص نحو یَدْعُوْ ویَرْمِیْ ویَخْشٰی وبغیر المخاطبۃ من نحو تَضْرِبِیْنَ تقول ھو یضرب فی الرفع وفی النصب لن یضرب وفی الجزم لم یضرب والثانی ای الصنف الثانی منھا ان یکون الرفع بثبوت النون والنصب والجزم بحذفھا ای بحذف النون و یختص ای ھذا الصنف بالتثنیۃ مذکرًا کان او مؤنثًا وجمع المذکر غائبًا کان او مخاطبًا والمفردۃ المخاطبۃ صحیحًا کان ای کل واحد منھا او غیرہ ای غیر الصحیح تقول ھما یفعلانِ وھم یفعلون وانتِ تفعلین فی الرفع ولن یفعلا ولن یفعلوا ولن تفعلی فی النصب ولم یفعلا ولم یفعلوا ولم تفعلی فی الجزم وانما جعلت اعراب ھذہ الاشلۃ بالحروف لانھا شابھت صورۃ المثنی والجمع فی الاسماء وسقطت النون حال الجزم لانھا بمنزلۃ الحرکۃ فی المفرد فکما تحذف الحرکۃ فی المفرد حال الجزم سقطت النون ھھنا وانما حذف النون حال النصب لکون النصب فی الافعال بمنزلۃ الجر فی الاسماء فکما یتبع النصب الجر فی الاسماء کذلک یتبع الجزم فی الافعال والثالث ای الصنف الثالث منھا ان یکون الرفع بتقدیر الضمۃ والنصب بالفتحۃ فقط والجزم بحذف الالف ویختص ای ھذا الصنف بالناقص الیائی والواوی فیہ احترازعن الناقص الالفی غیر التثنیۃ والجمع والمخاطبۃ وتقیید الناقص بغیر ھذہ الثلثۃ احترازعما اذا کان الناقص واحدًا منھا تقول ھو یرمی ویغزو لاستثقال الضمۃ علی الیاء و الواو ولن یرمی ولن یغزو تخفۃ الفتحۃ ولم یرم ولم یغز لانہ اذا لم یجد الجازم الحرکۃ حذف الحرف والرابع ای الصنف الرابع منھا ان یکون الرفع بتقدیر الضمۃ و النصب بتقدیر الفتحۃ والجزم بحذف الالف ویختص ای ھذا الصنف بالناقص الالفی فیہ احترازعن الیائی والواوی غیر تثنیۃ وجمع ومخاطبۃ فیہ احترازعن الناقص الذی کان واحد امنھا نحو ھو یسعی ولن یسعی لعدم قبول الالف الحرکۃ ولم یسع بحذف اللام لفقدان الحرکۃ ثم لما فرغ عن بیان اصناف اعراب الفعل المضارع شرع فی ما یحصل بہ اعرابہ فقال **فصل** المرفوع ای المضارع المرفوع

عاملہ معنوی وھو ای العامل المعنوی کونہ ای کون المضارع مجردًا عن الناصب والجازم ای عن کل ناصب وعن کل عامل جازم وھذا قول الفرّاء واکثر الکوفیین علی ذلک ومنھم من یجعل العامل حروفًا وقال البصریون ان ارتفاعہ لوقوعہ موقع الاسم نحو ھو یضرب ویغزو ویرمی ویسعی فانّ یضرب مثلًا واقع موقع الاسم لانّ المتکلم فی ابتداء التکلم فی موضع الخبر یصلح ان یکون ابتداء کلامہ بالاسم او بالفعل فاذا ابتدا بالفعل کان ذلک الفعل واقعًا موقع الاسم ولا یتکل ھذا بخبر کما حیث یلزم فی خبرہ کونہ مضارعًا وتمنع کونہ اسمًا لانّ الاصل فی الخبر ان یکون اسمًا وان ھجر ھذا الاصل فی کثیر بحسب الاستعمال فکان المضارع فی خبر کاد واقعًا موقعًا یصلح الاسم باعتبار الاصل لا یقال صحة وقوعہ موقع الاسم مشترک بینہ وبین الماضی لانا نقول ھو مبنیّ الاصل فلا یؤثر فیہ العامل وانما ارتفع لوقوعہ موقع الاسم علی قول البصریین لانہ حینئذ کالاسم فاعطی اسبق اعراب الاسم واقواہ وھو الرفع ولمّا فرغ عن بیان عامل المضارع المرفوع شرع فی بیان عامل المضارع المنصوب فقال **فصل** المنصوب ای المضارع المنصوب عاملہ خمسة ای خمسة احرف انْ وھی الاصل فی ھذا الباب لمشابھتھا ان المخففة من المشددة لفظًا ومعنی من حیث کونھما مصدریتین وحمل علیھا الباقیة فی العمل لانھا للاستقبال وتنصب انْ متحتمًا اذا لم یکن قبلھا فعل علم او ظنّ ولَنْ ھی تنصب مطلقا ومعناہ نفی المستقبل وھی اکد من لا فیہ وقال سیبویہ ھی برأسھا غیر مغیرة عن اصل وھو الصحیح وقال الفرّاء اصلھا لا فابدلت الالف نونًا وقال الخلیل اصلھا لا انْ فقصر بحذف الالف والھاء لکثرة الاستعمال کَیْشَ فی ایّ شیء وعَلَمَاذَا فی عَلَی مَاذَا وکَیْ معناہ سببیتہ ما قبلھا لما بعدھا وقیل انھا ناصبة بانفسھا انْ واِذَنْ تنصب اذا لم یعتمد ما بعدھا علی ما قبلھا کان الفعل مستقبلا وھو جواب وجزاء فان اعتمد ما بعدھا علی ما قبلھا لم تنصب کقولک لمن قال انا اٰتیک اَنَا اِذَنْ اُحْسِنُ الیک وکذا ان کان الفعل حالًا کقولک لمن یحدّثک اِذَنْ اَظُنُّکَ کَاذِبًا وھی ایضًا حروف برأسھا عند سیبویہ ولا اصل لھا وقیل اصلھا اِذ الظرفیّة فحذفت المضاف الیھا وعوض منھا التنوین لما قصد جعلھا صالحة لجمیع الازمنة بعد ما کانت مختصّة بالماضی فاِذَنْ ھھنا ھی اِذ فی یومئذٍ وحینئذٍ الّا انہ کسر الذال فی نحو حینئذ ویومئذ لیکون فی صورة ما اضیف الیہ الظرف المقدم واذا لم یکن قبلہ ظرف فکسرہ نادر وفتح الذال ھھنا لیکون فی صورة الظرف المنصوب لان معناھا الظرف وانْ المقدّرة بالرفع علی انہ صفةٌ اَنْ ایْ التی

ای الجملة ۱۲ کاتبہ عفی عنہ

تقدّر بعد سبعة مواضع ثم ذكر امثلة المضارع المنصوب بالعوامل المذكورة فمثال
أن نحو اريد ان تحسن الي ومثال لن نحو لن اضرب بك ومثال كي اسلمت كي ادخل الجنة
ومثال اذن اذن يغفر الله لك وما فرغ عن تعداد العوامل وتمثيلها الا انه لم يمثل لان مقدرة
اكتفاء بما مثل لها في مواضع تقدّر بعدها شرع في بيان تلك المواضع فقال ويقدّر ان
في سبعة مواضع بعد حتى نحو اسلمت حتى ادخل الجنة ولام كي اي بعد لام كي نحو قام زيد
ليذهب اي كي يذهب ولام الجحد اي بعد لام الجحد وهي التي تكون لتأكيد النفي و
تختص من حيث الاستعمال بخبر كان المنفية كانت ماضية لفظا نحو قوله تعالى
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ او معنى نحو لم يكن ليذهب وبعد الفاء الواقعة في جواب الامر و
النهي والاستفهام والنفي والتمني والعرض نحو اسلم فتسلم مثال للفاء الواقعة في جواب
الامر ولا تعص فتعذب مثال للفاء الواقعة في جواب النهي وهل تتعلم فتنجو مثال للفاء
الواقعة في جواب الاستفهام وما تزورنا فنكرمك مثال للفاء الواقعة في جواب النفي و
ليت لي مالا فانفقه مثال للفاء الواقعة في جواب التمني والا تنزل بنا فتصيب خيرا
مثال للفاء الواقعة في جواب العرض وبعد الواو الواقعة في جواب هذه المواضع اي ويقدّر
ان بعد الواو الواقعة في جواب المواضع الستة المذكورة من الامر الى العرض
كذلك اي مثال الواو وتسمى هذه الواو واو الجمع وواو الصرف ايضا
نحو اسلم وتسلم الى آخر ما ذكرنا من الامثلة في الفاء بابدال الفاء بالواو
وبعد او بمعنى الى ان او الا ان نحو لاحتسنك او تعطيني حقي اي الى ان تعطيني حقي
او الا ان تعطيني حقي وبعد الواو العطف اذا كان المعطوف عليه اسما لئلا يلزم عطف
الفعل على الاسم نحو اعجبني قيامك وتخرج بتقدير ان ليكون في تاويل الاسم فيستقيم
عطفه على الاسم وضمير من قيّد الاسم ههنا بالصريح ليخرج نحو اعجبني ان يضرب زيد او يشتم
فانه لا يقدّر ان بجواز عطفه على مدخول ان ونصبه كلمة ان السابقة وفيه نظر لانه يشكل
نحو اعجبني انك قائم فانه يجب فيه تقدير ان فالاولى ان لا يقيّد الاسم بالصريح بمنع
كون المعطوف عليه في اعجبني ان يضرب زيدا ويشتم اسما بل المعطوف عليه هو الفعل
والتاويل بالاسم متأخر عن العطف ثم اعلم ان المضارع كما ينصب بتقدير ان بعد
واو العطف اذا كان المعطوف عليه اسما كذلك ينصب بتقدير ها بعد سائر حروف العطف
اذا كان المعطوف عليه اسما فلو قال وبعد حروف العطف لكان اصوب وانما وجب
تقدير ان بعد حتى ولام الجحد لانها من الحروف الجارة فيمتنع دخولها

على الفعل الا ان يجعل مصدرا بتقدير ان المصدرية فيكون فى تاويل الاسم فيصح دخولها
عليه بعد الفاء والواو لانها طلبتان واقعتان بعد الاشياء الستة التى هى انشاء وهى
الامر والنهى والاستفهام والتمنى والعرض والتحضيض وهو ان لم يكن انشاء الا انه محمول على النهى
لما بينهما من التناسب فى الدلالة على العدم فيكون انشاء حكما وقد امتنع عطف الاخبار
على الانشاء فاوّل الانشاء بما يشتمل على اسم ويجعل الاخبار مصدرا باضمار ان فيكون عطف
المفرد على المفرد فيكون المعنى فى اسلم وتسلم مثلا ايكن منك اسلام فسلامتك
من النار وبعدا ولانها بمعنى ان بمادة ناصبة مع مرور زمان او بمعنى الى ان على
حسب الاختلافات فكانت فى حكمها من حيث لزوم الفعل بعدها ويجوز اظهار ان مع
لامركى وكذا مع الملحق بها وهو اللام الزائدة تقول اسلمت لان ادخل الجنة ونظير اللام
الزائدة اردت لان تقوم ومع واو الصرف بل جميع حروف العطف نحو اعجبنى قيامك وان
تخرج وانما يجوز اظهار ان فى هذه الاربعة لان لامركى والملحق بها وحروف العطف
تدخل على الاسماء الصريحة نحو جئتك للاكرام ونحو وقفت لكى اسلم وهذه اللام زائدة لان
رددت متعد بنفسه ونحو اتحبنى شتم زيد وضربه فيصح ان تدخل على الفعل مع ان لانه
بتقدير الاسم ولهذا لا يجوز اظهار ان معها لعدم اختصاصها بخبر كان المنفى اذا
كان فعلا ولا مع الفاء التى للسببية والواو التى للجمعية الواقعين فى جواب الاشياء
الستة ولا مع الواو التى بمعنى الى لانها لما اقتضت نصب ما بعدها للتنصيص
على معنى السببية والجمعية والا تتعارضا صارت كاحد العاملين النصب فلم يظهر الناصب بعدها
ويجب اظهار ان مع لامركى اذا اتصلت بلا النافية اى اذا كان قبل لامركى تحرزا عن
اجتماع اللامين نحو قوله تعالى لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ اعلم ان الواقعة بعد العلم
تفيد العلم هنا اذا لم يكن بمعنى الظن كما ذهب اليه بعضهم حيث يعربون ان العلم بمعنى الظن
والمشهور انه لا يستعمل الا فى اليقين ولو سلم فالمراد ليس لفظ العلم حتى يصح تقييده
به بل ما يدل على اليقين سواء كان لفظ العلم او غيره من الرؤية او الوجدان او اليقين او
التبيين او التحقيق او الانكشاف او الظهور او الشهادة او الفضل او غير ذلك ليستقيم
اى ان الواقعة بعد العلم هنا ان المسدية الناصبة للفعل اى للفعل المضارع و
قوله هى تاكيد لضمير ليست وانما هى المخففة من ان المشددة انما سبته للعلم وما
هو بمعناه لامتناع اجتماع الناصبة مع العلم لكون الناصبة للرجاء والطمع الدال
على ان ما بعدها غير معلوم التحقيق وكون العلم دالا على ان ما بعده

لام
اى لام الجحود
لا فى نحن نحن

لعله هذا مثال
واو العطف التى

نحن ن

معلوم التحقیق ثم صیغۃ ھذہ للحصری ھی المخففۃ لا غیر وقولہ من المثقلۃ متعلق بالاخذ ای المخففۃ الماخوذۃ من المثقلۃ واعلم انہ یجب فصل ان عن الفعل حینئذ اما بالسین نحو علمت ان سیقوم وقال اللہ تعالیٰ علم ان سیکون منکم مرضیٰ او لسوف نحو علمت ان سوف یقوم او بقد نحو قولہ تعالیٰ لیعلم ان قد ابلغوا او بحرف النفی نحو علمت ان لم تقم وان لا تقوم عوضا عما زال عنہا من حذف احدی نونیہا واسمہا ھو ضمیر الشان فرقا بینہا وبین ان المصدریۃ اول الامر ان المصدریۃ لا یفصل بینہا وبین فعلہا بشیء من الحروف المذکورۃ لکونہا من الفعل بتاویل المصدر یعنی فلا یفصل بینہا وبین ما یؤثر فیہا لضعفہا وشذ نحو علمت ان یخرج بالرفع بلا فصل کما نقل عن المبرد وان الواقعۃ بالنصب علی انہ معطوف علی الواقعۃ السابقۃ او بالرفع علی انہ مبتدأ ای وان الواقعۃ بعد الظن وما بمعناہ کالحسبان وکالعلم المأول بالظن جائز فیہ ای فی لفظ ان ھذہ او فی ھذا القسم من ان الوجہان احدھما ان تنصب بہا ای بان ھذا الفعل علی ان تجعلہا مصدریۃ والثانی ان تجعلہا کالواقعۃ بعد العلم فی کونہا مخففۃ من المثقلۃ فترفع الفعل نحو ظننت ان سیقوم بالنصب علی انہ مصدریۃ ناصبۃ لامکان الجمع بین دلالتہا او بالرفع علی انہ مخففۃ من المثقلۃ لجواز کونہا بمعنی علمت ثم اعلم ان ان الواقعۃ بعد غیر العلم والظن من الرجاء والطمع والخشیۃ والخوف والشک والوھم والاعجاب ونحوھا فھی مصدریۃ لا مخففۃ من المثقلۃ نحو رجوت ان تقوم وطمعت ان تقعد وخشیت ان ترجع ولما فرغ عن بیان عامل المضارع المنصوب شرع فی بیان عامل المضارع المجزوم فقال

فصل المجزوم

ای المضارع المجزوم عامل لم ولما ولام الامر لام اضافۃ اللام لانہا نکرۃ صالحۃ للاضافۃ ولا المستعملۃ فی معنی النہی لم تصف لانہا عملت بنفسہا فلا تقبل الاضافۃ واحترز بہ عما استعمل بہ فی معنی النفی وعما لم یستعمل فی شیء نحو لا اقسم فی ھذہ الکلمات الاربع تجزم فعلا واحدا بالاصالۃ والا فقد یتعدد مجزومہا بالعطف فیقال لا تضربہ وتقتل وکلم المجازاۃ ای الکلمات الدالۃ علی کون الجملۃ الثانیۃ جزاء والجملۃ الاولی سببا لہا یعنی کلمات الشرط والجزاء ولما کان بعضہا من الاسماء وبعضہا من الحروف جاء بکلم لیتناولہما وھی تجزم الفعلین والمراد ھھنا بعضہا فان کیف واذا بدون ما ایضا من کلم المجازاۃ مع ان الجزم بہما شاذ لم یجئ فی کلامہم علی وجہ الاطراد وھی ای کلم المجازاۃ ان وھما واذما وحیثما واین ومتی وما ومن وای وانی وان المقدرۃ بالرفع صفۃ لان نحو لم یضرب ولما یضرب ولیضرب ولا تضرب وان تضرب وان تضرب اضرب الخ

معنی

المضارع المجزوم

اى المنتهى الى اخره مثال لما ذكرنا من كلم المجازاة ثم لما فرغ عن تعداد الجوازم وتمثيلها شرع
فى بيان معانيها فقال واعلم ان لم تقلب المضارع ماضيا منفيا صفة ماض او حال من
المفعول اى حال كون المضارع منفيا بلم نحو لم يضرب زيد معناه ماضرب وان كان
لفظه مضارعا واما كذلك اى مثل لم فى قلب المضارع ماضيا منفيا ثم اشار
الى ما يختص بلما بعد اشتراكهما فيما ذكر بقوله الا ان فيها اى فى لما دون لم توقعا
بعده اى ينفى بها فعل متوقع غالبا تقول لمن يتوقع ركوب الامير لما لم يركب وقد
تستعمل فى غير المتوقع ايضا نحو ندمزيد ولما ينفعه الندم ورد واما قبله اى استمرارا او
امتدادا قبله يعنى استمرار الفعل الذى ينفى بها من الابتداء الى زمان التكلم بها تقول ندم
فلان ولما ينفعه الندم اى عقيب ندمه ولا يلزم استمرار عدم انتفاع الندم الى زمان التكلم
بها واذا قلت لما ينفعه افاد استمرار ذلك الى وقت التكلم بها ثم تذكير الضمير الراجع الى ما
فى بعده وقبله باعتبار اللفظ وايضا يجوز حذف الفعل الواقع بعد لما ان دل عليه دليل
خاصة اى دون لم يعنى لا يجوز حذفه بعد لم وذلك لان اصل لما لم زيدت عليها ما
فناب مناب الفعل تقول ندم زيد ولما اى ولما ينفعه الندم ولا تقول ندم زيد ولم
يعنى لا يجوز حذف الفعل واما قوله **شعر** واحفظ وديعتك التى استودعتها كوم الاغار ترتع
ان وصلت وان لم + على الحذف اى ان لم تصل فشاذ وايضا يختص لما بعدم دخول ادوات
الشرط عليها فلا يقال ان لما يضرب ومن لما يضرب ويجوز ان يقال ان لم يضرب و
من لم يضرب وكان ذلك لكونها واصلة قوية بين العامل ومعموله واعلم ان
لما مشترك بين كونه اسما وبين كونه حرفا لكن اذا كان حرفا فهو مخصوص بالمضارع
واذا كان اسما فهو ظرف بمعنى اذ ويلزم بعده الماضى لفظا او معنى وجوابه ايضا كذلك او
جملة اسمية مقرونة مع اذا المفاجاة قال الله تعالى فلما نجيهم الى البر اذا هم يشركون
منهم مع الفاء وربما كان ماضيا مع الفاء وقد يكون مضارعا واما كلم المجازاة اى
كلمات الشرط والجزاء معدودة من قبل حرفا كان او اسما حق العبارة ان يقول حروفا كانت
او اسماء فهى اى تلك الكلمات تدخل على جملتين فعليتين لتدل متعلق بقوله تدخل و
الضمير للكلمات على ان الاولى اى الجملة الاولى سبب للثانية اى للجملة الثانية فيكون الاول
سببا والثانى مسببا ويرد عليه قوله تعالى وما بكم من نعمة فمن الله جواب المبتدأ المتضمن
بمعنى الشرط وهو ما الموصولة اى ما حصل بكم من نعمة فهى صادرة من الله ولا يستقيم
سببية الاول للثانى لان النعمة الحاصلة بالمخاطبين ليست سببا

ف فيه لا زيد ما معناها
نزلوا منزلة لا التى لنفى غير
ع اى حروف الشرط
ع اى الفعل المجزوم
بحروف الشرط ١٢
كاتبه عفى عنه

معنى

ثم

لصدور النعمة من الله سبحانه بل الامر بالعكس فان صدورها من الله سبب لحصولها بهم و
الجواب عنه ان المراد سببيته ولو باعتبار الحكم به والاخبار عنه اى وما بكم من نعمة فيحكم
فيخبر بها من الله تعالى وتسمى اى الجملة الاولى بعد كلم المجازاة شرطا من حيث انه شروط
لتحقق الثانى وتسمى الجملة الثانية بعد كلم المجازاة جزاء من حيث انه يبتنى على الاول
ابتناء الجزاء على الفعل شرط ان كان الشرط والجزاء مضارعين يجب الجزم فيهما اى
فى الشرط والجزاء لوجود المجازاة وكون المضارع معربا قابلا للجزم لكلم المجازاة وعن
سيبويه ان الجزاء مجزوم بها وبالشرط بحيثما تقعد اقعد نحو ان تكرمنى اكرمك وان كانا
اى الشرط والجزاء ماضيين لم يحصل اى تلك الكلمات فيهما لفظا اى لا فى الشرط
ولا فى الجزاء لان الماضى مبنى كما مر فلا يظهر فيه اثر العامل نحو ان ضربت
ضربت وان كان الجزاء حال كونه معدا اى دون الشرط ماضيا وكان الشرط
مضارعا يجب الجزم فى الشرط لا فى الجزاء لما قلنا وظن بعضهم انه يجب الرفع فى
الشرط اذا كان الجزاء ماضيا فقط وهذا ضعيف الوجوه فى الشرطية لمرات فى الكتاب الكريم
وقيل لا يجئ الا فى ضرورة الشعر لانها فى صورة سببية المستقبل للماضى مع ان
تاثير الحرف فى جعل البعيد من المستقبل مع عدم التاثير فى التقريب بعيد وفيه
بحث لان للحرف تاثيرا فى اصل قابل للتاثير وان كان بعيدا ولا تاثير فى محل غير
قابل للتاثير وان كان قريبا لا شك ان التقريب ههنا غير قابل للتاثير لانه مستقبل
وحكما المستقبل مستقبلا تحصيل حاصل والبعيدة قابل للتاثير لانه ماض نحو ان
تضربنى ضربتك وان كان الشرط وحده دون الجزاء ماضيا وكان الجزاء مضارعا
جاز فى الجزاء لان الشرط الوجهان الجزم والرفع اما الجزم وهو الاصل فظاهر فلكونه قابلا واما
الرفع فلانه لما بطل اثره فى الشرط لكونه ماضيا يبطل فى الجزاء ايضا بتعاقبه نحو ان
جئتنى اكرمك بالجزم واكرمك بالرفع تمم الفارغ عن بيان صور جزم الجزاء وعدم
الجزم شرع فى بيان دخول الفاء وعدمه فقال واعلم انه اى الشان اذا كان الجزاء ماضيا
لفظا او معنى نحو ان قمت امس لم اقم بغير قد الجار والمجرور صفة ماضيا اى كائنا
بغير قد وستعرف فائدة التقييد لم يجز الفاء فيه اى دخول الفاء فى الجزاء
لتاثير حروف الشرط فيه فى المعنى حيث جعل الماضى بمعنى المستقبل فلا حاجة الى
الربط بالفاء نحو ان اكرمتنى اكرمتك قال الله تعالى ومن دخله كان امنا
وان كان اى الجزاء مضارعا مثبتا ينبغى ان تقتد بغير المجزوم

بلام الامر وبغير الدعاء والتمني فانهما مستقبلان تحقيقاً قبل دخول إن فلا تأثير لهما فيهما او منفيا بلا فيه احترازعما اذا كان منفيا بلم فانه مندرج في الماضي معنى او بلن حيث تجب فيه الفاء كما سيأتي في المتن جازفيه اي في الجزاء الوجهان اوايتان الفاء وتركها لان حرف الشرط غير مؤثرة في تغيير معناه كما كانت مؤثرة في الماضي فتؤتى بالفاء ومؤثرة في تغيير المعنى حيث يخصه بمعنى الاستقبال فيترك الفاء لوجود تاثير حرف الشرط من وجه وان لم يكن التاثير قويا واعلم انه لو قال وان كان مضارعا مثبتا بغير السين وسوف لكان اولى لان الجزاء اذا كان مضارعا بالسين اوسوف لم يجز فيه ترك الفاء كقوله تعالى وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى نحو ان تضربني اضربك في المضارع المثبت بترك الفاء او فاضربك باتيان الفاء وان تشتمني لا اضربك في المضارع المنفي بلا مع ترك الفاء او فلا اضربك باتيانها وان لم يكن الجزاء احد القسمين المذكورين وهما الماضي بغير قد والمضارع المثبت او المنفي بلا فيجب الفاء في الجزاء وذلك اي عدم كون الجزاء احد من القسمين حاصل في اربع صور الصورة الاولى ان يكون الجزاء فيها ماضيا متلبسا مع قد لفظا كقوله تعالى إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ او معنى كقوله تعالى إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ اي فقد صدقت والصورة الثانية ان يكون الجزاء فيها مضارعا منفيا بغير لا اي بحرف غير لا وهو ما ولن دون لم لما مر من المنفي بها انه يدخل في الماضي معنى فلو قال منفيا بما ولن لكان اظهر كقوله تعالى وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ والصورة الثالثة ان يكون الجزاء جملة اسمية كقوله تعالى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا لكنه يجوز العطف عليها بالجزم لكونها في محل مجزوم ومنه قوله تعالى مَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَيَذَرُهُمْ في قراءة من جزم وقرئ مرفوعا حملا على ظاهر الجملة وعن سيبويه جواز حذف الفاء في الشعر كقوله ع من يفعل الحسنات الله يشكرها وعن الفراء مطلقا واما ترك الفاء في قوله تعالى وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ وَإِذَا مَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ مع كون الجزاء جملة اسمية فلان اذا هنا لمجرد الظرفية ولا شيء فيها من معنى الشرط كقوله تعالى وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى والصورة الرابعة ان يكون الجزاء فيها جملة انشائية اما امرا كقوله تعالى قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ واما نهيا كقوله تعالى فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ واما استفهاما كقوله عليه السلام إن تركنا فمن يرحمنا

لا لعدم تاثيرها لعدم اقتضاء الشرط ذلك وانما يقتضي الاستقبال بدخول ان كذا في الفوائد الضيائية والتلويح وحواشي مولوي عبد الرسول عفي عنه

وَاِمَّا دُعَاءٌ نحو اِن اکرمتنا فیرحمك الله وکذا یجب الفاء فی الجزاء فی الصورة الخامسة وهی ان یکون مضارعا مثبتا بالسین اوسوف کما سبقت الاشارة الیه وانما وجب الفاء فی هذه الصور من الجزاء لان حرف الشرط غیر مؤثرة فیه معنی لانه تجعله بمعنی الاستقبال ولا لفظا لانه لم یجعله مجزوما فوجبت الفاء لتدل علی ان جواب الشرط والضابطة ههنا ان حرف الشرط ان کانت مؤثرة فی الجزاء لم یجز دخول الفاء فیه وان کانت تحتمل التاثیر وعدمه جاز فیه الوجهان وان کانت غیر مؤثرة قطعا یجب دخول الفاء علیه وقد یقع اذا التی للمفاجاة موقع الجملة الاسمیة التی وقعت جزاءً موضع الفاء ای فی محل الفاء لان اذا للمفاجاة تدل علی التعقیب کالفاء لان المفاجاة مبنیة علی حدوث امر عادی فاشبه الجزاء ولذا قارنتها الفاء غالبا وانما قال مع الجملة الاسمیة لان اذا المفاجاة لا تدخل فی الغالب الا علی الجملة الاسمیة فلا تقع موقع الفاء فی غیرها وفی کلمة قد المفیدة للتقلیل اشارة الی ان وقوع الفاء اکثر وفی قوله موضع الفاء اشعار بان اذا والفاء لا یجتمعان ولهذا لم یقل وقد یکتفی باذا مع الجملة الاسمیة مع انه اخصر کقوله تعالی وَاِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ای هم یقنطون ولما ذکر معانی الجوازم الملفوظة اراد ان یذکر المواضع التی تقدر ان الشرطیة التی یجزم بها المضارع بعدها فقال وانما تقدر ان بعد الافعال الخمسة التی هی الامر تحقیقا او قوة لیدخل فیه نحو حَسْبُكَ يُتْمُ النَّاسِ فَاِنَّ حسبك یتنزل منزلة اکتف کانه قال اکتف یتم الناس نحو تعلم تنجُ ای ان تتعلم تنجُ والنهی نحو لا تکذب یکن خیرا لك ای ان لا تکذب والاستفهام نحو هل تزرنا فنکرمك ای هل ان تزرنا والتمنی نحو لیتك عندی فاحدثك ای لیتك ان تکن عندی والعرض نحو الا تنزل بنا فتصب خیرا ای ان تنزل بنا تصب خیرا لان کلمة العرض وهی همزة الاستفهام دخلت علی حرف النفی فیفید الاثبات فتقدر الشرط مثبتا لانه هو الذی یدل علی الاثبات وقد وقع فی بعض النسخ بعد مثال العرض وبعد النفی فی بعض المواضع نحو لا تفعل شرا یکن خیرا لك وهو سهو لان تقدیر ان لا یصح بعد النفی مطلقا کما سنذکره وذلك ای تقدیر ان بعد الافعال الخمسة المذکورة اذ اقتضی ان الاداة من الفاظ التی هی لام واحواته سبب لثانی ای لمضمون الثانی وهو المضارع فیتأتی معنی الشرط کما رایت ذلك فی الامثلة ثم اثبت سببیة الاول للثانی بقوله فان معنی قولنا تعلم تنجُ هو ان تتعلم تنجُ فیکون تقدیر ان بعد فعل فقد رسببیة الثانی اذ التعلم سبب للنجاة وکذا البواقی ای مثل هذا الاستدلال وجوب السببیة معانی البواقی من الامثلة فلذلك ای فلاجل ان قد سببیة الاول للثانی شرطا

لتقدیر ان بعد الافعال الخمسۃ امتنع قولک لا تکفر تدخل النار فی النھی وکذا امتنع النفی ای لم یقع الجزم فی جواب النفی بتقدیر ان بعدہ نحو لا تفعل یکن الخیر لک بالجزم لامتناع السببیۃ ای کون الاول سببا للثانی فی ھاتین الصورتین اذ لا یصح بحسب المعنی ان یقال فی تقدیر لا تکفر تدخل النار ان لا تکفر تدخل النار بتقدیر الشرط علی وفق لفظ النھی لان المقدر یجب ان یکون من جنس الملفوظ وھذا لا یصح معنی لان عدم الکفر لیس بسبب لدخول النار وانما سببہ الکفر وکذا لا یصح ان یقدر فی تقدیر لا تفعل یکن خیرا لک ان لا تفعل یکن خیرا لک لانہ لا یصح تقدیر ان بعد النفی مطلقا اذ ھو خبر محض فلا یدل علی السببیۃ وان لم یقصد السببیۃ لم یجز الجزم فی الجمیع بل یجب ان یرفع امّا بالصفۃ ان صلح للوصفیۃ کقولہ تعالی فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ فیمن قرء مرفوعا ای ولیا وارثا او بالحال کقولہ تعالی فَذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ او بالاستیناف نحو قم تحدثنی عوک الامیر فان یدعوک کلام مستانف مقطوع عما قبلہ لما فرغ عن القسم الثانی للفعل وھو المضارع شرع فی بیان القسم الثالث وھو الامر فقال والثالث ای القسم الثالث من تلک الاقسام الامر وھو فی اصطلاح النحاۃ فعل ھکذا فی اکثر النسخ وفی بعضھا وھو صیغۃ وھذا ھو الموافق لما فی کتب القوم فی تعریف الامر یطلب بہ ای بواسطتہ فان الباء للاستعانۃ الفعل ای صدور الفعل من الفاعل المخاطب الاظھر ان قولہ فعل بمنزلۃ الجنس یشمل المقصود وغیرہ وباقی القیود کالفصل فقولہ یطلب بہ یخرج الماضی والمضارع وقولہ الفعل یخرج بہ النھی وقولہ من الفاعل احترازعما یطلب بہ قبول الفعل عن مفعول مالم یسم فاعلہ وقولہ المخاطب احترازعن الامر الغائب والمتکلم لدخولھما فی الفعل المضارع بقاء فی المضارعۃ فیھما وان دخلھما جازۃ بان یحذف من المضارع حرف المضارعۃ الجار والمجرور صفۃ ثانیۃ لقولہ فعل ای فعل متلبس بحذف حرف المضارعۃ عن المضارع والحق ان ھذا لیس من تتمۃ التعریف والتعریف قد تم بدونہ بل ھو شروع فی کیفیۃ الاشتقاق للامر وما قیل من انہ احتراز عن صیرو مہ ورویدفغیر سدید لخروجھما من ورود التقسیم وھو الفعل لانہ اسم فعل فلا حاجۃ الی اخراجہ بزیادۃ بعض القیود فی الحد واما نحو قولہ تعالی فَلْتَفْرَحُوْا فیمن قرء بالتاء فلا یرد بہ لانہ شاذ وانما حذف حرف المضارعۃ لانھا امارۃ المضارعۃ فلا بد من ازالتھا حتی لا یکون اثر الصیغۃ باقیا ثم ای بعد حذف حرف المضارعۃ من المضارع المخاطب ینظر فان کان ما بعد حرف المضارعۃ ساکنا ای حرفا ساکنا زیدت ھمزۃ الوصل فی اولہ بعد حذف حرف

ع۱ المضارع بعد ھذہ الاشیاء الثلاثۃ ۱۲ کاتب عفی عنہ

ع۲ کان الخاطب یقول یسئل عن سبب القیام فیقال فی جواب یدعوک یدعوک الامیر وھو کلام مستانف ۱۲ کاتب عفی عنہ

ع۳ لانہ ممتنع عن الفعل ۱۲ کاتب عفی عنہ

ع۴ وعن الامر الخاطب الغیر بمفعول ایضا ۱۲ کاتب عفی عنہ

ع۵ لانفس فعل ۱۲ کاتب عفی عنہ

المضارعة لئلا يلزم الافتتاح بالساكن واما تعيين الهمزة للابتداء فلمناسبة اذ الهمزة مختصة بابتدأ من المخارج مضمومة اى حال كون تلك الهمزة مضمومة وهذا ان الضم ثالثه اى ثالث المضارع لما يلزم التباسه بالمضارع المتكلم على تقدير الفتح ولا الاستثقال على تقدير الكسر ليحصل الاتباع نحو اُنصُرُ ومكسورة اى وزيدت همزة الوصل حال كونها مكسورة ان افتح ما ثالثه كاعلَمُ او انكسر ثالثه نحو اضرِبُ واستخرِجُ وانما كسرت همزة الوصل لان الكسر اصل فى همزة الوصل لئلا يلزم الالتباس فيما كان ثالثه مفتوحا بالمضارع المجهول على تقدير الضمة والماضى الرباعى على تقدير الفتحة وفيما كان ثالثه مكسورا بالامر من الرباعى على تقدير الفتحة والماضى الرباعى المجهول على تقدير الضمة وان كان اى ما بعد حرف المضارعة حرفا متحركا فلا حاجة الى الهمزة اى الى زيادة همزة الوصل بعد حذف حرف المضارعة لانه لا يلزم الابتداء بالساكن بل الساكن اخره وجعل باقيه امرا نحو عِدْ فى تَعِدُ وحاسِبْ فى تُحاسِبُ والامر من باب الافعال من القسم الثانى هذا جواب وتقرير السؤال ان يقال ما ذكرته من ان همزة الوصل مكسورة اذا كان ما بعد حرف المضارعة ساكنا ويكون عين المضارع غير مضموم منقوض بمثل اُكرُمْ امرا من الاكرام لانه ماخوذ من تُكرِمُ وما بعد حرف المضارعة فيه وهو الكاف ساكن وعين المضارع غير مضموم فوجب ان يقال فى الاصل لما اخوذ منه اِكرِمْ بكسر الهمزة وتقرير الجواب ان يقال ان الهمزة مكسورة اذا كان ما بعد حرف المضارعة ساكنا و يكون عين المضارع غير مضموم الا ان ما بعد حرف المضارعة فى تُكرِمُ ليس ساكنا لان الكاف ليس بما بعد بل ما بعده محذوف وهو الهمزة المفتوحة لان اصل تُكرِمُ تُأكرِمُ على وزن تُفاعِلُ لكون ماضيه على فاعَلَ اذ المضارع هو ما خص بزيادة احد حروف اتين فى اوله من غير حذف شئ منه الا ان الهمزة اذا حذفت من المتكلم الواحد كراهة لاجتماع الهمزتين فى نحو اُكرِمُ حذفت من البواقى نحو نُكرِمُ تُكرِمُ ان الجوان لم يوجد فيهما اجتماع الهمزتين طردا للباب اى ليكون باب الافتعال على وتيرة واحدة فى حذف الهمزة كما حذفت الواو فى نحو نَعِدُ واخواته لذلك فاذا اراد ان يبنوا الامر منه حذفوا حرف المضارعة واعادوها وابقوها على الحركة الاصلية فاذا كان كذلك فلا يكون همزة اُكرِمْ همزة وصل بل همزة قطع فلا يرد السؤال لانه كلامنا فى همزة الوصل لا فى همزة القطع وهو اى الامر مبنى على علامة الجزم وفعل امر علامة لجزمه بها مضارع الامر وهى اسكان الاخر فى المفرد المخبر كاضرِبْ ومحذوف الاخر فى الناقص الواوى واليائى والالفى نحو اُغزُ وارْمِ واسْعَ

وسقوط نون الاعراب نحو اضربا اضربوا وانما كان هذا الامر مبنيا على علامة المضارع لمشابهته بما فيه اللام من حيث ان كل واحد منهما مستحق على طلب الفعل فيكون موقوفا اى مبنيا على السكون وان لم يكن مجزوما حقيقة بل يكون في حكم المجزوم لعدم مقتضى الاعراب فيه وهو حرف المضارعة وهذا عند البصريين واما عند الكوفيين فهو مجزوم بلام مقدرة حقيقة فان اصل اضرب عندهم لتضرب فحذفت اللام منه في الخط تخفيفا لكثرة الاستعمال كما حذفت في لم يك لذلك

واللفظ

ثم لما فرغ عن تقسيم الفعل الى الماضي والمضارع والامر شرع في تقسيم آخر له الى معروف ومجهول فقال

فصل فعل ما لم يسم فاعله

حذف حرف المضارعة لذلك

اى فعل المفعول الذي لم يذكر فاعل ذلك المفعول فالضمير في فاعله الى ما الموصولة واضافة الفعل اليها بادنى ملابسة ويجوز ان يراد بالموصول الفعل الذي لم يذكر فاعله واضافة الفعل الى ما حينئذ بيانية من قبيل اضافة العام الى الخاص وهو فعل حذف فاعله واقيم المفعول مقامه اى مقام الفاعل لاغراض ذكرت في مفعول ما لم يسم فاعله فان قيل المفعول هذا فاعل في المعنى فكيف يجوز ان يقوم مقامه ويرتفع ارتفاعه قلنا انما جاز ذلك لان للفعل طرفين طرف القصد وهو الفاعل وطرف الوقوع وهو المفعول فكان بينهما مشابهة من حيث الطرفية فيصح ان يقوم مقامه ويرتفع ارتفاعه لان فاعلية الفاعل باسناد الفعل اليه لا باحداثه شيأ فان زيدا في مات زيد فاعل مع انه لم يحدث شيأ بل هو مفعول في المعنى لان الله تعالى اماته لوجود الاسناد اليه وقد تحقق الاسناد في نحو ضرب زيد فلا يبعد ان يرتفع ارتفاعه ويختص اى بناء فعل ما لم يسم فاعله بالمتعدى اى بالفعل المتعدى اذ لو بني غير المتعدى للمفعول وجعل ذكر الفاعل نسيا منسيا لا يبقى ما يسند الفعل اليه وهو غير جائز وعلامته اى فعل ما لم يسم فاعله الكائنة في الماضي ان يكون اوله اى اول الماضي مضموما فقط اى لا حرف آخر وما قبل آخره اى آخر الماضي مكسورا وهذه العلامة ثابتة في الابواب التي ليست في اوائلها همزة وصل ولا تاء زائدة نحو ضرب في الثلاثي المجرد وخرج في الرباعي المجرد وأكرم في الثلاثي المزيد فيه وانما غيرت الصيغة لتميز المعروف عن المجهول وانما خص التغير في المجهول لكونه فرعا للمعروف واما اختيار هذا النوع من التغيير وهو كون اوله مضموما وما قبل آخره مكسورا فلان معنى المجهول غير معهود وهو اسناد الفعل الى المفعول اذ المعهود اسناد الفعل الى الفاعل فاختير له لفظ غير معهود ليكونا متوافقين فيما كان غير معهود اى غير معلوم فناسب المجهول وانما كان بناء المجهول

غير مهموز لان هذا البناء لم يجئ فى كلامهم لاستثقالهم الخروج من الضمة الى الكسرة كاستثقالهم الخروج من الكسرة الى الضمة وما جاء فى كلامهم من نحو دئل ووئل فشاذ لا يقاس عليه وان يكون معطوفا على قوله ان يكون اوله مضموما الخ اى وعلامة فى الماضى ان يكون اوله اى اول الماضى وثانيه مضموما وما قبل اخره كذلك اى مكسورا فى الابواب المذكورة وهذه العلامة فيما فى اوله تاء زائدة اى فى الابواب التى فى اوائلها تاء زائدة وهى المتفعل نحو تفضل والتفاعل نحو تضورب وانما لم يقتصروا على ضم الاول فى هذين البابين بل ضموا ثانيه ايضا اذ لو اقتصروا على ضم الاول وقالوا تفضل وتضارب بفتح ما بعد الفاء لالتبس مضارع فضل بالتشديد بمضارع فاضل وان يكون اوله اى اول الماضى وثالثه مضموما وما قبل اخره كذلك اى مكسورا وهذه العلامة فيما فى اوله همزة وصل اى فى الابواب التى فى اوائلها همزة وصل وهى استفعل نحو استخرج وافتعل نحو اقتدر وانفعل نحو انقلب وافعنلل نحو احرنجم وافعوعل نحو اخشوشن وانما لم يقتصروا على ضم همزة الوصل فى هذه الابواب ايضا بل ضموا التاء كذلك لانهم لو اقتصروا على ضمها فقالوا استخرج مثلا بضم الهمزة وفتح التاء لالتبس بالامر من ذلك الباب فى حالة الوصل عند الوقف لانها تسقط فيها الا ترى انك لو قلت واستخرج لم يعلم انه امر او ماض مجهول فلدفع الالتباس ضموا التاء والهمزة والهمزة اى همزة الوصل فى الماضى المجهول تتبع الحرف المضموم لا المكسور وان كان الاصل فى همزة الوصل الكسر لانه يلزم الخروج من الكسرة الى الضمة على تقدير كسرها وهو مستكره عندهم لخروج الضمة الى الكسرة كما مر ولا اعتبار للحرف الساكن منها لانه لا يكون حاجزا حصينا اى مانعا قويا عندهم وذلك لان الحرف الساكن ادعى صفة الميت فكأنه حرف ميت ولا يتصور من الميت حاجز لوجوده كعدمه فلا يكون مانعا ان لم تدرج اى ان لم تسقط تلك الهمزة فى اللفظ لانى الخط وهو شرط تقدم جزاؤه فان تدرج فلا يتعلق بالاتباع اصلا وفى المضارع معطوف على قوله فى الماضى اى وعلامة فعل ما لم يسم فاعله فى المضارع ان يكون حرف المضارعة فيه مضموما حملا على الماضى لانها اول المضارع وما قبل اخره اى اخر المضارع مفتوحا لخفة الفتحة وثقل المضارع بالزيادة نحو يضرب فى الثلاثى المجرد ويستخرج فى المزيد فيه وهذه العلامة جارية فى جميع الابواب الا فى اربعة ابواب فى باب المفاعلة والافعال والتفعيل والتفعلة وملحقاتها اى ملحقات التفعلة هى اثنانية فان العلامة فيها اى فى تلك الابواب فتح ما قبل الاخر فقط لان ضم حرف المضارعة مشترك بين المعروف

وعل

المضاف

والمجهول فيها نحو يحاسب في يكرم ويعظم ويدحرج وانما فتح ما قبل الآخر في هذه الابواب لتمييز المجهول من المعروف ولخفة الفتحة وثقل المضارعة كما مرّ وفي الاجوف اي وتقول في الاجوف الذي انقلب عينه الفاً فلا يرد نحو عور وصيد ماضيه هو عطف بيان للاجوف ويقال لمعتل العين اجوف لخلوّ جوفه عن الحرف الصحيح اولوقوع حرف العلة في جوفه قيل وبيع اصل قيل قول نقل كسرة الواو الى ما قبلها بعد سلب حركته فجعلت الواو ياءً لسكونها وانكسار ما قبلها فصار قيل واصل بيع بُيِعَ نقلت كسرة الياء الى ما قبلها بعد سلب حركته فصار بيع وقد جاء في الماضي المجهول الاجوف ثلث لغات احدها هذه وهو افصح والاخرى ما اشار اليه بقوله وبالاشمام معطوف على مقدّر اي تقول في الماضي اجوف المجهول قيل وبيع بالنقل او الابدال وبالاشمام وهو ان تخلوكسرة فاء الفعل نحو الضمة فتميل الياء الساكنة بعدها الى الواو قليلاً لانها تابعة بحركة ما قبلها هذا هو المراد بالاشمام عند النحاة والقرّاء في معتل العين المبني للمفعول والغرض من الاشمام الابدال بان الاصل في اوائل هذه الحروف هو الضم وبالواو عطف على قوله وبالاشمام نحو قول وبوع باسكان الواو بلا نقل وجعل الياء واوًا لسكونها وانضمام ما قبلها وكذلك اي مثل باب قيل وبيع باب اختير وانقيد اي الماضي المجهول من معتل العين من باب الافتعال والانفعال في جواز الوجوه الثلثة لمكان المشاركة بين باب قيل وبيع وباب اختير وانقيد في التعليل فان قيل قد تقرر في التصريف ان باب الانفعال كلّه لازم فكيف يتصور المجهول منه اذ المجهول مختصّ منه بالفعل المتعدي قلنا يمكن تعديته بحرف الجرّ وبعد التعدية اخذ منه المجهول دون استخير واقيم اي دون معتل العين من باب الاستفعال والافعال فانه لا يكون كذلك حيث لم يجئ فيهما الا الكسرة دون الاشمام والواو وانما يجئ فيهما لغة واحدة لفقد فعل اي لعدم تحرك ما قبل العين فيهما اي في استخير واقيم في الاصل اذا اصلهما استخير واقيم بالياء والواو المكسورتين والقياس فيهما اذا اسكن ما قبلها ان ينتقل حركتهما اليه وتجعل العين ياءً اذا كانت واوًا فيقال استخير واقيم لغةً واحدةً وفي مضارعته اي في مضارع الاجوف المجهول واويًّا كان او يائيًّا تقلب لعين الفا نحو يقال ويباع اصلهما يبيع ويقول فقلبت الواو والياء فيهما الفا كما عرفت في التصريف اي كل واو وياء اذا كانت متحركة ويكون ما قبلها ساكنا نقلت حركتها الى ما قبلها وجعلت الفا صلے الوجوب والى هذا اشار بقوله كما عرفت في التصريف مستقصىً اي كما عرفت

ذلك في علم التصريف لكونه مستوفيا وفيه اشارة الى ان بيان كيفية المجهول من وظائف التصريف دون النحو الا انه بينهما استطرادا ولو ضمنا ثم لما فرغ عن تسليم الفعل المذكور شرع في بيان القيدين لقسمي الفعل وهما المتعدي واللازم اذ هما قيدان للفعل لا قسمان له فان المتعدي اعم من الفعل وشبهه وكذا غير المتعدي الا ان المتعدي مطلقا يمكن تعريفه بما يتوقف فهم معناه على متعلق فان المصدر لا يتوقف فهم معناه على شيء فضلا عن المفعول ولذا جاز حذف فاعله فقال

فصل الفعل اما متعد وهو اي المتعدي ما يتوقف فهم معناه على متعلق خاص اي بالمتعدي كضرب فان الضرب يتوقف فهمه على متعلق بحيث لا يتصور بدون المضروب وكذا المتعدي بواسطة الحرف كاعرض عنه ورغب اليه فان الاعراض والرغبة لا يتمان ولا يتصوران بدون المعروض عنه والمرغوب اليه متعديان بالوسائط بخلاف نحو قام فانه تام يدل على تعلق متعلق الا ان يلحقه الباء فيصير بمعنى اقام ويكون متعديا بالعارض واما اللازم وهو اي فعل متلبس بخلاف اي بخلاف المتعدي يعني بخلاف ما يتوقف فهمه على متعلق كقعد وقام فان القعود والقيام لا يتوقف فهمه على متعلق واعلم ان اللازم يجعل متعديا بحرف الجر نحو ذهبت بزيد او بالهمزة نحو اذهبت زيدا او بتضعيف العين نحو فرحت زيدا او بالف المفاعلة نحو ماشيته معناه صاحبته في المشي او بالسين الاستفعال نحو استخرجته معناه صيرته خارجا او بتضمن اللازم معنى فعل اخر متعديا لتضمينهم مر رحب بمعنى وسع فهذه ستة اسباب للتعدية والمتعدي يجعل لازما بنون الانفعال نحو انقطع وبتاء التفعل نحو تدحرج والمتعدي قد يكون متعديا الى المفعول الواحد كضرب زيد عمرا والى المفعولين لاقتضاء معناه اياهما ويكون ثانيهما اما غير الاول كاعطى زيد عمرا درهما او عين الاول كعلمت عمرا فاضلا ويجوز فيه اي في باب اعطيت الاقتصار على احد مفعوليه سواء اقتصر على الاول كاعطي زيدا او على الثاني كاعطيت درهما بخلاف باب علمت حيث لا يجوز الاقتصار على احد مفعوليه بل اذا ذكر احدهما وجب ذكر الاخر والى ثلثة مفاعيل معطوف على قوله والى مفعولين اي المتعدي يكون متعديا الى ثلثة مفاعيل نحو اعلم الله زيدا عمرا فاضلا ومنه اي من المتعدي الى ثلثة مفاعيل ارى بمعنى اعلم لكون اعلم وارى اصلين في هذا القسم اذ هما متعديان قبل ادخال الهمزة الى مفعولين وبعد ادخال الهمزة زاد مفعول ثالث يقال له المفعول الاقل واما البواقي من الافعال كاهى ابنا ونبا واخبر وخبر وحدث فليست اصلا في التعدية الى ثلثة بل تعديتها اليها

بينهما

تقسيم الفعل الى المتعدي وغير المتعدي

لما فیہا من معنی الاعلام فاجریت مجراہ فی تعدیتہما الی ثلثۃ (جاز) الاخفش استعمال
اظننت واحسبت واحلت وازعمت بمعنی اعلمت وہذہ الافعال المتعدیۃ الی الثلثۃ تسمی
السبعۃ لا الستۃ کما وقع فی بعض النسخ فانہ سہو لانہا سبعۃ لا ستۃ وفعولہا ای مفعول الافعال
الافعال الاول مع الاخیرین ای المفعولین الاخیرین کمفعولی اعطیت فی جواز
الاقتصار علی احدہما ای احد مفعولی اعطیت فیجوز الاقتصار علی المفعول الاول من تلک
الافعال بدون الاخیرین وعلی الاخیرین منہا بدون الاول کما فی مفعولی اعطیت حیث
یجوز الاقتصار فیہ علی کل واحد منہما تقول اعلم اللہ زیدا بالاقتصار علی المفعول الاول
تقدیرہ اعلم اللہ زیدا عمرا فاضلا واعلم اللہ عمرا فاضلا بالاقتصار علی الاخیرین تقدیرہ
اعلم اللہ زیدا عمرا فاضلا والثانی ای المفعول الثانی مع المفعول الثالث من ہذہ
الافعال کمفعولی علمت فی عدم جواز الاقتصار علی احدہما ای احد مفعولی علمت فلا
یجوز فیہ الاقتصار علی الثانی بدون الثالث ولا علی الثالث بدون الثانی بل اذا ذکر
الثانی یجب ذکر الثالث وبالعکس کما فی مفعولی باب علمت حیث لا یجوز فیہ الاقتصار
علی کل واحد منہما واذا لم یجز الاقتصار علی احد المفعولین الاخیرین من ہذہ
الافعال فلا تقول اعلمت زیدا اخیر الناس بالاقتصار علی الثانی بدون الثالث بل
تقول اعلمت زیدا عمرا اخیر الناس بذکر الثانی مع الثالث وذلک لان المفعول الثانی
والثالث من ہذہ الافعال ہما مفعولا باب علمت فی الحقیقۃ ثم لما فرغ عن بیان ما مر
من تعدیتہ للفعل شرع فی بیان افعال القلوب وانما افردہا بالذکر لاختصاصہا باحکام
لیست فی غیرہا وہذا ہو الوجہ لافراد الافعال الناقصۃ وما بعدہا فقال

فصل افعال القلوب سبعۃ علمت وظننت ورأیت وحسبت وخلت وزعمت
ووجدت وتسمی ہذہ الافعال افعال الشک والیقین ایضا وانما سمیت ہذہ الافعال
بافعال القلوب لانہا غیر مفتقرۃ فی صدورہا الی الجوارح والاعضاء الظاہرۃ بل
یکفی فیہا القوی الباطنۃ لان بعضہا للشک وبعضہا للیقین وکلاہما من افعال القلوب
ولذا تسمی بافعال الشک والیقین والشک فی اللغۃ ہو خلاف الیقین ومن قال کانہم
ارادوا بالشک الظن ولا اشتمال شیء من ہذہ الافعال بمعنی الشک المقتضی تساوی
الطرفین فقد خلط اللغۃ باصطلاح اہل المیزان فاما التی منہا للشک فہی ثلثۃ
ظننت وحسبت وخلت واما التی منہا لیقین فہی ثلثۃ ایضا علمت ورأیت ووجدت
والسابع منہما یصلح لکل منہما وہو زعمت وانحصارہا فی السبعۃ استقرائی

ای مجری الاول

من الفعل

افعال القلوب

لاعقلوا ولا عرفت واعتقدت من افعال القلوب ایضاً ولیسا بمتعدیین الی مفعولین استحقاقاً ولا یجری فیهما احکامها وهی ای افعال القلوب افعال تدخل علی المبتدأ والخبر فتنصبهما ای المبتدأ والخبر علی المفعولیة لانهما مفعولان بهما نحو علمت زیداً فاضلاً وظننت عمراً عالماً ثم اشار الی بیان بعض خصائص هذه الافعال فقال واعلم ان لهذه الافعال خصائص جمع خصیصة وهی ما یختص بالشیء ولا یشارک فیه غیر ذلک الشیء منها ای تلک الخصائص ان لا یقتصر علی احد مفعولیها ای مفعولی افعال القلوب بان یذکر احدهما منفرداً عن الآخر وان جاز ان لم یذکرا معاً کقوله تعالی وَیَوْمَ یَقُولُ نَادُوا شُرَکَائِیَ الَّذِینَ زَعَمْتُمْ ای زعمتموهم ایاهم وانما لا یجوز الاقتصار علی احد مفعولیها لان هذه الافعال تدخل علی المبتدأ والخبر فکما ان المبتداء لابد له من الخبر وبالعکس لابد لاحد مفعولیها من الآخر بخلاف باب اعطیت ای هذا متلبس بمخالفة باب اعطیت حیث یجوز فیه الاقتصار علی احد مفعولیه کما مرّ لانه لا یدخل علی المبتدأ والخبر ولذا یجوز حذف مفعولیه معاً واذا لم یجز الاقتصار علی احد مفعولیه فلا تقول علمت زیداً بالاقتصار علی احد المفعولین وهو المفعول الاول ولا علمت فاضلاً بالاقتصار علی احد المفعولین وهو المفعول الثانی وقد جاء الاقتصار علی احد مفعولیها علیها القرینة وان کان قلیلاً کقولک قائماً لمن قال ما ظننت زیداً او زیداً لمن قال ما ظننت قائماً ومنها ای من تلک الخصائص جواز الالغاء ای جواز اهمال عملها لفظاً ومعنیً اذا توسطت تلک الافعال بین المبتدأ والخبر ای بین مفعولیها نحو زید ظننت قائم او تاخرت عنهما نحو زید قائم ظننت وانما جاز الالغاء فی الصورتین لان مفعولیها کلام مستقل لصحة الحمل فیمتنعان عن کونهما معمولین مع ضعف العامل بالتوسط والتاخر عن احدهما او کلیهما وفی قوله جواز الالغاء اشارة الی جواز عملها عند التوسط والتاخر ایضاً لانه یمکن ان یعمل فیهما العامل لقوته ذاتاً فیجوز الوجهان الا ان الاعمال اولی عند التوسط والالغاء اولی عند التاخر وقیل انهما متساویان وفی قوله اذا توسطت او تاخرت اشارة الی انها اذا تقدمت لا یجوز الالغاء وهو عند الجمهور وقد نقل عن بعضهم جواز الالغاء عند التقدم نحو ظننت زیداً قائم واعلم ان هذه الافعال عند الالغاء تکون بمعنی المصیر الواقع ظرفاً لمعنی زید ظننت قائم مثلاً زید قائم فی ظنی ومنها ای من تلک الخصائص انها ای تلک الافعال تعلق عملها ای تهمل عن العمل لفظاً وتعمل معنیً علی الالزوم اذا وقعت قبل حرف الاستفهام نحو علمت زید عندک

هم

ام عمرو وقبل حرف النفی نحو علمت ما زید فی الدار وقبل لام الابتداء نحو علمت لزید منطلق وانما تعلق هذه الافعال عند هذه الاشیاء الثلثة لاقتضاء کل واحد منهم صدر الکلام فلو عملت لم تکن هذه الاشیاء فی صدر الکلام فتهمل عن العمل لفظا لئلا یزول صدارتها وان کان معنی الاول علمت احدهما بعینه ومعنی الثانی علمت زیدا لیس فی الدار معنی الثالث علمت زیدا منطلقا کان الجزئین الذین فی هذه الامثلة فی موقع النصب لان العلم وقع علیهما فی الحقیقة وعدل عنه محافظة اللفظ فمن حیث اللفظ رعیت هذه الاشیاء ومن حیث المعنی رعیت هذه الافعال وانما لم یقل قبل حرف الاستفهام لینسا ول الاسم کقوله تعالی لنعلم ای الحزبین احصی وفی قوله قبل الاستفهام اشارة الی انها اذا وقعت بعد الاستفهام لم تعلق وانما سمی اهمالها لفظا واعمالها معنی بالتعلیق لانها عند تعدیتها لا هی ذات اهمال ولا هی ذات اهمال مشبهة بالمرأة المعلقة وهی التی یدعها زوجها من غیر طلاق فلا هی ذات زوج ولا هی فارغة عنه ومنها ای من تلک الخصائص له ای للثانی یجوز ان یکون فاعلها ای فاعل افعال القلوب ومفعولها الاول ضمیرین متصلین لانه اذا کان احدهما منفصلا لم یکن جواز اجتماعهما مختصا بهما بل فی غیرهما ایضا نحو ایاک ظننت لشئ واحد ای هما عبارتان عن شئ واحد ویکون مفعولها الثانی مظهرا نحو علمتنی منطلقا وظننتک فاضلا بخلاف سائر الافعال فانه لا یجوز فیها اجتماع ضمیری الفاعل والمفعول لشئ واحد حتی لا یصیر الشخص الواحد فاعلا ومفعولا فی حالة واحدة فانه ممتنع فلا یقال ضربتنی وضربتک بل ضربت نفسی وضربت نفسک بإیراد النفس المضاف الی یاء المتکلم وکاف الخطاب واعترض علی هذا التعلیل بانه یلزم ان یکون الشخص الواحد فاعلا ومفعولا فی حالة واحدة فی مثل ضربت نفسی وضربت نفسک ایضا فالصواب ان یقال فی تعلیل ذلک انما لا یجوز لاجتماع ضمیری الفاعل والمفعول فی غیر افعال القلوب لان الغالب فیه تعلق الفعل بغیره فلو جمع بینهما لسبق الوهم الی المغایرة بینهما اذا وقیل ضربتنی لسبق الوهم الی ضربتنی انت فلدفع هذا الغالب عدل الی ایراد النفس فقیل ضربت نفسی ولا یندفع هذا الالتباس بحرکة تاء الضمیر مع قیام هذا الغالب لان هذا الغالب قوی ویجوز ان تشبه هذه الحرکة بغیرها عند غفلة السامع وانما یجوز اجتماع الضمیرین الفاعل والمفعول فی افعال القلوب فان تعلقها فی الحقیقة بالمفعول الثانی لا بالمفعول الاول فکان الاول غیر موجود لانک اذا قلت ظننت زیدا قائما فالمظنون هو القیام لا ذات زید بخلاف ضربتنی متذکرا فان تعلقه بالضمیرین معا

ای لا بمعنی

ولانها متعلقة باعتقادات القلوب من العلم والظن فان تعلق علم الانسان وظنه بصفات نفسه اكثر من تعلقها بصفات غيره فاذا لم يحتج الى ايراد النفس فيها لانتفاء المقتضى لايرادها وهو الالتباس فامّا فقدتُني وعدمتُني وان لم يكونا من افعال القلوب فقد اجريا مجراها لانهما نقيضا وجدتُني فحملا عليه حمل النقيض على النقيض واعلم انه اى الشان قد يكون ظننت بمعنى اتّهمت فهو من الظن بمعنى التهمة وعنه قوله تعالى وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ اى متّهم وعلمت بمعنى عرفت ومنه قوله تعالى وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ ورأيت بمعنى ابصرت اى ابصرته بعينى ومنه قوله تعالى مَا ذَا تَرَى ووجدت بمعنى اصبت اصالة وهو من وجدان الضالة اى اصابتها وكذا حسبت قد يكون بمعنى صرت ذا حسبٍ وخلتُ بمعنى صرتُ ذا خال وزعمت بمعنى كفلتُ به وكانّه خصّ البعض بالذكر لكون معانيه الاخر قريبة من المعانى الاول حتى يتوهم انه بتلك المعانى ايضا ينصب المفعولين بخلاف البعض الاخر فانه ليس كذلك وان كانت هذه الافعال المعانى الاخر المذكورة فتنصب بسببها مفعولا واحدا فقط اى لا مفعولا اخر فلا تكون حينئذ اى حين تلك المعانى من افعال القلوب لعدم كون هذه المعانى منها ولما فرغ عن بيان افعال القلوب شرع فى بيان

فصل الافعال الناقصة

الافعال الناقصة فصل الافعال الناقصة افعال وضعت لتقرير الفاعل اى لتشبيهه على صفة غير صفة مصدرها اى مصدر الافعال الناقصة وانما وصف الصفة بهذا لانه ما من فعل الا وهو موضوع لتقرير الفاعل على صفةٍ فضَرَبَ يدلّ على تقرير فاعله على الضرب وقَتَلَ يدلّ على تقرير فاعله على القتل الا انّ الصفة التى يدلّ سائر الافعال على تقرير الفاعل عليها هى مصدرها واما الصفة التى يدلّ الافعال الناقصة على تقرير فاعلها عليها فهى غير مصدرها وهى الاخبار وانما سمّيت هذه الافعال ناقصة لنقصانها عن غيرها من الافعال لانها لا تدلّ الا على الزمان ولانها لا تتمّ بمرفوعها وتحتاج الى المنصوب لتتمّ ولنقصان عددها بالنسبة الى الافعال التى تتمّ بمرفوعها وعن الزجاج ومن تابعه انها حروف لكونها دالّة على معنى فى غيرها حيث جاءت لتقرير الخبر للمبتدأ على صفة وهى اى تلك الافعال كان وصار الى اخرها اى اخر الافعال كما عرفت قبل تدخل على الجملة الاسمية هذه جملة مستأنفة اى تدخل هذه الافعال على المبتدأ والخبر وانما تدخل عليها لافادة نسبتها حكم معناها اى لتفيد هذه الافعال حكم معناها فى خبرها فان معنى صار الانتقال وخبره لا يتصف بالانتقال بل يكون منتقلا اليه فهو فى حكم الانتقال فقد افاد صار حكم معناه فى خبره

فان

الافعال الناقصة :

ولما فرغ عن بيان افعال القلوب شرع فى بيان الافعال الناقصة ١٢

وکذلک معنی کان فی قولہ تعالیٰ کَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا استمرار الفاعل علی العلم والحکمۃ فیکون الخبر مستمرًا علیہما فقد صار خبرہ فی حکم معناہ وبہذا ظہر فائدۃ الحکم فی قولہ حکم معناہ وقیل ان معنی افادتہا الخبر حکم معناہا ای ثر معناہا من معنی الثبوت کما فی کان والانتقال کما فی صار وما یرادفہا والدوام کما فی مازال ومایشابہہا والتوقیت کما فی ما دام والنفی کما فی لیس فترفع ہذہ الافعال الجزء الاول من الجملۃ الاسمیۃ وہی تسمی اسمہا وہو اولی من ان یسمی فاعلا لہا وتنصب الجزء الثانی منہا ویسمی خبرا لہا وانما ترفع اسمہا لکونہ فاعلا وانما تنصب خبرہا لکونہ مشبہا للمفعول بہ فی توقف الفعل علیہ فتقول کان زید قائما وکان ای کلمۃ کان اولفظۃ کان وہو مبتدأ وخبرہ علی ثلثۃ اقسام احدہا ناقصۃ انما قیل ذلک لقصۃ بحریان استعمالہا مؤنثا کما یقال تامۃ وزائدۃ ونحو ذلک ولذا اولت بالکلمۃ او باللفظۃ وہی ای کان الناقصۃ تدل علی ثبوت خبرہا للفاعل فی الماضی ای فی الزمان الماضی اما ان یکون دائما نحو کَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا او یکون الماضی منقطعا نحو کان زید شابا والثانیۃ تامۃ کافیۃ بمعنی ثبت وحصل وانما سمیت تامۃ لانہا تتم بالفاعل ولا یحتاج الی الخبر نحو کان قتال ای حصل قتال والثالثۃ زائدۃ لا تغیر باسقاطہا معنی الجملۃ فیکون وجودہا کعدمہا وہو تفسیر الزائدۃ وہذا مختصۃ بلفظۃ کان بخلاف القسمین السابقین فانہما یجریان فی جمیع تصاریفہا کقول الشاعر شعر

جِیَادُ بَنِیْ اَبِیْ بَکْرٍ تَسَامٰی عَلٰی کَانَ الْمُسَوَّمَۃِ الْعِرَابِ

ای علی المسومۃ الجیاد ہی الخیل السریعۃ وتسامی اصلہ تتسامی حذفت احدی الثائین تخفیفا وہو من التسامی بمعنی الرفعۃ والعلو والمسومۃ بفتح الواو الخیل التی جعل علیہا علامۃ والعراب بکسر العین جمع عربی وہو صفۃ للمسومۃ وقولہ جیاد مبتدأ مضاف الی بنی ابی بکر وخبرہ قولہ تسامی وعلی کان الجار متعلق بہ وکان زائدۃ لا یتغیر بہ معنی اصل الجملۃ کما بینہ بقولہ ای علی المسومۃ وانما اوردہ ہذین القسمین وان لم تکن کان فیہما ناقصۃ استیفاء لجمیع استعمالاتہا ولموافقتہا بالناقصۃ فی اللفظ وقد تکون کان ملغاۃ فی اللفظ دون المعنی کقولک زید کان قائم فیدل کان علی ان القیام کان فیما مضی وصار للانتقال من حال الی حال نحو صار زید غنیا ای انتقل من حال الفقر الی حال الغناء او من حقیقۃ الی حقیقۃ نحو الطرصا حجرا او قد یجیء صار بمعنی الانتقال من مکان الی مکان او من ذات الحوات ویتعدی حینئذ بالی نحو صار زید من قریۃ الی قریۃ او من خالد الی بکر واصبح واضحی وامسی تدل ای ہذہ الافعال الثلثۃ علی اقتران معنی الجملۃ التی وقعت

القسم الثالث للاخذ اى لقرب الاخذ والشروع فى الفعل وهو طفق بمعنى اخذ وجعل بمعنى طفق وكرب بفتح الراء بمعنى قرب واخذ بمعنى شرع واستعمالها اى استعمال هذه الالفاظ الاربعة دون مضارعها مثل استعمال كاد اى مثل استعمال كاد فى اقتضاء كل واحد منها اسما وخبرا وكون خبرها فعلا مضارعا دون ان نحو طفق زيد يكتب اى اخذ واوشك بمعنى اسرع عطف على قوله اخذ فيكون من جملة القسم الثالث واستعماله اى استعمال اوشك لا معناه نحو عسى وكاد اى مثل استعمالهما فيستعمل تارة مثل عسى فى وجوبها اى كونها مقتضية للخبر وكونها مستغنية عنه اذا كان اسمها معان نحو اوشك زيد ان يقوم واوشك ان يقوم زيد وتارة مثل كاد فى اقتضاء الاسم والخبر وكون الخبر فعلا مضارعا دون ان نحو اوشك زيد يقوم ولا يخفى ان عبارة المصرح هذه توهم ان الاصل فى استعمال خبر اوشك ان يكون مع ان وكذا اصل استعماله ان يكون بدون ان وهذا تناقض ثم لما فرغ عن بيان افعال المقاربة شرع فى بيان فعلى التعجب فقال

معانيها

فعلا التعجب

فصل فعلا التعجب هو افعال النفس عند ادراك الشئ خفى سببه وخرج عن حد نظائره بمعنى الاضافة فى قوله فعلا التعجب فعلان وضعا لانشاء التعجب ولهذا اتركا التعريف لانه يفهم من هذه الملابسة على انه وقع بيانا لما يفهم فيها عند التصريح ولان التعريف لا تنصب به الجزئيات فلما انحصر المعرف فى جزء او جزئين لا يحتاج الى ذلك وله اى وللتعجب صيغتان مبتدأ متقدم الخبر وهو جملة معترضة وقوله ما افعله وافعل به خبر لقوله فعلا التعجب نحو ما احسن زيدا اى اى شئ احسن زيدا وفى احسن ضمير وهو فاعله فما فى ما احسن زيدا اما مبتدأ نكرة بمعنى شئ عند سيبويه والخليل واصله شئ احسن زيدا والجملة التى بعدها اعنى الفعل والفاعل والمفعول فى موضع الرفع بانه خبره واما موصولة بمعنى الذى عند الاخفش والجملة التى بعدها صلة وهى مع الصلة فى موضع الرفع بانه مبتدأ وخبره محذوف تقديره الذى احسن زيدا شئ واستفهامية عند البعض فهى مبتدأ وما بعدها خبرها وتقديره اى شئ احسن زيدا ونحو احسن بزيد والمجرور ههنا فاعل عند سيبويه فعلى هذا الوجه لا يكون الضمير فى احسن لان الفاعل لا يكون الا واحدا اولم يجئ استتار ضمير الفاعل لان الامر ههنا بمعنى الماضى والهمزة للصيرورة لا للتعدية والباء زائدة فى الفاعل كما فى قوله تعالى وكفى بالله شهيدا فيكون معنى احسن بزيد صار زيدا ذا حسن ومفعول عند الاخفش ويؤيده جواز حذفه كما جاء فى قوله تعالى اسمع بهم وابصر فعلى هذا الوجه يكون احسن امرا لا خبرا فيكون فيه ضمير هو فاعله اى احسن انت بزيد يا او زيدا اى اجعله حسنا

بصیغۃ صفۃ بہ وآلۃ عندہ للتعدیۃ فیکون الھمزۃ للصیرورۃ لا للتعدیۃ لیصیر احسن متعدیا بواسطۃ الباء او للزیادۃ لان المفعول للتاکید کما فی قولہ تعالی ولا تلقوا بایدیکم فحینئذ یکون الھمزۃ للتعدیۃ کما فی اخرج واحسن متعدیا بنفسہ ولا یبنیان ای فعلا التعجب لا صیغۃ منہ افعل التفضیل ای الا من شئ یصح بناء افعل التفضیل منہ لوجود المشابھۃ بینھما لکون کل واحد منھما للمبالغۃ والتاکید فلا یبنیان الا من ثلاثی مجرد قابل للزیادۃ والنقصان لیس بلون ولا عیب وانما قیدنا الثلاثی المجرد بقولنا قابل للزیادۃ والنقصان احترازا عن نحو مات زید فانہ لا یقال فیہ ما مات زیدا لان الموت لا یقبل الزیادۃ والنقصان فلا یکون موت احد زائدا من موت احد اخر وانقص ولا غلبان یتعجب من الفاعل لا من المفعول کما فی اسم التفضیل فنحو ما اشھرہ وما اشغلہ قلیل وما اعطاہ شاذ ویتوصل فی الممتنع ای الذی امتنع بناء فعلی التعجب منہ من ربا عمرا وثلاثی مزید فیہ او ثلاثی مجرد مما فیہ لون او عیب بمثل اشد استخراجا فی الاول واشدد باستخراجہ فی الثانی ای یبنیان من فعل یمتنع بناؤھما منہ ویوقم مصدر ذلک الفعل الممتنع مفعولا او مجرورا بالباء کما عرفت ذلک فی اسم التفضیل ولا یجوز التصرف فیھما ای فی فعلی التعجب بتقدیم وتاخیر ای بتقدیم المفعول والمجرور وتاخیرھما عنھما فلا یجوز ان یقال ما زیدا احسن و لا ان یقال بزید احسن فان قلت ذکر التاخیر ھھنا مستدرک اذ کل من التقدیم و التاخیر مستلزم للاخر فیکون تقدیم شئ مستلزما لتاخیر غیرہ وبالعکس قلنا ان احدھما ینفصل عن الاخر قصدا لا تحقیقا فکان الشیخ رحمۃ اللہ علیہ اعتبر القصد او نقول ذکرہ تاکیدا او لافضل ای لا یجوز التصرف فیھما ایضا بایقاع فصل بین العامل والمعمول فلا یجوز ان یقال ما احسن الیوم زیدا ولا احسن الیوم بزید وجاء الفصل بکان الزائدۃ نحو ما کان احسن زیدا ولا یقاس علیہ لفظا یکون خلافا لابن کیسان وانما لا یجوز ھذہ التصرفات فی صیغتی التعجب لکونھما غیر متصرفین حیث لا یجئ منھما مضارع مجھول وامر ونھی وتانیث وتثنیۃ وجمع لانھما بعد النقل الی النعت جریا مجری الامثال فلا یتغیران کما لا یتغیر الامثال ولاقتضائھما صدر الکلام لما فیھما من معنی الانشاء والمازنی اجاز الفصل بالظرف حیث یتسع بالظرف ما لا یتسع فی غیرہ ولما سمع من العرب ما احسن بالرجل ان یتصدق نحو ما احسن الیوم زیدا

فی الظرف

وأحسن اليوم بزيد وهذا اذا كان الظرف متعلقا بصيغة التعجب اما اذا لم يكن متعلقا بها فلا يجوز الفصل بالظرف فلا يقال لقيته ما أحسن امس زيدا الا امس متعلق بقوله لقيت لا بقوله احسن ثم اعلم ان النحويين اختلفوا في كون صيغة التعجب فعلين امرا سميين فذهب الاكثرون الى انهما فعلان واستدلوا على ذلك باتصال نون الوقاية نحو اكرمني و بعدم اضافته الى المنصوب وبنائه على الفتح وذهب بعضهم الى انهما اسمان واحتج عليه بتصغير ما صيغ في قوله ع يا ما اصيلح غزلا ناشدن لنا + وبعدم لحوق الضمائر وتاء التانيث الساكنة والتصرف وبتصحيح الواو في نحو ما اخوفه ولما فرغ عن بيان فعلي التعجب شرع في بيان افعال المدح والذم فقال

فصل

افعال المدح والذم ما وضعوا اى افعال وضعت وتذكير الضمير باعتبار اللفظ لانشاء مدح او ذم فلا يصدق الحد على نحو كرم زيد وشرف عمرو وقنع بكر وعور خالد و ملحت وذممت لانهم لم توضعا للانشاء واما المدح فله اى فللمدح فعلان احدهما نعم وهو فعل ماض اصله نعم على وزن فعل بفتح الفاء وكسر العين وقد جاء في فعل اسما كان او فعلا اربع لغات اذا كان فاؤه مفتوحا وعينه حلقيا فتح الفاء مع كسر العين وهي الاصل وفتح الفاء مع اسكان العين وكسر الفاء مع اسكان العين وكسر الفاء مع كسر العين اتباعا للعين ثم اختلف النحاة في فعليته نعم وبئس فذهب الكسائي والبصريون الى انهما فعلان و استدلوا على فعليتهما باتصال تاء التانيث الساكنة واستتار الضمير وذهب الباقون الى انهما اسمان واحتجوا على اسميتهما بدخول حرف الندا عليهما نحو يا نعم المولى واجيب بانها محمول على حرف المنادى فاعله اى نعما سمع معروف باللام نحو نعم الرجل زيد وهذه اللام للعهد الذهني على الاصح اذ يفسر بالواحد والمثنى والمجموع وكذا المضاف والمضمر فقيل انها للعموم واما كان فاعله اسما معرفا بهذه اللام ليحصل المبالغة في المدح وهذا هو المناسب لباب نعم وذلك لان اللام لما كان للعهد الذهني يكون المعهود بهما واقعا على واحد غير معين ابتداء ثم يصير معينا بذكر المخصوص بعده ويكون الكلام بعده مشتملا على الاجمال و التفصيل وهو واقع في النفس او اسم مضاف الى الاسم المعرف باللام اما بغير واسطة نحو نعم غلام الرجل زيدا او بواسطة نحو نعم غلام صاحب الفرس او بوسائط نحو نعم وجه فرس غلام الرجل زيد فيكون فاعله اى فاعلا ايضا مضمرا لان قولك نعم رجلا مخصوص من قولك نعم الرجل زيد ولانه اضمار على شريطة التفسير وفيه مبالغة في المدح و بئس ضد نعم فاعله اى تفسير ذلك المضمر نكرة منصوبة في التميز واقعة قبل مخصوصة

ولتصحيح
افعال المدح والذم

مفردۃ نحو نعم رجلا زید او مضافۃ الی نکرۃ او معرفۃ اضافۃ لفظیۃ نحو نعم ضارب رجل زید ونعم ضارب زید او حسن الوجہ انت وانما وصف النکرۃ بالمنصوبۃ لمجرد التوضیح اذ التمیز اما منصوب او مجرور وھھنا لا یحتمل الجر الا ان یراد الاحتراز بہ عن المجرور عن کما فی قالتہ اللہ من شاعر وذلک ان ترید بالمنصوبۃ لا محلا فاحترز بہ عما یحسن التقابل بین النکرۃ وبین ما وانما وجب تمیزہ بتلک النکرۃ لانہ لو لم یذکرہ لم یعلم ھما ان فی نعم ضمیرا او بما عطف علی قولہ بنکرۃ ای یجب تمیز ذلک المضمر بما منصوب المحل علی التمیز نحو قولہ تعالی فنعما ھی ای نعم الشیء شیئا ھی ای ابتداء ھا وما نکرۃ بمعنی شیء لا موصولۃ لا موصوفۃ والمخصوص بالمدح ھی وقال الفراء والوعلی ما موصولۃ بمعنی الذی فاعل لنعم ویکون الصلۃ بتمامھا فی نعما ھی محذوفۃ لان ھی مخصوصۃ بالمدح ای نعم الذی فعلہ ھی وقال سیبویہ والکسائی ما معرفۃ تامۃ بمعنی الشیء فمعنی فنعما ھی ای نعم الشیء ھی فیھا ھو الفاعل لکونہ بمعنی شیء للاھر وھی مخصوصۃ بالمدح وزید فی الامثلۃ المذکورۃ الواقع بعد الفاعل لیسمی المخصوص بالمدح لانہ خص بالمدح ولم یصرح بتقدیمہ لانہ قد جاء جواز تقدیمہ فیقال زید نعم الرجل والثانی حبذا نحو حبذا زید فحب فعل المدح وفاعلہ ای فاعل ھذا الفعل ذا اشارۃ الی ما فی الذھن کما قیل فی الرجل نعم الرجل ولا یجوز حذف ذا من حب تفضیلا للظاھر علی المضمر وعند صاحب القاموس حب اسم بمعنی الحبیب وذا فاعلہ والمخصوص بالمدح زید الواقع بعد حبذا ویجوز ان یقع قبل مخصوص حبذا او بعدہ ای بعد حبذا تمیز مطابق لذلک المخصوص فی الافراد والتثنیۃ والجمع والتذکیر والتانیث لکون فاعلہ مبھما وھذا بخلاف نعم حیث یجب ھناک التمیز اذا کان فاعلہ مضمرا تفضیلا للملفوظ علی غیر الملفوظ نحو حبذا رجلا زید مثال ما کان التمیز واقعا قبل مخصوص حبذا او حبذا زید رجلا مثال ما کان التمیز واقعا بعد مخصوص حبذا او حال عطف علی تمیز ای ویجوز ان یقع قبل مخصوص حبذا او بعدہ حال علی وفق المخصوص فیما ذکر نحو حبذا راکبا زید فی وقوع الحال قبل مخصوص حبذا وحبذا زید راکبا فی وقوع الحال بعدہ ثم العامل فی التمیز والحال ما فی حبذا من الفعل وذو الحال ھو ذا لا زید لان زیدا المخصوص بالمدح لا یجیء الا بعد تمام المدح لفظا وتقدیرا فالراکب حال عن الفاعل لا عن المخصوص وعلی ھذا القیاس فی التمیز فی نعم رجلا ھو نعم رجلا ھو نعم رجلا وامثلۃ الذم فلہ ای فللذم فعلان ایضا کما یکون للمدح فعلان احدھما بئس نحو بئس الرجل زید مثال فاعل بئس

ابدأ بھا

المعرف باللام وبئس غلام الرجل زيد مثال فاعله المضاف الى المعرف باللام وبئس رجلا زيد مثال فاعله المضمر المميز بنكرة منصوبة والثانى ساء نحو ساء الرجل زيد ففاعل ساء المعرف باللام وساء غلام الرجل زيد فاعله المضاف الى المعرف باللام وساء رجلا زيد فاعله المضمر المميز بنكرة منصوبة وهذان الفعلان مثل نعم فى كون فاعله اما اسما معرفا باللام او مضافا الى المعرف باللام او مضمرا مميزا بنكرة منصوبة ثم لما فرغ من القسم الثانى فى الفعل شرع فى القسم الثالث فى الحرف فقال

القسم الثالث فى الحرف

القسم الثالث فى الحرف

وقد مضى تعريفها اى تعريف الحرف فى المقدمة واقسامها اى اقسام الحروف سبعة عشر قسما حروف الجر والحروف المشبهة بالفعل وحروف العطف وحروف التنبيه وحروف النداء وحروف الايجاب وحروف الزيادة وحرفا التفسير وحروف المصدر وحروف التحضيض وحرف التوقع وحرفا الاستفهام وحروف الشرط وحروف الردع وتاء التانيث الساكنة والتنوين ونونا التاكيد **فصل** حروف الجر كان الانسب تقديم الحروف المشبهة بالفعل على حروف الجر على طبق تقديم المرفوع والمنصوب على المجرور الا انه قدم حروف الجر عليها مراعاة لاصالتها فى عملها وفرعية الحروف المشبهة اولاكثرة دورانها فى الكلام وانما سميت بحروف الجر لانها تجر معانى الافعال الى ما يليها وتجر الاسماء وتسمى بحروف الاضافة لانها تضيف الفعل او شبهه او معنى فعل الى ما يليها حروف وضعت لافضاء الفعل الاولى ان يقول للافضاء بالفعل بمعنى ايصاله لان الافضاء هو الوصول والمعدى بالباء كان معناه الايصال وشبهها اى شبه الفعل وهو ما يعمل عمل فعله وهو من تركيبه كاسمى الفاعل والمفعول والصفة المشبهة او معنى فعل وهو ما يستيقظ منه معنى الفعل ولا يكون من تركيبه كالظرف والجار والمجرور وحروف النداء وحروف التنبيه واسم الاشارة واسم الفعل والتمنى والترجى والتشبيه وغير ذلك مما يدل على معنى الفعل الى ما تليه كلمة ما عبارة عن اسم والضمير المرفوع المستكن فى تليه عائد الى الحرف والمنصوب البارز الى ما اى الى اسم تلى الحرف ذلك الاسم وانما عبر عن الاسم بكلمة ما ليتناول مثل قوله تعالى وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ فانه ليس بالفعل بحيث يمر زيد نظير الافضاء للفعل وانما مر زيد نظير الافضاء لشبه الفعل وهذا فى الدار اى اشير اليه فيها اى فى الدار نظير الافضاء لمعنى الفعل وهى اى حروف الجر تسع عشر حرفا احدها من وقد مها لها سائر الحروف لانها للابتداء فهى بالابتداء اولى وهى اى من موضوعة لابتداء الغاية اى انتهاية اى الابتداء له نهاية ولا يستعمل فى ابتداء

بفعل

لانهاية له كالامور الابدية وهذا اعنى تفسير الغاية بالنهاية احسن من تفسيرها بمعنى المسافة لانه يوجب ان يكون استعمالها فى الزمان مجازا الا ان يراد بالمسافة المسافة الحقيقية او التنزيلية وعلامته اى علامة كون من لابتداء الغاية ان يصح فى مقابلته اى الابتداء الانتهاء حتى يصح ايراد الى وما يفيد فائدتها فى مقابلتها وهذا الابتداء يكون من مكان كما تقول سرت من البصرة الى الكوفة او من زمان كما تقول صمت من يوم الجمعة الى يوم الخميس وقد يجئ لمجرد الابتداء من غير قصد الى انتهاء محض مع صحة ان يكون فى مقابلتها الانتهاء كما تقول اعوذ بالله من الشيطان الرجيم فان معنى اعوذ بالله التجئ اليه وللتبيين اى لاظهار المقصود من امرمبهم وعلامته اى كون من للتبيين ان يصح وضع لفظ الذى او تصاريفه على حذف المعطوف مكانه اى مكان لفظ من كقوله تعالى فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ اى الرجس الذى هو الوثن فان قلت لا يصح وضع الموصول مكان من فى نحو قد كان من مطر اى شئ من مطر مع انها للتبيين لانه يلزم وصف النكرة بالمعرفة ويلزم جعل المفرد صلة قلت المراد بوضع الموصول مكانه مع ايراد مقتضيات الموصول وللتبعيض اى علامته اى علامة كون من للتبعيض ان يصح وضع لفظ بعض مكانه اى مكان من نحو اخذت من الدراهم فانه يصح ان يقال اخذت بعض الدراهم وزائدة بالرفع عطف على قوله للابتداء فانه مرفوع بالخبرية وعلامته اى علامة كون من زائدة ان لا يختل المعنى باسقاطه اى باسقاط لفظ من بل يبقى اصل المعنى على حاله نحو ما جاءنى من احد فانه لو قيل فما جاءنى احد باسقاطه لم يختل اصل المعنى ولا يزاد من فى الكلام الموجب على مذهب البصريين فيزاد فى غير الموجب خلافا للكوفيين والاخفش فانهم جوزوا زيادتها فى الموجب فى اسم الجنس ايضا واستدلوا على ذلك بقوله تعالى يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وبقوله تعالى إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا وبقول العرب قد كان من مطر اى قد كان مطر واجيب عن الايات بان قوله تعالى يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ خطاب لافضل عليه السلام وغفران جميع ذنوب امة محمد صلى الله عليه وسلم لا يوجب غفران جميع ذنوب امة نوح عليه السلام فعلم من هذا ان كلمة من فى قوله تعالى يغفر لكم من ذنوبكم للتبعيض لا للزيادة وعن قول العرب بما اشار اليه بقوله واما قولهم قد كان من مطر شبهه مما يوهم زيادة من فى الكلام الموجب فمتاول بان يحمل على التبعيض اى قد كان بعض مطر او على التبيين اى قد كان شئ من مطر وقد [illegible] من

بمعنی فی کقولہ تعالی اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ وقد یکون بمعنی الباء کقولہ تعالی یَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ ای بہ وقد یکون بمعنی البدل کقولہ تعالی اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ ای بدلہا وقد یکون بمعنی الاستغراق نحو ما جاءنی من رجل لانّ مِنْ ھذہ من حیث انہا تفید الاستغراق لم تکن زائدۃ الا تری انک لو حذفتہا کان المعنی نفی المجیء عن رجل واحد نحو ما جاءنی رجل بل رجلان ومن حیث انّ اصل الکلام مستقیم بدونہا کانت زائدۃ بخلاف من التی فی قولک ما جاءنی من احد فانہا زائدۃ البتۃ لانّ احدًا لا یستعمل الّا فی العموم وکذا لا یستعمل الّا فی النفی قال الجوہری ویکون مِنْ بمعنی عَلٰی نحو قولہ تعالی وَنَصَرْنٰہُ مِنَ الْقَوْمِ ای علی القوم وقد یکون للقسم بکسرۃ المیم ومضمومہا نحو من ربّی لافعلنّ کذا وذکر الحدیبی انہا تکون للانتہاء نحو قربت منہ ای قربت الیہ ویجیء للفصل اذا دخلت علی ثانی المتضادّین نحو قولہ تعالی وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وثانیتہا الی وہی موضوعۃ لانتہاء الغایۃ فلا یدخل ما بعدہا فی ما قبلہا الا مجازا ومنہم من قال بالعکس ومنہم من قال ہی مشترکۃ فیہما ومنہم من قال یدخل ان کان ما بعدہا جنسًا لما قبلہا کالمرافق فی باب الغسل والّا فلا کاللیل فی الصوم ثم ذلک الانتہاء امّا ان یکون فی مکان کما مرّ مثالہ نحو سرت من البصرۃ الی الکوفۃ أو فی زمان کقولہ تعالی ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ وبمعنی مع ای یجیء الی بمعنی مع قلیلًا ای حال کونہ قلیلا او مجیئا قلیلا او زمانًا قلیلًا کقولہ تعالی فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ ای مع المرافق وکقولہ تعالی وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ ای مع اموالکم وثالثہا حتّی وہی حرف مثل الی فی کونہا لانتہاء الغایۃ نحو نمت البارحۃ حتی الصباح وبمعنی مع ای وتجیء حتی بمعنی مع کثیرًا ای مجیئا کثیرا او زمانا کثیرا نحو قدم الحاج حتی المشاۃ ای مع المشاۃ وفی قولہ کثیرا نکرۃ الی انّ حتی ہنا بمعنی الی قلیلًا ولا تدخل ای حتی فی غیر الظاہر ای فی غیر الاسم الظاہر بل یختص بالظاہر فلا یقال حتّاہ کما یقال الیہ استغناءً عنہا بالی والاصوب ان یعلل بالاستعمال لا بالاستغناء لانہ یقتضی ان لا یدخل فی الظاہر ایضًا لذلک ولیس اختصاصہا بالظاہر فی مجرد کونہا بمعنی الی خلافًا للمبرّد فانہ اجاز دخولہا فی المضمر ایضًا کالی مستدلًا فی ذلک بقول الشاعر الذی نقلہ المصرح فی الکتاب وہو معلوم علی انہ نادر وشاذ ولما کان قول الجمہور مختارًا عند المصرح حکم بشذوذہ وقال واما قول الشاعر الذی یتمسک بہ المبرد **شعر** فلا واللہ لا یبقی اُناسٌ

فتی حتاك یا ابن ابی زیاد + فشاذ فلا یقاس علیه غیره و رابعها تی وهی ای فی موضوعة للظرفیة ای لجعل ما بعدها ظرفا لما قبلها امّا حقیقةً نحو زید فی الدار و ما فی الکوز او توسّعًا و اعتبارًا نحو نظرت فی الکتاب و النجاة فی الصدق و بمعنی علی ای ویجیئ فی بمعنی علی قلیلا کقوله تعالی وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِی جُذُوعِ النَّخْلِ ای علی جذوع النخل قال صاحب المفصّل انّها فی الآیة علی اصلها ولیست بمستعارة بمعنی علی کما توهّم بتمکّن المصلوب فی الجذوع کتمکّن الشیء الکائن فی الظرف وذکر الشیخ ابن الحاجب انّ کلّ ما فیه استقرار و منزلة فهو موضع فی وکلّ ما فیه معنی الاستعلاء دون الاستقرار او فهو موضع علی وکلّ ما فیه معناهما فهو موضع الحرفین نظرًا الی المعنیین نحو جلست علی الارض وفی الارض ویجیئ فی بمعنی مع کقوله تعالی اُدْخُلُوا فِی اُمَمٍ ای مع امم وللتعلیل کقوله تعالی لَمَسَّكُمْ فِیمَا اَخَذْتُمْ فِیهِ عَذَابٌ عَظِیمٌ ای لما اخذتم وکقوله صلی الله تعالی علیه وآله وسلّم عذّبت امرأة فی هرّة حبستها ای للمقابلة کقوله تعالی فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیلٌ وخامسها الباء وهی ای الباء مستعملة للالصاق ای لالصاق الفعل بالمجرور امّا حقیقةً کبه داءٌ او مجازًا کمررت بزیدٍ ای التصق مروری بموضع یقرب منه زید وللاستعانة ای للدّلالة علی ما دخلت هی علیه آلةً للفعل نحو کتبت بالقلم ای مستعینًا به و للمصاحبة بمعنی مع کخرج زید بعشیرته ای مع عشیرته وللمقابلة ای للدلالة علی وقوع مجروره مقابلًا لشیء آخر کبعت هذا بذاك وکقوله تعالی اَرَضِیتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ وللتعدیة ای لجعل اللازم متعدیا مثل الهمزة فی اکرمت زیدًا او التضعیف فی اکرمته کذهبت بزید ای اذهبته وللظرفیة کجلست بالمسجد ای فی المسجد وزائدة عطف علی قوله للالصاق فانه مرفوع بالخبریة قیاسًا مفعول مطلق ای قسناها قیاسًا او خبر یکون محذوف تقدیره وتلك الزیادة یکون قیاسًا او نصب علی نزع الخافض ای عرفنا زیادة الباء بالقیاس فحذف الفعل والفاعل والمفعول مع الجار نسیًا فی خبر النفی ای فی خبر النفی نحو ما زید بقائم ونحو لیس زید براکب وفی الاستفهام ای فی خبره نحو هل زید بقائم فان قلت ذکر مطلق النفی والاستفهام یشتمل لیس وما ولا المشبهتین بها لا لنفی الجنس والهمزة وهل والامر لیس کذلك اذ الحکم مخصوص بلیس لا بما المشبهة به وهل قلت و لعله اراد النفی والاستفهام المعهودی فی هذا الباب فی عرفه المشهود

وھو النفی لیس وما المشبھۃ والاستفہام ھل وسماعًا عطف علی قولہ قیاسًا فی المرفوع سواء کان المرفوع مبتدأ نحو بحسبك زید فقولہ بحسبك مبتدأ و زید خبرہ والباء زائدۃ فی المرفوع وھو المبتدأ ای حسبك زیدا وخبرًا لکن لا فی النفی والاستفہام نحو بحسبك بزید أو فاعلًا نحو وکفی باللہ شہیدًا ای کفی اللہ شہیدًا و فی المنصوب عطف علی قولہ فی المرفوع نحو ألقی بیدہ ای ندکہ فالباء زائدۃ فی المنصوب وھو المفعول قال اللہ تعالی وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ای لا تلقوا ایدیکم ای انفسکم الی الھلاك بترك الجھاد فانکم اذا ترکتم الجھاد غلبت الاعداء علیکم فھلکتم ویجیء الباء بمعنی عن کقولہ تعالی سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ ای عذاب وبمعنی کقولہ تعالی یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ ای عن الغمام وبمعنی علی کقولہ تعالی وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ وقد یجیء للتجرید نحو رأیت زیدًا بالعلم ای مجردًا اخالیًا عن العلم یعنی لیس لہ علم حتی یقرأ علمہ ویعلم عنہ وسادسھا اللام وھی للاختصاص ای لاثبات شیء لشیء والنفی عن غیرہ وھو الظاھر وجری علیہ العمل ثم الاختصاص اما ان یکون اختصاص استحقاق نحو الجل للفرس واختصاص ملك نحو المال لزید او اختصاص نسبۃ نحو زید ابن عمرو وللتعلیل ای لبیان علۃ شیء سواء کان العلۃ غائیۃ کضربتہ للتادیب فان التادیب علۃ غائیۃ یقصد الفعل لاجلھا وھو الضرب اوعلۃ داعیۃ ولیست بغائیۃ کخرجت لخافتك فان الخافۃ علۃ داعیۃ علی الخروج ولیست غائیۃ یقصد الفعل لاجلھا وھو الخروج وزائدۃ بالرفع عطف علی قولہ للاختصاص کقولہ تعالی رَدِفَ لَكُمْ ای ردفکم فاللام زائدۃ لان ردف متعد بنفسہ وبمعنی عن ای ویجیء اللام بمعنی عن اذا استعمل مع القول وما یشتق منہ کقولہ تعالی وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا ای عن الذین امنوا وبمعنی الواو ای یستعمل اللام بمعنی الواو الکائنۃ فی القسم للتعجب ای عند التعجب فی اسم اللہ ولا یستعمل الا فی الامور العظام فلا یقال للہ لقد طار الذباب وانما یقال بمعنی الباء فی القسم مع ان الباء اصل فیہ تنبیھا علی انھا کواو القسم لاکتسائہ کقول الھذلی **شعر**

یدہ یبقی علی الایام ذو حید + بمشمخر بہ الظیان والاس + لقولہ للہ تعلق باسم وکلمۃ لا ھھنا مضمرۃ لا من الالتباس ای لا یبقی وقولہ ذو حید فاعل یبقی و بمشمخر متعلق بہ وقولہ بہ الظیان والاس جملۃ اسمیۃ وقعت صفۃ لمشمخر والحید جمع حیدۃ وھی عقدۃ فی قرن الوعل ویجمع علی حید وحیود کبدرۃ علی بدر

ای من الامور العظام

وبُرُوا المشمخر الجبل العالی والظیان اسم نبت طیب الرائحۃ والاس شجر معروف وھو الریحان وقیل الاس قطرۃ من العسل تقع من النحل علی الحجر فیستدلون بتلک القطرۃ علی مواضع النحل ومعنی البیت واللہ لا یبقی علی تصرف الایام یعنی مرورھا فی الدنیا شیء ولا یسلم من الآفات التی تقع فی الدھر حتی ھذا الوعل الذی یعتصم بشواھق الجبل لا یبقی لہ ما یرعاہ وما یشربہ فھو تعجب وقد یستعمل اللام للصیرورۃ نحو لزم الشر للشماوۃ وقال اللہ تعالی فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ویسمی ھذہ اللام لام العاقبۃ وقد یجیء بمعنی فی کقولہ تعالی وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وبمعنی عند کھذہ الایات لان قیل المعنی عند یوم القیامۃ وبمعنی الی کقولہ تعالی كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى والحمد للہ الذی ھدانا لھذا وبمعنی بعد کقولہ تعالی أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ ای بعد زوالھا وبمعنی مع کقولہ تعالی فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وبمعنی من کقول الجریر ع نحن لکم یوم القیامۃ افضل ۱ ای منکم وبمعنی الفاء کقولہ تعالی فَإِذَا مَاتَتْ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ای فسوف وبمعنی ان کقولہ تعالی وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ ای ان یعبدوا واللہ وسابعھا رُبَّ للتقلیل ای لانشاء تقلیل افرادما دخلت علیہ فالاصل کما ان کم الخبریۃ للتکثیر ای لانشاء تکثیر افرادما دخلت علیہ الا ان رُبَّ کثیرا ما یستعمل للتکثیر وان لم یستعمل کم الخبریۃ للتقلیل ونظیر رُبَّ فیما ذکر قد فانھا فی المضارع للتقلیل ثم استعملت للتکثیر فی مقام المدح کقولہ تعالی قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا وذھب الاخفش الی ان رُبَّ اسم وھو مختار صاحب المفتاح ویستحق ای رُبَّ صدر الکلام لما فیھا من الانشاء کما ان کم الخبریۃ یستحق ذلک ولا تدخل ای رُبَّ الا علی نکرۃ موصوفۃ لان مجرورھا فی معنی التمیز عنھا لانھا للتقلیل کما ان کم للتکثیر ففیہ شائبۃ العدۃ الطالب للتمیز وھو لا یکون الا نکرۃ نحو رُبَّ رجل لقیتہ او مضمر مبھم بان لیس لہ معاد معنوی مفرد مذکرا بدا ای وان کان التمیز مثنی او مجموعا او مؤنثا ممیز بنکرۃ منصوبۃ علی التمیز لان المضمر لما کان مبھما احتاج الی التمیز نحو ربہ رجلا فی المفرد وربہ رجلین فی المثنی وربہ رجال فی الجمع وربہ امرأۃ کذلک تقول ربہ امرأتین فی المثنی وربہ نساء فی الجمع لان المضمر عائد الی شیء فی الذھن لا الی شیء سبق ذکرہ یجب المطابقۃ وھذا عند البصریین وعند الکوفیین یجب المطابقۃ ای مطابقۃ المضمر التمیز فی الافراد والتثنیہ والجمع والتذکیر والتانیث فیقولون نحن

ربّه رجلا وربّهما رجلين وربّهم رجالا وربّها امرأة وربّهما امراتين وربّهنّ نساءً و
قد تلحقها اى ربّ ما الكافّة اى المانعة عن العمل ولا يجوز ان يكتب الّا موصولة بخلاف
غيرها من اقسام ما الاسمية فانها لا تكتب الّا مفصولة مثل دخل ربّ بعد نحو ما الكافّة
بها على جملة اما فعليّة نحو ربما قام زيد واما اسميّة نحو ربما زيد قائم ولا بدّ لها
اى لربّ من فعل ماض تعلقت به ولو كانت مكفوفة بما وانما وجب ان يكون لها فعل
ماض لان ربّ للتقليل اى لتقليل المحقق الواقع وهو اى ذلك التقليل لا يتحقق
اى لا يحصل الّا به اى بالفعل الماضى فى امّا قوله تعالى رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا
مُسْلِمِيْنَ فهو كالماضى لصدق المعاد به وتحققه فهو اذن بمنزلة الموجود المحقق
فيكون بَوَدُّ بمعنى وَدَّ ويؤيّده قوله تعالى فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ اِذِ الْاَغْلَالُ فى
اَعْنَاقِهِمْ حيث جاء باذ وهو للماضى وجمع بينه وبين سوف التى هى للاستقبال
لكونه بمنزلة الموجود لتحرّيه من الرّيب ويحذف ذلك الفعل اى الفعل الماضى الذى
تعلقت به ربّ غالبًا اى حذفًا غالبًا اوزمانًا غالبًا اوفى الغالب كقولك
ربّ رجل اكرمنى فى جواب من قال هل لقيت من اكرمك اى ربّ رجل اكرمنى لقيته
فاكرمنى صفة لرجل لما تقرر من ان مجرورها لا بدّ له من صفة ولقيته
فعلها اى فعل ربّ وهو لقيته محذوف وانما حذف فعلها بقرينة السؤال لانها
وقعت جوابا للسؤال مذكورا ومقدر حصول العلم به لان الجار والمجرور يدلّ على
الفعل المطلق وهو حصل اوكان وانما قال غالبًا لانه قد يجئ فعلها ظاهرًا نحو
ربّ رجل اكرمنى لقيته وثامنها واو ربّ التى تكون بمعنى ربّ وفى حكمها ولهذا
حق صدر الكلام كما اشار اليه بقوله وهى اى واو ربّ الواو الّتى يبدأ بها فى اول الكلام
ولا تدخل الّا على مظهر نكرة موصوفة وتحتاج الى فعل ماض يحذف غالبًا وانما لم يقل
واو ربّ فى حكمها لئلا يفيد لحوق ما الكافّة بالواو وفيصحّ دخولها على الجملة كقول الشاعر
وبلدة ليس بها انيس الّا اليعافير والّا العيس اى ربّ بلدة والبلدة
التى جئت من الارض مستجيرا عامرا وغامرا والانيس الموانس وكلّ ما يوانسك واليعافير
جمع يعفور وهو ولد الظبى بلون التراب وبضمّ الياء الخشف والعيس بالكسر جمع
اعيس وهى الابل الابيض التى يخالط بياضها شئ من الصفرة وتاسعها واو القسم وهى مختصّ
بالظاهر اى بالاسم الظاهر فلا تدخل على المضمر ثم الظاهر سواء كان اسم الله نحو
والله او غيره نحو والرّحمن لافعلنّ واذا كان واو القسم مختصّة

بالظاہر فلا یقال وَاللّٰہِ لافعلنّ کذا حطًّا لدرجتہا عن درجۃ الاصل وہو الباء حیث
خصصوہا باحد القسمین وانما اختاروا المظہر لاصالتہ وعاشرہا تاء القسم وہی مختصۃ
باسم اللہ وحدہ ای دون غیرہ من الاسماء الظاہرۃ والمضمرۃ واضافۃ الاسم الی اللہ تعالٰی من قبیل
اضافۃ العام الی الخاص لو قال بلفظ اللہ وحدہ لکان اوضح واذا کان کذلک
فلا یقال تالرحمٰن وذلک لانہم لما ابدلوا التاء عن الواو اراد وا حطّ درجتہا من اخواتہا و
خصّصوہا باسم واحد وعیّنوا اسم اللہ تعالٰی لذلک لانہ اکثر مجیئًا فی القسم من
غیرہ واجاز الاخفش دخول تاء القسم علی غیر اسم اللہ تعالٰی مستدلًا بقول العرب
تربِ الکعبۃ والجمہور حکموا بشذوذہ ولمّا اختار المصنف رحمہ اللہ تعالٰی قول
الجمہور قال وقولہم ای قول العرب الذی استدلّ بہ الاخفش تربِ الکعبۃ شاذٌّ
لا یقاس علیہ غیرہ والحادی عشر باء القسم وہی تدخل علی الظاہر سواء کان
اسم اللہ او غیرہ والمضمر ای تدخل علی المضمر نحو باللہ وبالرحمٰن وبہ وبک لکون الباء
اصلًا فی باب القسم ولا بدّ للقسم من الجواب وہو ای ذلک الجواب جملۃ تسمّی قسمًا علیہا
الجملۃ الفعلیۃ صفۃ جملۃ فان کانت ای تلک الجملۃ الواقعۃ جواب القسم
جملۃ موجبۃ ای مثبتۃ یجب دخول اللام فی الجملۃ الاسمیۃ والجملۃ الفعلیۃ منہا نحو
واللہ لزید قائم نظیر الجملۃ الاسمیۃ الموجبۃ وواللہ لافعلنّ کذا نظیر الجملۃ
الفعلیۃ الموجبۃ ومنہ قولہ تعالٰی تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ ودخول انّ فی الاسمیۃ
ای ویجب دخول انّ المکسورۃ فی الجملۃ الاسمیۃ الموجبۃ دون الفعلیۃ الموجبۃ نحو
واللہ انّ زیدًا القائم ومنہ قولہ تعالٰی اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی فی جواب وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی
وان کانت ای تلک الجملۃ الواقعۃ جوابًا للقسم جملۃ منفیۃ یجب دخول ما ولا فیہا اسمیۃ
کانت الجملۃ او فعلیۃ نحو واللہ ما زید بقائم نظیر الجملۃ الاسمیۃ المنفیۃ بما وواللہ
لا یقوم زید نظیر الجملۃ الفعلیۃ المنفیۃ بلا وانما وجبت فی الجملۃ المقسم علیہا
احد الاشیاء الاربعۃ المذکورۃ للربط بین الجملتین والمقسم علیہا لاستقلال کلّ واحد
منہما بدون الاخری فی اعلم انّہ ای الشان قد یحذف حرف النفی من جواب القسم
لزوال اللبس ای عند عدم التباس المنفی بالمثبت کقولہ تعالٰی تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ
یُوْسُفَ ای لا تفتؤ لان المضارع المثبت لا بدّ لہ من ان یقترن باللام وہو ہہنا منتفٍ
فعلم انہ منفی وحرف النفی عنہ محذوف ویحذف جواب القسم ان تقدّم علی القسم
ما یدلّ علیہ ای جواب القسم نحو زیدٌ قائمٌ واللہ ونحو قام زیدٌ واللہِ

تقدیر الاول واللہ لزیدٌ قائمٌ وتقدیر الثانی واللہ لقام زیدٌ اوتوسط ای القسم بین جزئی الجملۃ القسمیۃ نحو زید واللہ قائم وقام واللہ زیدٌ تقدیر الاول واللہ لزید قائم وتقدیر الثانی واللہ لقام زید وانما حذف جواب القسم فی ھاتین الصورتین لانہ لما تقدم علی القسم ما یدل علیہ وھو جواب فی المعنی اوتوسط القسم بین جزئی ما ھو جوابہ فی المعنی استغنی عن اعادۃ والثانی عشر عَنْ وھی للمجاوزۃ ای لمجاوزۃ شیء و تعدیتہ من شیء اخر وھو اما حقیقی کرمیت السھم عن القوس الی العبد او غیر حقیقی کاطعمتہ عن الجوع وکسوتہ عن العری والثالث عشر عَلٰی للاستعلاء ای استعلاء شیء علی شیء وھو اما حقیقی نحو زید علی السطح او حکمی نحو فلان علینا امیر وعلیہ دین وقد یکون عن وعلی اسمین اذا دخلت علیھما ای عل عن وعلی کلمۃٌ من الجارۃ فحینئذ یکون عن بمعنی الجانب وعلی بمعنی الفوق کما تقول جلست من عن یمینہ ای من جانب یمینہ ومنہ قولہ ع من عن یمینی مرۃ وامامی + ونزلتُ من علی الفرس ای من فوق الفرس ومنہ قولہ ع قَدَت من علیہ بعد ما تم ظمؤھا + فیکون فان اسمین بدلیل دخول من علیھما وقد یجیء عن للتعھد کقولہ تعالی یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ شَیْئًا وللاستعلاء کقولھم نخل عنہ ورضی قالہ المالکی وللاستعانۃ کقولھم رمیت السھم عن القوس وجاء للتعلیل کقولہ تعالی وما کان اسْتِغْفَارُ اِبْرٰھِیْمَ لِاَبِیْہِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ ای لموعدۃ ویجیء بمعنی بعد کقولہ تعالی لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ای بعد طبق وبمعنی فی کقولک لا یکون عن ذلک الامر والیا ای فیہ لان الولی بعد النفی ینافی ذکر عن وقد یجیء علی للمصاحبۃ کقولہ تعالی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ وللتعلیل کقولہ تعالی وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وللظرفیۃ کقولہ تعالی علی مُلْکِ سُلَیْمٰنَ وکقولہ تعالی اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ و بمعنی الباء نحو قولہ تعالی حَقِیْقٌ عَلٰٓی اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ وللزیادۃ کقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم من حلف بھن فنساء غیرھا خیر منھا علی یمینہ والرابع عشر الکاف للتشبیہ نحو زید کعمرو ولابد للتشبیہ من اربعۃ اشیاء المشبہ وھو زید و المشبہ بہ وھو عمرو ووجہ التشبیہ وھو المناسبۃ بینھما واداۃ التشبیہ وھو الکاف و زائدۃ کقولہ تعالی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ای لیس مثلہ شیء علی احد الوجوہ وانما قلنا ذلک لان لھذا الکلام وجھین اخرین سوی زیادۃ الکاف احدھما لا زیادۃ فیہ للکاف بل الزائد ھو مثل وکان وجہ الحکم بزیادۃ الکاف ھو الحکم بزیادۃ قبل الحاجۃ بخلاف الحکم بزیادۃ مثل ورجح الوجہ الاول وھو زیادۃ الکاف بان الحکم بزیادۃ الحرف اقرب من

لہ واخوہ ع
فسار وعن قیض
ببیداء بجھل ۱۲
کاتبہ عفی عنہ

زیادة الاسم لا سیما اذا کانت الکاف حرفا واحدا ویرجحه ایضا ان الحکم بزیادة المثل یوجب دخول الکاف علی الضمیر فی التقدیر وهو مختص بالظاهر والثانی وهو الا زیادة فیه بشئ وهو ان نفی مثل المثل کنایة عن نفی المثل اذ لو وجد المثل لکان للمثل مثل وهو الله تعالی اذ المماثلة من الجانبین وهذا وجه تلقاه القبول بالقبول ورجحوه بان الکنایة ابلغ من التصریح وعدم الزیادة احق بالترجیح وقد تکون ای الکاف اسما اذا دخل علیها حرف الجر کقول الشاعر یضاحکن عن کالبرد المنهم ای یضحکن عن اسنان مثل البرد الذائب للطافة والبرد حب الغمام والا نهمار الذوب شبه ثغورهن اللائی یعلوها الریق بحبات الغمام الذائبات قال المالکی ویجئ الکاف للتعلیل کقوله تعالی واذکروه کما هدیکم وقال الفراء وقد یجئ بمعنی علی کقول بعض العرب کخیر فی جواب من قال کیف اصبحت ای اصبحت علی خیر والخامس عشر مذ والسادس عشر منذ للزمان اما فی الابتداء ای لابتداء الغایة فی الماضی ای فی الزمان الماضی کما تقول فی شهر شعبان ما رأیته مذ شهر رجب ای انتفاء رؤیتی ایاه من شهر رجب او للظرفیة ای بمعنی فی فی الحاضر ای فی زمان الحال نحو ما رأیته مذ شهر او مذ یومنا ای فی شهرنا وفی یومنا ای انتفاء رؤیتی ایاه فیهما ولا یجوز دخولهما علی المستقبل لانهما وضعا للماضی والحال وقال الحدیبی ان اریدبعد دخولهما ای مدخول مذ ومنذ الجارتین ابتداء الزمان الماضی وانتهاءه وهو ما انت خبیر به تکونان للابتداء وان اریدبعد دخولهما الزمان الحاضر من غیر تعرض للابتداء والانتهاء تکونان للظرفیة بمعنی فی والسادس عشر خلا والثامن عشر حاشا والتاسع عشر عدا للاستثناء ای هذه الثلاثة فیها معنی الاستثناء اذا جررت بها ما بعدها تکون حرف جر ولهذا عدها منها نحو جاء فی القوم خلا زید وحاشا عمرو وعدا بکر واذا نصبت بها بعدها تکون افعالا فهذه الثلثة قد تکون حروفا وقد تکون افعالا والخمسة التی قبلها قد تکون حروفا وقد تکون اسما واما احد عشر التی قبل تلک الخمسة فلا تکون الا حروفا ثم لما فرغ عن بیان حروف الجر شرع فی بیان حروف المشبهة بالفعل فقال **فصل** الحروف المشبهة بالفعل ستة انما سمیت بهذا الاسم لمشابهتها بالفعل المتعدی من حیث انها تقتضی الاسمین کما یقتضی الفعل المتعدی الفاعل والمفعول ومن حیث انها تقسیم الی ثلاثیة ورباعیة کالفعل وسمی حیث انها بنیت علی الفتح مثل ان وان الی اخرها ای الی اخر هذه الحروف التی عرفت فی المرفوعات وهذه الحروف تدخل علی الجملة الاسمیة

یلقی

لا فصیل الزیادة عند الطیبی الثانی

کان بعض عنه صحیح والراجح بعض ثلاثی کرنه خمسة کما سیجی

الحروف المشبهة بالفعل

ای علی المبتدأ والخبر وتنصب الاسم وترفع الخبر کما عرفت فی ما مر نحو انّ زیدا قائم فتنصب انّ زیدا بانہا اسمہا وترفع قائما بانہ خبرہا وقد تلحقہا ای ہذہ الحروف ما الکافّۃ ما ہذہ موصولۃ ہہنا واذا لحقت بہذہ الحروف ما الکافۃ فتکفّہا ای تمنعہا عن العمل ای من عمل تلک الحروف فیما بعدہا علی الافصح والاصح لان ما الکافّۃ اخرجت ہذہ الحرف عن نوع مشابہتہا بالفعل وہو اقتضاؤہا الاسمین ولانّہا وقعت فاصلۃ فتضعف عن العمل وانما قلنا علی الافصح لانّ ہذہ الحرف عند لحوق ما الکافّۃ بہا قد تعمل علی لغۃ غیر فصیحۃ کما جاء فی بعض الاشعار وانما قلنا علی الاصح لانّ بعضہم جعل ما الکافّۃ اسما کضمیر الشان اسما لہذہ الحروف والجملۃ التی بعدہا خبرا لکنہ غیر صحیح والاصح انہا حروف زائدۃ فلو قال فتکفّہا عن العمل علی الافصح والاصح لکان انفع ثم الغرض عن الحاق ما الکافّۃ بہذہ الحرف الحصر والتاکید فی انما وافادۃ معناہا فی الجملتین الاسمیّۃ والفعلیۃ فی البواقی وحینئذ ای حین اذ التحقہا ما الکافۃ تدخل ہذہ الحرف علی الافعال لان ما الکافّۃ تمنعہا عن العمل وعن وجوب دخولہا علی الاسم تقول انما قام زید قال اللہ تعالی اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ ثم شرع فی بیان احوال کلّ واحد من الحرف السّتّۃ واشار الی التفرقۃ بین انّ المکسورۃ والمفتوحۃ فقال واعلم انّ انّ مکسورۃ الہمزۃ لا تغیّر معنی الجملۃ بل تؤکدہا ای تقررہا وتانیث الضمیر امّا لعودہ الی الجملۃ او الی معنی باعتبار المضاف الیہ فانّک اذا قلت انّ زیدا قائم اکّدت بہ ما افدت بقولک زید قائم مع زیادۃ التاکید والمبالغۃ وانّ مفتوحۃ الہمزۃ مع ما بعدہا ای مع ان المفتوحۃ من الاسم والخبر بیان لما فی حکم المفرد حیث لا یشتمل علی اسناد تام یصح السکوت علیہ وطریقۃ جعل الجملۃ التی بعدہا فی حکم المفرد ان یجعل مصدر الخبر مضافا الی الاسم فتقول بلغنی انّ زیدا قائم ای بلغنی قیام زید او یجعل مصدر الخبر مضافا الی الاسم فتقول بانی انّ زیدا ان تعلّمہ بکرمک ای بلغنی اکرام زید عند تعلیمک ایاہ او یجعل مصدر الخبر مضافا الی ما یضاف الی الاسم اذا کان ما یضاف الیہ متعلقا لہ فتقول فی بلغنی انّ زیدا اخوہ منطلق بلغنی انطلاق اخ زید فان مصدر الخبر اضیف الی الاخ المضاف الی الاسم وذلک الاسم متعلق بزید ولذلک ای ولاجل انّ انّ مکسورۃ الہمزۃ لا تغیّر معنی الجملۃ بل تؤکدہا وانّ انّ مفتوحۃ الہمزۃ مع ما بعدہا من الاسم والخبر فی حکم المفرد یجب الکسر ای کسر ہمزۃ مادۃ ان اذا کان ما کتب بصورۃ انّ فی ابتداء الکلام لکونہ موضع الجملۃ نحو انّ زیدا قائم

لہ منہا قول النابغۃ
شعر لا یتمہا ہذا الحرف ولنا + ان حاسدنا افضی شقاہ الیہ

۲ الکاتب عفی عنہ ہذا لفظ الجملۃ ۱۲ کاتبہ عفی عنہ

۳ لان الکلام بالحروف من غیران تلفظ قائم

بہا فی جملۃ باطل بعد ما افدت فانہ قائم ناسۃ فلو فقد فی الاتیان بما یدل علی ان الکلمۃ بالمفرد کان اولی کتبہ عفی عنہ

قال الله تعالیٰ انّ الله غفورٌ رّحیمٌ ویجب الکسر ایضًا اذا کان بعد القول وما یشتق منه لان مقول القول لا یکون الا جملة والمراد بالقول ههنا ما یحکو به لا القول بمعنی الاعتقاد فانه فی حکم العلم والظن کقوله تعالیٰ قال انّه یقول انّها بقرةٌ ویجب الکسر ایضًا اذا کان بعد الموصول نحو ما رأیت الذی انه فی المسجد لان صلة الموصول یکون جملة البتة ویجب الکسر ایضًا اذا کان فی خبرها ای فی خبر صورة انّ اللام نحو انّ زیدًا لقائم لان اللام لتأکید معنی الجملة اعلم ان المصنف رحمه الله تعالیٰ ذکر الکسر فی اربعة مواضع ولیس الکسر مخصوصًا بها بل یکسر اذا کان فی اول جملة وقعت جزاءً اوحالًا اوجواب قسم واذا کان بعد حتی للابتداء والا او اما للتنبیه واذا وقعت فی محل القطع عن الکلام السابق کقوله تعالیٰ فلا یحزنک قولهم انّا نعلم ما یسرّون وما یعلنون وکذا بعد اذا قال صاحب الهادی وبعد حیث یضاف الی الجملة ثم قال ولا یبعد فتحها عند من اضاف حیث الی المفرد وکذا یکسر بعد الامر وبعد النهی وکذا بعد ثم وکذا بعد کلّ وکذا بعد الدعاء کقوله تعالیٰ ربّنا انّنا سمعنا منادیًا وبعد النداء ویجب الفتح ای فتح همزة مادة ان حیث یقع مع اسمها وخبرها فاعلًا نحو بلغنی انّ زیدًا عالمٌ وحیث یقع مفعولًا نحو ذکرت انّک قائم وحیث یقع مبتدأ نحو عندی انک قائم و

حیث یقع مضافًا الیه نحو عجبت من طول انّ بکرًا واقف وحیث یقع مجرورًا نحو عجبت من انّ بکرًا واقف وانما وجب الفتح فی هذه الصور لان کلّ واحد من الفاعل والمفعول والمبتداء والمضاف الیه لا یکون الا مفردًا ولا یشکل بما اذا کان المضاف الیه جملة مثل اکتب حیث انک جالس لان الاصل فی المضاف الیه ان یکون مفردًا فاعتبر الاصل فی حیث ویجب الفتح حیث تقع بعد لو نحو لو انّک عندنا اکرمتک لان ما بعد لو فاعل لانّ ومدخول لو لا یکون الا فعلًا حقیقةً او تقدیرًا لکونه حرف الشرط والفاعل یجب ان یکون مفردًا وحیث تقع بعد لولا نحو لولا انه حاضر لغاب زید لان ما بعد لولا الابتدائیة مبتدأ محذوف الخبر والمبتدأ یجب ان یکون مفردًا

لامتناعیة

اعلم ان المصنف رح ذکر للفتح ستة مواضع ولیس الفتح مخصوصًا بها بل تفتح حیث تقع خبرًا للمبتدأ نحو اعجب انّ الضرب ضرب عمرو لان اصل الخبر ان یکون مفردًا وکذا تفتح حیث تقع بعد لولا التحضیضیة لانّ ما بعدها فاعل او مفعول لان لولا هذه یجب ان یکون مدخولها فعلًا لفظًا او تقدیرًا نحو لولا زید قائم وکذا اذا تقع بعد حرف الجرّ نحو جئتک لانک

کریم وبعد حتی العاطفۃ والجارۃ وکذا القفا اذا کانت معطوفۃ علی اسم ان المکسورۃ کقولہ تعالیٰ
اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْہَا وَلَا تَعْرٰی وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْہَا وَلَا تَضْحٰی وکذا بعد منذ وکذا
اذا ابدلت من الاسم کقولہ تعالیٰ وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ اَنَّہَا لَکُمْ وکذا
بعد القول اذا کان بمعنی الظن نحو القول ان زیدا منطلق کما تقول الظن ان زیدا منطلق
وکذا اذا وقعت بعد علمت واخواتہ ویجوز العطف معطوف علی قولہ ویجب الکسر
لذلک یعنی ولاجل ان المکسورۃ لا تغیر معنی الجملۃ بل تؤکدھا وان المفتوحۃ مع ما بعدھا
فی حکم المفرد علی اسم ان المکسورۃ دون المفتوحۃ بالرفع والنصب باعتبار المحل واللفظ
ای باعتبار محل اسم ان فان اسمھا المنصوب فی اللفظ مرفوعا باعتبار المحل فیجوز العطف علی
اسمھا بالرفع اعتبارا للمحل علی تقدیر عدمھا ویشترط فی العطف علی المحل مضی الخبر لفظا
نحو ان زیدا قائم وعمرو وتقدیرا نحو ان زیدا وعمرو قائم اذ التقدیر ان زیدا قائم وعمرو
قائم وانما اشترط مضی الخبر لانہ لو عطف علی محل اسم ان قبل مضی الخبر قیل
ان زیدا وعمرو ذاھبان لکان مؤدیا الی کون الشیء الواحد معمولا لعاملین مختلفین
اذ ذاھبان من حیث انہ خبر عن زید معمول لان ومن حیث انہ خبر عن عمرو
معمول للابتداء وھو غیر جائز والکوفیون لم یشترطوا مضی الخبر بل جوزوا العطف
علی المحل مطلقا وباعتبار لفظ اسم ان فان لفظہ منصوب لانھا موجودۃ لفظا فیجوز العطف
علی اسمھا بالنصب باعتبار اللفظ ثم المکسورۃ اعم من ان یکون لفظا او حکما
لئلا یشکل بما وقع بعد العلم فانھا وان کانت مفتوحۃ لفظا فھی مکسورۃ حکما
لسدھا مسد الجزئین حیث قامت مقام مفعولی جزئی العلم فیجوز العطف علی
محلہ کالمکسورۃ لفظا نحو علمت ان زیدا قائم وعمرو ومثل ان زیدا قائم و
عمرو فان قولہ عمرو یجوز عطفہ بالرفع علی محل اسم ان المکسورۃ ونصبہ بالعطف
علی لفظہ ویجوز رفع عمرو وعلی ان یعطف علی الضمیر فی الخبر اذا اکد قبلہ
او بینھما بلا ضعف وبلا تاکید وفصل مع ضعف او علی الابتداء وخبرہ محذوف وفی
منھم من قال ان المفتوحۃ کالمکسورۃ فی جواز العطف علی اسمھا مطلقا ولم یجوز السیرافی
العطف علی اسم ان المفتوحۃ اصلا ثم اعلم ان لکن مثل ان المکسورۃ فی
جواز العطف علی محل اسمھا بعد مضی الخبر لفظا او تقدیرا نحو ما خرج زید لکن
بکرا خارج وعمرو لانھا موضوعۃ للاستدراک وھو غیر منافی لمعنی الابتداء کما
لا ینافیہ التاکید خلافا لبعض النحاۃ واما سائر الحروف المشتملۃ بالفعل

فلا یجوز العطف علی محلّ اسمها لزوال الابتداء بدخولها خلافا للفراء ویجوز العطف فی الجمیع علی الضمیر المرفوع المستتر فی الخبر علی التاکید والفصل وامّا سائر التوابع فیما سوی البدل کالمعطوف عند الجرمی والزّجاج والفرّاء وسکت غیرهم عنها وکلّهم عن البدل ایضا والجواز علی القیاس واعلم انّ المکسورة دون المفتوحة یجوز دخول اللام ای لام الابتداء علی خبرها ای خبر انّ المکسورة لان لام الابتداء انما تدخل لتاکید الجملة والمکسورة مع اسمها وخبرها جملة بخلاف المفتوحة لکونها بمعنی المفرد نحو انّ زیدا لقائم وقد یتکرر اللام فی الخبر والمتعلق نحو انّ زیدا لقلبک لواعب وهو قلیل وتدخل علی انّ اذا قلبت همزتها هاء نحو لهنّک زید وقد تخفف انّ المکسورة لثقل التشدید وکثرة الاستعمال ویلزمها ای ان المکسورة اللام ای دخول اللام علی خبرها بعد تخفیفها سواء کانت عاملة اولا امّا فی صورة الاهمال فللفرق بین المخففة والنافیة فی مثل انّ زیدا القائم باللام وان زیدا قائم بغیر اللام وامّا فی صورة الاعمال فلاطراد الباب وذهب جمهور النحاة الی انّ اللام فی صورة الاعمال غیر لازمة لان الفرق حاصل بالعمل فلا حاجة الی اللام وذهب ابن مالک رح الی انها لازمة عند الاعمال اذا خیف اللبس کما فی الاسم المبنی والمقصور ثمّ اختلف فی اللام فذهب جماعة الی انها لام الابتداء وذهب ابو علی ومن تابعه الی انها لیست بلام الابتداء والّا لوجب التعلیق فان علمت زیدا القائم واجیب بانّ التعلیق انما یجب اذا دخلت اللام علی المفعول الاول وههنا دخلت علی المفعول الثانی کقوله تعالی وَاِنْ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ بتخفیف ان والتنوین فی کلا بدل من المضاف الیه واللام فی المخففة هی لام الخبر وکلمة ما زیدت لتفرق بین لام ان ولام لیوفینّهم وهو جواب قسم محذوف والمعنی انّ کلّهم ای جمیع المختلفین فی الکتاب واللّٰه لیوفینّهم وهذا علی قراءة اهل مکة ونافع وعند بعض القرّاء انّ فی الآیة مشدّدة ولیست بمخفّفة وحینئذ ای حین اذا تخففت ان المکسورة یجوز الغاؤها ای ابطال عملها وهو الغالب لانه لغی المشابهة اللفظیّة بالفعل وهی کونها ثلاثیة مفتوحة کقوله تعالی وَاِنْ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ بتخفیف ان ورفع کلّ فهی ملغاة باللام لا محالة ولما مخففة علی ان کلمة ما زیدت للتاکید وذهب بعض القرّاء الی انّ ما هذه نافیة ولما مشددة بمعنی الا والتنوین فی کل عوض عن المضاف الیه والمعنی انّ کلّهم ای الکفرین لمجموعون

یوم القیامۃ محصورۃ عندنا فی الحساب یجوز اعمالہا ایضا علی ما ہو الاصل کقولہ تعالیٰ وَاِنْ کُلًّا لَّمَّا بتخفیف ان ونصب کل ولما کان الغاؤہا غالبا صرح بہ فقال ویجوز الغاؤہا ولم یصرح باعمالہا حیث لم یقل ویجوز اعمالہا بل اشار الیہ فی ضمن جواز الالغاء والکوفیون یوجبون الالغاء ولا یجعلہ علیہم ویجوز دخولہا عطف علی قولہ وحینئذ یجوز الغاؤہا ای حین اذا خففت ان المکسورۃ یجوز دخولہا علی الافعال الداخلۃ علی المبتدأ والخبر نحو باب کان یکون وباب علمت نحو قولہ تعالیٰ وَاِنْ کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ وانما جاز دخولہا علی ہذہ الافعال لجواز الغائہا ولحصول تاکید الجملۃ الاسمیۃ التی ہو مقتضاہا واصلہا حینئذ ولذلک خص دخولہا بہذہ الافعال وکذلک ای مثل ان المکسورۃ قد تخفف ان المفتوحۃ وحینئذ ای حین اذا تخففت ان المفتوحۃ یجب اعمالہا ای اعمال المفتوحۃ فی ضمیر شان مقدر اذ لو لم یقدروا لعملہا فی ضمیر شان مقدر ولم یجدوا عاملۃ فی الظاہر للزم مزیۃ المکسورۃ التی ہی ضعیفۃ تشبیہا بالفعل علی المفتوحۃ التی ہی اقوی منہا فی ذلک کقولنا اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِذا اوجب اعمال ان المفتوحۃ المخففۃ فی ضمیر شان مقدر فقد دخل علی الجملۃ اسمیۃ کانت نحو بلغنی ان زیدا قائم قال اللہ تعالیٰ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ او فعلیۃ سواء کان فعلہا من الافعال الداخلۃ علی المبتدأ والخبر او لا نحو بلغنی ان قد قام زید وان قد علمت زیدا او ان قد قام زید ویجب دخول السین او سوف وقد او حرف النفی علی الفعل ای علی الفعل الذی دخل علیہ ان المفتوحۃ المخففۃ نظیر السین کقولہ تعالیٰ عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی ونظیر سوف کقولہ

شعر

وَاعْلَمْ فَعِلْمُ الْمَرْءِ یَنْفَعُہٗ ۔۔۔ اَنْ سَوْفَ یَاْتِیْ کُلُّ مَا قُدِّرَا

ونظیر قد قولہ تعالیٰ لِیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا ونظیر حرف النفی قولہ تعالیٰ اَفَلَا یَرَوْنَ اَنْ لَّا یَرْجِعُ اِلَیْہِمْ وقولہ تعالیٰ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَہٗ اَحَدٌ وکقولک علمت ان ما خیر زید وعلمت ان لن یخرج زید ثم اشار الی وجہ ترکیب ان المفتوحۃ المخففۃ بقولہ والضمیر ای ضمیر الشان المستتر ای المقدر لان المفتوحۃ المخففۃ والجملۃ الواقعۃ بعدہا خبرہا ای خبر ان وانما وجب دخول احد ہذہ الحروف الاربعۃ علی الفعل الذی تدخل علیہ ان ہذہ لیکون عوضا عما زال عنہا من حذف احدی قوتیہا ولیفرق احد الثلثۃ الاول بینہا وبین ان المصدریۃ فی الموجب واما النفی فیفرق بینہما من حیث المعنی لانہ وان عنی بحرف النفی الاستقبال فہی المخففۃ اذ لا یجوز لاجتماع بین حروف الاستقبال والا فہی المصدریۃ من حیث اللفظ

ولم یجدوہا

لم ۔ والعامل الذی ہو من السریہ وقولہ الشان مبتدأ وخبرہ جملۃ الشرطیۃ باتی کل ما قدر وعلی ہذا یکون الضمیر فی قولہ علمہ عائدا الی الشان المقدر والمعنی کل ما یتعلق بالمقدر من الخیر والشر فہو آت والعالم الرکاب لا یخفی عنہ

ع ای السین وسوف وقد ای ہذہ الحروف

لانہ ان کان المنفی منصوبا فہی المصدریۃ والا فہی المخففۃ وانما اختیرت ہذہ الحروف للعوض والفرق لاختصاصہا بالافعال فلما زال عن ان وجہ مشابہتہا بالفعل عوض عنہ ما کان مختصا بہ والمراد بالفعل المذکور الفعل المتصرف لان الفعل الجامد لا یجب دخول احدی الحروف المذکورۃ علیہ کقولہ تعالی وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وقولہ تعالی وعسی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُہُمْ لعدم الحاجۃ الی الفرق حینئذ لان اَنِ المصدریۃ لا تدخل علی الفعل الجامد وانما قال علی الفعل لان المفتوحۃ المخففۃ اذا دخلت علی الاسم لا یجب دخول احد ہذہ الحروف علیہا لانہا لا تلتبس حینئذ بان المصدریۃ لانہا لا تدخل الا علی الفعل ولا تحتاج الی التعویض لان التغیر مع الفعل اکثر وہو الحذف وقع وقوع الفصل بعدہا ولیس مع الاسم الا الحذف فلا یحتاج الی الفرق والتعویض مع الاسم وکان للتشبیہ ای لانشاء التشبیہ نحو کان زیدا الاسد وقد یجیء کان للشک نحو کانک تمشی وہو ای لفظ کان مرکب من کاف التشبیہ وان المکسورۃ ای مکسور الہمزۃ ونشأ من ہذا الکلام سؤال وہو ان کلمۃ کان لما لم تکن حرفا برأسہا بل کانت مرکبۃ من کاف التشبیہ وان مکسورۃ الہمزۃ ینبغی ان تکسر الہمزۃ فیہا ولم تکسر بل تفتح فما وجہ فتحہا اجاب عنہ وانما فتحت ای الہمزۃ فی کان لتقدیر الکاف التی ہی حرف جر فی الاصل وان خرجت عن حکم الجارۃ علیہا ای علی ان وبعد حرف الجر تفتح ہمزۃ ما مادۃ ان کما عرفت لان حرف الجر لا تدخل الا علی المفرد فتفتح ہہنا رعایۃ للصورۃ وان کان المعنی علی الکسر تقدیرہ ای تقدیر نحو کان زیدا الاسد واصلہ ان زیدا کالاسد ثم قدمت الکاف لیعلم انشاء التشبیہ فی اول الامر ہذا ما ذہب الیہ الخلیل وہو اختیار المصنف رحمہ اللہ تعالی والجمہور علی انہا حرف برأسہا حملا علی نظائرہا ولان الاصل عدم التراکیب وہو الصحیح وقد تخفف ای کان فتلغی ای تہمل عن العمل بعد التخفیف علی الافصح نحو کان زید اسد لزوال بعض مشابہتہا بالفعل ویجوز ان یقدر فیہا ضمیر الشان بعد التخفیف کما فی ان المفتوحۃ المخففۃ ویجوز ان لا یقدر فیہا ذلک لعدم ما یوجبہ وہو کمال مشابہتہا بالفعل واعلم ان الفرق بین کان والکاف للتشبیہ ثابت من وجہین احدہما ان وجہ الشبہ اقوی فی الکاف والثانی ان کان تقتضی صدر الکلام بخلاف الکاف فانہا تقع فی وسط الکلام ولکن ہی کلمۃ مفردۃ عند البصریین وقال الکوفیون انہا مرکبۃ من لا وان المکسورۃ المصدرۃ بالکاف الزائدۃ واصلہا لاکان

ح ای الفعل الذی ہو غیر جامد

فنقلت كسرة الهمزة الى الكاف فحذف الهمزة للاستدراك وهو دفع توهم نشاء عن كلام سابق للسامع نحو ما جاءني زيد لكن عمرًا قد جاء فان السامع اذا سمع هذا الكلام يتوهم انه لما لم يجئ زيد لم يجئ عمرو فدفع وهمه بقوله لكن عمرو قد جاء وهذا انما يكون اذا كان بين زيد وعمرو ملازمة في المجيئ وعدمه ولهذا يتوسط اى يقع لكن بين كلامين متغايرين نفيا واثباتا فى المعنى فالمطلوب هو التغاير المعنوى ولا يعتبر عليه واما التغاير اللفظى فهو قد يوجد نحو ما جاءني زيد لكن عمرًا قد جاء قال الله تعالى وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ وقد لا يوجد نحو غاب زيد لكن بكرًا حاضر فان فيه ليس تغاير لفظى بل هو مقصور على التغاير المعنوى الذى هو المطلوب وهو الغيبة والحضور وينبغى ان تعرف ان الكلامين المتغايرين لا يجب ان يتضادا تضادًا حقيقيًا بل يكفى تنافيهما فى الجملة كما فى الآية الكريمة فان عدم الشكر لا ينافى الفضل بل يناسب اذ اللائق ان يشكروا وقد يجوز معها اى مع لكن مشددة كانت او مخففة الواو نحو قام زيد ولكن عمرًا قاعد ليفرق بين لكن هذه وبين لكن للعطف لان دخول حرف العطف عليها لا يجوز ومنهم من قال لا يجوز معها الواو اذا كانت مخففة لانها تصير حينئذ حرف عطف فلا يجوز دخول حرف العطف على مثله وقد تخفف اى لكن فتلغى عن العمل بعد التخفيف نحو شى زيد لكن بكرًا عندنا وذلك لانها اذا خففت شابهت بل لكن للعطف لفظا ومعنى فاجروها مجراها فى الالغاء وذهب الاخفش ويونس الى انه يجوز اعمالها بعد التخفيف ايضا وعلى هذا القول وقد تخفف فتلغى على الاكثر لكان اولى ليكون اشارة الى هذا الاختلاف وليت للتمنى اى لانشاء التمنى وهو طلب حصول شئ على سبيل المحبة نحو ليت هندًا عندنا وليت ايام الشباب تعود واجاز الفراء ليت زيدا قائما بنصب الجزئين على تقدير فعل من التمنى كما اشار اليه بقوله بمعنى اتمنى او تضمين زيدا قائما وهذا الفعل متعد الى مفعولين الجزءان منصوبان على المفعولية بعد ليت عند الفراء واجازة الكسائى ايضا ولكن بتقدير كان اى ليت زيدا كان قائما فقائما فى هذا المثال منصوب على انه خبر كان المقدرة عند الكسائى وهذا من مواضع وجوب حذف كان عنده واجازة المحققون ايضا لكن نصب الجزء الثانى على الحالية عندهم وهذا من مواقع وجوب حذف عامل الحال عند المحققين فعلم من هذا انهم اتفقوا على اجازة ليت زيدا قائما لكن اختلفوا فى توجيه نصبه ولعل

من

لعل اينبغى من الاعداد والاضافة للاحتياط

وكان الاخفش كان يخففها

للترجي اي لتوقع امر مرجو كقوله تعالى لعلكم ترحمون وفيه ترجٍ للعباد كقول الشاعر
شعر اُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ ۔ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا ۔ قيل قائله امام
المسلمين ابو حنيفة رحمة الله عليه ولم يبلغ ذلك المصنف ولو بلغه لم يرض باشتد تعبيرا
بالشاعر او امر نحو كقوله تعالى لعل الساعة تكون قريبا وجاء الجر بها اي بلعل
بجعلها من حروف الجر وفي بعض النسخ وشذ الجر بها نحو لعل زيد قائم بجر زيد وهو اي مجيء
الجر بلعل شاذ خارج عن القياس ثم اعلم الفرق بين التمني والترجي ان التمني تستعمل في
الممكنات والمستحيلات والترجي لا تستعمل الا في الممكنات وفي لعل اي جاء في
لعل لغات أخر احداها علّ بدون اللام والثانية عنّ بدون اللام الاولى لذلك وقلب
اللام الثانية نونا والثالثة ان بقلب العين الفا قال الله تعالى انها اذا جاءت
لا يؤمنون اي لعلها فيمن قرء بالفتح والرابعة لأنّ بثبوت اللام الاولى وقلب لعين
الفا واللام الثانية نونا والخامسة لعنّ بقلب اللام الثانية نونا فقط وعند المبرد
اصله اي لفظ لعلّ علّ بدون اللام الاولى زيدت فيه اي في علّ اللام فصار لعلّ و
البواقي من اللغات المذكورة فرع عليه ثم لما فرغ عن بيان الحروف المشبهة بالفعل
شرع في بيان حروف العطف فقال فصل حروف العطف عشرة الواو والفاء وثم
حتى واوْ واما بكسر الهمزة وام ولا وبلْ ولكنْ المخففة فالاربعة الاول الفاء للتفسير
والأول جمع الاولى وهي من الواو الى حتى للجمع اي للجمع بين المعطوف والمعطوف عليه
فيما حصل للمعطوف عليه من الحكم قالوا واو للجمع مطلقا اي من غير تقييد بترتيب
او قران او تراخ او تدريج وانما قدم الواو لاصالتها في باب العطف ولكونها للجمع
مطلقا نحو جاء في زيد وعمرو اي صدر الجوع عنهما سواء كان زيد المعطوف
عليه متقدما في المجيء او كان عمرو المعطوف متقدما فيه قال الله تعالى وادخلوا
الباب سجدا وقولوا حطة وفي موضع اخر وقولوا حطة وادخلوا الباب سجدا
والفاء للترتيب بلا مهلة اي بلا تراخ بين المعطوف والمعطوف عليه اما حقيقة
نحو قام زيد فعمرو وهذا انما يقال اذا كان زيد المعطوف عليه متقدما في القيام
على عمرو المعطوف وكان هو متأخرا فيه عن زيد بلا مهلة اي مع وصل عادة نحو قوله تعالى
فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما او انزل من السماء ماء فتصبح
الارض مخضرة وثم للترتيب بمهلة اي بتراخ وبلا وصل نحو دخل زيد ثم خالد اي ثم
دخل خالد في الدار وهذا اذا كان زيد المعطوف عليه متقدما في الدخول على خالد المعطوف

ما يتعلق بالنحو
كذلك

حروف العطف

وبينهما مهلة اى فيكون بين المعطوف والمعطوف عليه تراخ وقد يجئ ثم لمجرد التعظيم نحو قوله تعالى ثم ما ادراك ما يوم الدين وثم كلا سوف تعلمون وقد يجئ زائدة عند الاخفش نحو قوله تعالى ثم تاب عليهم ليتوبوا وقيل انها بمعنى الواو حتى كذا اى مثله فى الترتيب والمهلة الا ان مهلتها اى مهلة حتى اقل من مهلة ثم فيكون حتى متوسطا بين الفاء وثم وشرطه اى شرط حتى ان يكون معطوفها اى معطوف حتى داخلا فى المعطوف عليه لكونها للغاية اتفق النحاة على ان حتى العاطفة يجب ان يكون معطوفها داخلا فى المعطوف عليه حقيقة حتى يجر الصباح ولا ينصب فى قولك نمت البارحة حتى الصباح قال الرضى ان ما بعد العاطفة يجب ان يكون جزءا لما قبلها او لما دل عليه ما قبلها والجارة فالاكثرون على تجويز كون ما بعدها منفصلا باخر جزء مما قبلها نحو نمت البارحة حتى الصباح انتهى كلامه وهذا التصريح يوجب ان يكون ما بعد حتى العاطفة جزءا لما قبلها حقيقة ولا يكفيها الجزئية الاعتبارية وبانه يجوز فى نمت البارحة حتى الصباح ان يكون فيه حتى عاطفة ويكون الصباح منصوبا وانما الخلاف فى جواز جره فجائز عند الجمهور دون السيرافى ومعناها حتى وهى حتى تفيد قوة فى المعطوف نحو مات الناس حتى الانبياء وقدم الجيش حتى الامير وتفيد ضعفا فى المعطوف نحو قدم الحاج حتى المشاة اى قدم كبار الحاج حتى رجالهم واوضارا مرتحلتها اى ثلثة هذه الحروف مشتركة فى كونها لثبوت احكم لاحد الامرين او الامور حال كونه مبهما لا بعينه اى شيء معين فى علم المتكلم واكتفى المصنف بادنى ما لا بد منه فلم يقيد وانما عبر وكذا افعل فى غير موضع من هذا المختصر حيث قال الكلام ما تضمن كلمتين واذا تنازع الفعلان نحو مررت برجل او امراة اى مررت بواحد منهما من غير تعيين وهذا فى او التى للشك واما التى للتفصيل كما فى التقسيمات التى للابهام فانها للمعين فى علم المتكلم الا انه يجوز ان يكون مقصودا ان يبين المعين المشترك بين جميع هذه الحروف الثلثة بخلاف التفصيل والابهام فانهما لا يجريان فى امر وبهذا اسقط ما قيل من انها جاءت لكل الامرين فى قوله تعالى وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا لانه على تقدير التسليم كان كالاضافة الى المعنى المشترك بين الحروف الثلثة فانه غير جار فى امر وامّا ما اجاب به بعضهم عنه فى الاية الكريمة مستعملة لاحد الامرين على ما هو الاصل فيها والعموم مستفاد من وقوع الاحد المبهم فى سياق النفى فلا يدفع الاشتباه لانها وان كانت واقعة لاحد الامرين والعموم لزم من دخول النفى لكنها ليست لاحد

بانه وانه

لمقصوده

الامرین لا بعینہ فی علم المتکلم وقد یجیء او یبقی الی والا کما مر و بمعنی بل نحو قولہ تعالی وارسلنہ الی مائۃ الف او یزیدون ثم اشار الی الفرق بینہما اما واو بعد اشتراکہما فی المعنی بقولہ واما ثم اما یکون حرف عطف اذا تقدمہا ای امہا العاطفۃ اخری واما یلزم ذلک تنبیہا من اول الامر علی ثبوت الحکم لاحد الامرین نحو العدد اما زوج واما فرد ویجوز ان یتقدم اما علی و نحو زید اما کاتب او امی ثم تقدم اما علی المعطوف علیہ ویدخل الواو علیہ یوہم انہا لیست حرف عطف کما ذہب الیہ ابو علی الفارسی والقطع بکونہا للشک مثل او یوجب انہا حرف عطف کما ذہب الیہ الجمہور ثم اشار الی تحقیق معنی ایم الفرق بینہما وبین او فقولہ او امر علی تعیین احدہما متصلۃ وہو ای ام المتصلۃ وتذکیر الضمیر باعتبار ما ذکر ولان تاویلہ بشیء حقیقی بما ای حرف یسأل بہا ای بتلک الکلمۃ فضمیر ہو ورد راجع الی ما باعتبار المعنی عن تعیین احد الامرین والحال ان السائل بما یعلم ثبوت احدہما ای احد الامرین حال کونہ مبہما ای غیر معین فی علمہ بخلاف او واما ای وہذا استلبس بہما لفتہما فان السائل بہما ای باو واما لا یعلم ثبوت احدہما ای احد الامرین اصلا لا معینا ولا مبہما وتستعمل ای ام المتصلۃ بثلث شرائط الشرط الاول ان یقع قبلہا ای قبل ام المتصلۃ ہمزۃ ای ہمزۃ الاستفہام دون ہل لان الہمزۃ غریقۃ فی الاستفہام والمراد بالہمزۃ ام من ان یکون لفظا نحو ازید عندک ام عمرو او تقدیرا کقول الشاعر شعر لعمری ما ادری وانی لاوجل علی ایننا تعدی المنیۃ او نئم ای لشیوع بخلاف او واما فانہ لا یلزم ان یقع قبلہا ہمزۃ والشرط الثانی ان یلیہا ای المتصلۃ ای یقع بعدہا لفظ مثل ما ای مثل لفظ یلی الہمزۃ ای یقع بعد الہمزۃ اعنی اذا کان بعد الہمزۃ اسم مفرد فکذلک یکون بعد ام اسم مفرد مماثل لہ وان کان بعد الہمزۃ فعل ای جملۃ فعلیۃ فکذلک بعدہا ای یکون بعد ام فعل نحو اقام زید ام قعد وکذا اذا کان بعد الہمزۃ جملۃ اسمیۃ فکذلک یکون بعد ام جملۃ اسمیۃ نحو ازید عندک ام عمرو بخلاف او واما فانہ لا یلزم فیہما ان یلیہما لفظ مثل ما یلی الہمزۃ اذا کان کذلک فلا یقال ارایت زیدا ام عمرا بدون الفعل بعد ام فی مقابلۃ الہمزۃ لان ام فی ہذا التراکیب لا یلیہا لفظ مثل ما یلی الہمزۃ لان ما یلیہا اسم ویلی الہمزۃ فعل فلا یوجد الشرط المذکور فیہ فلم یجز ہذا ما ذہب الیہ المصرح وہو ما اختارہ الشیخ ابن حاجب وذہب سیبویہ الی انہ جائز حسن ولعلہ اعتبر المعنی

تعیین

اذ المعنی رایت زیدا ام رایت عمرا والاوجہ ان یقال ازیدا رایت ام عمرا لان اول الامر بان المطلوب تعیین احدہما ولم یجز زید عندک ام عمرو بغیر الہمزۃ الا علی الشذوذ والشرط الثالث ان یکون احد الامرین المستویین محققا ای ثابتا عند المتکلم لا مبہما وانما یکون الاستفہام ای استفہام المتکلم عن المخاطب عن التعیین ای عن طلب تعیین احد المستویین بعد تحققہ ما عندہ فلذلک ای فلاجل انہا لطلب التعیین بعد العلم بثبوت احد المستویین عند المتکلم یجب ان یکون جواب ام ای جواب ہذا القول ای ما یسأل بہا بالتعیین ای بتعیین احد المستویین لان الاستفہام عنہ دون نعم او لا لعدم افادتہما التعیین فاذا قیل ازید عندک ام عمرو فجوابہ ای جواب ہذا القول بتعیین احدہما فیقال فی الجواب زید او عمرو ولا یقال نعم او لا بخلاف ما اذا سئل بالواو وامع الہمزۃ فاذا قیل اجاءک زید وعمرو او اجاءک زید امع عمرو یصح جوابہما بنعم او لا لان المطلوب بالسؤال ان احدہما لا بعینہ جاءک والثانی ام منقطعۃ وہی ما یکون بمعنی بل مع الہمزۃ ای للاضراب عن الاول والشک فی الثانی ہذا ہو الاکثر وقد یجیء لمجرد الاضراب اذا کان ما بعدہا مقطوعا بہ کقولہ تعالی اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ ہٰذَا الَّذِیْ ہُوَ مَہِیْنٌ اذ لا معنی للاستفہام ہہنا او کان ما بعدہا مشتملا علی حرف الاستفہام کقولہ تعالی اَمْ ہَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ کما رایت شبحا ای صورۃ من بعید قلت بعد رؤیتہا انہا ای الشبح وتانیث الضمیر باعتبار الصورۃ لا بل علی سبیل القطع ای علی وجہ الیقین لانک اذا رایتہا اعتقدت انہا ابل بلا شک ثم حصل لک شک انہا ای الشبح شاۃ لانک اذا قربت منہا علمت انہا لیست بابل واعرضت عن الاخبار فقلت بعد الشک فی کونہا ابلا ام ہی شاۃ تقصد الاعراض عن الاخبار الاول وہو انہا ابل والاستیناف ای الابتداء بسوال اخر وہو انہا شاۃ معناہ ای معنی قولک ام ہی شاۃ بل ہی شاۃ ام شیء اخر واعترض علی قولہم لا بل ام ہی شاۃ بانہ عطف الانشاء علی الاخبار وقد اتفقوا علی عدم جواز ہذا العطف واجیب بانہ استفہام مستانف فلا یلزم عطف الانشاء علی الاخبار وفیہ نظر لانہ یلزم علی ہذا ان لا یکون ام المنقطعۃ من حروف العطف بل یکون حرف استیناف فی الکلام فی عدہا منہا فالصواب ما اجاب بہ بعض الفضلاء حیث قال یجوز عطف الانشاء علی الاخبار بتاویل القصۃ ویجوز عطف قصۃ علی قصۃ سیما فی مقام الاضراب واعلم ان ام المنقطعۃ لا تستعمل الا فی الخبر کما مر مثالہ وہو قولہ انہا لابل ام ہی شاۃ او فی الاستفہام نحو اعندک زید ام عمرو سالت ام لا مفعول فیہ لقولہ سالت ای زمانا سابقا ووقتا ماضیا

عن حصول زید تم اضربت عن ذلک السؤال الاوّل واخذت ای شرعت فی السؤال الاخر
عن حصول عمرو ولا وبل ولکن جمیعها ای جمیع هذه الحروف ثلثة مشترکة فی کونها
لثبوت الحکم لاحد الامرین معیّنًا ای حال کون ذلک الاحد معیّنًا عند المتکلم اِمّا لا
فلنفی ما وجب ای ثبت من الحکم للاوّل ای المعطوف علیه عن الثانی ای المعطوف فیکون
الحکم ههنا ثابتا للمعطوف علیه دون المعطوف نحو جاء زید لا عمرو فلا یعطف بها الا فی
الایجاب فلا یجوز ان یقال ما جاء زید لا عمرو ولا یحسن معها اظهار العامل نحو ما جاء زید
لا جاء عمرو لئلا یشتبه بالدعاء ولا یعطف بها الّا الاسم والعطف علی المضارع بها قادر وما
وقعت بعد غیر فهی لتاکید النفی لا للعطف نحو ولا الضّالّین وبل للاضراب ای للاعراض
عن الاوّل موجبا کان او منفیا یعنی لصرف الحکم عن الاوّل واثباته للثانی علی عکس لا
نحو جاء زید بل عمرو معناه بل جاء عمرو ای المنسوب الیه المجیئ وهو عمرو ونحو ما
جاء زید بل عمرو معناه عند الجمهور بل جاء عمرو ح یکون بل للاضراب عن نفی مجیئ
زید الی اثبات مجیئ عمرو ومعناه عند المبرد بل ما جاء عمرو وهی حینئذ یکون ببیان من
نسبت الیه عدم المجیئ فی عطف الجمل بمعنی ترک الاولی والاخذ فی الثانیة نحو قوله تعالی
اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ولا یعطف بها الا استفهام فی المفردات
فلا یجوز ان یقال اقام زید بل عمرو ولکن للاستدراک بعد عرفت معنی الاستدراک فلم نذکره
ههنا ویلزمها ای لکن النفی فلا یستعمل بدونه لانّها للمغایرة بین المعطوف والمعطوف علیه بعض
ویکون النفی امّا قبلها نحو ما جاءنی زید لکن عمرو جاء او بعدها نحو قام بکر ولکن خالد لم یقم
تفصیل المقام انّ لکن اذا عطف المفرد علی المفرد لزم ان یکون النفی قبلها نحو ما جاء زید
لکن عمرو جاء وما رایت احدًا لکن عمرا رایت وهی ح نقیضة لا فتکون لاثبات ما نفی
عن الاوّل واذا عطف الجملة علی الجملة لزم ان یکون النفی قبلها وبعدها وهی ح مثل بل فی
اینما بعد النفی ولا یجاب نفی ما بعدها نحو ما جاءنی زید لکن عمرو قد جاء وجاء زید لکن عمرو
لم یجئ ففی جمیع الصور لا تستعمل لکن بدون النفی لمّا فرغ عن بیان حروف العطف شرع فی بیان حروف
التنبیه فقال **فصل** حروف التنبیه ثلثة قال بعض المحققین الظاهر انّها لیست حروف المعانی
بل هی اصوات وضعت لغرض التنبیه فالا یلیق ان تجعل من قبیل حروف الزیادة الّا بفتح الهمزة
وتخفیف اللام واما بفتح الهمزة وتخفیف المیم وها وضعت ای هذه الثلثة لتنبیه المخاطب
وایقاظه قبل شروعک فی کلام لئلا یفوته ای المخاطب شیئ من الکلام الذی
یلقیه المتکلم الیه ولا یغفل عنه ویتمکن فی ذهنه ولذلک

حروف التنبیه

سمیت ھذہ الحروف حروف التنبیہ ولا تکون ھذہ الحروف فی الاکثر فی صدر الکلام سوی ھا التنبیہ باسم الاشارۃ فانھا تقع حیث تقع اسم الاشارۃ فاما اذا فصل بینھا وبین اسم الاشارۃ فھی تقع فی صدر الکلام ایضا نحو قولہ تعالیٰ ھَا اَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَھُمْ فالا واما لا تدخلان الا علی الجملۃ لانھما وضعتا لتاکید مضمون الجملۃ تفتح بھما الکلام لیقاظ السامع او لتنبیھہ علیہ فلا بد فلان الا علی الجملۃ اسمیۃ کانت تلک الجملۃ نحو قولہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وقول الشاعر شعر اَمَا وَالَّذِیْ اَبْکٰی وَاَضْحَکَ وَالَّذِیْ اَمَاتَ وَاَحْیٰی وَالَّذِیْ اَمْرُہُ الْاَمْرُ اَلْیَقِیْنُ لَا شَکَّ فِیْہِ یمینا باللہ تعالیٰ وَاَمَّا للتنبیہ والواو للقسم والباقی من الکلام صلات الموصولات والاستشہاد علی اَمَّا للتنبیہ دخلت الجملۃ الاسمیۃ او فعلیۃ نحو اَلَا لَا تَفْعَلُ وَاَمَّا لَا تَضْرِبُ والثالث ای الحروف الثالث من حروف التنبیہ وھو ھا تدخل علی الجملۃ مثل اَلَا وَاَمَّا اسمیۃ نحو ھَا زَیْدٌ قَائِمٌ او فعلیۃ نحو ھَا فَعَلَ کَذَا او المفرد ای تدخل علی المفرد الذی یکون اسم الاشارۃ نحو ھٰذَا او ھٰؤُلَآءِ وکذا ھٰذَانِ وھَاتَانِ فھذہ الحروف الثلثۃ تدخل علی الجمل کلھا وتدخل ھا خاصۃ علی المفردات من اسماء الاشارۃ ثم لما فرغ عن بیان حرف التنبیہ شرع فی بیان حروف النداء فقال

فصل حروف النداء خمسۃ یَا وَاَیَا وَھَیَا وَاٰی وَالْھَمْزَۃُ المفتوحۃ فای بفتح الھمزۃ وسکون الیاء والھمزۃ المفتوحۃ یستعملان للقریب ویا وھیا یستعملان للبعید ای لنداء البعید ویا لھما ای لجمیع حروف النداء کما فسرہ بقولہ ای یتعم للقریب والبعید وفی بعض النسخ ویا لھما وللمتوسط فان قلت ینبغی ان لا یقال یا اللہ ویا رب لانہ تعالیٰ اقرب الیہ من حبل الورید قلت انما ذکر یا فی اسم اللہ سبحانہ استقصارا من القائل واستبعادا لہ عن مظان القبول ثم اعلم ان یا کما انہ عمھا بحسب المعنی کذلک اعمھا بحسب موارد الاستعمال فیکون محذوفۃ او مذکورۃ ولا یحذف من حروف النداء غیرھا ولا ینادی اسم اللہ تعالیٰ واسم المستغاث الا بھا ولا یندب الا بھا او بوا وقد مر احکام المنادی فی قسم الاسم فلا نعاد ثم لما فرغ عن بیان حرف النداء شرع فی بیان حروف الایجاب فقال

فصل حروف الایجاب ستۃ نَعَمْ وبلی واِیْ بکسر الھمزۃ وسکون الیاء واَجَلْ بفتحتین وسکون اللام وجَیْرِ بکسر الراء وقد تفتح واِنْ بکسر الھمزۃ وتشدید النون اما نعم فجاء فی نعم اربع لغات فتح النون والعین وھی المشھورۃ وفتح النون وکسر العین وکسر النون والعین وانھم تقلبون العین المفتوحۃ حاء فلتفسیر کلام سابق ای استثبت مضمونہ

حروف النداء

حروف الایجاب

مثبتا کان الکلام السابق او منفیا استفهاما کان او خبرا ففی جواب اقام زید بمعنی ما قام زید
وفی جواب ما قام زید بمعنی لم یقم زید بل یختص بالایجاب ما نفی قبله ای باثبات ما نفی من
الکلام السابق یعنی انها تنقض نفیا سابقا وتصیره اثباتا سواء کان ذلک النفی استفهاما
ای متصلا بادات الاستفهام کقوله تعالی اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰى فمعنی بلی فی باب
اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ بل انت ربنا او خبرا کما یقال لم یقم زید قلت بلی قد قام ای زید و
ینبغی ان یعلم ان کان المراد بالایجاب فی قولهم حروف الایجاب النفی السابق لا یشمل
نعم لانها لیست لایجاب النفی بل هی لتقریر ما سبق مثبتا کان او منفیا وان کان المراد
به اثبات ما قبلها ای تقریر ما قبلها او تثبیته اثباتا کان او نفیا لا یشمل بلی لانها
لیست لهذا المعنی بل هی مختصة بایجاب النفی السابق فلو قال احروف التصدیق
والایجاب لکان اشمل وای للاثبات بعد الاستفهام وذهب بعضهم الی انها
تاتی لتصدیق الخبر ایضا وذهب ابن مالک الی ان ای بمعنی نعم وهذا یخالف لما
ذکره المصنف والشیخ ابن الحاجب رح ویلزمهما القسم ای لا تستعمل الا مع القسم
غیر ان یصرح بفعل القسم بعدها کما اذا قیل هل کان کذا قلت فی جوابه ای واللہ ولا
یقال ای اَقْسَمْتُ واللہِ وجئ واللہ بحذف حروف القسم ونصب اللہ واما ذا کان
قبلها هل للتنبیه نحو اِیْ هَا اللّٰهَ ذَا لانه حینئذ مجرور لا غیر لنیابة ها منا ب الجار وفی
اِیْ هَا اللّٰهَ ذَا اذا کان مجردا عن ها التنبیه ثلثة اوجه احدها حذف الیاء
لالتقاء الساکنین والثانی فتح الیاء لیدفع اجتماع الساکنین وخفة الفتحة والثالث الجمع
بین الساکنین مبالغة فی المحافظة علی حروف الایجاب بصونها من التحریک والحذف
وان کان یلزم التقاء الساکنین علی غیر حدها لکونها فی کلمتین البقاء لهما مجری کلمة واحدة
فاشبه ما فیه اجتماع الساکنین علی حدها وهذا ایضا من خصائص لفظ اللہ واَجَلْ وجَیْرِ
وان ثلثتها ای ثلثة هذه الحروف لتصدیق الخبر سواء کان الخبر مثبتا او منفیا
فلا یقع بعد الاستفهام کما اذا قیل جاء زید قلت فی جوابه اَجَلْ او جَیْرِ او اِنَّ ای
اصدقت فی هذا الخبر وقال بعضهم ان اَجَلْ مثل نعم منهم الاخفش وهو یقول ان
نعم فی الاستخبار احسن وجَیْرِ فی الخبر وقیل ان جَیْرِ اسم مسمی للعرب فیقال جیر
لافعلن کذا بمعنی حقا وقیل معناه الاعتراف والاقرار یدخل التنوین علیه وقد جاء
ان لتصدیق الدعاء ایضا کقول ابن زبیر حین جاءه اعرابی فسأله شیئا فلم یعطه فقال
الاعرابی لعن اللہ ناقة حملتنی الیک فقال ابن زبیر جوابا اِنَّ وراکبها ای

لعن الله تلك الناقة وراكبها ثم لما فرغ عن بيان حرف الايجاب شرع في بيان حروف الزيادة فقال

فصل حروف الزيادة سبعة إن وأن وما ولا ومن والباء واللام المراد بالزيادة ما لا يتغير به معنى الاصل حتى يكون وجوده وعدمه مساويين وليس معنى زيادتها ان تكون واقعة بالزيادة ابدا بمعنى انها حيث وقعت كانت زائدة بل انها قد تتصف بالزيادة اومن شأنها ان تزاد بمعنى انه اذا اريد زيادة حرف في الكلام زيدت حرف منها ولهذا سميت بحروف الزيادة وتسمى حروف الصلة ايضا والمقصود من زيادتها في الكلام اما التأكيد او الفصاحة او كلاهما او غير ذلك فان بكسرة الهمزة وسكون النون و الفاء للتفسير تزاد زيادة حاصلة مع ما النافية كثيرا لتأكيد النفي نحو ما ان زيد قائم وكقول الحسان شعر ما ان مدحت محمدا بمقالتي + لكن مدحت مقالتي بمحمد صلى الله عليه وسلم و قال بعضهم انها ان النافية دخلت عليها ما النافية لتأكيد النفي وهذا ضعيف لكراهتهم اجتماع حرفين اصليتين بمعنى واحد ولهذا لا يجوز ان يقال ان زيدا ولا ايا الرجل وتزاد ان مع ما المصدرية قليلا نحو انتظر ما ان يجلس الامير اى مدة جلوس الامير وكذا تزاد ان مع ما الاسمية كقوله تعالى وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِنْ مَكَّنَّاكُمْ فِيهِ ومع لا للتنبيه نحو اما ان قام زيد وتزاد ان مع لما الحينية نحو لما ان جلست جلست وان بفتح الهمزة وسكون النون تزاد زيادة حاصلة مع لما كثيرا كقوله تعالى فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ قال في الضمار ان قد تكون صلة لما نحو فلما ان جاء البشير وقد تكون زائدة كقوله تعالى وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ اى لا يعذبهم فجعل الواقعة بعد لما مقابلة للزائدة ووجه خفي وضع منه موضع زيادة ان لم يذكروه وتزاد ان بين لو والقسم المقدم عليها نحو والله ان لو قمت قمت وتزاد ان مع كاف التشبيه قليلا نحو قوله كأن ظبية ومما تزاد زيادة حاصلة مع اذا ومتى واى وأنى و أيان وابن وان شرطيات اى حال كون هذه الكلمات زيدت الشرط وفيه احتراز عما اذا لم تكن شرطيات فان ما تزاد مفخما ومرققا وان جاء استعمالها على وجهين كما تقول اذا ما صمت صمت وكذا البواقي نحو متى ما تخرج اخرج وأيا ما تضرب اضرب قال الله تعالى أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى وأيضا تجلس اجلس وقوله تعالى إِمَّا تَرَيِنَّ وَإِمَّا تَذْهَبَنَّ بِكَ وَإِمَّا تَخَافَنَّ ويلزم في فعل إما نون التأكيد غالبا لكون الفعل اولى بالتأكيد من حيث انه المقصود من الحرف ونحو اما تقسيم اقسم بلا نون التأكيد قليلا وتزاد ما بعد بعض حروف الجر سماعا نحو قوله تعالى فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَعَمَّا قَلِيلٍ وَمِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا وانما قال وبعد بعض حروف الجر لانها تزاد

بعد جمیع حروف الجر وجاء زیادۃ ما مع المضاف علی قلۃ نحو قولہ تعالی مِمَّا خَطِيٓـَٔاتِهِمْ أُغْرِقُوا وقولہ تعالی عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِينَ وقولہ تعالی مِّمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ وقولہ تعالی فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وقولہ تعالی فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وقولہ تعالی مِّمَّا خَطِيٓـَٔاتِهِمْ أُدْخِلُوا نَارًا وقولہ تعالی مِّمَّا خَطِيٓـَٔاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا وقولہ تعالی مِّمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ وقولہ تعالی فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ بَعَثْنَا عَلَيْهِمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ وقولہ تعالی فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وقولہ تعالی فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ

وممّا فی قوله تعالی مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فتفسیر للامر لا للقول و ینبغی ان یُعلم انّ ما بعد اَن المفسّرة لیست من جملة ما قبلها بل یتمّ الکلام بدونه لا یحتاج من جهة التفسیر للمبهم المقدّر فی قوله تعالی وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لیس اَن فیه مفسّرة لانّ قوله اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ خبر المبتداء المقدّر فای امر استعمالا من اَن یجوز ان یفسّرها ما لیس فیه معنی القول وما فیه معنی القول ولفظ القول الصریح وقال ابن المالک الغالب فی اَی اَن تکون تفسیرا لغیر معیّن ثمّ لمّا فرغ عن بیان حروف التفسیر شرع فی بیان حروف المصدر فقال

حروف المصدر

فصل حروف المصدر ای الحروف التی تجعل الجملة فی حکم المصدر فالاضافة یادی ملابسة ثلثة وزاد بعضهم کی ولو فی حروف المصدر مَا وَاَنْ بفتح الهمزة وتخفیف النون وَاَنَّ بفتح الهمزة وتشدید النون فمَا وَاَنْ للجملة الفعلیة ای یختصّان للجملة الفعلیة فانّهما لا تدخلان الّا علیها فتجعلانها فی حکم المفرد فمثال قوله تعالی وَضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ای برحبها بضم الرّاء مصدر رَحُبَ علی وزن کَرُمَ ومعناه الاتّساع وقول الشاعر

شعر یَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّیَالِیْ ✣ وَکَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهٗ ذَهَابَا ✣

ای ذهابها وَاَنْ نحو قوله تعالی فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا ای قولهم وَاَنَّ للجملة الاسمیّة ای یختصّ بالجملة الاسمیّة فانّها لا تدخل الّا علیها فتجعلها فی حکم المصدر لخبرها نحو علمت اَنَّکَ قَائِمٌ ای قیامک او فی معناه اَن امکن نحو اعجبنی اَنَّ زیدا اخوک ای اُخُوَّةُ زَیْدٍ لَکَ وَاَن تعلّقت قدرت الکون نحو قوله تعالی وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ ای ولو ثبت کون ما فی الارض وهذا عند سیبویه واجاز غیره بعد ما المصدریة الجملة الاسمیّة ایضا ثمّ اعلم انّ اختصاص انّ بالجملة الاسمیّة اذا لم یکن مخففة ولم تلحق بها الکافّة وامّا اذا خُفّفت او کُفّت فیجوز فیها الاسمیة والفعلیة ثمّ لمّا فرغ عن بیان حروف المصدر شرع فی بیان حروف التخضیض فقال

حروف التخضیض

فصل حروف التخضیض حروف تدلّ علی تخضیض الفعل وتحریضه اربعة هَلَّا وَاَلَّا وَلَوْلَا وَلَوْمَا لها الی لهذه الحروف صدر الکلام لانّها تدلّ علی نوع من انواع الکلام فوجب الصدیر بها لیُعلم فی اوّل الامر انّ کون الکلام من ذلک ومعناها ای معنی هذه الحروف حثّ وطلب علی الفعل ان دخلت علی المضارع نحو هَلَّا تَاْکُلُ قال الله تعالی لَوْمَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِکَةِ ومعناها لُوْمُ وتصییر ای تقدیم وتوبیخ علی ترک الفعل ان دخلت علی الماضی نحو هَلَّا ضَرَبْتَ زَیْدًا وحینئذ ای حین اذ ادخلت علی الماضی لا یکون معناها تخضیضا الّا باعتبار ما فات من الفعل ولا تدخل حروف التخضیض الّا علی الفعل لانّ التخضیض والحثّ انّما یتعلّق بالفعل آخر ذلک الفعل امّا ان یکون لفظا کما مرّ مثاله وتقدیرا کما اشار الیه بقوله فان

وقع بعدها اى حرف التحضيض اسم فباضمار فعل اى فهو معمول لما اضمر فعل بعدها كما تقول لمن ضرب قوما سوى زيد منهم هلا زيدا اى هلا ضربت زيدا فزيدا معمول منصوب بفعل مضمر بعد هلا قال الرضى اذا وقع الظرف بعدها فهو منصوب بفعل بعدها لا بفعل مقدر بعدها لتوسعهم فى الظرف فنحو هلا يوم الجمعة زرتنى يوم الجمعة فيه منصوب بزرتنى وقد جاء الاسمية بعدها للضرورة كقول الشاعر **شعر**

يقولون ليلى ارسلت بشفاعة ... الى فهلا نفس ليلى شفيعها

وجميعها اى حرف التحضيض مركبة من الجزئين جزؤها الثانى حرف النفى فى جميعها والجزء الاول حروف الشرط فى بعضها وهو لولا ولوما او حرف الاستفهام فى بعضها وهو هلا او حرف المصدر فى بعضها وهو الا و للولا معنى آخر سوى التحضيض وهو اى ذلك المعنى امتناع الجملة الثانية لوجود الجملة الاولى نحو لولا علىّ لهلك عمر اى لولا على موجود لهلك عمر ففيه اشعار بالوجه ثم الفارق بين لولا هذه وبين لولا حرف التحضيض انك اذا قلت لولا ضربت زيدا لم الكلام واذا قلت اولا على لم يتم حتى لم تجئ بقولك لهلك عمر وحينئذ اى حين اذا كان للولا المعنى الآخر تحتاج الى الجملتين الاوليين اولهما اى اولى الجملتين جملة اسمية ابدا ولو كانت الجملة الثانية اسمية او فعلية وهذا اذ يقدر خبر المبتدأ الذى بعد لولا الامتناعية كما هو مذهب البصريين واما على قول الكسائى فالاسم بعدها فاعل لفعل مقدر كما فى لولا على لهلك عمر فهى على هذا وان تحتاج الى الجملتين لكن لا يكون اولهما اسمية وقال الفراء لولا هى رافعة للاسم الذى بعدها ثم لما فرغ عن بيان حروف التحضيض شرع فى بيان حرف التوقع فقال **فصل** حرف التوقع قد سميت بحرف التوقع لانه يخبر بها المتوقع الاخبار فهى اى قد اذا دخلت فى الماضى تكون لتقريب الماضى الى الحال نحو قد ركب الامير اى قبيل هذا ومنه قول المؤذن قد قامت الصلوة ولاجل ذلك اى ولان قد فى الماضى لتقريبه الى الحال سميت حرف التقريب ايضا كما سميت بحرف التوقع ولهذا اى ولاجل انها لتقريب الماضى الى الحال تلزم اى قد الماضى اى مع الماضى ليصلح اى الماضى لان يقع حالا لان الماضى الواقع حالا سابق على زمان العامل لانك اذا قلت جاءنى زيد قد ركب ابوه كان الركوب مقدما على المجئ وقد منع اختلاف الحال وعاملها زمانا فالتزمت قد المقربة الى الحال لتقريبه الى زمان العامل فيتحد زمانهما حكما لان القريب من الشئ فى حكم المقارب له ولذلك لا يصح وقوع الماضى حالا فيما لا يصح استعمال قد فيه فلا يقرأ قد صامت الشيخ وقد ولد فى يوم كذا وقد قال فلان اليوم وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا لعدم القرب فى صحة استعمال

وكانت

قد الا بتاویل وقد تجیئ قد فی الماضی للتاکید مجردۃ عن تقریب اذا کان ما دخل علیہ قد جوابا لمن یسأل ویقول ھل قام زید تقول جوابا لہ قد قام زید وفی المضارع عطف علی قولہ فی الماضی ای وھی اذا دخلت علی المضارع تکون للتقلیل نحو ان الکذوب قد یصدق وان الجواد قد یبخل وقد تکون للتکثیر مقام المدح نحو قولہ تعالی قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا وقد تجیئ قد فی المضارع للتحقیق مجردۃ عن معنی التقلیل کقولہ تعالی قد یعلم اللہ المعوقین ویجوز الفصل بینھا ای بین قد وبین الفعل ای وبین فعلہ بالقسم نحو قد واللہ احسنت وکقولہ وقد لعمری بتّ ساھرا او قد یحذف الفعل بعدھا ای بعد قد عند وجود قرینۃ علیہ نحو قول الشاعر شعر افدا الترحل غیر ان رکابنا + لما تزل برحالنا وکان قد ان + ای وکان قد زالت البیت للنابغۃ وقولہ افدا فعل ماض علی وزن علم بمعنی قرب ویروی ایف ومعناھما واحد ای قرب ارتحالنا الا ان الابل التی نسیر علیھا لما تزل ای تذھب برحالنا فکان الشان انھا ذھبت برحالنا الصحیحۃ عزمنا علی الارتحال ثم لما فرغ عن بیان حروف التوقع شرع فی بیان حرفی الاستفھام فقال

فصل حرفا الاستفھام

الھمزۃ وھل وھما ای لھذین الحرفین صدر الکلام لانھما تدخلان علی احد انواع الکلام وھو الاستفھام فوجب التصدیر بھما لیعلم من اول الامر ان الکلام من ذلک النوع تدخلان ای وھما تدخلان علی الجملۃ الاسمیۃ والفعلیۃ نحو ازید قائم فی الجملۃ الاسمیۃ وھل قام زید فی الجملۃ الفعلیۃ واقام زید فی الفعلیۃ وھل زید قائم فی الاسمیۃ ودخولھما ای دخول الھمزۃ وھل علی الفعلیۃ ای علی الجملۃ الفعلیۃ اکثر من دخولھما علی الاسمیۃ وانما کان دخولھما علی الفعلیۃ اکثر اذا الاستفھام بالفعل اولی من الاسم ولھذا کان تقدیر الاسم بعد الھمزۃ فاعلا اذا کان بعدھا فعل احسن من تقدیرہ مبتدأ کما تقول ازید قائم ثم اراد ان یبین ما یکون الھمزۃ بہ اکثر التصرف فی الاستعمال من ھل قولہ وقد تدخل الھمزۃ فی مواضع من الکلام التی لا یجوز دخول ھل فیھا ای فی تلک المواضع وھی اربعۃ احدھا ان تدخل الھمزۃ علی الاسم مع وجود الفعل نحو ازیدا ضربت ولا یجوز ان یقال ھل زیدا ضربت والثانی ان تستعمل الھمزۃ للانکار نحو اتضرب زیدا وھو اخوک ولا یجوز ان یقال ھل تضرب زیدا وھو اخوک والثالث ان تستعمل مع ام المتصلۃ نحو ازید عندک ام عمرو ولا یجوز ان یقال ھل زید عندک ام عمرو والرابع ان تدخل الھمزۃ علی حروف العطف نحو أومن کان وأفمن کان وأثم اذا ما وقع ولا تدخل علیھا ھل وھذا اذا لم تکن ھل بمعنی الھمزۃ امّا اذا کانت ھل بمعنی الھمزۃ فھی تدخل علی حروف العطف مثل الھمزۃ لموافقتھا

وکان حرفا الاستفھام

ایاھا ولا تستعمل ھل فی ھذہ المواضع ای المواضع الاربع المذکورۃ امّا فی الموضع الاول فلکون ھل فی الاصل بمعنی قد المختصۃ بالفعل کقولہ تعالیٰ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ ای قد اتی فاذا وَجَدْتَ الفعل بعدھا تذکرت العھد السّابق وما لِکَ الیہ ولم تصل بغیرہ وامّا اذا لم تجد الفعل بعدھا فربّما صبرت ذاھبۃً عنہ فلا یقال ھل زید خرج وھل زیدا ضربت کما یقال قد زید خرج وقد زیدا ضربت بخلاف ھل زید قائم فانہ جائز لعدم وجود الفعل ھھنا واما فی الموضع الثانی فلان ھل لا تستعمل فیما فیہ معنی الانکار واما فی الموضع الثالث فلاختصاص ام المتصلۃ بالھمزۃ لکونھا الاصل واما فی الموضع الرابع فلان الھمزۃ اصل فی الاستفھام کما مرّ انفاً ولکونھا اخصر من ھَلْ ولذا کانت ایلق بکثرۃ الاستعمال تعلم مما ذکر ان الھمزۃ اعم تصرّفاً فی الاستعمال من ھَلْ والی ما بیّنّا من وجب دخول الھمزۃ فی المواضع الاربعۃ المذکورۃ دون ھَلْ اشار بقولہ وھھنا ای فی مسئلۃ دخول الھمزۃ فیما لا یدخل فیہ ھَلْ بحث ای کلام وبیان یوجب دخول الھمزۃ واستعمالھا فی تلک المواضع دون ھَلْ بعد اشتراکھما فی کونھما حرفی الاستفھام ویجوز ان یکون ھذا اشارۃ الی المداخل التی تکون ھَلْ مختصّۃً بھا فانّھا تختص باحکام ومواضع من الکلام لا یجوز دخول الھمزۃ فیھا ایضاً وھی ان حروف العطف قد تدخل علی ھَلْ دون الھمزۃ کقولہ تعالیٰ فَھَلْ اَنْتُمْ شَاکِرُوْنَ وھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ویقرب منہ انّک تقول ان اکرمتک فھل تکرمنی ولا تقول ھَلْ تکرمنی وتقول اسلم الیہ ثم ھل یلتفت الیّ ویجیء ھَلْ وسائر کلم الاستفھام بعد امر ولا تجیء الھمزۃ بعدھا قال الرضی وتختص ھَلْ بحکمین دون الھمزۃ وھما کونھا للتقریر فی الاثبات کقولہ تعالیٰ ھَلْ ثُوِّبَ الْکُفَّارُ ای لم یثوّب وقولھم ھذہ بتلک فھل جزیتک یا عمرو وافادتھا فائدۃ النّفی حتی جاز ان یجیء بعدھا الّا قصد الایجاب کقولہ تعالیٰ ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ وان تدخل الباء المؤکدۃ للنفی فی خبر المبتدأ الذی بعدھا نحو ھل زید بقائم فعلم من ھذہ التصرفات فی ھَلْ انّھا اکثر تصرّفاً فی الاستعمال من الھمزۃ فیکون کل واحد منھما اعم من الآخر من وجہ ثم لما فرغ عن بیان حرفی الاستفھام شرع فی بیان حروف الشرط فقال **فصل** حروف الشرط ثلثۃ اِنْ بکسر الھمزۃ وسکون النون ولو وامّا بفتح الھمزۃ لھا ای لھذہ الحروف صدر الکلام لما ذکرنا فیما سبق ویدخل کل واحد منھا ای من تلک الحروف علی الجملتین اسمیتین کانتا او فعلیتین او مختلفتین لا یخفی انّ ھذا التعمیم لا یستقیم فی اِنْ ولَوْ حیث لا یجوز دخولھما علی الجملتین الاسمیتین بل یجب دخولھما علی الجملتین الفعلیتین وھو بنا فی قولہ فیما بعد ویلزمھما الفعل لفظاً او تقدیراً فانّ للاستقبال وان دخلت الماضی ای علی الماضی وانّ ھذہ للوصل نحو ان زرتنی اکرمتک واما قولھم

حروف الشرط

۴ وھو وقوع الفعل بعد المختص بالفعل ۱۲ کا تبہ عفی عنہ

۴ وانشاء اللہ ۱۲ کا تبہ عفی عنہ

۴ ای کون ھل للاستفھام ۱۲ کا تبہ عفی عنہ

۴ ای کون کلا منھما ۱۲ کا تبہ عفی عنہ

۴ وما جاء فی الاحصنّ ۱۲ کا تبہ عفی عنہ

ان اکرمتنی الیوم فقد اکرمتک امس محمول علی معنی ان اکرمتنی الیوم یکون سببًا للاخبار بذلک ولو للماضی وان دخلت علی المضارع نحو لو تزورنی اکرمتک قال اللہ تعالی لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ ای لوقعتم فی الجهد والهلاک وقد تجیئ بمعنی ان نحو قوله تعالی وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْکُمْ وقد تجیئ بمعنی ان الناصبة نحو قوله تعالی وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ وله غیر نظیر فی القرآن ویلزمهما ای ان ولو الفعل سواء کان لفظًا کما مر نظیره او تقدیرًا نحو ان انت زارنی فانا اکرمک تقدیره ان کنت زارنی فانا اکرمک فلما حذف الفعل صار الضمیر المتصل منفصلًا قال اللہ تعالی وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ ای ان استجارک احد ولو انتم تملکون ای ولو تملکون فاحدٌ وانتم مرفوعان بانهما فاعلان لفعلین محذوفین یفسرهما الفعل الظاهر واعلم ان لا تستعمل الّا فی الامور المشکوکة المحتملة کما مر نظیره فلا یقال ایتیک ان طلعت الشمس لان طلوع الشمس من الامور المقطوعة بها ولیس من الامور المشکوکة المحتملة وانما یقال ایتیک اذا طلعت الشمس لان اذا انما تستعمل فی الامور المقطوعة بها وطلوع الشمس منها

ولو تدل علی نفی الجملة الثانیه بسبب نفی الجملة الاولی کقوله تعالی لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فان لو ههنا تدل علی انتفاء الفساد بسبب ان تعدد الالهة منتفٍ واستعمالها بهذا المعنی هو الکثیر المتعارف وقد تجیئ لانتفاء الثانی علی تقدیر وجود الاول وعدمه نحو نعم العبد صهیب لو لم یخف اللہ لم یعصه فان نفی العصیان لازم لنفی الخوف کما هو لازم لوجود الخوف وهو لو اتیتنی لاکرمتک ای لاکرامی ایاک ثابت سواء اکرمتنی او اهنتنی واذا وقع القسم فی اول الکلام وتقدم ای القسم علی الشرط یجب ان یکون الفعل الذی یدخل علیه حرف الشرط ماضیًا سواء کان الماضی لفظًا نحو واللہ ان اتیتنی لاکرمتک او معنی بان یدخل لم علی المضارع نحو واللہ ان لم تاتنی لا هجوتک وانما وجب ان یکون مدخول حرف الشرط ماضیًا لانه لما امتنع عملها فی الجواب بوقوعه جوابًا للقسم وجب کونه ماضیًا فی الشرط لئلا یعمل فیه ایضًا لیتوافق فی عدم العمل وحینئذ ای حین اذ اکان القسم فی اول الکلام وتقدم علی الشرط تکون الجملة الثانیة فی اللفظ جوابًا للقسم لا جزاءً للشرط لانه یلزم ح ان یکون الجواب مجزومًا وما وغیر مجزوم وهو مستحیل وتکون فی المعنی جوابًا للقسم والشرط جمیعًا اما کونه جوابًا للقسم فلکون الیمین علیه واما کونه جزاءً للشرط فلکونه مشروطًا بالشرط فذلک ای فلاجل ان الجملة الثانیه تکون حینئذٍ فی اللفظ جوابًا للقسم لا جزاء للشرط وجب فیها ای فی الجملة الثانیة ما یجب فی جواب القسم من اللام ونحوها ای نحو اللام من ان اذا کان جواب القسم جملة موجبة وما ولا اذا کان جواب القسم جملة منفیة کما رایت ذلک

ای کان لو متنی الیوم فقد اکرمتک امس معنی یعنی ان اکرامی ایاک فی الماضی کان لاجل اکرامک ایای الیوم

کذا فی حاشیة شرح الکافیة ۱۲ منه عفی عنه

لاجلها کذا فی حاشیة شرح الکافیة ۱۲

فى المثالين المذكورين واما اذا وقع القسم فى وسط الكلام بتقديم الشرط اوغيره عليه
جاز ان يعتبر القسم بان يكون جوابا له اى للقسم ويلزم ان يكون الشرط ماضيا نحو ان
اتيتنى واللّٰهِ لاتيتك وجاز ان يلغى بجعل الجواب جوابا للشرط ولم يجب ان يكون الشرط
ماضيا ويصير القسم ملغى نحو ان تاتنى واللّٰهِ اتيك واما لتفصيل ماذكر مجملا نحو قوله تعالى
فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ الا انهم
يلزم اتعدد اما كقوله تعالى فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ الاية حيث لم يذكر اما اخرى لكونها
يفهم من هذا المقام ولذا قال بعضهم ان واكرا سخون فى تقدير واما الراسخون فى العلم ويصح
انها غير لازمة اصلا لا لفظا ولا تقديرا ويدل على ذلك صحة ان يقال اما انا فقد فعلت
هذا او لسكت وقد تكون اما لتفصيل ما اجمل فى الذهن ويكون معلوما عند المخاطب
بواسطة القرائن وقد تكون للاستيناف من غير ان يسبقها جمال كما اما الواقعة
فى اوائل الكتب قال الرضى وقد يحذف اما لكثرة الاستعمال وانما يطرد ذلك اذا
كان ما بعدها الفاء وامرا ونهيا وما قبلها منصوبا به او مفسرا به فلا يقال زيدا فضربت
ولا زيدا فضربته بتقدير اما فما وقع فى توجيه اما فى اوائل الكتب من قولهم وبعد فان الخ
بتقدير اما فمن مد تدبر التقدير كما ينبغى ويجب فى جوابها هذا جواب سوال مقدر وما
السوال ظاهر اى فى جواب اما الفاء ويجب ايضا ان يكون الاول سببا للثانى وانما وجب لقاء
فى جوابه وسببية الاول للثانى لان ذلك يحكم بكونها كلمة الشرط وبه يستدل على ذلك
ولم يحكم بكونها واو حيث للشرط مع انه يقال حيث زيد لقيته فانا اكرمه ولاذا نظائر
كثيرة فى القران لعدم رؤيتهما بل جعلوهما حينئذ بالفاء ظرفين جاريين مجرى الشرط ويجب
ان يحذف فعلها اى فعل اما الذى دخلت هى عليه مع ان الشرط لابد له اى للشرط من فعل اى من
ان يدخل على الفعل وذلك اى وجوب حذف فعلها ليكون حذف الفعل تنبيها على ان المقصود
من التفضيل بها اى باما حكم الاسم الواقع بعدها اى بعد اما لا الفعل نحو اما زيدا
فمنطلق تقديره اى تقدير هذا الكلام مهما يكن من شئ فزيد منطلق فحذف الفعل الذى
هو الشرط وهو يكن وحذف ايضا الجار والمجرور وهو من شئ واقيم اما مقامها حتى بقى
اما فزيد منطلق ولما لم يناسب دخول حرف الشرط على فاء الجزاء نقلوا اى النحاة الفاء
الى الجزء الثانى وهو منطلق ووصفوا الجزء الاول وهو زيد بين اما والفاء عوضا عن
الفعل المحذوف لئلا يلزم التوالى بينه وبين حرف الشرط والجزاء فصار اما زيد
فمنطلق ثم ذلك الجزء اى الجزء الاول وهو الاسم الواقع بعدها ان كان صالحا

لهما فرق آخر بين الصورتين هو التفصيل الا كاتب عفى عنه

لعله فى هذا الفرق لا يتقرر تكرار اما لعدم ضرورة التفصيل الا بتقدير اما عفى عنه

للابتداء ای لکونہ مبتدأ بان لم یکن ظرفا فھو ای ذلک الجزء مبتدأ کما مر مثالہ والا ای وان
لم یکن ذلک الجزء صالحا للابتداء بان کان ظرفا فعاملہ ای فعامل ذلک الجزء ما یکون
بعد الفاء نحو اما یوم الجمعۃ فزید منطلق فینطلق عامل فی یوم الجمعۃ ناصبۃ لہ علی الظرفیۃ اعلم
ان النحاۃ اختلفوا فی ان الاسم الواقع بعد اما ھل ھو جزء مما فی حیز جوابھا ام لا فذھب سیبویہ
الی انہ جزء مما فی حیز جوابھا مطلقا سواء کان مرفوعا او منصوبا او سواء کان بعد فاء الجزاء ما یمنع
التقدیم او لا ... [illegible] ... وذھب المبرد الی ان الاسم المبتدا الی انہ
لیس جزء مما فی حیز جوابھا ... [illegible] ... فزید منطلق وھذا مردود والاجماع النصب فی الاول بتقدیر تذکروا والرفع فی الثانی
بتقدیر حصل الا انہ غیر جائز اتفاقا وذھب المازنی الی انہ ان کان جائز التقدیر علی جوابھا
بان لم یوجد ما یمنع التقدیر فھو من قبیل القسم الاول والا فھو من قبیل القسم الثانی یعنی
انہ لیس جزء مما فی حیز جوابھا بل ھو معمول الفعل المحذوف نحو اما یوم الجمعۃ فان زیدا منطلق
ھ فتناء عمل ما بعدھا فیما قبلھا لکونھا مقتضیۃ لصدر الکلام ثم لما فرغ عن بیان حروف الشرط
شرع فی بیان حروف الردع فقال **فصل** حرف الردع کلا وضعت لزجر المتکلم وردعہ ای
منعہ عما یتکلم بہ تقول لمن قال لک فلان یبغضک کلا ای لیس الامر کذلک ردعا لہ وتنبیھا
علی الخطأ کقولہ تعالی فَیَقُولُ رَبِّیٓ أَھَٰنَنِ کَلَّا ای لا یتکلم بھذا الکلام فانہ ای الامر لیس
کذلک ای کما تقول لانہ سبحانہ قد یوسع فی الدنیا علی من لا یکرمہ من الکفار وقد یضیق علی
من یکرمہ من الانبیاء والصالحین الاستطلاع ھذا ای وضع کلا لزجر المتکلم وردعہ
اذا جاءت بعد الخبر کما مر وقد تجیء کلا بعد الامر ایضا کما اذا نسخ جاءت بعد الخبر وحینئذ تکون لنفی
الاجابۃ کما اذا قیل لک اضرب زیدا فقلت کلا ای لا افعل ھذا قط نفیا لاجابۃ الضرب لزید
وقد تجیء کلا بمعنی حقا والمقصود منہ تحقیق معنی الجملۃ مثل ان کقولہ تعالی کَلَّا سَوْفَ
تَعْلَمُونَ ای حقا وح ای حین اذا جاءت کلا بمعنی حقا تکون کلا اسما لا حرفا ویبنی
کلا حال کونہ اسما وان کان الاصل فی الاسم الاعراب لکونہ ای لکون کلا ھذا مشابھا
لکلا حال کونہ حرفا لفظا ومعنی لمناسبۃ معناہ فانک ترد عربیا المخاطب عما یتکلم بہ تحقیقا
لضدہ وقیل قائلہ الکسائی ومن تابعہ تکون کلا اذا کان بمعنی حقا حرفا ایضا کما اذا لم
یکن بمعنی حقا کما مر بمعنی ان من الحروف المشبھۃ بالفعل المفیدۃ لتحقیق معنی الجملۃ نحو قولہ تعالی

حروف الردع

كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَىٰ بمعنى إنّ وكلا في قوله تعالى ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا يحتمل الوجهين كونها للردع وبمعنى حقا ثم لما فرغ عن بيان حرف الردع شرع في بيان تاء التانيث الساكنة فقال **فصل** تاء التانيث الساكنة دون المتحركة لاختصاصها بالاسم فلو لم يقيدها بالسكون لدخل نحو قولك الفعل الماضي وانما سكن اخر الماضي لتدل التاء على تانيث الفاعل تحقيقا او تنزيلا كما في الجموع المنزلة منزلة المؤنث وسواء كان ما اسند اليه الفعل فاعلا نحو ضربت هند على صيغة المعروف او مفعولا ما لم يسم فاعله نحو ضربت هند على صيغة المجهول ولما سبق بيان مواضع وجوب الحاقها اى الحاق التاء وجواز الحاقها في فصل الفاعل اشار اليه بقوله وقد عرفت مواضع وجوب الحاقها اى التاء وجواز الحاقها في فصل الفاعل فلا نعيدها واذا الحقتها اى التاء الساكنة حرف ساكن واقع بعدها اى بعد التاء وفيه اشارة الى انه لو لحقتها ساكن قبلها لا يجب تحريكها بل يجب تحريك ذلك الساكن وجب تحريكها اى التاء بالكسر لا بالضم والفتح وانما وجب تحريكها لدفع التقاء الساكنين ثم وجب تحريكها بالكسر لان الساكن اذا حرك حرك بالكسر لان الكسر اصل في تحريك الساكن لان الكسر لقلته يناسب العدم وهو السكون نحو قد قامت الصلوة فان التاء التي فيه اذا الحقتها الالف حركت بالكسر فلما كان ههنا سوال وهو ان يقال اذا حذفت احد الساكنين لالتقائهما فانما وجب رد المحذوف عند تحريك الثابت لان علة الحذف هو التقاء الساكنين اذا زالت بتحريك الثابت وجب رد ما حذف فلم لم يرد الالف في مثل رمت المراة عند تحريك التاء بعد ما كانت الالف محذوفة فيه لالتقاء الساكنين وهما الالف والتاء اجاب عنه بقوله وحركتها اى حركة التاء لا توجب رد ما اى حرف حذف ذلك الحرف لاجل سكونها اى لاجل سكون التاء فلا يقال رمات المراة برد الالف المحذوفة بالتقاء الساكنين وانما لا توجب حركتها رد المحذوف لان حركة التاء عارضية لا اصلية واقعة لرفع التقاء الساكنين وهي التاء وساكن لحقها والعارض كالمعدوم فهي تكون في حكم السكون اذ كل حركة يحصل بامر عارضي فهي في حكم السكون وحينئذ تحقق اجتماع الساكنين في رمت المراة وهو علة الحذف فلم يرد الالف فيه لهذا لا يرد الواو في قال الحق عند تحريك اللام بعد ما كانت محذوفة في قل لالتقاء الساكنين

فصل تاء التانيث الساكنة

الواو والالف لان حركة اللام حصلت بامر عارض وهو رفع التقاء الساكنين فيكون فى
حكم السكون بخلاف قُولَا وقُولُنَّ حيث يرد الواو فيهما عند تحريك اللام لان حركة اللام فى
الاصل قد حصلت فى الاول باتصال ضمير الفاعل به وفى الثانى باتصال نون التاكيد به و
كل واحد من ضمير الفاعل ونون التاكيد بمنزلة الجزء من الكلمة التى اتصل كل منهما بها
فلا يكون حركة اللام فيهما بالعارض فى انما حذفت الالف فى دَعَانَا ورَمَانَا وان حصلت حركة
التاء فيهما باتصال الفاعل لان التاء ليست من نفس الكلمة لانها لحقتها لبيان ان فاعلها
مؤنث بخلاف اللام والنون فى قُولَا وقُولُنَّ لانهما من نفس الكلمة فانه لو بنى فلا يلزم
من رد الواو فى قُولَا وقُولُنَّ رد الالف فى نحو دَعَانَا ورَمَانَا واذا كان كذلك فقول بعض
العرب المرأتان رمانا بترد الالف المحذوفة لالتقاء الساكنين ضعيف والحاق علامة
التثنية والجمعين اى جمع المذكر والمؤنث بالفعل اذا كان الفاعل ظاهرا الدين على ان ما
اسند اليها الفعل مثنى كان او مجموعا مذكرا كان او مؤنثا كالحاق تاء التانيث لذلك فضعيف لانه
يلزم تكرار صورة الفاعل فلا يقال قاما الزيدان بالحاق الالف فى التثنية وقاموا الزيدون
بالحاق الواو فى جمع المذكر وقمن النساء بالحاق النون فى جمع المؤنث واما اذا كان الفاعل مضمرا
فالحاق علامة التثنية والجمعين بالفعل ليس تضعيف فيقال زيدان قاما وزيدون قاموا
والنساء قمن وبتقدير الالحاق اى الحاق هذه العلامات بالفعل مع الضعف لا تكون تلك
العلامات ضمائر لئلا يلزم الاتحاد اى اضمار الفاعل قبل الذكر اى قبل ذكره من غير فائدة بل
تكون حروفا هى علامات دالة من اول الامر اذ الحقت بالفعل على احوال الفاعل بين كونه
مثنى او مجموعا مذكرا او مؤنث كتاء التانيث الساكنة فانها ليست بضمير كتاء ضَرَبتُ
بالحركات الثلاث لانها لو كانت ضميرا لزم حذفها عند مجئ الفاعل الظاهر واللازم باطل
لجواز قولنا ضربت هند فالملزوم مثله لان بطلان اللازم يوجب بطلان الملزوم بل هى حرف
الحقت بالفعل الماضى لتدل على تانيث ما اسند اليه الفعل وانما لم يعد تاء التانيث
المتحركة من الحروف ولا علامة التثنية والجمعين فى الافعال منها لانها اسم اشارة الى علامتها
حروفا فى نفسها موصوفة تبعا للبيان حكم تاء التانيث ثم لما فرغ عن بيان تاء التانيث
الساكنة شرع فى بيان التنوين فقال **فصل** التنوين نون ساكنة فى اصل الوضع
تلحق لا لغرض تحريكها لالتقاء الساكنين نحو زيدن القاضى ولما كان قوله نون ساكنة يتناول
نون مِن مَنْ ولَم يَكُن ونظائرها قيده بقوله تتبع حركة آخر الكلمة لاخراجها عنه
لان هذه النونات تكون اواخر تلك الكلمات ولم تكن توابع حركات اواخرها وانما ادرج

الحرکۃ دون ان یقول تتبع اٰخر الکلمۃ تنبیھًا علی انّ التنوین تسقط فی حالۃ الوقف باسقاط الحرکۃ وبما قیل فی وجہ ادراجھا من انّ المتبادر من متابعتھا الاٰخر لحوقھا بہ من غیر تخلّل شیٔ وھھنا الحرکۃ متخللۃ بین اٰخر الکلمۃ والتنوین وفیہ نظر اذ المتبادر ھھنا لحوقھا بہ من غیر تخلّل حرف فالوجہ ما قلنا والمراد بالکلمۃ اعم من ان یکون حقیقۃ او حکمًا فیدخل فیہ تنوین قائمۃ وبصریّ والمراد بالاٰخر ما ینتھی الیہ التکلّم فیشتمل تنوین قاضٍ فانّ الضاد لیس اٰخر الکلمۃ حقیقۃً ولا حکمًا بل اٰخرہ تنوین لکنّہ ینتھی الیہ التکلّم وانما قال اٰخر الکلمۃ ولم یقل اٰخر الاسم لیتناول تنوین الترنّم فی الفعل او الحرف لا لتاکید الفعل احترز بہ عن النون الخفیفۃ نحو اضربنْ فانھا نون ساکنۃ تتبع حرکۃ اٰخر الکلمۃ لکنّھا لتاکید الفعل فلا تکون تنوینًا ولا فی قولہ لا لتاکید الفعل حرف نفی دخلت علی فعل مقدّر دلّ علیہ قولہ لتاکید لانّہ جار ومجرور متعلق بفعل لفظًا او تقدیرًا وھی جملۃ وقعت صفۃ للتنوین تقدیرہ لا تکون التنوین الساکنۃ لتاکید الفعل او حرف عطف والمعطوف محذوف تقدیرہ التنوین نون ساکنۃ تتبع حرکۃ اٰخر الکلمۃ لا نون ساکنۃ تلحق الاٰخر لتاکید الفعل وھی ای التنوین خمسۃ اقسام القسم الاول من تلک الاقسام المتمکن وھو ما ای التنوین یدل علی ان الاسم ای الاسم الذی یدخل علیہ ھذا التنوین متمکن ای راسخ فی مقتضی الاسمیۃ ای انہ منصرف ویسمی تنوین الصرف ایضًا لفصلہ بین المنصرف والممتنع نحو زید ورجل وقد توھم ان التنوین فی مثل رجل للتنکیر وھذا غلط الا ترٰی انک لو سمّیت احدا برجل او ثوب او رو وجعلتہ علمًا بقی التنوین علی حالہ ولو کان للتنکیر لم یثبت فی الموضع الذی یتغیر مدلولہ فیہ فعلم بذلک انّ ھذا التنوین للتمکن لا للتنکیر والثانی ای القسم الثانی من تلک الاقسام للتنکیر وھو ما ای تنوین یدل علی ان الاسم الذی یدخل علیہ نکرۃ لا معرفۃ فیکون تنوین التنکیر ھو الفارق بین النکرۃ والمعرفۃ نحو صہٍ وامّا بغیر السکون منونًا ای اسکت سکوتًا فی وقتٍ مّا قال فی الصحاح تنوین صہٍ الفرق بین الوصل والوقف منونًا فمقتضی کلامہ ثبوت ھٰذا القسم السادس للتنوین وھو الفارق بین الوصل والوقف وقال الرضی تنوین التنکیر مختصّ بالصوت واسم الفعل نحو سیبویہ وصہٍ وامّا صہْ بالسکون غیر منونٍ وانما عقب صہْ بالسکون مع انہ لا یمکن الا ان یکون بالسکون لتخصیص الصورۃ الخطیۃ بالسکون فھذہ بمنزلۃ الاعجام فینبغی ان یُرمٰی ولا یُقرَءُ فمعناہ ای معنی صہ بالسکون اُسکتِ السکوتَ الاٰن ای اسکت السکوت الذی تعرفنا الاٰن اعلم انہ لا یمکن

ففیہ

لہ

طلب الشیء فی زمن الحال وان کان طلبا لما یمتنع امتناعا ذاتیا لم یفرغ الامر عن امر ولا یفهم المخاطب لا یمکن من المخاطب لاقامة دفعی قوله اسکت السکوت الآن مسامحة فمعناه اسکت السکوت متصلا بالآن والثالث ای القسم الثالث من تلک الاقسام للعوض وهو ما ای تنوین یکون عوضا عن المضاف الیه اذا حذف یاسم لتعاقبها علی آخر الکلمة نحو حینئذٍ وساعتئذٍ ویومئذٍ ای حین اذ کان کذا فالحین مضاف الی اذ واذ مضاف الی الجملة بعدها فلما حذفت الجملة تخفیفا الحقت التنوین باذ لیکون عوضا عن المضاف الیه وهو الجملة المحذوفة وعلی هذا القیاس ساعتئذٍ ویومئذٍ ای ساعة اذ کان کذا ویوم اذ کان کذا والرابع ای القسم الرابع من تلک الاقسام للمقابلة وهو التنوین الذی تدخل فی جمع المؤنث السالم کمسلمات فان التنوین فیها بمقابلة النون فی مسلمین لان الالف التاء فیها علامة للجمع کما ان الواو علامة للجمع فی مسلمون لیس هذا التنوین تنوین التمکن کما توهم بعضهم ولا تنوین التنکیر للثبوتی فی الاعلام الممتنعة من التنکیر ولا تنوین العوض عن المضاف الیه لان المعنی غیر مساعد له ولا تنوین الترنم لمجیئه فی اواخر الابیات والمصاریع فلم یبق الا کونه للمقابلة وهذه الاربعة المذکورة من اقسام التنوین تختص بالاسم وقد عرفت وجه اختصاصها فی بیان علامات الاسم وفی هذا الکلام اشارة الی ان القسم الخامس للترنم غیر مختص بالاسم بل هو مشترک بین الاسم والفعل والقسم الخامس من تلک الاقسام للترنم وهو الذی یلحق اواخر الابیات وانصاف المصاریع ای اواخر انصاف من الابیات التی جعلت مصاریع وذلک لتحسین الانشاد سمی بتنوین الترنم لحسن الغناء به ومن ثم سمی به لان فیه ترک الترنم ثم یتنبه علی ما قلنا کقول الشاعر وهو جریر شعرا قِفِی اللَّوْمَ عَاذِلُ وَالْعِتَابَنْ + وَقُولِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ + وکقوله ای قول الشاعر وهو رؤبة + یَا اَبَتَا عَلَّکَ اَوْ عَسَاکَنْ + فقوله یا ابتا منادی مضاف الی یاء المتکلم والتاء والالف عوض عن یاء المتکلم یعنی لَعَلَّکَ وعَسَاکَ عطف علیه وخبر لعل وعسی محذوف والتقدیر علک تجد رزقا او عساک تجد ذلک القول الاول مثال تنوین الترنم الذی یدخل الاسم والفعل آخر البیت والثانی مثال التنوین الذی یدخل علی الفعل ویلحق آخر المصاریع مثال تنوین الترنم الذی دخل علی الحرف قوله ع فمثل لها ان ترقنی لحسن هَنَنْ + ثم اعلم ان تنوین الترنم لم یوضع بمعنی من المعانی بل وضع لغرض الترنم ولیس معناه الترنم کما ان حرف التهجی لم توضع لشیء من المعانی بل وضع لغرض الترکیب فمعنی ذکر الترنم فی اقسام الحروف التی هی من اقسام الکلمة التی فیها الوضع مسامحة وکذا سائر التنوینات فی اعتبار الوضع فی بعض تسامح اذ الظاهر ان تنوین العوض وضع لغرض التعویض وتنوین المقابلة وضعت لغرض المقابلة وجعل التنوین دلالة علی الجمعیة کالنون بعید ففی قول المص الثالث للعوض والرابع للمقابلة والخامس للترنم

مسامحة حيث ابرز العوض المقابلة في معرض الموضوع له وقد يحذف اى التنوين سبيل
الوجوب من العلم اذا كان اى العلم موصوفا بابن او ابنة حال كون الابن والابنة مضافة
الى علم اخر نحو زيد بن عمرو وهند ابنة بكر وانما حذفت التنوين من هذا العلم طلبا للتخفيف
لطول اللفظ وكون العلم ثقيلا وكثرة الاستعمال وتحذف الف ابن خاصة حرفي الكتابة تصدقا
للتخفيف في الخط والدلالة على شدة اتصال الموصوف بالصفة ولا تحذف الف ابنة حيث ما كانت
موصوفة لانتباسها بالبنت وفي هذا الكلام اشارة الى ان الابن اذا كان صفة لغير العلم نحو قام
رجل ابن عمرو او لم يكن صفة نحو زيد ابن بكر او كان العلم موصوفا بغير العلم نحو قام زيد ابن اخي
لم يحذف التنوين في جميع هذه الصور وكذا تنوين الابنة فيما ذكر لان حكمها حكم الابن الا في حذف
همزتها كما مر ثم لما فرغ عن بيان التنوين شرع في بيان نون التاكيد فقال فصل
نون التاكيد اى النون الذي يفيد التاكيد بتحصيل المطلوب وهي نون وضعت لتاكيد
الامر والمضارع اذا كان فيه اى في المضارع طلب لانه لا يؤكد بهذا النون الا ما كان مطلوبا
وهي بأزاء قد اى بمقابلة قد التي وضعت لتاكيد الماضي اى كما ان قد وضعت لتاكيد الماضي
كذلك هذا النون وضعت لتاكيد المضارع بشرط معنى الطلب فيه وهي اى نون التاكيد
على ضربين احدهما خفيفة اى ساكنة ابدا نحو اضربن قدمها على الثقيلة لانها جزء من الثقيلة
ولان مفهومها بعض مفهوم الثقيلة وانما كانت ساكنة لكونها مبنية والاصل في البناء
هو السكون والثاني ثقيلة اى مشددة وهي ابلغ في التاكيد من الخفيفة وهي اى الثقيلة
مفتوحة للخفة ان لم يكن قبلها اى قبل الثقيلة الف مطلقا نحو اضربنّ ومكسورة عطف
على قوله مفتوحة ان كان قبلها اى قبل الثقيلة الف سواء كانت الف الضمير في التثنية نحو اضربانّ
او كانت زائدة في جمع المؤنث نحو اضربنانّ المشابهها بنون التثنية من حيث وقوعها بعد
الالف صورة وان ثبت بينهما فرق من حيث التشديد والتخفيف وتدخل اى نون التاكيد
خفيفة كانت او ثقيلة في الامر اى في آخر الامر مطلقا معلوما كان او مجهولا حاضرا كان او غائبا فان
قيل لم تدخل نون التاكيد في آخر الامر مع انها من حروف المعاني كحرف النفي والاستفهام والقسم
ومحلها صدر الكلام فينبغي ان يدخل في اول الامر قلنا انما لا تدخل نون التاكيد في اول الامر لانها
لو دخلت في الاول يلزم الابتداء بالسكون ولانها مشابهة بالتنوين ومحلها آخر الكلمة وكان المؤكد بكسر
متأخرا عن المؤكد ابدا ولان الخروج المذكورة لها صدر الكلام والا نفصال بخلاف النون فانها
تتصل بآخر الكلمة دائما وفي النهي والاستفهام والتمني والعرض جوازا اى تدخل نون التاكيد في
هذه المواضع الخمسة من الامر الى العرض خروجا جائزا وانما دخل نون التاكيد في هذه المواضع لان

نون التاكيد

ع في النهي والاستفهام

فی کل منہا ای من تلک المواضع طلبا ای لان معنی الطلب موجود فی کل واحد منہا فیناسب تاکیدا فلذا دخلت علیہ لتاکید الطلب اما وجود الطلب فی الامر والنہی والاستفہام فظاہر واما فی التمنی والعرض فلانہما بمنزلۃ الامر واعلم ان نون التاکید تدخل فی النفی وان لم یکن فیہ معنی الطلب لتشبیہہ بالنہی الا انہ قلیل ولہذا لم یذکرہ لان القلۃ ملحقۃ العدم نحو ہل تضربن بتشدید النون فی الاستفہام ولیتہ تضربنّ بتشدید النون فی التمنی ولا تمرن لنّ بتشدید النون فی العرض قد تدخل ای تلک النون فی القسم ای فی جواب القسم والا فنون التاکید لا تدخل فی نفس القسم وجوبا ای دخولا واجبا اذا کان جواب القسم مثبتا وانما دخل نون التاکید فی جواب القسم وجوبا لوقوع القسم علی ما یکون مطلوبا وجودہ وتحصیلہ للمتکلم غالبا فاراد وا ای القوم ان لا یکون اٰخر القسم خالیا عن معنی التاکید کما لا یخلو اولہ ای اول القسم منہ ای من التاکید نحو واللہ لافعلنّ کذا بتشدید النون فی القسم واعلم ان ای الشان یجب ضم ما قبلہا ای ما قبل نون التاکید خفیفۃ کانت او ثقیلۃ فی جمع المذکر غائبا کان او حاضرا نحو اضربنّ بتشدید النون وانما وجب ضم ما قبل نون التاکید ہہنا لیدل ای ضمّ ما قبلہا علی الواو المحذوفۃ فی اضربنّ لاجتماع الساکنین وہما حرف العلۃ واول نون التاکید لالتقاء بالضمۃ وانما لم یبق الواو علی حالہا مع ان مثل ہذا من اجتماع الساکنین جائز فی النون الثقیلۃ لان الاول حرف مدّ والثانی مدغم طلبا للتخفیف فان قیل کیف یجوز حذف الواو فی اضربنّ عن اتصال نون التاکید بہ لانہ فاعل وحذف الفاعل لا یجوز قلت لا نسلم ان الواو محذوفۃ لان الدال علیہا وہو الضمۃ موجود فکانہ لم یحذف وہذا کالامام فی صلوۃ المریض یقوم مقام الارکان فلا یعد ترکا کفایۃ بالقدر الممکن والکفایۃ عنہ کافیۃ ویضم فی لا تخشونّ لاطّراد ہ ویجب کسر ما قبلہا ای ما قبل نون التاکید مطلقا فی الواحدۃ المخاطبۃ نحو اضربنّ بتشدید النون وانما وجب کسر ما قبلہا لیدل ہذا الکسر علی الیاء المحذوفۃ لاجتماع الساکنین وہما حرف العلۃ واوّل نون التاکید وانما لم یبق الیاء علی حالہا مع ان مثل ہذا من اجتماع الساکنین جائز فی النون الثقیلۃ طلبا للتخفیف ویجب الفتح ای فتح ما قبل نون التاکید فیما عدا ہما ای فیما عدا جمع المذکر والمخاطبۃ وہو المفرد المذکر غائبا کان او حاضرا والغائبۃ والمثنی مطلقا وجمع المؤنث مطلقا اما وجوب فتح ما قبلہا فی المفرد فلانہ لو ضمّ ما قبلہا لالتبس المفرد بالجمع المذکر ولو کسر ما قبلہا لالتبس المفرد بالمخاطبۃ ولو سکن للزم اجتماع الساکنین فلما لم یکن غیر الفتح تعین الفتح ولان نون التاکید کلمۃ برأسہا انضمت الی کلمۃ اخری ومن عادتہم انہم اذا رکبوا کلمۃ مع کلمۃ اخری فتحوا اٰخر الکلمۃ الاولی نحو خمسۃ عشر لان الفتحۃ اخف الحرکات ولذا فتحوا النون المشددۃ للخفۃ واما وجوب فتح ما قبلہا فی المثنی وجمع المؤنث فلان

معہ ان

ما قبلها ای ما قبل النون الف والالف فی حکم الفتح او فی حکم العدم لانها غیر حاجز حصین لاجل سکونها وما قبلها مفتوح فیکون المراد بالفتح من قوله یجب الفتح فیما عداهما اعم من ان یکون حقیقة کما فی اِضْرِبَانِّ او حکما کما فی اِضْرِبَانِّ وانما لا یحذف الالف فی المثنی لئلا یلتبس بالواحد ولخفة الالف وزیدت الالف فی جمع المؤنث قبل النون ای قبل نون التاکید لکراهة اجتماع ثلث نونات احدها نون الضمیر والثانی نون التاکید المدغم والمدغم فیه لان النون الثقیلة بمنزلة النونین واجتماع المثلات یوجب الثقل الموجب للادغام فکیف اجتماع الامثال فزیدت الف الفاصلة دفعا الثقل والالف اخف حروف الزوائد فلذا اختیرت للفصل ولم یحذف نون الضمیر مع ان تدفع اجتماع ثلاث نونات لانها لیست علامة للرفع حتی تحذف بل هی ضمیر جمع المؤنث ولما جاز دخول نون الخفیفة فی مداخل الثقیلة الا فی الموضعین فان الثقیلة تدخل فیهما دون الخفیفة اشار الی بیانهما والنون الخفیفة لا تدخل فی التثنیة اصلا ای سواء کانت تثنیة المذکر او المؤنث ولا تدخل ایضا فی جمع المؤنث فلا یقال اِذْهَبَانْ ولا اِذْهَبْنَانْ وانما لا تدخل الخفیفة فی هذین الموضعین لانه ای لشان لو حرکت النون ای النون الخفیفة لم تبق خفیفة فلم تکن علی الاصل ای علی اصلها وان ابقیتها ساکنة علی الاصل لزم التقاء الساکنین ای الالف والنون علی غیر حدّه وهو غیر حسن توضیح هذا المقام ان النون الخفیفة لو دخلت علی التثنیة وجمع المؤنث یلزم احد المحظورین وهو اما تحریک النون الخفیفة واما ابقاءها علی السکون لا سبیل الی الاول لان وضع النون الخفیفة علی السکون فتحریکها خروج عن الوضع الاصلی مع حصول اللبس ولا الی الثانی لانه یلزم اجتماع الساکنین علی غیر حدّه ای غیر محل جواز التقاء الساکنین وذلک غیر جائز وانما عبّر عنه بقوله وهو غیر حسن اکتفاء بادنی ما به یکتفی ولا یمکن حذف احدهما لدفع التقاء الساکنین لانه یلزم الالتباس بالمفرد علی تقدیر حذف الالف فلم یکن حینئذ لاتصال النون فائدة اذ وجودها یؤدی الی عدمها واما التقاء الساکنین علی حدّه وهو ان یکون الساکن الاول من حروف المد والثانی مدغما وکلاهما فی کلمة واحدة هو ما ثبت فی نحو دَآبَّة اصلها دَابِبَة حذفت حرکة الباء الاولی وادغمت فی الثانیة لان المد فی الحروف بمنزلة التحریک فکان الساکن الاول متحرکا ولان المدغم لا یستقل بالتلفظ یعنی لم یکن ملفوظا الا بتبعیة المدغم فیه فهو کالمعدوم فکانه لم یکن فی الکلام الا ساکن واحد فان قلت یرد علی هذا نحو اُضْرِبُنَّ فان اصله اُضْرِبُوْنَّ اتصل به نون التاکید فکان القیاس ان یقع

یجتمع الساکن الاول مع الثانی

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی۔ مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اساتذہ مجلس انتظامی
چالیس تک جات ضابطہ کی تابیں ایک وقت
۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ دیگر جات تک
دو اراکین دارالترجمہ دی گئی ہیں ایک وقت
۳۔ طلبا نئی جدید شدہ دو کتابیں لے
کے طلبہ تین کتابیں ایم۔ اے ال ال بی دو کتابیں لے
طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکتے
۴۔ مدت مقررہ کتابیں واپس نہ ہوں تو جرمانہ
ایک آنہ یومیہ فی کتاب لیا جائے گا
۵۔ شرط ہوں قرار دیا جائے گا
پہلے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔
۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو قیمت پر واپس
ادا ہوگی۔
۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان نہ بنایا
لکھا جائے۔
۸۔ قلمی نسخے دوسرے کی کتابیں
جاری نہ کی جائیں گی فقط